بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

الصلوۃ و السلام علیک یا رحمۃ للعالمین

الحقائق فی الحدائق

المعروف

شرح حدائق بخشش

(جلد ہشتم)

شمس المصنفین ،فقیہ الوقت ،فیضِ ملّت ،مُفسرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ ابو الصالح مفتی محمد فیض احمد اُویسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

خوشخبری

مسلک اہلسنت و جماعت کے عقائد و نظریات۔۔۔

بد مذہبوں کے باطلہ عقائد اور ان کے رد۔۔۔

اہلسنت پر کیئے جانے والے اعتراضات کے جوابات پر مشتمل کتب و رسائل، آڈیو ویڈیو بیانات اور والپیپر حاصل کرنے کے لئے تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن کریں

https://t.me/tehqiqat

شرح حدائق بخشش

اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت امام احمد رضا قدس سرہ کا کوثر و تسنیم سے دھلا ہوا کلام سرکارِ دو عالم ﷺ کی عقیدت و محبت میں اس قدر ڈوبا ہوا ہے کہ سننے والا متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا تاہم آپ کے بہت سے اشعار ایسے ہیں کہ ان کے مطالب و معانی تک عوام تو کیا علماء بھی نہیں پہنچ سکتے۔

اس لئے شدت سے یہ کمی محسوس کی جارہی تھی کہ حدائق بخشش کی شرح لکھی جائے۔ کراچی کے حضرت علامہ غلام یٰسین مدظلہ العالی نے وثائق بخشش کے نام سے شرح لکھنی شروع کی اس کے صرف دو حصے چھپ سکے ہیں۔ حضرت مولانا محمد اول شاہ مدظلہ العالی بھی اس کی شرح کی لکھ رہے ہیں جو ماہنامہ القول السدید میں قسط وار چھپ رہی ہے لیکن یہ دونوں شرحیں مختصر ہیں۔

حضرت علامہ محمد فیض احمد اُویسی مدظلہ العالی نے الحقائق فی الحدائق کے نام سے حدائق بخشش کی مبسوط شرح پچیس جلدوں میں لکھی ہے جس کی چھ جلدیں چھپ چکی ہیں اور "دیر آید درست آید" کے مطابق خوب شرح لکھی ہے ابتداً حل لغات، پھر شرح اس تفصیل سے لکھی ہے کہ پڑھنے والے کا دل و دماغ روشن ہو جائے۔

حضرت علامہ محمد فیض احمد اُویسی مدظلہ العالی علوم و فنون کا بحرِ ذخار اور اہل سنت و جماعت کے علماء کی صفِ اول کے ممتاز عالم ہیں وہ بیک وقت شیخ القرآن والحدیث بھی ہیں، کامیاب مدرس، خطیب اور مناظر بھی ہیں۔ اس کے علاوہ کثیر التصانیف مصنف اور مترجم بھی ہیں۔ حضرت علامہ اسمٰعیل حقی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شہرۂ آفاق تصنیف "تفسیر روح البیان" کا ترجمہ کر کے شائع کر چکے ہیں، مثنوی شریف کی شرح کی پانچ جلدیں بھی چھپ چکی ہیں ان کے علاوہ ان کی تصانیف کی تعداد سینکڑوں تک پہنچتی ہے۔

حدائق بخشش میں امام احمد رضا بریلوی نے جن آیات و احادیث کی ترجمانی کی ہے یا جن کے اقتباسات دیئے ہیں حضرت علامہ نے اپنی شرح میں ان کی واضح نشاندہی کی ہے بلکہ ایک ایک شعر کی شرح میں متعدد آیات و احادیث پیش کر دیتے ہیں کہیں بزرگانِ دین کے واقعات بھی تحریر کر جاتے ہیں اور لطف یہ کہ ان کی تحریر سے نہ صرف عوام بلکہ علماءِ کرام بھی مستفیض ہو سکتے ہیں۔

البتہ انہوں نے امام احمد رضا کے کلام کے فنی اور ادبی محاسن بیان کرنے کی طرف توجہ نہیں دی یہ کام انہوں نے ماہرینِ فنِ شعر اور ادباء کے لئے چھوڑ دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کسی سخن شناس ادیب کو توفیق دے کہ وہ اس ضخیم اور بھاری بھرکم شرح کا خلاصہ تحریر کردے۔ (آمین)

محمد عبدالحکیم شرف قادری

۴ جمادی الآخر ۱۴۱۷ھ۔ ۱۸ اکتوبر ۱۹۹۶ء

نعت ۷۵

نہ عرش ایمن نہ انی ذاھب میں میہمانی ہے
نہ لطف ادن یا احمد نصیب لن ترانی ہے

شرح

اس صنعت میں تقابل کے علاوہ دو تلمیحات ہیں۔

موسیٰ علیہ السلام کے لئے قرآن مجید میں ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا

اِنِّیْ ذَاھِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَیَھْدِیْنِ ○ (پارہ ۲۳، سورۃ الصفت، آیت ۹۹)

میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں اب وہ مجھے راہ دے گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''لن ترانی'' تم مجھے نہیں دیکھ سکتے۔

حضور اکرم ﷺ جب معراج پر تشریف لے گئے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی ''ادن منی'' میرے قریب آؤ۔

شعر اول میں آیۃ

نُوْدِیَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَیْمَنِ . (پارہ ۲۰، سورۃ القصص، آیت ۳۰)

ندا کی گئی میدان کے داہنے کنارے سے۔

امام احمد رضا قدس سرہ نے فرمایا کہ یہ تو صرف ندا ہے میہمانی کی تو بات نہیں جو موسیٰ علیہ السلام کی میہمانی کی ندا کی گئی ہے ہاں عرش بریں پر تو بلا کر اپنے حبیب اکرم ﷺ کو خاص میہمانی سے نوازا پھر کہاں صرف نداء اور کہاں میہمانی رب العلا جلا وعلا ایسے ہی موسیٰ علیہ السلام کے لئے کوہ طور میں جلوہ کی حکایت کو حضور نبی پاک ﷺ کو قرب حق دیدار سے نوازا گیا۔ خلاصہ یہ کہ موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ طور اور حضور ﷺ کے واقعۂ معراج میں بہت بڑا فرق ہے۔

نصیب دوستاں گر اُن کے در پر موت آنی ہے
خدا یونہی کرے پھر تو ہمیشہ زندگانی ہے

شرح

مدینہ پاک میں اور بالخصوص آستانِ نبوت پرموت آنا حیاتِ جاودانی ہے نصیب دوستان فرما کر امام احمد رضا قدس سرہ نے تمام عاشقانِ صادق کو اپنے ساتھ ملالیا ہے کہ خدا کرے یہ سعادت ہر عاشق رسول ﷺ کو نصیب ہو۔

اسی در پر تڑپتے ہیں مچلتے ہیں بلکتے ہیں
اُٹھا جاتا نہیں کیا خوب اپنی ناتوانی ہے

حل لغات

مچلتے از مچلنا،ضد کرنا،ڈھٹائی کرنا وغیرہ۔ بلکتے از بلکنا،بے چین ہونا،بے قراری ہونا،پھوٹ پھوٹ کر رونا۔

شرح

عاجزی و ناتوانی کا کیا کہنا جو درِرسول کریم ﷺ سے اُٹھنے نہیں دیتی اور ہم آستانہ کریم پر ہی پڑے ہوئے تڑپ رہے ہیں اور مچل رہے ہیں اور اسی ضد اور ڈھٹائی میں ہی پھوٹ پھوٹ کر روتے رہیں گے کبھی تو وہ کریم نگاہ لطف سے نوازے گا۔

ہر ایک دیوار و در پر مہر نے کی ہے جبیں سائی
نگار مسجد اقدس میں کب سونے کا پانی ہے

حل لغات

مہر،سورج۔ نگار،نقش ونگار

شرح

مسجد نبوی پاک کے نقش ونگار پر جو سونے کا پانی چڑھا ہوا ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سورج نے یہاں کے در و دیوار پر جبین سائی کی ہے کیونکہ آفتاب کی شعاعوں سے دنیا میں سونا پیدا ہوتا ہے اسی لئے اسے سونے کا پانی سمجھو۔ نبی کریم ﷺ مکہ سے ہجرت کرنے کے بعد جب مدینہ میں تشریف لائے تو جس جگہ آپ کی اونٹنی بیٹھی تھی اسی جگہ اب مسجد واقع ہے اس سے متصل حضرت ایوب انصاری کا مکان تھا آپ کی میزبانی کی سعادت ان کے حصے میں آئی۔

مدینہ آنے کے فوراً بعد اگر چہ رسول اللہ ﷺ کے پیش نظر تنظیم مملکت کے نہایت اہم امور تھے لیکن ان میں سب سے پہلا کام ایک خانۂ خدا کی تعمیر تھی جیسا کہ قبا میں آپ نے چار روزہ مختصر قیام کے دوران سب سے پہلے جو کام کیا وہ مسجد ہی کا قیام تھا اس سے مسجد کی اہمیت و افادیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ اسلام میں مسجد کے ادارے نہ صرف مذہبی اہمیت حاصل ہے بلکہ تعلیمی ،معاشرتی اور سیاسی اعتبار سے بھی اس کا مقام متعین ہے جیسا کہ آگے تفصیلی مباحث سے واضح ہوگا دراصل اولین ضرورت ہی ایک ایسے مرکزی مقام کی تھی جہاں سے آپ تمام تعلیمی، معاشرتی اور سیاسی امور کی تدبیر انجام دیں۔ اسلامی تعلیم و تبلیغ اور اس کا عملی سبق سکھانے اور ان بنیادوں کو واضح کرنے کے لئے جن پر اسلامی ریاست کو چلانا تھا مسجد کا قیام انتہائی ضروری تھا۔

فائدہ

حضرت ابوایوب انصاری کا نام خالد تھا ان کا تعلق قبیلہ نجار سے تھا۔ صحیح مسلم باب الہجرۃ میں ہے کہ جب لوگوں میں آپ کی میزبانی کے متعلق اختلاف ہوا تو آپ نے کہا میں بنو نجار کے ہاں اتروں گا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے قصداً ایسا کہا تھا۔ امام بخاری نے بھی تاریخ صغیر میں تصریح کی ہے کہ آپ کا ابوایوب کے گھر اترنا اسی قرابت کی وجہ سے تھا۔

تعمیر

جس جگہ حضور کی ناقہ جا کر بیٹھی تھی وہ قطعۂ زمین سہل اور سہیل نامی دو یتیم بچوں کی ملک تھا۔ یہ بچے حضرت اسعد بن زرارہ کے آغوشِ تربیت میں تھے حضور نے اسی جگہ مسجد تعمیر کرنے کا ارادفرمایا۔ اس جگہ انصار کھجوریں خشک کرنے کے لئے پھیلاتے تھے اور اسی جگہ اسعد بن زرارہ نے مسلمان ہو کر نماز با جماعت کا انتظام کیا تھا گویا آپ کی تشریف آوری سے قبل ہی چند مقدس نفوس کے ہاتھوں ایک مسجد کی بنیاد پڑ گئی تھی۔

خانۂ خدا کی تعمیر کے لئے بنی نجار کے سارے لوگ اور یتیم بچے اس زمین کو بلا قیمت دینے پر تیار تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ مناسب نہیں سمجھا۔ طبقات ابن سعد کی روایت کے مطابق آپ نے اس زمین کو دس دینار میں خرید لیا۔ قیمت ادا کرنے کا شرف حضرت ابوبکر صدیق کو حاصل ہوا۔ ایک روایت میں ہے کہ اسعد بن زرارہ نے اس زمین کے معاوضہ میں ان کو بنو بیاضہ میں اپنا ایک باغ دے دیا تھا۔ مسجد کے لئے حاصل کردہ اس قطعۂ زمین میں کچھ قبریں اور کھجور کے درخت تھے۔ ابوداؤد نے اس بارے میں جو روایات بیان ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ قبریں اُکھڑوادی گئیں اور

کھجور کے درخت کٹوا دیئے گئے۔ جو درخت کٹے اُن کے ستون بنے کھجور ہی کے پتے چھت میں استعمال ہوئے۔ گیلی مٹی سے کچی اینٹیں بنائی گئیں اور ان اینٹوں سے مسجد کی چار دیواری تعمیر ہوئی۔ اس کی بنیاد زمین کی سطح سے تین ذراع (ہاتھ) گہری پتھروں سے بھری گئی۔ اس سے اوپر کچی اینٹوں سے دیوار اٹھی اس خانۂ خدا کی تعمیر میں رسول اللہ ﷺ بنفس نفیس ایک معاون کی حیثیت سے شریک ہوئے اور اپنے دست مبارک سے اینٹیں اُٹھا کر دیوار چنتے تھے گو صحابہ نے آپ سے درخواست کی کہ آپ ہماری موجودگی میں یہ کام نہ کریں لیکن آپ نے ان کی درخواست قبول نہ کی۔ آپ آخر وقت تک دوسروں کے ساتھ مل کر پوری مستعدی سے کام کرتے رہے اور اپنے جاں نثاروں سے ساتھ یہ رجز پڑھتے تھے۔

اللھم لا عیش الا عیش الاخرۃ فاغفر الانصار و المھاجرۃ

اے اللہ زندگی تو آخرت کی زندگی ہے لہٰذا تو انصار و مہاجرین کی مغفرت فرما۔

تعمیر کے وقت اس کا قبلہ بیت المقدس کی طرف رکھا گیا کیونکہ ابھی تک اہلِ اسلام کا قبلہ اسی جانب تھا۔ بیت المقدس کے شمال میں اور خانۂ کعبہ جنوب میں تھا مدینہ آنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے تقریباً سولہ، سترہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھائی۔ آخر نصف رجب ۲ھ میں تحویل قبلہ کا حکم آیا اس مسجد کے تین دروازے بنائے گئے۔ ایک دروازہ مسجد کے عقب کی جانب یعنی جنوب کی جانب رکھا گیا دوسرا دروازہ باب عاتکہ جس کو آج کل باب الرحمۃ کہتے ہیں تیسرا دروازہ بابِ عثمان جو اب بابِ جبریل کے نام سے موسوم ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ظاہری وصال یہیں پر ہوا۔ یہی وہ حجرۂ عالیہ ہے جہاں دس دس صحابہ کی جماعت نے اندر داخل ہو کر نمازِ جنازہ ادا کی اس جگہ کو مقصورۃ النبویۃ الشریفہ سے تعمیر کیا جاتا ہے۔ عمارت کا یہ حصہ مسجد نبوی کے دائیں جانب یعنی جانب مشرق ہے۔ آپ کے وصال کے بعد بھی حضرت عائشہ اسی حجرے کے ایک حصے میں رہتی تھیں۔ تیرہ برس تک یعنی جب تک حضرت عمر فاروق وہاں مدفون نہیں ہوئے تھے حضرت عائشہ وہاں بے حجاب آتی جاتی تھیں کیونکہ ایک شوہر دوسرا باپ تھا حضرت عمر کی تدفین کے بعد فرماتی تھیں کہ اب وہاں بے پردہ جاتے ہوئے حیا آتی ہے۔

روضۃ الجنۃ

مقصورہ شریفہ کے دائیں جانب سمت مغرب میں منبر مبارک سے مقصورہ شریف کی حد تک جگہ کو روضہ الجنۃ کہا جاتا ہے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے

مابین بیتی و منبری من ریاض الجنۃ

میرے منبر اور میرے حجرے کے درمیان کا حصہ جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے
یہ حصہ تقریباً پانچ ذراع ہے۔

صفہ واصحابِ صفہ

مسجد نبوی کے شمالی جانب ایک مسقّف پر چبوترہ تھا صفہ عربی میں سائبان کو کہتے ہیں یہ جگہ ان لوگوں کے لئے مقرر تھی جو بے گھر تھے جن کے رہنے کی کوئی جگہ نہ تھی نہ ان کے عزیز وا قارب اور رشتہ دار تھے اور نہ ہی ان کا کوئی معاشی سہارا تھا۔ ان میں مقامی لوگ بھی جو باہر سے تعلیم دین کے لئے آئے تھے اس اعتبار سے یہ دارالاقامۃ تھا علم کے شائقین اسی چبوترے پر بیٹھتے تھے اور علم حاصل کرتے تھے۔ ان کی مجموعی تعداد چار سو تک تھی یا اس سے کچھ کم یہ بتدریج آئے تھے اور وقتاً فوقتاً کم اور زیادہ ہوتے تھے کبھی دس بیس یا اس سے کم ہوتے اور پچاس ساٹھ تک پہنچ جاتے تھے۔ حضرت بلال، صہیب رومی، عمار بن یاسر، سلمان فارسی اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ان ہی لوگوں میں سے تھے ان سب نے اپنے آپ کو خدمت دین کے لئے وقف کر دیا تھا یہ لوگ دن بھر بارگاہ نبوت میں حاضر رہتے قرآن کی تعلیم حاصل کرتے اور آپ کی تعلیمات سے مستفید ہوتے۔ رات کو اس چبوترے پر پڑے رہتے ان میں سے وہ لوگ جو قرآن کی تعلیم زیادہ سے زیادہ حاصل کر لیتے قراء کے نام سے مشہور ہو جاتے تھے۔ دعوتِ اسلام کے لئے کہیں بھیجنا ہوتا تھا تو یہی لوگ بھیجے جاتے تھے وہ ستر قراء بھی ان ہی میں سے تھے جن کو غزوۂ احد کے بعد سن تین ہجری میں بیر معونہ میں دعوتِ اسلام کے لئے بھیجا گیا تھا اور وہ شہید کر دیئے گئے تھے۔ یہ لوگ زیادہ تر روزے سے رہتے تھے، ہر غزوہ میں شریک ہوتے تھے ان میں جب کوئی شادی کر لیتا تھا تو اس حلقے سے نکل آتا تھا۔ ان میں ایک جماعت دن کو جنگل سے لکڑیاں چن کر لاتی اور بیچ کر اپنے بھائیوں کے لئے کھانا مہیا کرتی تھی یا آنحضرت ﷺ کے پاس کسی جگہ سے صدقے کا کھانا آجاتا تو آپ وہ کھانا ان کے پاس بھیج دیا کرتے تھے۔

منبر نبوی

ابتدا میں کوئی منبر نہیں تھا رسول اللہ ﷺ خطبہ کے وقت کھجور کے درخت یعنی تنے سے جو ستون کی طرح آپ کے مصلّٰی کے قریب تھا سہارا لے کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ ایک جمعہ کو حضور اکرم ﷺ اسی کھجور کے تنے سے سہارا لئے خطبہ دے رہے تھے کہ ایک انصاری صحابی تمیم داری نے عرض کیا آپ پسند فرمائیں تو میں آپ کے لئے ایک منبر تیار کرا دوں جس پر کھڑے ہو کر آپ خطبہ دے سکیں اور لوگ آپ کو دیکھ سکیں اس سے آپ کو بھی راحت وسہولت ہوگی۔ آپ نے

صحابہ سے مشورہ کرکے اس تجویز کو پسند فرمایا اور منبر بنانے کی اجازت دے دی۔ایک روایت میں ہے کہ حضرت عباس بن عبدالمطلب نے کہا کہ میرا ایک غلام ہے جو اس کام کو اچھی طرح کر سکتا ہے اس طرح ایک منبر تیار کرایا گیا جس کے تین درجے تھے۔اس کے دو درجہ نیچے تھے اور ایک درجہ اوپر کی طرف جس پر کھڑے ہو کر آپ خطبہ دیا کرتے تھے جس روز رسول اللہ ﷺ نے اس جذع نخل کو چھوڑ کر منبر پر قدم رکھا تو اس تنے سے آپ کی جدائی کی وجہ سے گریہ و بکا کی آواز اس طرح سنی گئی جیسے کوئی ناقہ کرب و بے چینی سے گڑگڑاتی ہے۔آپ نے آواز سنی تو منبر سے اتر کر اس کے قریب آئے اس پر دست مبارک رکھا اور تسلی دی جس کی وجہ سے اس کی آواز آہستہ آہستہ کم ہوئی۔اسی وجہ سے اس کو اسطوانہ حنانہ کہتے ہیں اسی ستون کے پاس وہ صندوق رکھا تھا جس میں کتابت شدہ مصحف رکھا رہتا تھا۔اسی ستون کے پاس بیٹھ کر صحابہ قرآن یاد کرتے تھے اور اس مصحف سے نقل کر کے اپنے مصحف تیار کرتے تھے۔

مسجد نبوی کی اهمیت

سب سے پہلا خدا کا گھر ہونے کا شرف خانہ کعبہ کو حاصل ہے جس کی تعمیر ابوالانبیاء حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور ان کے صاحبزادے حضرت اسماعیل ذبیح اللہ نے کی اس کے بعد دوسرا خانہ خدا یہ ہے جس کے معمار حضرت ابراہیم کے مصدق خاتم الانبیا ﷺ ہیں۔اس اعتبار سے بیت عتیق کے بعد یہ دوسری قدیم عبادت گاہ ہے اسی مسجد کے بارے میں آپ کا یہ ارشاد ہے

انا خاتم الانبیاء و مسجدی خاتم مساجد الانبیاء وهو احق المساجد ان یزار وان یرکب الیه

میں خاتم الانبیاء ہوں اور میری مسجد تمام انبیاء کی مساجد کی خاتم ہے یہ مسجد الحرام کے بعد تمام مساجد میں اس بات کی زیادہ مستحق ہے کہ اس کی زیارت کی جائے اور اس کی طرف ثواب کی نیت سے سفر کیا جائے۔

یہ اُن تین مساجد میں سے دوسری مسجد ہے جن کی طرف تقرب الی اللہ یعنی ثواب کی نیت سے سفر کرنا نہ صرف جائز بلکہ مطلوب ہے۔چنانچہ آپ نے فرمایا

لا تشد الرحال الا الی ثلاثة مساجد مسجدی هذا والمسجد الاقصیٰ والمسجد الحرام

ثواب کی نیت سے سفر نہ کرو مگر تین مسجدوں کے لئے مسجد الحرام، میری یہ مسجد اور مسجد اقصیٰ۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ تقرب الی اللہ اور ثواب کی نیت سے سفر کرنے کی اجازت صرف ان تین مساجد کے لئے حاصل ہے باقی مساجد اور متبرک مقامات کے لئے یہ اجازت نہیں ہے۔

اسی مسجد کے بارے میں آپ کا یہ ارشاد ہے

صلوٰۃ فی مسجد ھذا خیر من الف صلوٰۃ فیما سواہ الا المسجد

میری اس مسجد میں نماز ہزاروں نمازوں سے بہتر ہے دوسری مساجد کے اعتبار سے بجز مسجد حرام کے۔

یہ وہ محترم ومقدس مسجد ہے جو دس سال تک درس گاہ نبوت اور سجدہ گاہ رسول رہ چکی ہے۔اسی میں حضور نے اور صحابہ نے سب سے زیادہ نمازیں پڑھیں۔اسی سے متصل گوشہ کو مدفن رسول اللہ اور دائمی قربت رسول کا شرف حاصل ہے اسی میں وہ متبرک حصہ ہے جس کے بارے میں آپ نے فرمایا

ما بین بیتی و منبر ی روضۃ من ریاض الجنۃ

میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کا حصہ جنت کے باغ کا ایک ٹکڑا ہے۔

اسی مسجد نبوی کو یہ فخر حاصل ہے کہ اس کی تعمیر میں خود رسول اللہ ﷺ اور صحابہ نے حصہ لیا اپنی خصوصیات کی وجہ سے دراصل یہی مسجد قرآن کی اس آیت کی مصداق ہے کہ

لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ا (پارہ ۱۱،سورۃ التوبۃ، آیت ۱۰۸)

بیشک وہ مسجد کہ پہلے ہی دن سے جس کی بنیاد پرہیز گاری پر رکھی گئی ہے وہ اس قابل ہے کہ تم اس میں کھڑے ہو۔

اگر چہ اس آیت میں عمومیت ہے کسی خاص مسجد سے تخصیص مناسب نہیں لیکن تخصیص کی صورت میں مسجد نبوی ہی اس کی زیادہ مصداق ٹھہرتی ہے کیونکہ اس کی تعمیر میں خود رسول اللہ نے اور صحابہ کی مقدس جماعت ''السابقون الاولون'' نے حصہ لیا۔ان نفوس قدسیہ سے بڑھ کر کون متقی پارسا اور پاک سیرت ہو سکتے ہیں جو دنیا ہی میں اللہ کے اس معزز اعزاز رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ سے نوازے گئے ایک حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔آپ سے جب اس کے بارے میں سوال کیا گیا وہ کون سی مسجد ہے جس کی بنیاد تقویٰ ہے تو آپ نے فرمایا کہ وہ میری یہ مسجد مدینہ ہے۔

اسلام زندگی کا ایک مکمل نظام رکھتا ہے جہاں وہ دین کی رہنمائی کرتا ہے وہیں وہ دنیوی زندگی کے ہر شعبے میں ہدایت دیتا ہے۔اس طرح سے سیاسی نظام بھی اس کا ایک جز ہے۔یہ بات اسلام کے مزاج میں داخل ہے کہ مذہب وسیاست ساتھ ساتھ چلیں یہاں مذہب وسیاست جدا نہیں بلکہ دونوں کی وحدت ہی اس کا طرۂ امتیاز ہے کیونکہ اسلام میں اس معنی میں مذہب نہیں جس معنی میں دوسرے مذاہب کو مذہب سمجھتا ہے یعنی اللہ کا دائرۂ حکومت ہے اور بادشاہ کا دائرۂ حکومت اور خدا کے حکم کے مطابق اجتماعی زندگی سے متعلق سارے مسائل عبادت ہی ہیں اسی وجہ سے ابتدائی زمانہ

اسلام میں جب مذہب وسیاست میں تفریق نہیں تھی ایک ہی شخص بیک وقت فرائض جہانبانی بھی ادا کرتا تھا اور مسجد کی امامت بھی اس کے فرائض منصبی میں شامل تھی اور وہی ایک عمارتِ مسجد سیاست اور مذہب دونوں کا مرکز تھی اس تعلق کا اظہار اس واقعہ سے بھی ہوتا ہے کہ مسجد ہر جگہ شہر کے وسط میں رہی اور فرماں روا کا مسکن ہمیشہ اس کے متصل رہا۔

اقامت صلوۃ

قرآن میں مسلمانوں کا ایک خاص وصف بیان کیا گیا

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ا (پارہ ۱۷،سورۃ الحج، آیت ۴۱)

وہ لوگ کہ اگر ہم انہیں زمین میں قابو دیں تو نماز برپا رکھیں اور زکوۃ دیں اور بھلائی کا حکم کریں اور برائی سے روکیں۔

گویا مسلمانوں کو اجتماعی طور پر اس نصب العین کا پابند کیا گیا ہے کہ وہ نماز قائم کریں لوگوں کو نیکی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں اسی وجہ سے مسلمانوں سے یہ مطالبہ ہے کہ وہ ایسی نظریاتی حکومت قائم کریں جو اخوت، مساوات، آزادی اور معاشرتی انصاف پر مبنی ہو۔اس اعتقادی ریاست کی عملی تشکیل کے لئے مسجد کی تنصیب ایک بنیادی ضرورت ہے نماز دین کا ستون ہے اور تمام عبادات میں زیادہ اہمیت رکھتی ہے قرآن حکم "وَ ارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ" کے مطابق فرض نماز اسی معین جگہ جسے مسجد کہتے ہیں ادا کرنی چاہیے۔رسول اللہ ﷺ نے بھی اس کو اجتماعی طور پر جماعت سے ادا کرنے کا حکم دیا ہے یہ جماعت سربراہ مملکت میں اور دوسری مساجد کے اندر اس کے نمائندوں کی امامت میں ہونی چاہیے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین کے عہد اور بعد کے ادوار میں ادا کی جاتی رہی اسی وجہ سے نماز کی دعاؤں وغیرہ میں مفرد کے بجائے جمع کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے سے مسلمانوں کے اندر اخوت،مساوات، ہمدردی اور رواداری کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اونچ نیچ، امیر غریب، شاہ وگدا کا فرق و امتیاز ختم ہوجاتا ہے۔انتشار نشست اور بدنظمی کا قلع قمع ہوتا ہے ان ہی اعلیٰ مقاصد کے تحت مسلمان دن میں ایک مرتبہ نماز کے لئے یکجا ہوتے ہیں تا کہ ان کے درمیان اخلاقی بنیاد پر معاشرتی تعلقات قائم ہوں۔اس سے معلوم ہوا کہ نماز کے لئے مسجد کا وجود ناگزیر ہے اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ ہماری عبادتوں کی تکمیل میں مسجد ایک اہم کردار ادا کرتی ہے جس کو قائم رکھنا ملت اسلامیہ کے لئے بے حد ضروری ہے۔

مرکز ثقافت

مذہبی مرکز ہونے کے علاوہ مسجد نبوی مسلمانوں کا معاشرتی و ثقافتی مرکز بھی تھا۔یہیں سے مسلمانوں کوان تمام مسائل کی تعلیم دی جاتی تھی جوان کی فلاح اور خوش حالی سے متعلق ہوتے تھے جمعہ کا خطبہ اسی مقصد کے پیش نظر رکھا گیا ہے کہ ہفتہ بھر کے مسائل و حالات سے عوام کو باخبر کیا جاتا ہے۔اس خطبے کولازمی قرار دیا گیا اوراس میں شرکت پر بھی بہت زور دیا گیا ہےاس کے علاوہ جب بھی یہ ضرورت محسوس ہوتی تھی کہ مسلمانوں کوکسی بات پر اطلاع دی جائے تو مسجد میں اس پر خطبہ دیا جاتا تھاحتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ اپنی آخری بیماری میں انتہائی ضعف کی حالت میں بھی سہارے سے مسجد میں تشریف لائے اور آپ نے خطبہ دیا۔

اس عوامی تعلیم کے علاوہ مسجد نبوی میں ان طالبانِ حق کے لئے بھی انتظام تھا جو خاص طور پر علم ہی حاصل کرنا چاہتے تھے وہ لوگ جوملک کے بعید حصوں میں اسلام کی روشنی پھیلانا چاہتے تھےاور جن کوتبلیغ کے لئےتعلیم دینامقصود ہوتا تھاان کی مسجد میں صرف تعلیم ہی نہیں ہوتی تھی بلکہ ان کے قیام کا بھی وہیں انتظام تھامسجد کا یہ حصہ صفہ کہلاتا تھا۔اس کا ذکر اوپر آچکا ہے۔مسجد نبوی میں اشعار بھی پڑے جاتے تھے چنانچہ رسول اللہ کے شاعر حضرت حسان بن ثابت نبی کریم ﷺ کی شان میں اشعار کہتے تھےاور جب کبھی دوسرے شعراء کے کلام کا جواب دیناہوتا تو حضرت حسان بن ثابت کومسجد نبوی میں طلب کیا جاتا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے مسجد کے صحن میں حبشی فنکاروں کوڈھال اور نیزے کے کرتب دکھانے کی بھی اجازت مرحمت فرمائی ۔ بخاری میں ہے کہ حضرت عائشہ نے رسول اللہ ﷺ کے کندھے کا سہارا لئے ہوئے حبشی فنکاروں کے کرتب دیکھے۔غزوۂ خندق کے موقع پر جب حضرت سعد بن معاذ سخت بیمار ہوئےتو ان کے لئے مسجد کے صحن میں خیمہ بھی نصب کیا گیا نیز مالِ غنیمت ،زکوٰۃ اور صدقات کی رقم مسجد میں آتی تھی اور تقسیم کی جاتی تھی چنانچہ آپ ﷺ کے زمانہ میں جب بحرین سے مالِ غنیمت آیاتو اس کے بارے میں آپ نے فرمایا "فی المسجد" ڈال دو۔ پھر آپ نے نماز سے فارغ ہوکر اسے تقسیم کرڈالا ۔ مسلم اور غیر مسلم قبائل کے وفود سے ملاقات مسجد کی چاردیواری میں ہوتی تھی نجران کا عیسائی وفد جب آپ سے ملنے آیا تو اسے مسجد میں ٹھہرایا گیا وفد ثقیف سے گفتگو مسجد میں ہوئی۔عہد نبوی میں مسجد سے جیل خانہ کا بھی کام لیا گیا۔آپ ہی کے زمانہ کا واقعہ ہے کہ ثمامہ بن اثال گرفتار ہوکر آئے توان کومسجد کے ایک ستون سے باندھ دیا گیا۔ جب آپ مسجد میں تشریف لائے تو آپ نے فرمایا ثمامہ کوچھوڑدووہ مسجد سے نکل کر قریب ہی ایک باغ میں گئے انہوں نے وہاں غسل کیااور واپس آکر مشرف با اسلام ہوئے۔

مرکز سیاست

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ دین اسلام مذہب وسیاست دونوں کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے اسی لئے
رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین اور ان کے بعد بھی مسجد مسلمانوں کے لئے ایک عبادت ہی کی جگہ نہیں تھی بلکہ اس کو
ملی مرکز کی حیثیت حاصل تھی تمام قومی وملی معاملات وہیں طے ہوتے تھے۔ جب کبھی جہاد کا موقع آتا تو دفاع اور مہمات
کی تدابیر پر مسجد ہی میں مشورے ہوتے تھے۔ جب کبھی اہم خبر آتی تو اس کے سنانے کے لئے مسلمانوں کو مسجد ہی میں
بلایا جاتا تھا۔ گویا مسجد ہی مسلمانوں کا دار الشوریٰ یا کونسل ہال تھی۔ امت کا خلیفہ نماز کے لئے مقرر کیا ہوا امام اور مقرر کا
خطیب تھا چنانچہ سقیفہ بنی ساعدہ میں جب نبی کریم ﷺ کی وفات پر حضرت ابوبکر صدیق منتخب ہوئے تو دوسرے دن مسجد
نبوی میں عام بیعت ہوئی بیعت عامہ کے بعد آپ نے خطبہ دیا۔ اسی خطبہ میں آپ نے فرمایا تھا لوگوں میں تم پر حاکم
ہوں اگر چہ میں سب سے بہتر نہیں ہوں۔ اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی
بیعت خلافت مسجد میں واقع ہوئی۔ حضرت عمر نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں خلیفہ کے تقرر کے لئے مشورہ کیا تو لوگوں
کو مسجد ہی میں جمع کیا اور خلافت کے مسئلے کو چھ اشخاص پر چھوڑ دیا کہ ان میں سے کسی ایک کو خلیفہ منتخب کرلیا جائے۔
حضرت عمر نے اسی منصب کی ادائیگی میں نماز پڑھاتے ہوئے جامِ شہادت نوش کیا۔ حضرت عثمان مسجد ہی میں تشریف
رکھتے تھے جب آپ پر پہلا حملہ ہوا اور اتنے پتھر برسائے گئے کہ آپ منبر سے گر کر بے ہوش ہوگئے۔ حضرت علی کا انتخاب
بھی مسجد نبوی میں ہوا چنانچہ حضرت عثمان کی شہادت کے تیسرے دن حضرت علی مسجد نبوی میں آئے اور وہاں مہاجرین
وانصار سے بیعت لی۔ خلفاء خصوصیت کے ساتھ منبر سے تقریر کیا کرتے تھے اور جب وہ حج کے لئے جاتے تھے تو مکہ
ومدینہ کے منبروں سے خطبہ دیا کرتے تھے۔ اس طرح سے مسجد کے منبر کو دستوری حکومت کے تحت کی حیثیت حاصل تھی۔
مسجد ہی وہ مرکزی جگہ تھی جہاں خلیفہ اور عوام کی ملاقات ہوتی تھی یہیں پر مجلس شوریٰ کے جلسے ہوتے تھے چنانچہ حضرت عمر
کے زمانہ کا ذکر ہے

كان للمهاجرين مجلس فى المسجد و كان عمر يجلس معهم فيه ويجدثهم عما ينتهى اليه من
الامور الافاق . (فتوح البلدان مطبوعہ شرکۃ الکتب، العربیہ قاہرہ مصر، ۱۹۰۱ء صفحہ ۲۷۶)

مسجد نبوی میں مہاجرین کی ایک مجلس قائم تھی اس میں حضرت عمر ان معاملات کے بارے میں گفتگو کرتے تھے جو ان کی
حکومت میں اطرافِ ملک سے پیش ہوتے تھے۔

یہی عدالت عالیہ بھی تھی جہاں مسلمانوں کے باہمی جھگڑے فیصلے کے لئے پیش ہوتے تھے یہیں اپیلیں سنی جاتی

تھیں اور یہیں پر جرائم پر تنبیہ کی جاتی تھی۔ مرکز اسلام کی یہ مسجد صرف رسمی مسجد نہ تھی بلکہ اسلام کا نا قابل تسخیر قلعہ تھی یہاں دین و دنیا کے سارے احکام و قوانین رو بعمل لائے جاتے تھے یہیں سے جہاد میں فوج روانہ کی جاتی تھی۔ (بخاری شریف جلد ا صفحہ ٦٠)

وفو د یہیں ٹھہرائے جاتے تھے جنگ میں زخمی ہو جانے والوں کے لئے کیمپ قائم کئے جاتے تھے۔ گویا یہ مسجد دارالشریعت (پارلیمنٹ) دارالعلوم (یونیورسٹی) دارالقضاء (عدالت عالیہ) دارالعسکر (فوجی چھاؤنی) سب ہی کچھ تھی۔ غرض مسجد نبوی کی ہمہ گیر حیثیت نے مسلمانوں کی تربیت و تنظیم میں غیر معمولی کردار ادا کیا ہے۔ لیکن آج

مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے یعنی وہ صاحب اوصاف حجازی نہ رہے

رو گئی رسم اذاں روحِ بلالی نہ رہی فلسفہ رہ گیا تلقین غزالی نہ رہی

تیرے منگتا کی خاموشی شفاعت خواہ ہے اس کی

زبان بے زبانی ترجمانی خستہ جانی ہے

حل لغات

منگتا، بھک منگا، فقیر۔ ترجمان، ترجمہ کرنے والا، کسی کے خیال کو اپنے لفظوں میں بیان کرنے والا۔ خستہ جانی، زخمی اور رنجیدہ جان والا۔

شرح

مثل مشہور ہے کہ فقیر کی صورت سوال ہے یعنی سائل کی خستہ جانی اور خاموشی اور بے زبانی اس کی زبان و ترجمان ہے اور اے حبیب کبریا ﷺ آپ کا یہ گدا شفاعت کا امیدوار و طلب گار ہے۔

کھلے کیا راز محبوب و محبّ مستان غفلت پر

شراب قدرای الحق زیب جام من رانی ہے

شرح

حدیث شریف میں ہے

من رانی فقد رای الحق جس نے مجھے دیکھا اس نے حق کو دیکھا

اب شعر کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ غفلت کی نیند سو رہے ہیں ان پر محبوب و محبّ کی محبت کا یہ راز کیسے کھل سکتا ہے

کہ رسول اللہ ﷺ کے جام (شیشے) میں دیدارِ الٰہی کی شراب بھری ہوئی ہے۔

حدیث شریف

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے شعر کے مصرعہ ثانی میں ایک حدیث مبارک بیان فرمائی ہے اس کا متن یوں ہے

عن ابی قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ من رانی فقد رای الحق .

(مشکوٰۃ صفحہ ۳۹۴)

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے حق دیکھا یعنی یقیناً مجھے دیکھا یا یہ معنی ہے کہ جسے میرا دیدار ہوا اسے دیدارِ حق ہوا یہی دوسرا معنی مراد ہے۔

ایک اور روایت سے ہے

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال من رانی فی المنام فقد رانی فان الشیطان لا یتمثل فی صورتی. (بخاری، مشکوٰۃ صفحہ ۳۹۴)

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے یقیناً مجھے دیکھا اس لئے کہ شیطان میری صورت میں نہیں آ سکتا۔

فائدہ

کہاں دیکھا کس نے اور کس زمانہ میں دیکھا کوئی تخصیص نہیں گویا بیک وقت کروڑوں کو یہ دولت نصیب ہوئی۔

ایک اور روایت میں ہے

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ من رانی فی المنام فسیرانی فی الیقظۃ ولا یتمثل الشیطان بی. (بخاری صفحہ ۲۵، مشکوٰۃ صفحہ ۳۹۴، مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۴۲، ابوداؤد ۳۲۹)

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو وہ عنقریب بیداری میں بھی دیکھے گا۔ اس لئے کہ شیطان کو میری صورت اختیار کرنے کی طاقت نہیں۔

فائدہ

ہر جگہ ہر زمان جب بھی جس کی قسمت چمکے گی زیارت ہوگی اور ان حدیث شریف کا مطلب بالکل واضح ہے کہ

جسے بھی خواب میں حضور اکرم ﷺ کی زیارت کا شرف قسمت کی یاوری پر ہے اور عالم بیداری میں زیارت کا نصیب ہونا نہ صرف ممکن بلکہ حقیقت ہے۔

علامہ بدرالدین شارح بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا کہ حدیث میں متعدد الفاظ صحیح طور پر وارد ہوئے ہیں مثلاً

من رانی فان الشیطان لا یتمثل فی صورتی

اور

من رانی فکانما رانی فی الیقظة

پھر ایک حدیث میں ہے

فان لا ینبغی للشیطان ان یشتبه بی

اور ایک لفظ انور شاہ کشمیری نے فیض الباری میں بڑھایا

فان الشیطان لا تلوننی

سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تفسیر روح المعانی پارہ ۲۲ صفحہ ۳۴ میں فرماتے ہیں

هذا الحدیث یدل علی ان من یراه صلی الله تعالی علیه وسلم فی النوم فسیراه فی الیقظة وهل هذا علی عمومه فی حیاته وبعد مماته علیه الصلاة و السلام او هذا کان فی حیاته وهل ذلک لکل من رآه مطلقا او خاص بمن فیه الأهلیة والاتباع لسنته علیه الصلاة و السلام اللفظ یعطی العموم ومن یدعی الخصوص فیه بغیر مخصص منه صلی الله تعالی علیه وسلم فمتعسف وأطال الکلام فی ذلک ثم قال وقد ذکر عن السلف والخلف وهلم جرا ممن کانوا راوه صلی الله تعالی علیه وسلم فی النوم وکانوا ممن یصدقون بهذا الحدیث فراوه بعد ذلک فی الیقظة وسألوه عن اشیاء کانوا منها متشوشین فاخبرهم بتفریجها ونص لهم علی الوجوه التی منها یکون فرجها فجاء الا کذلک بلا زیادة و لا نقص.

یہ حدیث "من رانی فی المنام فسیرانی فی الیقظة" دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ جس نے حضور ﷺ کو خواب میں دیکھا وہ عنقریب حضور ﷺ کو بیداری میں دیکھ لے گا رہا یہ سوال کہ یہ حدیث اپنے عموم پر ہے حضور کی حیاتِ ظاہری

اور وفاتِ اقدس کے بعد یا حیاتِ ظاہری کے ساتھ مخصوص ہے نیز یہ سوال کہ یہ اُس شخص کے لئے ہے جس نے حضور کو دیکھا مطلقاً یا خاص ہے ان لوگوں کے ساتھ جن میں اہلیت اور اتباعِ سنت کا وصف پایا جاتا ہے تو ان دونوں سوالوں کا جواب یہ ہے کہ الفاظ حدیث عموم کا ہی فائدہ دیتے ہیں اور جو شخص حضور کی تخصیص کے بغیر اپنی طرف سے خود بخود تخصیص کا دعویٰ کرے وہ متعصب ہے اور امام موصوف نے اس کے متعلق کلام طویل فرما کر ارشاد فرمایا ہے کہ سلف سے لے کر خلف چلے آیئے ان میں سے جو لوگ بھی نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھتے تھے اور اس حدیث کی تصدیق کرنے والوں میں سے تھے انہوں نے حضور اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھنے کے بعد بیداری میں دیکھا اور حضور ﷺ سے ایسی چیزوں کے متعلق سوال کیا جن میں وہ متردد تھے تو حضور اکرم ﷺ نے اشیاء میں تردد سے کشادگی کی خبر دی اور ان کے لئے وجوہ کی تصریح فرمادی جس سے متردد فیہ امور بالکل کشادہ ہو جائیں اور پھر حضور کے فرمان کے مطابق بلاکم و کاست اسی طرح وہ امور واقع ہوئے۔

فائدہ

تفسیر روح المعانی پر مخالفین کو خاصہ اعتماد ہے انہوں نے ایک ایسی بہترین توجیہ بیان فرمائی ہے اس کے بعد منکرین کے لئے جائے دم زدن نہیں لیکن جس کی قسمت ازل سے ماری گئی ہو اس کا علاج نہیں ہو سکتا۔

حضرت سید صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مشکوۃ شریف کے حاشیہ میں انہی احادیث کے تحت لکھتے ہیں

واختلفوا فی معنی الحدیث فقیل معناہ ان رؤیاہ صحیحہ لیست من اضغاث احلام ولا من تسویلات الشیطان وقیل معناہ من رانی فی صورتی التی انا علیہ فقد رانی حقیقۃ لان الشیطان لا یتمثل بھذہ الصورۃ المخصوصۃ وقیل من رانی بای صورۃ کانت فانہ رانی حقیقۃ لان تلک الصورۃ مثل لروحہ المقدسہ سواء کانت صورتہ المخصوصۃ اوغیرھا فان الشیطان ویتمثل بمثال علی انہ مثال لہ ﷺ۔

اس حدیث کے معنی میں اختلاف ہے بعض نے کہا یہ روایت صحیح ہے خیال تصورات نہیں اور نہ ہی شیطانی اثرات میں، بعض نے کہا اس کا مطلب یہ ہے جس نے میری وہ صورت دیکھی جس پر میں ہوں اس نے حقیقۃً مجھے دیکھا کیونکہ شیطان اس صورت میں نہیں آ سکتا، بعض نے کہا جس نے مجھے جس صورت میں دیکھا واقعی اس نے مجھے دیکھا کیونکہ وہ صورت اس روح کی مثال صورت ہے خواہ صورۃ مخصوصہ ہو یا اس کی غیر کیونکہ شیطان اس مثال کو بھی نہیں اختیار کر سکتا جو

حضورﷺ کی مثال صورت ہے۔

امام نووی شرح مسلم میں حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل کر کے لکھتے ہیں

قال بعضهم خص الله سبحانه النبیﷺ بان رویه الناس اماه صحیحة کلها و صدق

بعض نے فرمایا کہ یہ بھی حضور اکرمﷺ کی خصوصیات سے ہے کہ لوگوں کو آپ کی خواب میں زیارت ہو جائے اور یہ صحیح اور سچ پر مبنی ہے۔

سید امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی موضوع پر ایک تصنیف فرمائی جس کا نام ہے ''تنویر الحلک فی رویۃ النبی والملک'' جوایک سوال کا جواب دیتے ہوئے ''فسیرانی فی الیقظة'' کی یوں تشریح فرماتے ہیں علمائے کرام نے فرمایا کہ ''فسیوانے'' کے ارشادِ گرامی میں اختلاف ہے بعض نے تو کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص حضور اکرمﷺ پر اپنی زندگی میں ایمان لایا لیکن زیارت سے مشرف نہ ہو سکا اسے خوشخبری ہے کہ موت سے قبل اسے زیارت نصیب ہوگی۔ ایک قوم نے کہا یہ حدیث اپنے اصل پر ہوگی یعنی جس خواب میں زیارت ہوئی وہ بیداری میں بھی زیارت سے مشرف ہوگا یعنی انہی آنکھوں سے مشرف ہوگا۔ بعض کے نزدیک دل کی آنکھوں سے بہرہ ور ہوگا یہ دونوں قول حضرت قاضی ابوبکر بن العربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہیں۔ امام ابومحمد بن ابی حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ان حواشی میں بیان فرمایا جوانہوں نے امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحیح بخاری کی چند منتخبہ احادیث پر تحریر فرمائے ہیں فرمایا کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ جو حضور اکرمﷺ کو خواب میں دیکھے گا اسے عالم بیداری میں زیارت ہوگی لیکن سوال یہ ہے کہ یہ حدیث اپنے عوام پر ہے کہ خواب دیکھنے والے نے آپ کو آپ کی زندگی میں خواب دیکھا تو پھر بیداری میں زیارت سے مشرف ہوگا اور آپ کے وصال شریف کے بعد بھی اسے بیداری زیارت ہو سکے گی یا صرف یہ بات آپ کی ظاہری حیاتِ مقدسہ تک محدود ہے پھر یہ بشارت ہر شخص کے لئے ہے کہ خواب میں زیارت کرنے کے بعد عالم بیداری میں زیارت ہوگی یا یہ خاص اس کے لئے ہے جسے عالم بیداری کی اہلیت ہے اور اس شخص کو حضور اکرمﷺ کی اتباع کا شرف حاصل ہے۔ حق یہ ہے کہ چونکہ حدیث میں عموم ہے فلہذا یہ حدیث شریف اپنے عموم پر رہے گی جو شخص بلا تخصیص از حضورﷺ کے اپنے قیاس سے اسے مخصوص سمجھتا ہے وہ غلط کار ہے۔

سوال

اس حدیث کو اپنے عموم پر رکھنے کو عقل نہیں مانتی اس لئے کہ عالم برزخ میں رہنے والے کو عالم دنیا میں کس طرح

دیکھا جا سکتا ہے۔

جواب اول

اس سوال سے دو خرابیاں لازم آتی ہے۔حضور اکرم ﷺ (جو تمام سچوں سے سچے اور وہ خود نہیں بولتے بلوائے جاتے ہیں) کی خبر کی تکذیب لازم آتی ہے۔قادرِ قدیر کی قدرت سے جہالت اور اس کی عاجزی لازم آتی ہے۔

گویا کہ معترض نے سورۂ بقرہ کا قصہ سنا ہی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کو بیان فرمایا کہ

اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ۱ كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى (پارہ ۱،سورۂ البقرہ، آیت ۷۳)

اس مقتول کو اس گائے کا ایک ٹکڑا مارو اللہ تعالیٰ یوں ہی مُردے جلائے گا۔

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چار پرندوں کا واقعہ اور حضرت عزیر علیہ السلام کا قصہ کیے معلوم نہیں ہے کہ گائے کے ایک ٹکڑے کو مُردے کے زندہ کرنے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کو پرندوں کے زندہ کرنے اور عزیر علیہ السلام کے تعجب سے ان کی اور ان کے گدھے کی موت کا اور ان کا ایک سو سال کے بعد زندہ کرنے کا سبب بنایا۔اسی طرح وہ قادر ہے کہ وہ حضور اکرم ﷺ کی خواب میں زیارت کو عالم بیداری میں زیارت کا سبب بنا دے۔اس کے بعد وہ حدیث نقل فرمائی جس میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی صورتِ مبارکہ حضرت ابن عباس کو شیشہ میں دکھا دی ۔ یہ مکمل حدیث فقیر نے شرح حدائق بخشش جلد سوم میں نقل کی ہے۔

فائدہ

بعض سلف وخلف بلکہ ایک بڑی جماعت سے منقول ہے کہ جن کو حضور اکرم ﷺ کی خواب میں زیارت نصیب ہوئی اور وہ اس حدیث کی تصدیق کرتے تھے ان کو عالم بیداری میں حضور اکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی اور انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے چند شبہات حل کرائے جن میں وہ عرصہ تک پھنسے رہے اور حضور اکرم ﷺ نے ان کی مشکل کشائی فرمائی بلکہ وہ بہت سے امور کی مشکل کشائی کی علامات بھی بتا دیں جن سے بعینہ اس طرح بات ہوئی جس طرح حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

جواب دوم

اس منکر سے پوچھنا چاہیے کہ کیا وہ کرامات اولیاء کا قائل ہے یا نہیں اور اگر کرامات کا منکر ہے تو اس سے بحث فضول ہے کیونکہ وہ ایک ایسی بات کا منکر ہے جو دلائل واضحہ سے ثابت ہے اگر وہ کرامات کا قائل ہے تو حضور ﷺ کی

بیداری میں زیارت بھی اسی قبیل سے ہے کیونکہ اولیاءِ کرام کو بطرق خرقِ عادت عالم علوی وسفلی کی متعدد چیزیں منکشف ہو جاتی ہیں کرامات کا قائل اس سے انکار نہیں کرسکتا۔ (شرح از امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

یہ حدیث عام ہے اس شخص سے خاص نہیں جسے بیداری میں زیارت کی اہلیت ہو اور حضور اکرم ﷺ کی تابعداری اسے نصیب ہو۔ اس سے مراد یہ ہے کہ بیداری میں بھی اسے زیارت نصیب ہوگی جسے اہلیت اور تابعداری نصیب ہے لیکن خواب میں زیارت کا شرف بھی اسی بات پر موقوف ہے اگرچہ خواب میں بار بار زیارت حاصل کر چکا ہے لیکن بیداری میں یکبار تو ضرور زیارت ہوگی تاکہ حضور اکرم ﷺ کے ارشادِ گرامی کے خلاف وعدہ نہ ہو۔

فائدہ

عوام کو بیداری کی زیارت موت سے تھوڑا عرصہ پہلے ہوتی ہے یہاں تک کہ روح اس کے جسم سے خارج نہیں ہوتی جب تک حضور اکرم ﷺ کو دیکھ نہ لے اس سے وعدہ کا ایفاء مطلوب ہے۔ عوام کے علاوہ خواص کو ان کی زندگی میں یا تو بہت یا تھوڑے بار بوجہ سنت پر محافظت یا ان کی جد و جہد کے مطابق۔

حضرت امام غزالی کی اپنی کہانی

جناب حضرت ابو حامد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب ''المنقد من الضلال'' فرماتے ہیں کہ جب میں نے علوم سے فراغت پائی تو ارادہ ہوا کہ حضراتِ صوفیاءِ کرام کا طریقہ بھی حاصل کرلوں تاکہ ان کے اقوال واذکار سے نفع نصیب ہو کیونکہ مجھے یقین ہے کہ صوفیاءِ کرام ہی اللہ تعالیٰ کی راہ پر چلتے ہیں ان کی عادتیں اور سیرتیں بہترین عادتیں اور سیرتیں شمار ہوتی ہیں اور ان کا طریقہ بہترین طریقوں سے سمجھا جاتا ہے اور پھر ان کے پاکیزہ اخلاف کا کیا کہنا بلکہ میں کہتا ہوں کہ دنیا کے جمیع عقلاء کے عقول اور حکماء کی حکمتیں اور علماءِ شرح کے باوجودیکہ اسرارِ شرع کے پورے ماہر ہیں وہ بھی سب مل کر حضراتِ صوفیاءِ کرام کے اخلاق وسیرتیں اور ان کے طریقوں کے خلاف نئے طریقے واخلاق اور سیرتیں ایجاد کریں اور یہ خیال ہو کہ حضراتِ صوفیاءِ کرام کی سیرتوں اور اخلاف سے بہتر طریقے ایجاد کرلئے تو

این خیال است ومحال است وجنوں

اس لئے کہ ان کی جمیع ظاہری وباطنی حرکات وسکنات مشکوٰۃ نبوت کے نور سے حاصل ہیں اور دنیا میں نور نبوت سے بہتر کوئی اور نور نہیں جس سے فیض حاصل کیا جاسکے۔

وهم في يقظهم يشاهدون الملائكة وارواح الانبياء ويسمعون منهم فوائد ثم يترقى الحال من

مشاھدۃ الصور و الامثال الی درجات یضیق عنھا لضاق النطق.

(الحاوی للفتاوی صفحہ ۴۴۱ وفتاوی حدیثیہ جلد ۲ صفحہ ۲۵۵ ور فع الوسوسہ صفحہ ۲)

تبصرہ أویسی غفرلہ

جس حدیث کو امام احمد رضا قدس سرہ نے شعر کے مصرعہ میں سمویا ہے فقیر نے اس کے دو ترجمے کئے (۱) عالمانہ (۲) عارفانہ۔ یہ دوسرا ترجمہ امام احمد رضا قدس سرہ کا بیان کردہ ہے جسے خود حاشیہ حدائق بخشش (مطبوعہ کراچی) پر لکھا یہی حاجی امداد اللہ مہاجر فرماتے ہیں کہ حضور رسالت مآب ﷺ کے فرمان میں "من رانی فقد رای الحق" دو معنی ہیں اول یہ کہ

من رانی فقد رانی یقینا فان الشیطان لا یتمثل بی

جس نے مجھے دیکھا اس نے یقیناً مجھے دیکھا اس لئے کہ شیطان میری شکل میں نہیں آسکتا

دوم یہ کہ

من رانی فقد رای اللہ تعالیٰ . (شمائم امدادیہ صفحہ ۹۲)

جس نے مجھے دیکھا اس نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔

فقیر نے پہلے معنی کے متعدد حوالہ جات لکھے اس لئے کہ وہ منکرین کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ مسلم کہیں لیکن اس کی حقیقت سے انکار ہے وہ حقیقت یہ ہے کہ دیدارِ مصطفیٰ ﷺ خواب اور بیداری میں ہے تو اس سے حاضر و ناظر ہونا ثابت ہوا اس لئے کہ خواب اور بیداری کے دیدار میں اوقات وشخصیات کی کوئی قید نہیں ہر لمحہ ہر جگہ قسمت لوگوں کو زیارت سے نوازا جارہا ہے اس سے لازماً حاظر و ناظر ثابت ہوتا ہے۔ اس کی تفصیل فقیر کے رسالہ "تحفہ الصلحاء فی رویۃ النبی فی الیقظہ و الرویاء عرف دیدارِ مصطفیٰ اور حاضر و ناظر"

معنی دوم کے حوالہ جات

جسے میرا دیدار ہوا ہے اسے دیدارِ حق ہوا اس کے حوالہ جات

(۱) حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصریح اوپر مذکور ہوئی۔

(۲) شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدارج النبوہ جلد ۱ صفحہ ۳ میں لکھتے ہیں

اما وجہ شریف وے ﷺ مرات جمال الٰھی ومظھر انوار لامتناھی وے بود

بہر حال آپ کا چہرۂ اقدس اللہ تعالیٰ کے جمال کا آئینہ ہے اور انوارِ الٰہیہ غیر متناہیہ کا مظہر ہے۔

(۳) علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۴۸ میں لکھتے ہیں

من رآني فقد رآى الحق تعالىٰ جس نے مجھے دیکھا اس نے گویا حق تعالیٰ کو دیکھا

(۴) حضرت ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شارحِ مشکوٰۃ جمع الوسائل صفحہ ۲۳۷ میں لکھتے ہیں

نعم یصح ان یراد به الحق سبحانه علی تقدیر مضاف ای رای مظهر الحق او مظهره ومن رانی فسیرنی الله سبحانه لان من رآی النبی ﷺ المنام فسیراه یقظة فی دارالسلام فیلزم منه انه یری الله فی ذلک المقام ولا یعدان یکون المعنی من رآنی فی المنام فسیری الله فی المنام فان رؤیتی له مقدمة او مبشرة لذلک المرام.

خلاصه

اس معنی عارفانہ سے وہی لوگ گھبراتے ہیں جنہیں شرک کے ہیضہ کی بیماری ہے ورنہ یہ معنی عین اسلام ہے اس لئے کہ حضور اکرم ﷺ آئینہ جمال حق تعالیٰ اور مظہر اتم ذات وصفاتِ اعلیٰ ہیں۔

جہاں کی خاک روبی نے چمن آرا کیا تجھ کو
صبا ہم نے بھی ان گلیوں کی کچھ دن خاک چھانی ہے

حل لغات

چمن آرا، باغ آراستہ کرنے والا۔

شرح

صبح کی ہوا چلنے سے زمین کا غبار بھی اڑتا ہے اور باغ کی کلیاں بھی کھلتی ہیں۔ مدینہ پاک کی خاک روبی سے اے صبا تجھے یہ شرف حاصل ہوا کہ غنچے کھلانے لگی ہم نے کچھ روز ان مقدس گلیوں کی خاک چھانی یعنی زیارت سے مشرف ہوئے ہیں اس معنی پر تو اپنی بلندی قدری پر ناز نہ کر تجھ سے ہمارا مرتبہ بلند ہے کہ تو جہاں کی روپ ہیں اور ہم رائر مدینہ ہیں کسی شاعر نے اس مضمون کو دوسرے طریق سے یوں ادا کیا ہے

اے جنت تجھ میں حور وقصور رہتے ہیں ہم نے مانا کہ ضرور رہتے ہیں
لیکن اے جنت آ طواف کر میرا کہ میرے دل میں حضور ﷺ رہتے ہیں

انتباہ

یہ شعر کہنا اور پڑھنا اسے سجھنا ہے کہ جس کے قلب میں واقعی حضور اکرم ﷺ کے جلوے نمایاں ہوں ورنہ جھوٹ ہوگا اور جھوٹ مومن کی شان کے خلاف ہے لیکن افسوس کہ آج کل یہ شعر ہر طرح کے لوگ پڑھ رہے ہیں وہ اس کے اہل ہیں یا نہیں۔

شہا کیا ذات تیری نما ہے فردِ امکان میں
کہ تجھ سے کوئی اول ہے نہ تیرا کوئی ثانی ہے

شرح

اللہ تعالٰی کی صفت ہے کہ اس کا کوئی اول ہے نہ شریک رسول اللہ ﷺ کی ذات بھی خدا کی اس صفت کا مظہر ہے کہ اس دنیا میں ان کا کوئی اول ہے اور نہ ثانی ونظیر حضور نے فرمایا ہے کہ جب مٹی اور پانی سے حضرت آدم علیہ السلام کا پتلا بن رہا تھا میں اُس وقت بھی نبی تھا۔ اس شعر میں دو مسئلے حل فرمائے (۱) حضور اکرم ﷺ حق نما ہیں (۲) آپ ﷺ کی نظیر ممتنع ہے۔

حق نما مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

جیسا کہ سابقہ عرض کیا گیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ مظہر ذاتِ حق تعالٰی اور آئینہ جمالِ باری تعالٰی ہیں اس معنی پر آپ کی زیارت اور آپ کا دیدار حق تعالٰی ہے مذکورہ بالا عبارات کے ساتھ اس عبارت کو ملا لیجئے۔

سیدنا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں

سید رسل مخلوق از ذات حق وظہور عق در وے بالذات است۔ (مدارج جلد۲ صفحہ۶۰۹)

حضور اکرم ﷺ اللہ تعالٰی کی ذات کا مظہر ہیں اور آپ میں ظہور بالذات ہے۔

امتناع النظیر

اس موضوع پر بھی اس شرح حدائق میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔

کہاں اس کو شکِ جان جناں میں زر کی نقاشی
ارم کے طائر رنگ بریدہ کی نشانی ہے

شرح

نبی کریم ﷺ کا روضۂ اقدس تو جنت کی بھی جان ہے اور اس کی زریں نقاشی سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسے دیکھ کر جنت کا بھی رنگ اُڑ گیا۔

گنبد خضراء

حضور سرورِ عالم ﷺ کے مزار کے اوپر یہ جو سبز رنگ گنبد اقدس ہے اس میں ہی حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبریں ہیں اور چوتھی جگہ خالی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ہے یہ دراصل بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حجرہ ہے حضور اکرم ﷺ وصال کے بعد بحیاتِ حقیقی یہاں پر آرام فرما ہیں اسی کو گنبد خضراء کہتے ہیں ہمارے نزدیک اسی گنبد کو دیکھنا بھی عبادت ہے چنانچہ خلاصۃ الوفاء صفحہ ۹۰ اور ارشاد الساری شرح مناسک ملا علی قاری میں ہے

ویدیم النظر الی الحجرۃ الشریفۃ فانه عبادۃ قیاسا علی الکعبۃ فان کان خارج المسجد ادام النظر الی قبتها

حجرۂ شریفہ کو ٹکٹکی لگا کر ہمیشہ دیکھتے رہنا عبادت ہے کعبہ پر قیاس کرکے اگر مسجد نبوی سے باہر ہو تو حجرۂ اقدس کے قبہ کو دیکھنا عبادت ہے۔

یہی وجہ ہے حجاج اور زائرین جب مسجد نبوی میں کچھ دیر عبادت کے لئے یا اعتکاف میں ہوں تو اکثر باب سعود میں پڑے ہیں اس لئے کہ اس باب میں گنبد خضراء کامل و واضح طور پر یہاں سے نظر آتا ہے۔

گنبد صالحی

صالحی عہد میں سب سے پہلے الملک المنصورہ قلدون نے روضۂ اقدس پر گنبد بنایا تھا جو نیچے سے مربع اور اوپر سے آٹھ گوشوں کا تھا جو لکڑی کے تختے اور شیشے کی پلیٹوں سے تعمیر کیا گیا تھا۔ ۸۸۶ھ میں الملک اشرف قائت بائی مستقر جمالی کو مسجد کی تعمیر اور مرمت کی خدمت پر مامور کیا۔ اس تعمیر کے وقت گنبد کا رنگ سفید تھا جسے ”قبۃ البیض“ کہا جاتا ہے۔ ۸۸۸ھ میں سلطان قائت بائی نے روضۂ اقدس میں پیتل کی نہایت خوبصورت جالیاں بنوائیں اور اس میں باب الرحمت قبلہ کے جانب روضۂ اقدس میں ایک جھروکہ بابِ فاطمہ اور باب التہجد بھی بنوائے لیکن کچے فرش کو تبرکاً اسی طرح رہنے دیا لیکن دسویں صدی ہجری کے وسط میں سلطان سلیمان رومی نے روضۂ اقدس کا فرش سنگ مرمر کا بنوایا جو آج تک موجود ہے۔

روضۂ اقدس (مقصورہ شریف) کا طول ١٦ میٹر یا تقریباً ۵۲ فٹ اور عرض ١۵ میٹر تقریباً ۴۹ فٹ ہے۔ چاروں گوشوں میں سنگ مرمر کے بڑے بڑے ستون ہیں جن کی بلندی چھت تک ہے۔ ۹۸۰ھ میں سلطان سلیم ثانی نے روضۂ اقدس کا قابلِ رشک گنبد بنوایا جسے رنگین پتھروں اور زر دوزی سے مزین کیا گیا گنبد کی پست پر اپنا بھی کندہ کرایا۔

١٢٣٣ھ میں سلطان محمود ترکی نے گنبد نبوی کو از سر نو تعمیر کرایا پہلے گنبد کا رنگ سفید تھا مگر ١٢۵۵ھ میں اس گنبد پر سبز رنگ کرایا گیا اور جب ہی سے اسے گنبد خضراء کے نام سے یاد کیا جاتا ہے یہی وہ گنبد خضراء ہے عاشقانِ رسول ﷺ اپنے خوابوں میں دیکھتے ہیں اور قسمت والے جب وہاں تک پہنچ جاتے ہیں تو اس کی تجلیاں ان کے دلوں میں نور ان کی آنکھوں میں ایمان کی روشنی اور ان کی روح میں سرور پیدا کر دیتی ہیں۔

مدینہ پاک کے تمام علاقے بھی اس کی شان وشوکت سے منور ہوئے۔ اللہ اکبر کی صدا دور و نزدیک سے بلند ہوتی تھی اور اس کا علَم ہر جگہ لہرانے لگا تھا۔ اسی مسجد میں دی جانے والی تعلیمات ہی کی برکت ہے کہ دنیا میں ہمیشہ ایسی ہستیاں موجود رہی ہیں جنہیں قرآنِ کریم حفظ تھا اور جو احادیث نبوی پر عبور کامل رکھتے تھے ان شاءاللہ تعالیٰ جب تک یہ دنیا قائم ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسی ہستیاں ہر دور میں موجود رہیں گی۔ یہی وہ اولین ادارہ تھا جہاں کردار و عمل کی تعمیر ایسی ہوئی کہ دنیا کو متاثر کر دیا قرآن حکیم جو منشور اسلام ہے اس کے ماننے والوں نے حق وصداقت کی خاطر اور اسلام کی سربلندی کے لئے اپنی جانیں قربان کرنے سے بھی گریز نہیں کیا۔ یہیں قرآنِ کریم کے عظیم ترین مفسر نے فرقانِ حمید کی تعلیم دی۔ فتح خیبر ۷ھ کے بعد آپ نے مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر مسجد کی از سر نو تعمیر فرمائی موجودہ مسجد اگر چہ جزوی طور پر ترکی کے دورِ حکومت سے تعلق رکھتی ہے لیکن ایک بڑا حصہ سعودی عرب کے فرمانروا ملک عبدالعزیز السعود اور ان کے جانشینوں شاہ فیصل اور شاہ خالد کی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ موجودہ مسجد کی توسیع ۹ جولائی ١۹۵۵ء میں ہوئی تھی (اب بہت زیادہ توسیع شاہ فہد نے کی ہے جو اس دور کی مثالی توسیع ہے ممکن ہے کئی صدیوں تک مزید توسیع کی ضرورت نہ پڑے اسی کا نقشہ ہم نے شرح حدائق کے دوسرے مقام پر دے دیا ہے)

اس وقت مسجد نبوی شریف کے کُل گیارہ دروازے ہیں چونکہ قبلہ تو جنوب کی جانب ہے لہٰذا اس طرف کوئی دروازہ نہیں ہے۔ مسجد شریف کے مشرقی جانب چار دروازے ہیں۔

(١) باب البقیع جنوبی دیوار کی شمالی جانب اس پر نام کے ساتھ لکھا ''بسم اللہ والسلام علی رسول اللہ''

(٢) بابِ جبریل

(۳) باب النساء

(۴) باب عبدالعزیز

باب جبریل اور باب النساء قدیم ہیں اور باب عبدالعزیز کا سعودی تعمیر کے وقت اضافہ کیا گیا اور یہ خاندانِ سعود کے جدامجد عبدالعزیز محمد بن سعود کی طرف منسوب ہے۔

مغرب کی جانب چار دروازے ہیں

(۵) باب السلام جنوبی دیوار کی

(٦) باب ابوبکر صدیق

(۷) باب الرحمۃ

(۸) باب السعود

ان میں باب السلام اور باب الرحمۃ قدیم ہیں اور باب ابوبکر صدیق اور باب سعود جدید ہیں اور یہ دونوں سعودی تعمیر کے وقت اضافے کئے گئے ہیں جس جگہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکان تھا وہاں سعودی حکومت نے جدید اضافہ کے وقت یہ بڑا ہی یادگار کارنامہ سرانجام دیا کہ اس جگہ باب ابوبکر بنادیا اور اندرونِ مسجد جلی حروف "ھذہ خوخۃ ابوبکر الصدیق" لکھ کر ایک تختی آویزاں کردی ہے۔

مسجد شریف کے شمال کی طرف تین دروازے ہیں

(۹) باب عمر بجانب مغرب

(۱۰) باب عبدالمجید المعروف باب مجیدی

(۱۱) بابِ عثمان

نوٹ

بجانب جنوب کوئی دروازہ نہیں توسیع سے پہلے کے ابواب تو نہیں ہاں نشان باقی ہیں۔

مواجھہ شریف و مقصورہ شریف

روضۂ اقدس کو پیتل کی جالیوں سے اور دیگر اطراف کو لوہے کے جالی دار دروازوں سے بند کر رکھا ہے مواجھہ شریف کی طرف ہر سہ مزاراتِ متبرکہ کے مقابل گول گول سے قریباً چھ سات انچ قطر کے سوراخ ہیں ایک دروازہ بھی ہے

جو مثل تمام دروازوں کے ہر وقت بند رہتا ہے اس عمارت کو مقصورہ شریف کہتے ہیں۔

اس متبرک مقام پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر حضور اکرم ﷺ کے سینہ مبارک کے برابر ہے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر حضرت صدیق اکبر کے سینہ مبارک کے برابر ان کے علاوہ ایک قبر کی جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے محفوظ بتائی جاتی ہے یہاں پر ایک نعت لکھنے کو جی چاہتا ہے جو جالی مبارک کے مطابق ہے یہ نعت برادرِ اعلیٰ حضرت مولانا محمد حسن رضا خان صاحب حسن بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہے جو مجھے پسند ہے امید ہے قارئین کو بھی پسند آئے گی۔

مرادیں مل رہی ہیں شاد شاد ان کا سوالی ہے
لبوں پر التجا ہے ہاتھ میں روضہ کی جالی ہے

تیری صورت تیری سیرت زمانے سے نرالی ہے
تیری ہر ہر ادا پیارے دلیل بے مثالی ہے

بشر ہو یا مِلک جو ہے تیرے در کا سوالی ہے
تیری سرکار والا ہے تیرا دربار عالی ہے

وہ ہیں اللہ والے جو تجھے والی کہیں اپنا
کہ تو اللہ والا ہے تیرا اللہ والی ہے

سہارے نے ترے گیسو کے پھیرا ہے بلاؤں کو
اشارے نے تیرے ابرو کے آئی موت ٹالی ہے

نگاہ نے تیر زحمت کے دل امت سے کھینچے ہیں
مژہ نے پھانس حسرت کی کلیجہ سے نکالی ہے

فقیر و بے نواؤں اپنی اپنی جھولیاں بھر لو
کہ باڑا بٹ رہا ہے فیض پر سرکار عالی ہے

تجھی کو خلعت یکتائی عالم ملا حق ہے
تیرے ہی جسم پر موزوں قبائے بے مثالی ہے

نکالا کب کسی کو بزمِ فیض عام سے تو نے
نکالی ہے تو آنے والوں کی حسرت نکالی ہے

بڑھے کیونکہ نہ پھر شکل ہلال اسلام کی رونق
ہلال آسمانِ دیں تیری تیغ ہلالی ہے

فقط اتنا سبب ہے انعقادِ بزمِ محشر کا
کہ ان کی شانِ محبوبی دکھائی جانے والی ہے

خدا شاہد کہ روزِ حشر کا کھٹکا نہیں رہتا
مجھے جب یاد آتا ہے کہ میرا کون والی ہے

اتر سکتی نہیں تصویر بھی حسن سراپا کی
کچھ اس درجہ ترقی پر تمہاری بے مثالی ہے

نہ کیوں ہو اتحادِ منزلت مکہ مدینہ میں
وہ بستی ہے نبی والی تو یہ اللہ والی ہے

شرف مکہ کی بستی کو ملا طیبہ کی بستی سے
نبی والی ہی کے صدقہ میں وہ اللہ والی ہے

وہی والی وہی آقا وہی وارث وہی مولیٰ
میں ان کے صدقے جاؤں اور میرا کون والی ہے

پکار اے جان عیسیٰ لو اپنے خستہ حالوں کی — مرض نے دردمندوں کی غضب میں جان ڈالی ہے
ہمیشہ تم کرم کرتے ہو بگڑے حال والوں پر — بگڑ کر میری حالت نے میری بگڑی بنالی ہے
تمہارے در تمہارے آستاں سے میں کہاں جاؤں — نہ مجھ سا کوئی بیکس ہے نہ تم سا کوئی والی ہے
مرادوں سے تمہیں دامن بھروگے نامرادوں کے — غریبوں بیکسوں اور اور پیارے کون والی ہے
حسنؔ کا درد دکھ موقوف فرماکر بحالی دو — تمہارے ہاتھ میں دنیا کی موقوفی بحالی ہے

ذیاب فی ثیاب لب پہ کلمہ دل میں گستاخی
سلام اسلام ملحد کو کہ تسلیم زبانی ہے

حل لغات

ذیاب، ذنب کی جمع بمعنی بھیڑیا۔ ثیاب ثوب کی جمع بمعنی کپڑا یہاں لباس مراد ہے۔ گستاخی، بے شرمی، شرارت سلام، ڈنڈوٹ اور کسی سے نفر کے طور پر کہا جاتا ہے، دور سے سلام۔ یہ ملحد، بے دین خدا سے پھرنے والا۔

شرح

شعر میں خود کو مسلمان کہنے والے باطل فرقوں کی طرف اشارہ ہے کہ یہ لوگ اصل میں بھیڑیئے ہیں جنہوں نے انسانیت کا لباس پہن لیا ہے ان کی زبان پر کلمہ ہے مگر دل میں گستاخی ایسے ملحدانِ اسلام کو ہمارا جو اسلام کو صرف زبان سے تو تسلیم کرتے ہیں مگر ان کے دلوں میں کوئی ادب وعقیدت ومحبت نہیں۔

خوارج

فرقۂ خوارج کی علامات میں ایک جملہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا تھا "ذیـــاب فـــی ثیـــاب" وہ آدمی کے لباس میں بھیڑیئے ہوں گے بلکہ بھیڑیئے سے بھی بدتر جسے حضور اکرم ﷺ نے دوسری حدیث شریف میں فرمایا

شر الخلق والخلیقة — تمام انسانوں اور حیوانوں سے زیادہ شرارتی ہوں گے

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

یکون فی آخر الزمان دجالون یا تونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا اباء کم وایاھم لا یضلو نکم ولا یفتنونکم. (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۸)

آخری زمانہ میں کچھ جھوٹے اور دھوکے باز لوگ ہوں گے جو تمہیں ایسی باتیں کہیں گے جو نہ تم نے سنی ہوں گی ان لوگوں سے بچنا کہیں تمہیں گمراہ نہ کردیں اور تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

اس حدیث شریف کی شرح میں سید الشاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشادفرماتے ہیں

المراد لعدم السماع المذکور عدم ثبوتها فی الدین ولکونها بهتانا افتراء فیه.(لمعات جلد اصفحہ ۲۲۱)

نہ سننے سے مراد ہے کہ ان باتوں کا دین میں کوئی ثبوت نہ ہوگا وہ صرف بہتان اور افتراءہی ہوگا۔

یہ اکثر ساتھ ان کے شانہ و مسواک کا رہنا
بتاتا ہے کہ دل ریشوں پہ زائد مہربانی ہے

حل لغات

شانہ، کنگھی۔مسواک، دانتوں کے صاف کرنے کی لکڑی۔

شرح

حضور اکرم ﷺ کی عادت تھی کہ بال سنوارنے کے لئے کنگھا اور دانت صاف کرنے کے لئے اکثر مسواک اپنے ساتھ رکھتے تھے۔کنگھے میں دندانے او مسواک میں ریشے ہوتے ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو دل ریشوں اور زخمی دل والوں سے محبت تھی۔

سنن حبیب خدا ﷺ

ویسے تو حضور اکرم ﷺ کی ہر سنت میں بیشمار حکمتیں برکتیں ہوتی ہیں یہاں امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شانہ ومسواک کی ایک حکمت عاشقانہ بتائی وہ یہی کہ آپ نے امتیوں کو اشارہ وکنایہ سے تسلی دی کہ کنگھا اور مسواک دونوں ریشے دار ہیں اور ہم انہیں ہر وقت اپنے پاس اسی لئے رکھتے ہیں تاکہ زخمی دلوں اور حسد کے ماروں کو یقین ہو کہ ہم تمہیں نہیں بھولا ئینگے۔جب بھی جہاں بھی تمہیں ہماری مدد کی ضرورت پڑے ہمیں اپنے قریب پاؤ گے۔

اسی سرکار سے دنیا و دین ملتے ہیں سائل کو
یہی دربار عالی کنز آمال و امانی ہے

حل لغات

کنز، خزانہ، فارسی میں گنج گراں مایہ۔آمال جمع ہے امل کی بمعنی امید۔امانی جمع ہے امنیہ کی بمعنی آرزو۔

شرح

دربارِ رسالت ہی ایک ایسا دربار ہے جہاں سے مانگنے والوں کو دین و دنیا کی دولت ہے یہیں سب اپنی امیدیں اور آرزوئیں لے کر آتے ہیں خالی جھولیاں بھر کر جاتے ہیں۔

در و دین صورتِ ہالہ محیط ماہ طیبہ ہیں
برستا امت عاصی پہ اب رحمت کا پانی ہے

حل لغات

ہالہ، چاند کا کنڈل۔ محیط، گھیرنے والا، عام طور پر مشہور ہے "چومه به هاله نشنید دلیل باراں است" چنانچہ ایک جگہ اور امام اہل سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس طرح فرمایا ہے "تورے چندن چند رپرو کنڈل رحمت کی بھرن برسا جانا" جب چاند کے چاروں طرف ہالہ پڑ جاتا ہے تو بارش ہوتی ہے۔

شرح

درود شریفوں کا ہالہ مدینہ کے چاند کے ارد گرد پڑا ہوا ہے اور اب گنہگاروں پر رحمۃ للعالمین ﷺ کی رحمت کی بارش ہوگی مدعا یہ ہے درود شریف حضور اکرم ﷺ تک پہنچا ہے اور اس کے صلے میں اللہ تعالیٰ کی رحمت ہم گنہگاروں پر نازل ہوتی ہے۔

فضائل درود شریف

اس کی اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہوگی جو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

(پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت ۵۶)

بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والوان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

فرما کر نبی کریم ﷺ پر درود و سلام پڑھنے کی اہمیت واضح فرمادی۔ ذیل میں درود و سلام کے فضائل اور ثمرات مختصراً درج کیے جاتے ہیں تا کہ برادرانِ اسلام ذوق و شوق سے بکثرت صلوٰۃ و سلام نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں زیادہ سے زیادہ کرتے رہا کریں۔

(۱) درود و سلام پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل ہوتی ہے۔ (قرآنِ مجید)

(۲) درود وسلام دعا کے اول و آخر میں پڑھنے سے دعا جلد قبول ہوتی ہے۔ (کنز العمال)

(۳) کثرت سے درود وسلام پڑھنا بندے کو نبی کریم ﷺ کے قرب کی دولت سے مالا مال کر دیتا ہے۔ (ترمذی)

(۴) تنگ دست کے لئے درود وسلام صدقے کے قائم مقام ہو جاتا ہے۔ (جواہر البحار)

(۵) درود وسلام پڑھنے والے کو موت سے پہلے ہی جنت کی بشارت دے دی جاتی ہے۔ (صلوٰۃ الثناء)

(٦) درود وسلام سے محتاجی دور ہوتی ہے۔ (صلوٰۃ الثناء)

(۷) بکثرت درود وسلام پڑھنا قیامت میں نجات کا سبب بن جائے گا۔

(۸) جو ایک بار سلام عرض کرے اللہ تعالیٰ اُس پر دس بار سلام بھیجتا ہے۔

(۹) اس کے دس درجے بلند کر دیئے جاتے ہیں۔

(۱۰) درود شریف پڑھنے والے کے نامہ اعمال میں دس نیکیاں لکھی دی جاتی ہیں۔ (کنز العمال)

(۱۱) دس گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں۔

(۱۲) جمعہ کی رات اور جمعہ کا دن درود شریف پڑھنے والے کی سو حاجتیں پوری ہوتی ہیں ستر آخرت کی اور تیس دنیا کی۔ (بیہقی)

(۱۳) درود وسلام عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام اعمال سے زیادہ محبوب ہے۔

(۱۴) درود وسلام پڑھنے سے تمام مومن محبت کرنے لگ جاتے ہیں اور منافق اس سے جلتے ہیں۔

(۱۵) سرکارِ دو عالم ﷺ کی خواب میں زیارت نصیب ہوتی ہے۔

(۱٦) بہت زیادہ درود شریف پڑھنے والے کو بیداری میں بھی نبی کریم ﷺ کی زیارت ہونے لگتی ہے۔

(۱۷) جو شخص بکثرت درود شریف پڑھے حضور اکرم ﷺ قیامت میں اس کی شفاعت فرمائیں گے۔

(۱۸) جو مومن سو بار درود شریف پڑھے اللہ تعالیٰ اس کو سو شہیدوں کے ساتھ جنت میں جگہ دے گا۔

(۱۹) درود وسلام پڑھنے والے کے لئے دو فرشتے بخشش کی دعا کرتے ہیں تمام فرشتے ان کی دعا پر آمین کہتے ہیں۔ (طبرانی)

(۲۰) نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے کتاب میں میرے نام کے ساتھ درود شریف لکھا فرشتے اس کے لئے بخشش مانگتے رہیں گے جب تک میرا نام اس کتاب میں رہے گا۔

(۲۱) نماز میں درود شریف نہ پڑھا جائے تو نماز کامل نہیں ہوتی۔ (ابن ماجہ)

(۲۲) درود وسلام پڑھنے والے کا حشر میں نیکیوں کا پلہ بھاری ہوگا۔ (افضل الصلوٰۃ)

(۲۳) درود شریف پڑھنے والے کو حوضِ کوثر میں جانا نصیب ہوگا۔ (افضل الصلوٰۃ)

(۲۴) درود وسلام پڑھنے والا پل الصراط سے چمکنے والی بجلی کی طرح گزر جائے گا۔ (افضل الصلوٰۃ)

(۲۵) درود وسلام پڑھنے والے کو دشمنوں پر فتح ملتی ہے۔

(۲۶) درود وسلام پڑھنے والے کی ذات، عمل، عمر اس کی بھلائیوں میں برکت ہوتی ہے۔

(۲۷) جو شخص درود وسلام پڑھے اللہ کریم اس کی پیشانی پر نفاق سے پاک ہونا

(۲۸) اور دوزخ سے بری ہو جانا لکھ دیتا ہے۔

(۲۹) رسول اللہ ﷺ قیامت کے روز اس کی گواہی دیں گے۔

(۳۰) جو شخص جمعہ کے روز نمازِ عصر کے بعد اپنی جگہ سے اُٹھنے سے پہلے درود وسلام اسی بار پڑھے اس کے اسی سال کے گناہ بخشے جاتے ہیں اور اس کے لئے اسی سال کی عبادت لکھی جاتی ہے۔

ازالۂ وھم

بعض لوگ کہتے ہیں کہ درودِ ابراہیم کے سوا اور کوئی درود نہیں یہ غلط ہے اسلام کے اصول پر صلوٰۃ وسلام کے الفاظ ہوں پڑھا جائے تو اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل ہو جائے گی اگر ایسا درود شریف پڑھا جائے کہ جس میں صرف صلوٰۃ کا لفظ ہو تو اس کے پڑھنے سے صرف اللہ تعالیٰ کے حکم "صَلُّوْا عَلَیْہِ" پر عمل ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے دوسرے حکم "سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا" پر عمل نہ ہوگا۔ اسی لئے امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مسلم شریف کی شرح اور اپنی کتاب اذکار میں لکھا ہے کہ سلام کے بغیر صلوٰۃ کا پڑھنا مکروہ ہے۔ اسی طرح شیخ محقق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جذب القلوب میں تحریر فرمایا ہے حدیث شریف میں ہے کہ جب "اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ" جب " یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا" اے ایمان والوں اس نبی پر درود وسلام بھیجو جس طرح سلام بھیجنے کا حق ہے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا

قد عرفنا کیف فلم علیک فکیف نصلی علیک ؟ السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بلا شک وشبہ ہم نے آپ کی خدمت میں سلام عرض سیکھ لیا ہے (یعنی التحیات میں) آپ پر صلوٰۃ یعنی درود شریف کس طرح

عرض کرنا ؟

تو حضورﷺ نے صرف درود ابراہیمی کی تعلیم دی سلام کی تعلیم نہیں دی کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے عرض کیا تھا کہ سلام عرض کرنا تو آپ کے سکھانے سے ہم نے سیکھ لیا ہے جو التحیات میں عرض کردیا کرتے ہیں آپ صلوٰۃ یعنی درود شریف سکھلا دیجئے۔

دوسری حدیث شریف میں درودِ ابراہیمی ارشاد فرمانے کے بعد نبی کریمﷺ نے خود ہی فرمایا

السلام کما اقرعلمتم اور سلام جیسا کہ تم نے جان لیا

تیسری حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریمﷺ نے درود ابراہیمی کے بعد فرمایا ''ثم تسلمو علی پھر تم مجھ پر سلام کہو۔

چوتھی حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریمﷺ نے درود شریف کے آخر میں سکھایا

السلام علیک ایھا النبی ورحمة الله وبرکاته اے نبی آپ پر سلام ہو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکات ہوں

ان مذکورہ چار حدیثوں سے واضح ہو رہا ہے کہ درود شریف کے ساتھ جو سلام عرض کیا جائے وہ نبی کریمﷺ کے مطابق خطاب اور نداء ''ایھا'' سے آپ کا تصور قائم کر کے عرض کیا جائے اور ''سلموا'' کے ساتھ ''تسلیما'' کا ارشاد فرمایا جانا اس امر کا تقاضا کرتا ہے کہ سلام کرنے کا حق نداء اور خطاب کی صورت میں ہی پورا ہو سکتا ہے دراصل درود ابراہیمی نماز ہی میں پڑھنے کے لئے حضور اکرمﷺ نے ارشاد فرمایا جو لوگ کہتے ہیں کہ جب بھی درود شریف پڑھنا ہو تو درود ابراہیمی ہی پڑھو اور کوئی درود شریف پڑھنا جائز نہیں وہ مندرجہ بالا احادیث پر غور کریں۔

ان احادیث سے واضح ہوا کہ نماز میں پہلے التحیات میں حضور اکرمﷺ کی بارگاہ میں ندا کے ساتھ سلام عرض کیا گیا اور پھر درود ابراہیمی لہٰذا نماز کے باہر جب بھی درود شریف پڑھا جائے اس میں سلام کا لفظ ضرور آئے تاکہ اللہ پاک کے حکم ''یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا'' اے ایمان والو نبیﷺ پر درود بھیجو اور سلام بھیجو جس طرح سلام بھیجنے کا حق ہے۔ پورا عمل ہو جائے گا اگر نماز سے باہر درود ابراہیمی پڑھنا ہو تو اس کے آخر میں پڑھنا چاہیے۔

السلام علیک ایھا النبی ورحمة الله وبرکاته

اے نبی آپ پر سلام ہو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکات ہوں۔

اگر نماز کے باہر درود ابراہیمی پڑھیں گے تو '' صَلُّوْا عَلَیْهِ'' اور '' سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا '' پر عمل رہ جائے گا۔

اس لئے اکثر محدثین نے اپنی اپنی کتابوں میں حضور اکرم ﷺ کے نام مبارک کے ساتھ ﷺ لکھا اس میں درود بھی ہے اور سلام بھی اور جب آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

سلام عرض کرتے اس میں درود میں بھی ہے اور سلام بھی اب بھی اگر نماز کے باہر انہی الفاظ سے سلام عرض کیا جائے تو باری تعالیٰ کے حکم پر پورا عمل ہو جائے گا۔ واضح ہوا کہ درود و سلام کے صیغے مختلف الفاظ اور کلمات پر مبنی ہیں صرف درود ابراہیمی کے الفاظ پر انحصار نہیں ہے۔ صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، ائمہ مجتہدین، مفسرین، محدثین، اولیائے کاملین، اغواث، اقطاب، ابدال، اوتاد وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مختلف درود و سلام کے جو صیغے مستند کتابوں میں درج ہیں وہ سب شریعت حقہ قرآن کریم، حدیث پاک کے عین مطابق اور ارشادِ الٰہی کی تعمیل کے لئے کافی ہیں۔

تعالٰی اللہ استغناء تیرے در کے گداؤں کا
کہ ان کو عارفر و شوکت صاحب قرآنی ہے

حل لغات

تعالیٰ اللہ، کلمہ تعجب، تعریف اور تعجب کے وقت بولتے ہیں۔ استغناء، مالداری، بے پرواہی۔ عار، شرم، غیرت۔ کروفر، رعب، شان، دھوم دھام، ٹھاٹ صاحب قرآن وہ شخص جس کے قرار نطفہ کے وقت زہرہ و مشتری جیسی وہ دونوں ستارے ایک برج میں ہوں یہ بات بہت دنوں میں ہوتی ہے امیر تیمور کا لقب صاحب قرآن ہے۔

شرح

یارسول اللہ ﷺ آپ کے در کے گداؤں کی بے نیازی کا یہ عالم ہے کہ بڑے بڑے صاحب قرآن بادشاہوں کی شان و شوکت اور کروفر کو خاطر میں نہیں لاتے بلکہ اسے اپنے لئے عار سمجھتے ہیں اس شعر میں حضور اکرم ﷺ کے نام لیواؤں کا استغناء کا بیان ہے کہ جسے درِ رسول ﷺ کی گدائی نصیب ہوئی وہ بڑے سے بڑے بادشاہ کو خاطر میں نہیں لاتا۔ اس پر حالات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم شاہد ہیں اور اولیائے عظام محبوبانِ خدا کی تاریخ گواہ ہے خود امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کو دیکھئے اپنے لئے فرمایا

کروں مدحِ اہل دول رضا پڑے اس بلا میں میری بلا　　میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارۂ ناں نہیں

وہ سرگرم شفاعت عرق افشاں ہے پیشانی
کرم کا عطر صندل کی زمین رحمت کی گھانی ہے

حل لغات

عرق، پسینہ۔ افشاں، بوندیں پڑی ہوئیں، چھڑکی ہوئی، کوئی پانی کی چیز۔ عصر، حاصل مصدر بمعنی نچوڑ۔ اس میں ایک نعت ہے خوشبو کی بھڑک یہی معنی موزوں ہے۔ صندل ایک خوشبو کی لکڑی کا درخت۔ گھانی، کوہلو۔

شرح

رسول اللہ ﷺ قیامت میں اپنے غلاموں کی شفاعت میں سرگرم اور منہمک ہیں جس سے پیشانی مبارک پر پسینہ آ گیا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رحمت کی گھانی میں صندل کی زمین پر کرم کا عطر کشید کیا جا رہا ہے۔

اس شعر میں متعدد صفاتِ رسول ﷺ جمع فرما دی ہیں۔

(۱) عالم دنیا میں بھی شفاعت امت میں سرگرم ہیں ہمارے ﷺ یہ مسئلہ بھی اختلافی بن گیا حالانکہ ظاہر ہے آپ کی وجہ سے عذاب سے امت یہاں تک کہ کفار کا محفوظ رہنا شفاعت نہیں تو اور کیا ہے استمداد دور سے معروض پیش کرنا اور ان کا سنا جانا اور امتی کا اپنے مقصد وغیرہ میں کامیاب ہونا بھی شفاعت کا حصہ ہے وغیرہ وغیرہ۔

(۲) اسی عالم دنیا میں ہی حضور اکرم ﷺ آپ کے نائبین کاملین ذون شفاعت ہیں مخالفین کہتے ہیں کہ قیامت میں اذن ملے گا وہ بھی جس کے لئے اللہ تعالیٰ چاہے گا اس کی تفصیل آ رہی ہے۔

(۳) حضور اکرم ﷺ کو پسینہ بکثرت آتا تھا اس کی ایک وجہ یہی ہے کہ آپ ہر وقت سرگرم شفاعت ہیں اور بارگاہ ذوالجلالی کے قرب کریم سے تجلیاتِ جلالیہ کے اثرات سے پسینہ آ جانا بشریت کے خواص سے ہے۔

(۴) پسینہ سے خوشبو کا مہکنا نوری بشریت کی دلیل ہے ورنہ عام بشر کا پسینہ بدبودار ہے یہی وجہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے جسم اطہر کے ہر ذرہ میں خوشبو تھی بلکہ فضلاتِ مبارک تک خوشبو تھے۔ اس موضوع پر فقیر کے دو رسالے مشہور ہیں (۱) خوشبوئے رسول (۲) الدلائل القاھرہ فی ان فضلات النبی ﷺ طیبة وطاھرۃ "فضلات رسول" اس موضوع کو امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ سلسلے حضوری میں یوں عرض کیا ہے

شبنم باغ حق یعنی رخ کا عرق　　اس کی سچی براقت پہ لاکھوں سلام
بھینی بھینی مہک پر مہکتی درود　　پیاری پیاری نفاست پہ لاکھوں سلام

حضور اکرم ﷺ کے جسم مطہر ومنبر سے خوشبو لگائے بغیر سے ہمیشہ خوشبو آتی کہ کوئی خوشبو اس کا مقابلہ نہیں کرتی تھی آپ کا پسینہ مبارک بھی بہت ہی خوشبو دار ہوتا تھا بوجہ لطافت آپ کے بدن مبارک پر کپڑا میلا نہ ہوتا تھا۔ چند روایات ملاحظہ ہوں۔

(۱) حضور اکرم ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آپ پیدا ہوئے تو آپ سے اس قدر تیز خوشبو کستوری کی مانند آئی کہ سارا گھر مہک گیا۔ (زرقانی علی المواہب جلد ا صفحہ ۲۲۳)

(۲) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا آپ نے فرمایا میرے ساتھ مل کر چل میں آپ کے قریب ہوگیا تو آپ کے جسم مبارک کی خوشبو جو مجھے آرہی تھی وہ نہ کستوری میں پائی جاتی ہے نہ عنبر میں۔ (مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۲۹۲)

حضرت جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نماز پڑھ کر تشریف لائے

فجعل الناس یاخذون یدیه فیمسحون بها وجوههم قال فاخذت بیده فوضعتها علی وجهی فاذا هی ابرد من التلج و اطیب رائحة من المسک (بخاری شریف)

تو لوگ آپ کے مبارک ہاتھوں کو اپنے چہروں پر ملنے لگے میں نے بھی آپ کا ہاتھ اپنے چہرہ پر رکھا تو وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور کستوری سے زیادہ خوشبو دار تھا۔

حضرت یزید بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کا ہاتھ پکڑا

فاذا هی ابرو من الثلج و اطیب ریحا من المسک (بیہقی، زرقانی علی المواہب جلد ۴ صفحہ ۲۲۷)

تو وہ برف سے ٹھنڈا اور کستوری سے زیادہ خوشبو دار تھا۔

امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نقل فرماتے ہیں

ویضع یده راس الصبی فیعرف من بین الصبیان بربحها. (شفاء شریف جلد ا صفحہ ۴۰)

کہ حضور اکرم ﷺ جس بچہ کے سر پر اپنا ہاتھ مبارک رکھ دیتے وہ ہاتھ کی خوشبو کی وجہ سے دوسرے بچوں میں ممتاز ہو جاتا۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے مجھے اپنے پیچھے سواری پر بٹھا لیا میں نے آپ کی مہر نبوت کو منہ میں لیا

فکان ینهم علی مسکا. (شفاء شریف جلد ۱ صفحہ ۴۰)

تو مجھ پر کستوری کی سی خوشبو پھیلی ہوئی محسوس ہوتی تھی۔

چونکہ آپ کا بدن شریف قدرتی طور پر انتہائی خوشبودار تھا اس لئے بدن مبارک بھی بے حد خوشبودار تھا چنانچہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں

کان عرقه فی وجهه مثل اللؤ لوء اطیب من المسک (ابونعیم، خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۶۷)

کہ آپ کو پسینہ آتا آپ کے چہرہ سے موتیوں کی طرح پسینہ کے قطرات گرتے تھے تو خوشبودار ہوتے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

لاشممت مسکا قط ولا عطرا کان اطیب من عرق النبی ﷺ. (شمائل ترمذی)

میں نے کبھی کوئی کستوری اور کبھی کوئی عطر ایسا نہیں سونگھا جو نبی کریم ﷺ کے پسینہ مبارک سے زیادہ خوشبودار ہو۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

کان رسول الله ﷺ اذهر اللون عرقه اللؤلوء. (بخاری و مسلم)

کہ حضور اکرم ﷺ کا رنگ سفید و روشن تھا پسینہ کی بوند آپ کے چہرہ پر ایسی نظر آتی جیسے موتی۔

حضرت انس مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کبھی کبھی دوپہر کے وقت ہمارے گھر تشریف لاکر آرام فرماتے آپ سو جاتے تو آپ کو پسینہ آجاتا اور میری والدہ پسینہ مبارک کی بوندوں کو شیشی میں بند کر دیتی۔ ایک دن حضور اکرم ﷺ نے ایسا کرتے دیکھا تو فرمایا اے ام سلیم یہ کیا انہوں نے عرض کیا حضور کا پسینہ ہے ہم اسے عطر میں ملا لیں گے اور یہ تو سب عطروں اور خوشبوؤں سے بڑھ کر خوشبودار ہے۔ (مشکوٰۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ مجھے اپنی بیٹی کا نکاح کرنا ہے اور میرے پاس کچھ نہیں آپ کچھ خوشبو عنایت فرمادیں فرمایا کل ایک کھلے منہ والی شیشی لے آنا وہ لے آیا حضور اکرم ﷺ نے اپنے دونوں بازوؤں سے اس میں پسینہ ڈال دیا یہاں تک کہ وہ بھر گئی پھر فرمایا کہ اسے لے جا اور بیٹی سے کہہ دینا کہ اس کو عطر کے طور پر لگائے۔ پس جب وہ آپ کے پسینہ مبارک کو لگاتی تو

اهل المدینة رائحة ذالک الطیب فسموا بیت المطیبین

تمام اہل مدینہ کو اس کی خوشبو پہنچتی یہاں تک کہ ان کے گھر کا نام بیت المطیبین (خوشبو والوں کا گھر) مشہور ہو گیا۔ (ابویعلی،

(طبرانی، ابن عساکر، زرقانی جلد۴ صفحہ۲۲۴، خصائص کبریٰ جلد ا صفحہ ۶۷)

حضرت جابر و حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں

كان رسول اللهﷺ اذا مرفي طريق من طرق المدينةوجدوا منه رائحة الطيبن وقالوا مررسول اللهﷺ من هذا الطريق

کہ حضور اکرمﷺ جب مدینہ منورہ کی کسی گلی میں سے گزرتے تو لوگ اس گلی سے خوشبو پا کر کہتے کہ اس گلی میں حضورﷺ کا گزر ہوا ہے۔ (دارمی، بیہقی، ابونعیم، دلائل النبوۃ صفحہ ۳۸۰، خصائص کبریٰ جلد ا صفحہ ٦٧، زرقانی جلد۴ صفحہ۲۲۴)

عنبر زمین، عبیر ہوا، مشک تر غبار ادنیٰ سی یہ شناخت تیری رہگزر کی ہے

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے حضور اکرمﷺ کو غسل دیا

سطعت منه ريح طيبة لم نجد مثلها قط. (شفاء شریف جلد ا صفحہ ۴۱)

آپ سے ایسی پاکیزہ خوشبو محسوس ہوئی جو کبھی نہیں پائی۔

یہ سر ہو اور وہ خاکِ در وہ خاکِ در ہو اور یہ سر
رضاؔ وہ بھی اگر چاہیں تو اب دل میں یہ ٹھانی ہے

شرح

اے رضا اگر محبوبِ خداﷺ کی اجازت اور مرضی ہو تو میں نے تو دل میں یہی ٹھانی ہے کہ مدینہ شریف کی خاک پاک ہو اور میری پیشانی ہو (ﷺ)

اس شعر میں تمنائے مدینہ تو ہے ہی دوسرا مسئلہ یہ بتایا کہ مدینہ کی حاضری حضور اکرمﷺ کی مرضی اجازت پر موقوف ہے۔ یہ ہم نے مدینہ پاک بار بار جا کر آزمایا اگرچہ عقیدہ الحمدللہ منجانب اللہ پہلے سے بھی یہی تھا اور ہے کہ ہر رمز حضور اکرمﷺ کے ہاتھ میں ہے لیکن شنیدہ و دیدہ کی کیفیت یوں محسوس کی کہ مدینہ پاک میں دیکھا کہ نیک بخت وہ ہیں کہ بیس سال سے مدینہ پاک میں بلا اقامۃ (بلا اجازت سعودیہ) کے درِ رسولﷺ پر نہ صرف زندگی بسر کر رہے ہیں بلکہ اپنے ملک کی طرح ہر طرح کی تقریبات میں نمایاں طور پر حاضر باش رہتے ہیں۔

لطیفہ

ہم نے بعض وہ بھی دیکھے کہ رات کو پہنچے صبح کو سنا گیا کہ اسے گرفتار کر کے واپس اپنے ملک بھیج دیا گیا ہے اس کی

وجہ ظاہر ہے کہ جو بیس سال یا اس سے کم وبیش مدینہ پاک میں ہیں ان سے بار بار سنا گیا کہ سرکار مدینہ البقیع میں جگہ عطا فرمادیں بس یہ صرف یہی تمنا ہے الحمدللہ ان کو بقیع نصیب ہوئی اور وہ دوسرے جنہیں آنا تو نصیب ہوا لیکن سرکارِ مدینہ ﷺ نے واپس کردیا ان میں بعض کے حالات سے معلوم ہوا کہ رات کو پہنچے عزم کرلیا کہ حج پڑھ کر جاؤں گا لیکن فارغ نہ رہوں یہ جو رقم پاس ہے اس سے کاروبار کروں رمضان میں آئے خیال گزرا دواڑھائی ماہ میں خوب ریال کماؤں گا چنانچہ اس سے کپڑوں کا گٹھڑا خریدا اور سربازار جاکر بیٹھ گیا ابھی بیٹھا ہی تھا کہ شرطے نے پکڑلیا اور اسی وقت جدہ پہنچا دیا اور گٹھرا کپڑوں کا وہاں سے دھڑا رہ گیا یا شرطے لے اُڑے بہرحال سرکارِ مدینہ ﷺ کا کرم ہے کہ بعض حاضریوں پر حاضریاں دے رہے ہیں اور بعض زندگی بعض مدینہ کرتے رہ گئے۔

نعت

سنتے ہیں کہ محشر میں صرف اُن کی رسائی ہے
گر اُن کی رسائی ہے لو جب تو بن آئی ہے

حل لغات

رسائی، شناسائی، گزر، میل ملاپ، واقفیت بن آئی، قسمت کھل گئی۔

شرح

سنتے ہیں کہ میدانِ حشر میں صرف حضور اکرم ﷺ کی تمام مخلوق سے زیادہ پہنچ ہے (قبولیت) ہے۔ اگر ان کی رسائی ہے تو پھر مبارک ہو کہ ہم غریبوں کی قسمت کھل گئی اس لئے کہ آپ رؤف ورحیم ہیں (ﷺ) ہمارا دکھ تکلیف کب دیکھ سکیں گے۔ اسی لئے لامحالہ بخشش ومغفرت کررہیں گے۔ قرآن مجید میں ہے

عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○ (پارہ ۱۱، سورۃ التوبۃ، آیت ۱۲۸)

جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان۔

فائدہ

سب کو معلوم ہے کہ لوگ اپنی اولاد اور اپنی خیر کے حریص ہوتے ہیں لیکن حضور اکرم ﷺ اپنی امت کی خیر کے حریص ہیں اسی لئے راتوں کو سب لوگ سوتے ہیں لیکن آپ امت کے لئے روتے ہیں ﷺ

ان کی رسائی

حضور اکرم ﷺ کی رسائی کا احادیث شفاعت میں تفصیلی مضمون اسی شرح حدائق میں فقیر نے متعدد مقامات پر سپرد قلم کیا ہے۔تبرکاً چند احادیث ملاحظہ ہوں

(۱)حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

اشفع لامتی حتی ینادینی ربی ارضیت یامحمد فاقول لی رب رضیت.

(الدرالمنثور للسیوطی جلد ۶ صفحہ ۳۶)

میں اپنی امتی کی شفاعت کرونگا یہاں تک کہ میرا رب پکارے گا اے محمد تو راضی ہوا میں عرض کروں گا اے رب میرے میں راضی ہوا۔

(۲)حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

خیرت بین الشفاعة وبین ان یدخل شطر و امتی الجنة فاخترت الشفاعة لانها اعم واکفی اترونها للمومنین المتقین لا ولکنها للمذنبین الخطائین.(ابن ماجہ)

اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا کہ یا تو شفاعت لو یا یہ کہ تمہاری آدھی امت جنت میں جائے میں نے شفاعت لی کہ زیادہ تمام اورزیادہ کام آنے والی ہے کیاتم یہ سمجھتے ہو کہ میری شفاعت پاکیزہ مسلمانوں کے لئے ہے نہیں بلکہ وہ ان گناہگاروں کے واسطے ہے جو گناہوں میں آلودہ اور سخت کار ہیں۔

(۳)ابن عدی حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

شفاعتی للھا لکین من امتی

میری شفاعت میرے ان امتیوں کے لئے ہے جن کو گناہوں نے ہلاک کرڈالا۔

حق ہے اے شفیع میرے میں قربان تیرے

(۴)ابو داؤد،ترمذی وابن حبان وحاکم وبیہقی بافادہ تصحیح حضرت انس بن مالک اورترمذی وابن ماجہ وابن حبان و حاکم حضرت جابر بن عبداللہ طبرانی معجم کبیر میں حضرت عبداللہ بن عباس اور خطیب بغدادی حضرت عبداللہ بن عمر فاروق و حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

شفاعتی لاھل الکبائر من امتی میری شفاعت میری امت میں ان کے لئے ہے جو کبیرہ گناہ والے ہیں۔

حاکم بافادہ تصحیح اور طبرانی وبیہقی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

یرضع للانبیاء منابر من ذهب قال فیجلسون و یبقی منبری ولم اجلس۔ لا ازال اقیم خشیۃان ادخل الجنۃو یبقی امتی بعدی فاقول یا رب امتی أمتی فیقول اللہ یا محمد ما ترید ان اصنع با متک فاقول یا رب عجل حسابھم فما ازال حق اعطی قد بعثت بھم الی النار و حتی ان مالکا خازن النار فیقول یا محمد ما ترکت بغضب ربک فی امتک من بقیۃ (ﷺ)

انبیاء کے لئے سونے کے منبر بچھائے جائیں گے وہ ان پر بیٹھیں گے اور میرا منبر باقی رہے گا کہ میں اس پر نہ بیٹھوں گا بلکہ اپنے رب کے حضور سروقد کھڑا رہوں گا اس ڈر سے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھے جنت میں بھیج دے اور میری امت میرے بعد رہ جائے پھر عرض کروں گا اے رب میری امت میری امت اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے محمد تیری کیا مرضی ہے میں تیری امت کے ساتھ کیا کروں عرض کروں گا اے رب میرے ان کا حساب جلد فرمادے پس میں شفاعت کرتا رہوں گا یہاں تک کہ مجھے ان کی رہائی کی چٹھیاں ملیں گی جنہیں دوزخ بھیج چکے تھے یہاں تک کہ مالکِ داروغہ دوزخ عرض کرے گا اے محمد آپ نے اپنی امت میں غضب نام کو نہ چھوڑا۔

لطیفہ

حضور اکرم ﷺ کو اپنی امت کی اتنی فکر ہوگی کہ دوزخ کے اندر داخل ہوکر اپنے امتیوں کو نکال کر بہشت میں لے جائیں گے یہاں تک کہ دوزخ کا حلقہ علیا جہنمیوں سے خالی ہو جائے گا اور اس پر فرشتے حیرانگی کا اظہار کرینگے۔ (روح البیان)

نوٹ

اس حدیث مبارک کی تفصیل اور اس پر اعتراض کا جواب اسی شرح حدائق کی جلد دوم میں دیکھئے۔

ان کی رسائی کا کمال

نہ صرف رسائی بلکہ خود اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم ﷺ سے امت کے بارے میں مشورہ لے گا کہ ان سے کیا کیا کیا جائے اے سنی مسلم بھلا بتایئے کہ حاکم مطلق کو مشورہ کی ضرورت ہی کیا یہ محض محبوب کریم ﷺ کا اعزاز و اکرام اور آپ کی خوشنودی ورضا مطلوب ہے۔

پھر یہ بھی مدنظر رہے کہ جن سے مشورہ لیا جارہا ہے وہ کیا فرمائیں گے وہی جو امام احمد رضا نے ابھی کہہ دیا اگر ان

کی رسائی ہے لو جب تو بات بن آئی ہے۔

حدیث مشاورۃ

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ

ان ربی استشارنی فی امتی ماذافعل بهم فقلت ما شئت یا رب هم خلقک وعبادک فاستشارنی الثانیة فقلت له کذلک فاستشارنی الثالثة فقلت له کذلک فقال انی لن اخزیک فی امتک یا احمد وبشرنی ان اول من یدخل الجنة معی من امتی سبعون الفا لیس علیهم حساب ثم ارسل الی ادع وسل تعط فقلت لرسوله او معطی ربی سؤلی قال ما ارسل الیک الا لیعطیک. الحدیث (کنز العمال جلد ششم صفحہ ۱۱۲، حدیث ۱۷۴۳۵ وخصائص کبریٰ جلد دوم صفحہ ۲۱۰ اخرج احمد وابوبکر الشافعی فی الغیلانیات وابونعیم وابن عساکر عن حذیفہ بن الیمان ومسند امام احمد مطبوعہ مصر صفحہ ۳۹۳)

بے شک میرے رب کریم نے میری امت کے بارے میں مجھ سے مشورہ طلب فرمایا کہ میں ان کے ساتھ کیا کروں؟ میں نے عرض کیا اے میرے رب جو کچھ تو چاہے وہی کر وہ تیری مخلوق اور تیرے بندے ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے دوبارہ مجھ سے مشورہ لیا میں نے وہی جواب دیا اس نے تیسری دفعہ مجھ سے مشورہ طلب فرمایا میں نے پھر وہی عرض کیا پھر میرے رب کریم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اے احمد ﷺ بے شک میں تیری امت کے معاملہ میں تجھے ہرگز رسوا نہ کروں گا اور مجھے بشارت دی کہ میرے ستر ہزار امتی سب جنتیوں سے پہلے ہمراہی میں داخلِ جنت ہوں گے ان میں سے ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار ہوں گے جن سے حساب تک نہ لیا جائے گا اور مانگ تجھے دیا جائے گا میں نے اپنے رب کریم کے قاصد سے کہا کہ کیا میرا رب میری ہر مانگی ہوئی چیز دے گا؟ تو اس قاصد وفرشتہ نے عرض کی کہ حضور اسی لئے تو رب تعالیٰ نے آپ کو پیغام بھیجا ہے کہ آپ جو کچھ بھی مانگیں آپ کو عطا فرمائے۔

آگے یہ حدیث مبارک طویل ہے جس میں حضور اکرم ﷺ ن اپنے اور اپنی امت مکرمہ کے بہت سے فضائل و محامد بیان فرمائے ہم نے قدرِ ضرورت پر اکتفا کیا ہے۔

فائدہ

دیوبندیوں کے فضلاء اس حدیث مبارک پر خوب چکرائے جن کے چکر و مکر دفاع علمائے اہل سنت نے علمی تحقیق سے خوش اسلوبی سے سرانجام دیا۔ اسی شرح حدائق کی جلد دوم میں فقیر نے تفصیل لکھ دی ہے۔

مچلا ہے کہ رحمت نے امید بندھائی ہے
کیا بات تیری مجرم کیا بات بنائی ہے

حل لغات

مچلا، ڈھیٹ، ضدی۔ امید بندھائی ہے، امید باندھنے کی جرات کی ہے۔ بات، نکتہ، خولی۔ بات بنائی انہوں، از بات بنا معنی کامیاب ہونا۔

شرح

ہم ڈھیٹ یعنی شفاعت کے عقیدہ میں متصب دو مضبوط مستحکم اس لئے ہیں کہ رحمت الٰہی نے امید پر جرات مند بنایا ہے جب وہ خود فرماتا ہے

لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَةِ اللّٰهِ ؕ (پارہ ۲۴، سورۂ الزمر، آیت ۵۳)

اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔

ایک طرف رحمت دوسری طرف شفاعت تو پھر ہم پُر امید نہ ہوں تو اور کیا کریں مایوسی اور ناامیدی کافروں کو ہے اللہ تعالٰی نے فرمایا

لَا تَايۡـَٔسُوۡا مِنۡ رَّوۡحِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يَايۡـَٔسُ مِنۡ رَّوۡحِ اللّٰهِ اِلَّا الۡقَوۡمُ الۡكٰفِرُوۡنَ (پارہ ۱۳، سورۂ یوسف، آیت ۸۷)

اللہ کی رحمت سے نہ اُمید نہ ہو بیشک اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہوتے مگر کافر لوگ۔

مصرعۂ ثانی میں عقیدۂ اہل سنت پر ڈٹ جانے والون کو داددی ہے کہ اے سنی اگر چہ تو مجرم سہی لیکن تیری نکتہ دانی کی دلیل دینی پڑتی ہے کہ تو پختگی عقیدہ کی وجہ سے خوب کامیاب رہا ورنہ قیامت مس بہت سے اعمالِ صالحہ کے ٹنوں کے ٹن سر پر لاد کر آئیں گے لیکن عقیدہ کی گڑبڑ پر جہنم رسید ہوں گے۔

بلعم باعوراء

یہ شخص زہد وعبادت میں یکتا تھا کوئی نیکی نہ تھی جو اس میں نہ ہو صرف خامی تھی تو یہی کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بے ادب و گستاخ تھا اللہ تعالٰی نے اس کی تمام نیکیاں برباد کرکے قیامت میں اصحابِ کہف کے کتے کی کھال اتروا کر اس کے جسم پر پہنا کر جہنم رسید فرمائیگا اور اس کا چمڑا کتے کو پہنا کر کتے کو اولیاء کے ادب و پیار کے صلہ میں بہشت بخش دے گا۔

بلعم باعورا کا عروج وزوال

حضرت امام غزالی قدس سرہ نے فرمایا کہ بلعم باعورا اتنا بلند مرتبہ تھا کہ زمین پر بیٹھ کر عرشِ معلیٰ کو دیکھ لیتا لیکن جونہی تھوڑا سا دنیا کی طرف مائل ہوا تو اللہ تعالیٰ کو غیرت آئی کہ اس نے ولایت کو دھبہ لگایا تو اس کی ولایت چھین لی۔ اس کا ایک وقت تھا کہ اس کے ملفوظات لکھنے والے بیک وقت بارہ ہزار قلم دوات لئے پیچھے بیٹھے رہتے کہ اس کے علم وحکمت کے جوہر وموتی جمع کرلیں لیکن جب مردود ہوا تو منحوس نے خود ایک کتاب لکھی کہ جہان کا کوئی صانع نہیں کیمونسٹ (دہریہ) ہوگیا نعوذ باللہ من سخطہ کہ اس موضوع پر سب سے پہلا مصنف یہی بلعم باعورا ہے۔ (روح البیان)

بلعم باعورا

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کسی شہر میں ایک عابد رہتا تھا۔ اس شہر پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حملہ کرنے کا ارادہ ہوا اس لئے کہ اس شہر کے مکین کافر تھے اور بلعم باعورا کو اسم اعظم معلوم تھا اس شہر کے بادشاہ ہدایا و تحائف بھی پیش کئے یہاں تک کہ اس کے ورغلانے میں کامیاب ہوگئے۔ بعض روایات میں ہے کہ اسے اپنی عورت سے بڑی محبت تھی اس لئے اس کا مطیع وفرمانبردار رہتا تھا اس کے شہر کے لوگوں نے بہت بڑے تحفے اور مال ودولت جمع کرکے اس کی عورت کے سال رکھ دیئے۔ لالچ میں آکر اس نے ان ہدایا وتحائف کو قبول کرلیا قوم نے کہا کہ بہت بڑی مصیبت میں گرفتار ہیں جیسے تم دیکھ رہی ہو براہ مہربانی بلعم باعورا کو سفارش کرو تاکہ وہ ہمارے دکھ درد کا مداوا کریں۔ بلعم باعورا کو اس کی بیوی نے کہا دیکھئے قوم کے ہمارے اوپر بہت بڑے احسانات ہیں علاوہ ان کے حقوق ہمسائیگی کا تقاضا بھی یہی ہے کہ ہم ان کی مدد کریں اور آپ تو مجھ سے زیادہ جانتے ہیں ہمسائیگاں کے دکھ درد کے وقت مدد کرنا ہمارا دینی و اخلاقی فرض ہے اور وہ اس سے قبل آپ کے ساتھ احسان ومروت سے پیش آتے رہے اور آپ احسان کا بدلہ احسان کے ضابطہ کو بھی جانتے ہیں اور پھر آپ میں ان کی مشکل کشائی کی صلاحیت واہلیت بھی ہے۔ بلعم باعورا نے جواب دیا کہ چونکہ یہ حکم خدائی ہے میں اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا اور نہ ہی تو مجھے مجبور کرسکتی ہے اگر شرعی مجبوری نہ ہوتی تو میں ان کی ضرور مدد کرتا لیکن عورت بضد ہوگئی اور بالآخر منوا ہی لیا۔ بلعم باعورا گدھی پر سوار ہوکر پہاڑ کی طرف چل دیا تاکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بددعا کرے گدھی تھوڑی دیر چل کر گر پڑی۔ بلعم باعورا کو غصہ آیا نیچے اتر کر بیچاری کو خوب مارا یہاں تک کہ گدھی کی جان لبوں پر آگئی بمجبوری کھڑی ہوئی۔ اس پر پھر سوار ہوا مگر وہ تھوڑی دور چل کر پھر گری پھر بلعم باعورا نے اسے

مارا اللہ تعالیٰ نے گدھی کو بولنے کی طاقت دی بلعم باعورا کو کہا اے بد بخت ذرا سوچ تو کہا جارہا ہے دیکھ میرے آگے فرشتے ہیں جو مجھے وہاں جانے سے روکتے ہیں میں وہاں کیسے جاؤں جہاں موسیٰ علیہ السلام کے لئے بد دعا کی جائے وہ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں اور پھر ان کے ساتھ اہل ایمان ہیں۔ بلعم باعورا نے گدھی کو چھوڑ کر پیدل چلنا شروع کیا اور پہاڑ پر جاکر دعا مانگنی شروع کی جب وہ موسیٰ علیہ السلام اور اہل ایمان کے لئے بد دعا کرتا تو اللہ تعالیٰ اس کی زبان پھیر کر اس کی اپنی قوم کا نام زبان پر جاری کرا دیتا اور دعا خیر کرتا تو اللہ تعالیٰ اس کی زبان پر موسیٰ السلام اور اہل ایمان کا نام جاری کرا دیتا قوم نے کہا یہ کیا کر رہے ہو بد دعا ہمیں کرتے ہو اور دعائیں خیر موسیٰ علیہ السلام اور اہلِ ایمان کے لئے۔ اس نے جواب دیا یہ میرے بس کی بات نہیں بخدا میری زبان اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے جس طرح چاہتا چلاتا ہے اس کے بعد اس کی زبان بڑھتی ہوئی سینہ پر لڑھک گئی اس سے اپنی قوم سے دنیا بھی گئی اور دین بھی برباد اور آخرت بھی۔

سب نے صف محشر میں للکار دیا ہم کو
اے بیکسو ں کے آقا اب تیری دہائی ہے

حل لغات

للکار، دارو دم، نعرہ، ہانک، پکار، دھمکانا یہی آخر معنی مراد ہے۔ دہائی، فریاد، نالش، بچاؤ، پناہ یہی مراد معنی مراد ہے۔

شرح

میدانِ حشر میں سب نے ہمیں دھمکایا یا مایوس کر دیا لیکن اے بیکسوں کے آقا ﷺ اب آپ کی پناہ میں حاضر ہوئے ہیں۔

يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ۝ وَ اُمِّهٖ وَ اَبِيْهِ ۝ وَ صَاحِبَتِهٖ وَ بَنِيْهِ ۝
لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ ۝ (پارہ۳۰، سورۂ عبس، آیت ۳۴)

اس دن آدمی بھاگے گا اپنے بھائی اور ماں اور باپ اور جورو اور بیٹوں سے، ان میں سے ہر ایک کو اس دن ایک فکر ہے کہ وہی اسے بس ہے۔

فائدہ

قیامت میں ہر ایک کو اپنی پڑی ہوگی کوئی کسی کو نہ پوچھے گا نہ صرف عوام بلکہ انبیاء علیہم السلام نفسی نفسی فرمائیں گے

جب حضور اکرم ﷺ شفاعت کا دروازہ کھول دیں گے پھر ہر مومن دوسرے کو پوچھے گا یہاں تک چھوٹے بچے ماں باپ کی شفاعت کریں گے آیت یومِ حساب کے ابتدائی دور کے متعلق ہے۔

احادیث مبارکہ

حدیث شریف میں ہے حضرت آدم علیہ السلام مسیح علیہ السلام تک سب کو اپنے اپنے نفس کی پڑی ہوگی اور کوئی نبی حضور اکرم ﷺ سے پہلے شفاعت نہ کرے گا جب لوگ انبیاء کی خدمت میں حاضر ہو کر شفاعت کی درخواست کریں گے تو سارے انبیاء کرام حضور ﷺ کے سامنے اپنے عجز کا اظہار کریں گے اور فرمائیں گ

اذھبو الیٰ غیری — کسی اور کے پاس جاؤ

کہیں گے اور نبی اذھبوا الیٰ غیری — میرے نبی کے لب پر انا لھا ہوگا

آخر لوگ تھکے ہارے مصیبت کے مارے چاروں طرف سے امیدیں توڑے بارگاہِ عرض جاہ بیکس پناہ خاتم دورہ رسالت فاتح باب شفاعت محبوب باوجاہت مطلوب بلند عزت مجاء عاجزاں ماوائے بیکساں مولائے دو جہاں حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوں گے اور اپنی مصیبت بیان کریں گے حضور اکرم ﷺ فرمائیں گے

انا لھا انا صاحبکم — ہاں میں شفاعت کے لئے ہوں

پیش حق مژدہ شفاعت کا سناتے جائیں گے — آپ روتے جائیں گے ہم کو ہنساتے جائیں گے
کشتگانِ گرمی محشر کو وہ جان مسیح — آج دامن کی ہوا دے کر جلاتے جائیں گے
وسعتیں دی ہیں خدا نے دامن محبوب کو — جرم کھلتے جائیں گے اور وہ چھپاتے جائیں گے
سوختہ جانوں پہ وہ پرجوش رحمت آئے ہیں — آب کوثر سے لگی دل کی بجھاتے جائیں گے

یہی سماں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا

ارضیت یا محمد ﷺ — اے محمد کیا تم راضی ہو گئے۔

حضور اکرم ﷺ عرض کریں گے اے رب میں راضی ہو گیا۔

سیادتِ مطلقہ

وہ حضور ہی ہیں جو قیامت کے دن سید مطلق ہوں گے لواءِ حمد حضور کے ہاتھ میں ہوگا عزت و کرامت دنیا حضور کے بس میں ہوگا خود فرماتے ہیں

الكرامة والمفاتيح يومئذ بیدی ادم و من سواہ تحت لوائی

اس دن عزت وکرامت کی کنجیاں میرے دست تقدس میں ہوں گی اس دن آدم اور ان کے سوا جتنے ہیں وہ سب میرے جھنڈے تلے ہوں گے

آفتاب ان کا ہی چمکے گا سب اوروں کا چراغ　　　صرصر جوشِ بلا سے جھلملاتے جائیں گے

چنانچہ سید عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں

انا سید الناس یوم القیمة وکنت امام النبیین وخطیئهم وصاحب شفاعتهم. (خصائص جلد ۲ صفحہ ۲۲۴)

قیامت کے روز میں نبیوں کا امام ہوں اور تمام لوگوں کا سردار ہوں۔

یوں تو سب انہیں کا ہے پر دل کی اگر پوچھو
یہ ٹوٹے ہوئے دل ہی خاص ان کی کمائی ہے

حل لغات

کمائی، محنت سے پیدا کیا ہوا، روپیہ پیسہ، آمدنی، نفع۔

شرح

یوں تو ہر شے حضور اکرم ﷺ کی ہے اس لئے آپ اللہ تعالیٰ کے مختار و ماذون محبوب ہیں لیکن اگر ہمارے دل کی بات پوچھو تو ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ یہ ٹوٹے ہوئے دل بھی خصوصیت سے آپ کی ہی محنت کا ثمر ہے۔

زائر بھی گئے کب کے دن ڈھلنے پہ ہے پیارے
اُٹھ میرے اکیلے چل کیا دیر لگائی ہے

شرح

زائر مدینہ عرصہ ہوا چلے گئے اے بندۂ خدا تو غفلت میں ہے دن تو ڈھلنے کو ہے لحاتِ زندگی آخری سانسیں لے رہے ہیں اُٹھ میری جان اکیلے ہی چل پڑو کیا دیر لگائی ہے اس دیر میں خیر نہیں۔

بازارِ عمل میں تو سودا نہ بنا اپنا
سرکارِ کرم تجھ میں عیبی کی سمائی ہے

حل لغات

کرم، گنجائش، ظرف، بر باء باری۔ عیبی، داغی، کھوٹا، شریر، بدذات، روگی، مریض۔

شرح

عمل کے بازار تو ہمارا سودا نہ بن سکا اس لئے کہ عمل ہوتے تو کام بنتا آپ (ﷺ) لطف و کرم کے شہنشاہ ہیں اور آپ میں ہی کھوٹے، کمزوروں کو سنبھالنے کی عادت فلہٰذا ہم کمزوروں کو سنبھالنا یارسول اللہ (ﷺ)

اس شعر میں اس عقیدہ کا اظہار ہے کہ انسان اپنے اعمال پر بھروسہ نہ کرے بلکہ یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے بخشے گا اگر اعمال کے مطابق اجر وثواب عطا فرمادے تو اس کا عدل و فضل ہے علاوہ ازیں انسان نیکی تو کرتا ہے لیکن یہ یقین ہے کہ واقعی وہ قبول بھی ہوں گی یا نہیں بلکہ وہاں تو بڑے سے بڑا عابد و زاہد بھی نیکی کے قبول ہونے کا دم نہیں بھرتا۔ (روح البیان)

گرتے ہوؤں کو مژدہ سجدے میں گرے مولیٰ
رو رو کے شفاعت کی تمہید اُٹھائی ہے

حل لغات

گرتے ہوؤں از گرنا وغیرہ۔ مژدہ، خوشخبری۔ تمہید، آغاز، اُٹھانا، دیباچہ۔

شرح

کمزور امتیوں کو شفاعت سنا کر سر سجدہ میں رکھیں گے اس کا آغاز شفاعت طلبی سے ہی فرمائیں گے جیسے احادیث شفاعت میں بار بار بیان ہوا۔

اے دل یہ سلگنا کیا جلنا ہے تو جل بھی اُٹھ
دم گھٹنے لگا ظالم کیا دھونی رمائی ہے

حل لغات

سلگنا، دھواں نکلنا، غصے میں اندر ہی اندر بھسم ہونا۔ جلنا، آگ جلنا۔ دم گھٹنا، سانس رکنا، جی گھبرانا۔ دھونی، کسی چیز کو جلا کر دھواں لینا۔ رمائی (اردو) رمانا، پھرانا، کھولنا، بھگانا، رگڑنا۔

شرح

اے دل یہ کیا ہے کہ معمولی فوراً آگ سلگا رہا ہے جلنا ہے تو اُٹھ مکمل طور پر جل تیری اس گندی ادا سے اے ظالم

میرا جی گھبرا رہا ہے یہ کیا دھونی کھول رکھی ہے کہ جس سے الٹا بدمزگی پیدا ہوگئی ہے۔

مجرم کو نہ شرماؤ احباب کفن ڈھک دو
مونھ دیکھ کے کیا ہو گا پردے میں بھلائی ہے

شرح

اے دوستوں مجرم کو اب نہ شرماؤ غسل دے کر کفن سے چھپا دو اب اس کا منہ کیا دیکھو گے بہتری اسی میں ہے کہ اب اس کا چہرہ چھپائے رکھو۔

اب آپ ہی سنبھالیں تو کام اپنے سنبھل جائیں
ہم نے تو کمائی سب کھیلوں میں گنوائی ہے

حل لغات

گنوائی از گنوانا، برباد کرنا، ضائع کرنا۔

شرح

اے میرے کریم رحیم نبی ﷺ اب آپ خود ہی سنبھالیں تو ہمارا کام سنبھل سکتا ہے ورنہ ہم نے تو تمام کمائی (نیک اعمال) کھیلوں (تضیعِ اوقات) میں ضائع اور برباد کر دی ہے۔

اے عشق تیرے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھا دیگی وہ آگ لگائی ہے

حل لغات

چھٹے، چھٹنا، رہا ہونا، آزاد ہونا۔ آگ لگانا، جلانا، پھونک ڈالنا، نقصان کرنا، فساد ڈالنا۔

شرح

اے عشق تیرے طفیل ہم آتش جہنم میں جلنے سے تو نجات پا گئے یہ تیری مہربانی ہے کیونکہ جو آگ تو نے لگائی ہے یہ دوزخ کی آگ کو بجھا دیگی بلکہ دوزخ کی آتش عشق کی آگ سے پناہ مانگتی ہے اس معنی پر عشق کا سودا خوب رہا کہ آتشِ دوزخ ہم سے پناہ مانگتی ہے۔ اس شعر میں عشقِ رسول ﷺ کی فضیلت اور اسے قیمتی ثابت کیا گیا ہے۔

حرص و ہوس بد سے رل تو بھی ستم کرلے
توہی نہیں بیگانہ دنیا ہی پرائی ہے

حل لغات

پرائی، پرایہ کی مونث۔ بیگانہ، غیر۔

شرح

حرص وہوس سے اے ظالم دل تو بھی ظلم وستم کرے صرف تو ہی بیگانہ نہیں بلکہ دنیا ساری کی ساری ہی بیگانی ہے۔

ہم دل جلے ہیں کس کے ہٹ فتنوں کے پرکالے
کیوں پھونک دوں اک اُف سے کیا آگ لگائی ہے

حل لغات

ہٹ، ضد، مچلاتی۔ پرکالے، پرکار کی جمع، ٹکڑا، حصہ، چنگاری۔

شرح

ہم دل جلے عشاق ہیں اور کس کے ایسی مقدس ذات کے کہ ان کے عشق کی آگ کی گرمی اتنی تیز ہے کہ ایک پھونک سے تمام فتنوں کے تمام ٹکڑے جلا کر راکھ بنا دوں۔

طیبہ نہ سہی افضل مکہ ہی بڑا زاہد
ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

حل لغات

بات بڑھانا، جھگڑا کرنا۔

شرح

طیبہ یعنی شہر مدینہ افضل نہ سہی چلو شہر مکہ کو افضل سمجھو ہم سے یہ فیصلہ کراؤ اے زاہد و کیونکہ ہم عشق کے بندے ہیں ان کا فیصلہ صرف عشق کے مطابق ہوتا ہے۔

شہر مکہ افضل ہے یا مدینہ

اس تو کسی کو بھی اختلاف نہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے وجودِ مقدس کے اتصال سے اس خطۂ زمین کو مکہ معظّمہ اور

عرشِ معلیٰ سے زیادہ شرف ملا ہے۔ چنانچہ ردالمختار جلد۲ صفحہ ۲۶۳ میں ہے

قال فی اللبنات و الخلاف فیما عداموضع القبر المقدس فیما ضم اعضائد الشریفة فهو افضل بقاء الارض بالاجماع قال شارح وکذا ای الخلاف فی غیر البیت فان الکعبة افضل من المدینة ما اعداء الضریح القدس وکذا الضریح افضل من المسجد الحرام وقد نقل القاضی عیاض وغیره الاجماع علی تفضیله حتی علی الکعبة ونقل عن ابن عقیل الحنبلی ان تلک البقعة افضل من العرش وقد الفقه السادة البکریون علیٰ ذالک وقد مرح التاج الفاکهی بتفصیل الارض علی السموات لحلوله ﷺ بها. (وکذا لک فی المواھب جلد۱ صفحہ ۳۹۵ ووفاء الوفاء جلد۱ صفحہ ۴۹۵)

اورلباب میں ہے کہ اختلاف اس مقدس مقام کے سوا ہے جہاں حضور ﷺ مزار میں آرام فرما ہیں وہ تمام زمین کی ہر جگہ سے افضل ہے اور اس پر اجماع ہے اس کے شارح نے لکھا کہ اختلاف بیت اللہ کے سوا ہے اس لئے کہ کعبہ شہر مدینہ سے افضل ہے سوائے مزار کی جگہ کے لیکن مزار وقدس کا وہ مخصوص خطہ مسجد حرام سے افضل ہے قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا وغیرہ ۔اس کی تفصیل پر اجماع ہے یہاں تک کہ کعبہ پر بھی اور ابن عقیل حنبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ وہ مخصوص مقام عرش سے بھی افضل ہے علمائے مکہ نے ان کے ساتھ اس مسئلہ میں اتفاق کیا ہے اور حضرت تاج فاکہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے زمین کو آسمانوں پر اسی لئے افضیلت کا قول کیا کہ زمین پر ہی حضور اکرم ﷺ رونق افروز ہیں۔

خلاصہ یہ کہ فقہاء کا اس میں اتفاق ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی قبر انور کا وہ حصہ جو جسم پاک سے ملا ہوا ہے خانہ کعبہ اور عرشِ اعظم سے بھی زیادہ افضل ہے شامی کتاب الحج اور مدارج وغیرہ اور اس میں بھی اتفاق ہے کہ خانہ کعبہ مدینہ منورہ کی بستی سے افضل ہے مگر اختلاف اس میں ہے کہ شہر مدینہ منورہ اور شہر مکہ ان میں آپس میں کون افضل ہے۔ بعض آئمہ فرماتے ہیں کہ مکہ مکرمہ کا شہر شہر مدینہ سے افضل ہے کیونکہ وہاں حج ہوتا ہے وہاں ہر ایک نیک عمل کا ثواب ایک لاکھ کے برابر ہے اور مدینہ پاک میں ہر نیک عمل کا ثواب پچاس ہزار کے برابر ہے اور اس کو حضرت خلیل نے آباد کیا اور اس کے لئے دعائیں کیں مگر حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ شہر مدینہ طیبہ مکہ معظّمہ شہر سے افضل ہے (نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض، وفا الوفاء) اور فقیر کی کتاب محبوب مدینہ میں حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چند دلائل ہیں آیت ''لَآ اُقْسِمُ'' جس سے معلوم ہوا کہ حضور جہاں تشریف فرما ہوں وہ جگہ افضل ہے تو ہجرت سے پہلے

مکہ مکرمہ افضل تھا اور بعد ہجرت مدینہ پاک۔ مکہ مکرمہ میں فرش والوں کا حج ہوتا ہے اور مدینہ پاک میں عرش والے فرشتوں کا کہ ستر ہزار صبح کو اور ستر ہزار شام کو ملائکہ روضہ پاک پر حاضر ہوتے ہیں اس کو گھیر کر صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہیں۔(مشکوٰۃ باب الکرامات)

پھر حج مکہ مکرمہ میں سال میں ایک بار ہوتا ہے مگر مدینہ کا حج جو فرشتے کرتے ہیں وہ ہر روز صبح سے شام اور شام سے صبح تک، مکہ مکرمہ میں ہر نیکی کا ثواب ایک لاکھ ہے تو ہر بدی کا بھی ایک لاکھ ہے یعنی وہ جگہ جمال وجلال کی ہے مگر مدینہ پاک میں محض جمال کہ نیکی کا ثواب پچاس ہزار کے برابر اور بدی کا گناہ صرف ایک ہی بدی وہ بھی اگر باقی رہے ورنہ امید ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی شفاعت سے معاف ہو جائے۔اعلیٰ حضرت نے خوب فرمایا

عاصی بھی ہیں چہیتے یہ طیبہ ہے زاہدو | مکہ نہیں کہ جانچ جہاں خیر وشر کی ہے

شان جمالِ طیبہ جاناں ہے نفع محض | وسعت جلالِ مکہ میں سود وضرر کی ہے

اور جو فرمایا گیا ہے کہ مکہ مکرمہ میں ہر نیکی کا ثواب ایک لاکھ کے برابر ہے اور مدینہ پاک پچاس ہزار یہ تو تھا ثواب اگر درجۂ مقبولیت دیکھا جائے تو مدینہ پاک کی ایک ایک رکعت مکہ مکرمہ کی پچاس پچاس ہزار رکعتوں کے برابر ہے، مکہ خلیل اللہ نے آباد کیا مگر مدینہ پاک کو حبیب اللہ ﷺ نے آباد کیا، مکہ مکرمہ کے لئے خلیل اللہ نے دعائیں کیں مگر مدینہ پاک کے لئے اللہ کے محبوب ﷺ نے دعائیں فرمائیں کہ خدایا اس مدینہ میں مکہ مکرمہ سے دوگنی برکتیں اور رحمتیں نازل فرما اور مکہ مکرمہ میں بے شک خانہ کعبہ اور مقامِ ابراہیم اور آبِ زم زم اور عرفات اور منیٰ وغیرہ ہے مگر مدینہ پاک میں وہ دولہا ہیں جن کے دم کی یہ ساری برأت ہے۔

ہوتے کہاں خلیل بنا کعبہ ومنیٰ | لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے

یہ تو تھا اختلاف اماموں کا اس کا فیصلہ کیونکر ہو سب سے مبارک ہے جو اعلیٰ حضرت نے قدس سرہ نے فرمایا فرماتے ہیں

طیبہ نہ سہی افضل مکہ ہی بڑا زاہد | ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

دوسری جگہ فرماتے ہیں

کعبہ دولہن ہے روضۂ اطہر نئی دولہن | یہ رشکِ آفتاب وہ غیرت قمر کی ہے

دونوں بنیں سجیلی انیلی بنی مگر | جو پی کے پاس ہے وہ سہاگن کنور کی ہے

سرسبز وصل یہ ہے سیہ پوش ہجر وہ ظاہر دوپٹوں سے ہے جو حالت جگر کی ہے

کعبہ معظّمہ میں ہر چیز سیاہ رنگ کی ہے، کعبہ معظّمہ کے پتھر، کعبہ شریف کا غلاف سنگ اسود غرضیکہ ہر چیز سیاہ رنگ کی ہے اور مدینہ پاک کی ہر چیز سبز رنگ کی سارے مدینہ پاک کی زمین میں سبزہ، روضۂ پاک رنگ سبز، غلاف سبز اور سیاہ رنگ ہجر میں ہوتا ہے اور وصال میں مدینہ پاک کو دولہا کا وصال اور کعبہ معظّمہ کو دولہا کا فراق ہے۔ مثنوی شریف میں ہے

گفت معشوقی بعاش اے فتیٰ تو بغیر یت دیدۂ بس شهر ہا

بس کدامی زانها خوشتر است گفت آں شهرے که دروی دلبراست

یعنی کسی معشوق نے اپنے عاشق سے پوچھا کہ تو نے بحر و بر کی سیر کی ہے بتا کہ ان میں سے کون سا شہر اچھا ہے جواب دیا کہ وہ شہر اچھا جہاں اپنا محبوب ہے۔

ڈاکٹر اقبال نے اس کو خوب بتایا

خاك طیبه از دو عالم خوشترا ست اے خنك شهرے که دووے دلبراست

مدینہ پاک کی خاک شریف دونوں جہان سے افضل ہے کیونکہ یہاں اپنا محبوب جلوہ افروز ہے ﷺ

اگر چہ کشمیر اور پیرس بڑے خوبصورت علاقے ہیں مگر رب تعالیٰ کی نظرِ انتخاب جس شہر پر پڑی وہ مدینہ منورہ ہے اس زمین پر لاکھوں کشمیر قربان ہوں۔

لطیفہ

اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز نے ایک شعر لکھا ہے

غور سے سن تو رضؔا کعبہ سے آتی ہے صدا میری آنکھوں سے میرے پیارے کا روضہ دیکھو

اس کا مطلب یہ ہے کہ خانہ کعبہ کا پَرنالہ جس کو کہتے ہیں میراب رحمت بالکل روضۂ رسول ﷺ کے سامنے ہے اور اگر کسی کی دکان گلی میں ہوتی ہے تو وہ لب سڑک ایک ہاتھ لکڑی وغیرہ کا لگا کر اس پر لکھتا ہے کہ فلاں چیز کی دکان سامنے ہے چلے جاؤ تو فرماتے ہیں کعبہ کا پَرنالہ وغیرہ رہبری کرنے والے ہاتھ ہے کہ اے حاجیو حج تو کر لیا لیکن اس حج کو قبول کرانے کے لئے شفیع المذنبین ﷺ کی بارگاہ میں چلے جاؤ دیکھو وہ ہرے گنبد میں آرام فرما ہیں ﷺ (شانِ حبیب الرحمٰن)

فقیر اُویسی غفرلہ نے ''محبوبِ مدینہ'' میں افضلیت مدینہ و مکہ معظّمہ پر طویل بحث لکھی ہے۔

مطلع میں یہ شک کیا تھا واللہ رضاؔ واللہ
صرف ان کی رسائی ہے صرف ان کی رسائی ہے

حل لغات

مطلع، ازطلوع، سورج نکلنے کی جگہ پورب، غزل یا قصیدے کا پہلا شعر جس کے دونوں مصرعے ہم قافیہ ہوں۔

شرح

اس غزل کے شروع میں جو کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں صرف اور صرف رسول اللہ ﷺ کی رسائی ہے۔اے رضا (امام احمد رضا قدس سرہ) بخدا (خدا کی قسم) ہمیں اس عقیدہ میں ذرہ بھر بھی شک نہ تھا اور نہ ہے اور نہ ہوگا۔

نعت شریف

حرزِ جاں ذکر شفاعت کیجئے
نار سے بچنے کی صورت کیجئے

حل لغات

حرز، پناہ گاہ، مضبوط جگہ، تعویذ۔ نار، دوزخ۔ صورت، تدبیر۔

شرح

شفاعت کا ذکر اپنی روح کا تعویذ بنالوں کسی وقت بھی اس ذکر سے غافل نہ ہو کیونکہ دوزخ سے بچانے کا واحد سبب شفاعت ہے اور اعمالِ صالحہ پر بھروسہ کیسا جبکہ ان کے قبول وعدم قبول کا یقین نہیں اور شفاعت کے قبول ہونے کا اللہ نے ابھی سے وعدہ فرمایا ہوا ہے فلہٰذا شفاعت کے ذکر سے نار و دوزخ سے بچنے کی تدبیر کیجئے اس لئے کہ کل قیامت میں سوائے شفاعت کے کوئی چارہ کار نہ ہوگا۔ شفاعت کے تو انبیاء کرام علیہم السلام سے لے کر کفار تک محتاج ہوں گے اس کے بعد بھی گنہگاروں کو بغیر شفاعت نجات مشکل ہوگی۔

مسئلہ

کافر کے لئے کوئی شفاعت نہیں ہے ہاں مومن کی شفاعت ضرور ہوگی۔

حدیث

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں میری امت کے اہل کبائر کے لئے میری شفاعت ضرور ہوگی۔

مسئلہ

جو آپ کی شفاعت کی تکذیب کرتا ہے اسے شفاعت نصیب نہیں ہوگی۔

قاعدہ

جہاں پر شفاعت کی نفی ہے وہاں کفار مراد ہیں۔(روح البیان)

حکایت

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص قیامت میں اپنے لڑکے کو پلٹ کر بولے گا اے میرے پیارے بیٹے میں دنیا میں تیرا باپ تھا آج مجھے تیری نیکیوں میں سے صرف رتی برابر ایک نیکی کی ضرورت ہے براہ کرم مجھے دے دے تاکہ میں اس مصیبت سے بچ جاؤں۔لڑکا جواب دیگا کہ جس طرح آج تجھے خطرہ ہے مجھے بھی اسی طرح ہے فلہذا مجھ سے دور ہو میں تجھے کچھ نہیں دے سکتا پھر وہ شخص اپنی زوجہ سے جا کر کہے گا اے فلانی دنیا میں میں تیرا شوہر تھا وہ عورت اسے دیکھ کر اس کی بہت تعریف کرے گی مرد کہے گا مجھے صرف ایک نیکی درکار ہے براہ مہربانی ایک نیکی دے دے وہ عورت جواب دے گی کہ اس خوف سے تو میں بھی کانپ رہی ہوں [1] اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا

وَ اِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰی حِمْلِهَا لَا یُحْمَلْ مِنْهُ شَیْءٌ وَّ لَوْ کَانَ ذَا قُرْبٰی ا(پارہ ۲۲،سورۂ فاطر، آیت ۱۸)

اور اگر کوئی بوجھ والی اپنا بوجھ بٹانے کو کسی کو بلائے تو اس کے بوجھ میں سے کوئی کچھ نہ اُٹھائے گا اگر چہ قریب رشتہ دار ہو۔

شیخ سعدی قدس سرہ فرماتے ہیں

برفتند ھرکس درود آنچه کشت	نماند بجز نام نیکوؤ زشت
ھرآں خورد سعدیؔ که بیخے نشاند	کسے بردخرمن که تخمے نشاند

دنیا میں جو کیا آخرت میں وہی پائیگا جو بوئیگا دنیا میں تو صرف نام رہ جائیگا نیک یا بد۔اے سعدی ہر شخص وہی پھل کھائے گا جو اس نے خود بویا اور دانوں کا انبار وہی اُٹھائے گا جس نے بیج بویا۔

حکایت

[1] اس طرح ماں، باپ، بہن، بھائی، دوست احباب جواب دیں گے جیسا کہ قرآنِ مجید کا فیصلہ ہے۔اس سے یقین کر لیں کہ آپ کی شفاعت کے کوئی کام کسی کے کام نہ آئیگا۔

کسی نے حضرت ابن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کوان کی موت کے بعد خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا کیا۔آپ نے فرمایا کہ مجھے اپنے سامنے تیس سال کھڑا کر دیا اور سخت زجرو توبیخ کی صرف اس وجہ سے کہ ایک دن میں گمراہ بدمذہب بدعتی کو نظر شفقت سے دیکھا اس سے اندازہ لگایئے اُن لوگوں کا جو ایسے بے دینوں کے ساتھ نشست و برخاست رکھتے ہیں کیا حال ہوگا۔(روح البیان)

مسئلہ

جبکہ مذاہب کا اختلاف اور شر و فساد کا زور ہو تو اس وقت حضور اکرم ﷺ کی سنت پر عمل کرنا سو شہیدوں کا ثواب حاصل ہوتا ہے۔(روح البیان پارہ اول)

انتباہ

دورِ حاضرہ میں ہر دونوں کا حال پتلا ہے سنت پر عمل کرنا عار و ننگ محسوس کیا جا رہا ہے اور اعدائے اسلام اور بدمذاہب سے بھی یاری اور دوستی کا دور دورہ ہے اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔

شفاعتِ رسول ﷺ

جامع الاصول میں بروایت زہری حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کے حجرۂ اقدس کے باہر حضور اکرم ﷺ کی تشریف آوری کے منتظر تھے اور آپس میں گفتگو فرما رہے تھے اور حضور اکرم ﷺ حجرہ اقدس میں ان کی تمام باتیں سنتے رہے ان میں سے کوئی تعجب کے طور پر کہتا کہ سبحان اللہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا دوسرے نے کہا واہ واہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو کلیم بنایا تیسرے نے کہا عیسیٰ علیہ السلام کا کیا کہنا کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے روح اللہ وکلمۃ اللہ بنایا چوتھے نے کہا حضرت آدم علیہ السلام کی عجب شان تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خلافت کے لئے منتخب فرمایا۔بات یہاں تک پہنچی تو حضور اکرم ﷺ حجرۂ اقدس سے باہر تشریف لائے اور انہیں السلام علیکم کہنے کے بعد فرمایا میں نے تمہارا کلام سنا تم نے کہا ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ ہیں واقعی وہ اسی طرح تھے اور تم نے کہا عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ تھے ہاں وہ واقعی ایسے تھے اور تم نے کہا آدم علیہ السلام صفی اللہ تھے ہاں وہ واقعی ایسے ہی تھے لیکن یاد رکھو کہ میں حبیب اللہ ہوں اور میں یہ فخر کے طور پر نہیں کہہ رہا اور یاد رکھو قیامت میں لواء الحمد میرے ہاتھ میں ہوگا اور یہ میں فخر یہ نہیں کہہ رہا اور یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں میں اولین و آخرین سے مکرم ترین ہوں اور میں یہ فخر کے طور پر نہیں کہہ رہا اور بہشت کا دروازہ سب سے پہلے میں ہی کھٹکھٹاؤں گا میرے دروازہ کھٹکھٹانے پر ہی اللہ تعالیٰ

بہشت کا دروازہ کھول دے گا تو میں سب سے پہلے بہشت میں داخل ہوں گا اور میرے ساتھ مہاجرین کے فقراء صحابی (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) ہوں گے اور میں یہ فخریہ نہیں کہہ رہا۔

ان کے نقش پا پہ غیرت کیجئے
آنکھ سے چھپ کر زیارت کیجئے

شرح

حضور اکرم ﷺ کے نقش قدم پر غیرت کرنی چاہیے آنکھ سے زیارت نہ ہو دل پر تصور جمائیے پھر ہر وقت زیارت کرتے رہیئے۔

دل کے آئینہ میں ہے تصویر یار — جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

یہ شعر اسی قبیل سے ہے جو کسی شاعر نے فارسی میں فرمایا

غیرت از چشم برم روئے تو دیدن ندھم — گوش رانیز حدیث تو شنیدن ندھم

مجھے تو اپنی آنکھ سے بھی غیرت ہے کہ اے محبوب میں اسے تیرا چہرہ دیکھنے نہ دوں ایسے ہی کان کو بھی تیری بات سننے نہ دوں۔

غیرتِ صدیقی

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شب ہجرت سانپ کے ڈس کھائے موت کے کڑوے گھونٹ پینا قبول کیا لیکن رُخِ مصطفیٰ ﷺ کے دیار پرانوار کے مزے لوٹے۔

ان کے حسن با ملاحت پر نثار
شیرۂ جاں کی حلاوت کیجئے

حل لغات

ملاحت، سلون پن، سانولا پن، خوبصورتی۔ شیرہ قوام، پتلا گڑ۔ حلاوت، مٹھاس، مزہ، آرام، سکھ۔

شرح

آپ کے حسن ملیح پہ شیرۂ جاں قربان کرکے مزہ حاصل کیجئے اس میں اشارہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی رضا و خوشنودی پر شہادت کے مزے ہی مزے جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا طریقہ رہا مثلاً حدیث شریف میں ہے

عن البراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال اتی النبی ﷺ رجل مقنع بالحدید فقال یارسول اللہ قاتل او اسلم ؟فقال اسلم ثم قاتل فاسلم ثم قاتل فقتل فقال رسول اللہ ﷺ عمل عمل قلیلاً واجر کثیرا .

متفق علیہ وھذا لفظ البخاری

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے بیان کرتے ہیں ایک شخص ہتھیاروں سے سجا ہوا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ پہلے جہاد وں یا اسلام قبول کروں آپ نے فرمایا کہ اولاً اسلام قبول کرو پھر جہاد کرو چنانچہ اس نے اسلام قبول کرلیا اور پھر جہاد کیا حتی کہ شہید کر دیا گیا (اس پر) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کام کم کیا اور ثواب زیادہ دیا گیا۔

غزوۂ بدر میں حضور اکرم ﷺ نے مسلمانوں کو ترغیب دی اور فرمایا کہ بہشت کی طرف اُٹھو جس کا عرض آسمان وزمین ہے یہ سن کر حضرت عمیر بن حمام انصاری بولے یارسول اللہ! بہشت جس کا عرض آسمان وزمین ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں ۔تب حضرت عمیر نے کہا واہ واہ یارسول اللہ فقط اس توقع پر کہ میں اہل بہشت سے ہو جاؤں ۔آپ نے فرمایا تب تو بیشک اہل بہشت میں سے ہے اس پر حضرت عمیر نے اپنی ترکش سے چھوارے نکال کر کھانے شروع کئے پھر کہنے لگے اگر میں زندہ رہوں یہاں تک کہ یہ چھوارے کھالوں تو البتہ یہ لمبی زندگی ہے یہ کہہ حضرت عمیر نے چھوارے جو پاس تھے پھینک دیئے پھر جہاد کیا یہاں تک کہ شہید ہو گئے ۔

ان کے در پہ جیسے ہو مٹ جائیے
ناتوانو کچھ تو ہمت کیجئے

شرح

حضور اکرم ﷺ کے درِاقدس پر ہی مر جاؤ اے عاجزو ناتوانو کچھ تو ہمت کرو اور نہ سہی انہی کے درِاقدس پر ڈیرے جمالو۔اس شعر میں عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ کے دراقدس پر مرمٹنے کی ترغیب دلائی اور اصحابِ صفہ کے حالات تھے لیکن جونہی درِرسول ﷺ پر ڈیرہ جمایا تو کونین کے سردار بن گئے ۔

اصحابِ صفہ

حضور اکرم ﷺ کی مسجد پاک کے پیچھے بائیں طرف ایک سایہ دار جگہ تھی اور فقراء مساکین صحابہ کرام جن کا کوئی بار نہ تھا دن رات پڑے رہتے تھے ۔یہ صحابہ چند اوپر ایک سو تھے اور ان میں بوجہ تزویج یا موت یا مسافرت کی بیشی ہوتی

رہتی تھی۔ حضور اکرم ﷺ بحکم احکم الحاکمین

وَ اصۡبِرۡ نَفۡسَکَ مَعَ الَّذِیۡنَ یَدۡعُوۡنَ رَبَّھُمۡ بِالۡغَدٰوۃِ وَ الۡعَشِیِّ یُرِیۡدُوۡنَ وَجۡھَہٗ.

(پارہ ۱۵،سورۃ الکہف،آیت ۲۸)

اور اپنی جان ان سے مانوس رکھو جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے اور اس کی رضا چاہتے۔

ان کے ساتھ خاص معیت و مجالس رکھتے تھے اور ان صحابہ کرام کے فقر و فاقے کا یہ حال تھا کہ ان کے پاس سوائے ایک تہبند کے جس سے بمشکل ستر عورت ہوتا اور کوئی کپڑا پہننے کے لئے نہ ہوتا تھا اور شدتِ بھوک سے بعض مرتبہ بے ہوش ہو جاتے اور پیٹ پر پتھر باندھ لیتے اور بعض مرتبہ کمال درماندگی اور احتیاج سے حضور اکرم ﷺ کے دروازہ شریف پر جا پڑتے۔ باہر سے آنے والے لوگ ان کا حال دیکھ کر یہ سمجھتے تھے کہ شاید یہ لوگ دیوانے ہیں حضور اکرم ﷺ اکثر ان کے پاس تشریف لاتے اور ان کو تسلی و تشفی دیتے اور صبر و رضا اور زہد و قناعت کے فضائل بیان کرتے اور فرماتے میں تمہارے ساتھ ہوں نیز فرماتے اگر تم لوگ جان لو کہ حق سبحانہ و تعالیٰ کے نزدیک تمہاری کیا قدر و منزلت ہے تو تم اس سے زیادہ فقر و فاقہ کو محبوب رکھتے۔ بعض مرتبہ آپ ایک ایک دو دو کو مالدار صحابہ کے حوالے فرما دیتے کہ ان کی مہمانی کرو اور جو باقی بچتے ان کو اپنے ساتھ شریک فرماتے اور ہدایا میں بھی ان کا حصہ مخصوص فرماتے۔

نقد سودا

اب تک یہی حال ہے کہ آپ کے در اقدس کے گدا دنیائے عالم کو شہنشاہوں سے ہزار درجہ افضل و برتر ہیں۔

شعر کا اصل مقصد

دنیا و آخرت بالخصوص قیامت میں انسان کی عاجزی و ناتوانی کا حال نہایت زبوں سے زبوں تر ہے اس وقت صرف اور صرف ایک ہی سہارا ہے جس کے لئے امام احمد رضا محدث بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے مشورہ دیا ہے

ناتوانو کچھ تو ہمت کیجئے

کیونکہ حضور اکرم ﷺ جب شفاعت کے لئے کمربستہ ہوں گے تو شفاعت اسی کو نصیب ہوگی جو آپ سے وابستہ ہونگے۔

وظیفہ برائے شفاعت

بزرگوں نے شفاعت کے لئے متعدد نسخے تجویز فرمائے ان میں سے ایک حاضر ہے

حضرت امام سخاوی نے نقل کیا ہے کہ حدیث مرفوع میں ہے کہ جو شخص ہر جمعے کو سات بار درود سات جمعے تک پڑھے اس کی شفاعت مجھ پر واجب ہوتی ہے۔درود یہ ہے

اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ آلِ محمد صلوٰۃ تکون لک رضا ولحقہٖ اداء واتہ الوسیلۃ والمقام المحمود الذی وعدتہ واجزہ عنا ما ھو اھلہ واجزہ عنا افضل ماجزیت نبیا عن امتہ وصلی علیٰ جمیع اخوانہ من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین یا ارحم الراحمین

نکتہ

جمعہ کی تخصیص اس لئے ہے کہ حضور اکرم ﷺ خود بنفس نفیس درود و سلام کا جواب دیتے ہیں جو حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کی رات کو مجھ پر درود بھیجتا ہے اس کی ستر حاجتیں اللہ تعالیٰ دنیا میں برلاتا ہے اور تیس آخرت میں اور ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن ہزار بار درود پڑھتا ہے وہ جب تک اپنی جگہ بہشت میں نہ دیکھے گا دنیا سے نہ اُٹھے گا۔

اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ الہٖ الف الف مرۃ

پھیر دیجئے پنجۂ دیو لعین
مصطفیٰ کے بل پہ طاقت کیجئے

حل لغات

پھیر، پنجہ پھیرنا، ہاتھ موڑنا، ہرادینا۔ دیو، پہلوان، جن یہاں شیطان لعین مراد ہے۔بَل (بفتح باء، اردو مذکر) طاقت، پیچ مروڑو غیرہ۔

شرح

آیئے شیطان کو ہرایئے حضور اکرم ﷺ کے وسیلہ جلیلہ پر طاقت وقوت دکھایئے۔

دیولعین

شیطان کی انسان دشمنی کس سے مخفی ہے اور اس کی قوت و طاقت بھی مشہور ہے لیکن جسے حضور اکرم ﷺ یا کسی مرشد کامل کی توجہ خاص حاصل ہو وہ دیو لعین کی شرارت سے محفوظ رہتا ہے۔

ڈوب کر یادِ لب شاداب میں

آبِ کوثر کی سباحت کیجئے

حل لغات

شاداب، تروتازہ، ہرابھرا۔ سباحت، تیرنا۔

شرح

محبوبِ کریم ﷺ کے لب اطہر کی یاد میں ڈوب کر آبِ کوثر میں تیریئے۔ حدیث شریف میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے یہ درود پڑھا

اللھم صل علیٰ روح محمد فی الارواح وعلیٰ جسدہ فی الاجساد وعلیٰ قبرہ فی القبور

تو وہ مجھے خواب میں دیکھے گا جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ قیامت میں مجھے دیکھے گا اور جو مجھے قیامت میں دیکھے گا میں اس کی شفاعت کروں گا اور جس کی میں شفاعت کروں گا وہ میرے حوض سے پانی پیئے گا اور اس پر اللہ تعالیٰ آتشِ دوزخ حرام کریگا۔ (کشف الغمہ جلد ا صفحہ ۲۶۹، القول البدیع صفحہ ۴۳)

حوضِ کوثر تک پہنچنے کا نسخہ

حضور اکرم ﷺ کے حوضِ کوثر تک پہنچنے کا نسخہ خود آپ نے بتایا حدیث شریف میں ہے

لیردن علی الحوض اقوام ما اعرفھم الا بکثرۃ الصلاۃ علی

(کشف الغمہ صفحہ ۲۷۱، شفاء شریف ۶۷ جلد ۲، القول البدیع للسخاوی رحمہ اللہ)

قیامت کے دن میرے حوض کوثر پر کچھ گروہ وارد ہوں گے جن کو میں انہیں درود پاک کی کثرت کی وجہ سے پہچانتا ہوں گا۔

ازالۂ وھم

اس سے جاہلوں کی طرح یہ نہ سمجھنا کہ حضور اکرم ﷺ کو امت کی پہچان صرف درود شریف کی وجہ سے ہوگی بلکہ آپ اپنی امت کے علاوہ دوسری تمام امتوں کے ہر فرد کو جانتے ہیں جیسا کہ روایات صحیحہ سے ثابت ہے یہاں صرف درود شریف کی اہمیت کے پیش نظر یوں فرمایا جیسے وضو کی فضیلت میں وارد ہوا کہ میں امت کو وضو کے چمکتے اعضاء سے پہچانوں گا تو وہاں بھی اگر چہ جاہلوں نے یہی اعتراض کیا ہے لیکن ان کی جہالت اعتراض کو مضبوط نہ کرسکی جبکہ دوسری روایاتِ صحیحہ سے ثابت ہے کہ آپ اپنی امت کو ہر وقت اور ہر حال میں جانتے پہچانتے ہیں بہر حال حوضِ کوثر تک پہنچنے کا بہترین نسخہ درود شریف ہے لیکن حوضِ کوثر کے متعلق اہمیت تو اس وقت محسوس ہوگی جب میدانِ قیامت میں لوگ مارے

مارے پھر رہے ہونگے۔

منظر قیامت

قیامت میں سورج بالکل ہی قریب ہوگا زمین دھکتے ہوئے کوئلے کی طرح ہوگی، سر چھپانے کو جگہ نہ ہوگی، پینے کو پانی نہ ہوگا، انسان کو پسینہ لگام کی طرح منہ تک چڑھا ہوگا وہاں ہمارے آقا ﷺ حوضِ کوثر پر امت کو پانی پلا تے ہوں گے وہاں پر درود پڑھنے والوں پر خصوصی عنایت ہوگی خود سرکارِ مدینہ ﷺ درود پڑھنے والوں کو بلا کر ٹھنڈا ٹھنڈا میٹھا میٹھا پانی پلائیں گے۔

امام احمد رضا قدس سرہ نے کیا خوب فرمایا

ماں جب اکلوتے کو چھوڑے آ آ کہہ کے بلاتے یہ ہیں

باپ جہاں بیٹے سے بھاگے لطف وہاں فرماتے یہ ہیں

ٹھنڈا ٹھنڈا میٹھا میٹھا پیتے ہم ہیں پلاتے یہ ہیں

انتباہ

ایسے ہولناک منظر میں حضور نبی پاک ﷺ نہایت شفقت اور پیارے سے فرمارہے ہوں گے امتیو جلدی آؤ میں تمہارے انتظار میں کھڑا ہوں آؤ میرے حوضِ رحمت سے ٹھنڈا ٹھنڈا میٹھا پانی پیو۔ یاد رہے کہ میدانِ حشر میں انسان کا بُرا حال ہوگا کہ پیاس سے حلقوم خشک، چہرہ زرد، زبانیں نکلی ہوئی اور کوئی پرسانِ حال نظر نہ آئیگا اس وقت نبی پاک ﷺ شفقت و رحمت کی قدر و منزلت سمجھ آئیگی کہ خود بلا کر جب ٹھنڈا میٹھا شربت کا ایک کاسۂ رحمت عطا فرمائیں گے تو پہلے ہی گھونٹ سے تمام پیاس ختم ہو جائیگی اس کے بعد جتنا پیو صرف لذت ہی لذت محسوس ہوگی۔

ڈوب کر لب شاداب ھیں

اس میں امامِ اہل سنت رحمہ اللہ نے درود شریف پڑھنے کا طریقہ بتایا ہے اور طریقہ مذکورہ اسلاف سے منقول ہے چنانچہ برہان الدین ابراہیم شاذلی رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ جو شخص گنبد خضراء سے دور یعنی اپنے ملک اپنے علاقہ میں درود پاک پڑھے وہ یوں تصور کرے کہ میں سید دو عالم ﷺ کے سامنے حاضر ہوں اور اپنے آقا کو خطاب کر رہا ہوں۔ (سعادۃ الدارین صفحہ ۲٦١)

اسی طرح مدارجِ النبوۃ میں حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے فرمایا اس کی تائید حدیث شریف سے

بھی ہوتی ہے فرمایا

اسمع صلوٰۃ اھل محبتی واعرفھم. (دلائل الخیرات)

میں اہلِ محبت کا درود سنتا اور انہیں جانتا ہوں۔

صرف حقیقت پر پردہ ڈالنے کے لئے یہ کہہ دینا کہ یہ حدیث بلاسند ہے لیکن وہ یہ قاعدہ بھول جاتے ہیں کہ ناقل ثقہ اور معتبر ہوتو وہ حدیث قابلِ قبول ہے اور صاحب دلائل الخیرات جیسا عارف کامل ولی اللہ سے بڑھ کر اور کون ثقہ ہوسکتا ہے۔اس کے باوجود یہ حدیث شریف کئی معتبر روایات سے مستند ہے اسی لئے ابقاعدہ حدیث شریف معنی صحیح ہے۔

تائید مزید

جلاء الافہام میں ابن القیم نے سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

مامن احد یصلی علی الا بلغنی صوتہ حیث کان

کوئی بھی درود شریف پڑھے میرے ہاں اس کی آواز پہنچتی ہے وہ جہاں ہو۔

براۂ راست نقد جواب

امام احمد رضا قدس سرہ نے یادِ لب شاداب سے تمام احادیث شریفہ کی ترجمانی فرمائی جن میں ہے کہ درود شریف پڑھنے والے کو حضور اکرم ﷺ خود جواب عنایت فرماتے ہیں مثلاً

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ مامن احد یسلم علی الا رد اللہ علی روحی حتی ارد علیہ السلا البیھقی (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۸۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی شخص مجھ پر سلام نہیں بھیجتا مگر اللہ تعالیٰ مجھ پر میری روح لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ میں اس پر سلام کا جواب دیتا ہوں۔

ازالۂ وھم

اس روایت سے منکرین حیوۃ الانبیاء نے استدلال کیا کہ نبی پاک ﷺ اگر زندہ ہوتے تو روح کیوں لوٹائی جاتی اس کے جواب میں علمائے اہل سنت نے متعدد جوابات لکھے ہیں بلکہ امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے صرف اسی حدیث کے جواب میں رسالہ لکھا ''انباء الاذکیاء فی حیوۃ الانبیاء'' ان جوابات میں سے ایک جواب ملاحظہ ہو۔حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

انما النبی ﷺ فی البرزخ ومشغول باحوال الملکوت مستغرق فی مشاھدۃ فعبر عن افاقتہ من تلك المشاھدۃ وذلك الا ستغراق بردالروح۔ (لمعات جلد۳ صفحہ۱۹۲)

نبی کریم ﷺ عالم برزخ میں ملکوت کے حالات میں مشغول اپنے رب تعالیٰ کے مشاہدے میں مستغرق رہتے ہیں اس مشاہدہ اوراس استغراق سے افاقہ کوردِ روح سے تعبیر کیا ہے۔

یادِ قامت کرتے اُٹھیے قبر سے
جانِ محشر پر قیامت کیجئے

حل لغات

قامت،قد۔قیامت،مشہورلفظ ہے لیکن یہاں بھی بحاورۂاردو،قیامت کرنا بمعنی آفت لانا مراد ہے۔

شرح

قبر سے اُٹھتے ہی حضوراکرم ﷺ کے قدس مبارک کی یاد کرکے اُلٹا جانِ محشر پرآفت لائیے اگر چہ محشر خود بہت بڑی آفت ومصیبت ہے لیکن چونکہ وہ حضوراکرم ﷺ کے نیاز مندوں میں سے ہے اسی لئے وہ آپ کا نام سن کر کانپ جائیگا پھراسے خوداپنی فکرہوگی کہ کہیں نام لیواؤں کواس کی وجہ سے تکلیف اور پریشانی نہ ہو۔

ان کے در پر بیٹھے بن کر فقیر
بینواؤ فکر ثروت کیجئے

حل لغات

بینوا،بےتوشہ۔فقیر،بےسامان۔ثروت،کثرتِ مال،تونگری

شرح

حضوراکرم ﷺ کے درِاقدس پرفقیربن کربیٹھ جاؤاے بینواؤمفلسو اگر دولت مندی کی فکرہے تو اس کی تکمیل کا یہی بہترطریقہ ہے کیونکہ جوبھی آپ کے درکافقیر ہے وہ جملہ عالم کاامام اورامیر ہے۔

جس کا حسن اللہ کو بھی بھا گیا
ایسے پیارے سے محبت کیجئے

حل لغات

بھا گیا، بٹھانا، مرغوب ہونا، دل کو لگنا۔

شرح

جس محبوبِ کریم ﷺ کا حسن خود اللہ تعالیٰ کو پسند آ گیا تو پھر ہمیں بھی ایسے محبوب پیارے سے محبت کرنی چاہیے کیونکہ پیدا کرنے والے نے سب کو پیدا کیا تو پیدا کر کے جس سے محبت ہوئی اور جملہ مخلوق سے محبوب تر بنایا وہ ہمارے نبی پاک ﷺ ہیں۔

آفاقھائے گردیدہ ام　　　مھربتان ورزیدہ ام

بسیار خوباں دیدہ ام　　　لیکن تو چیزے دیگری

میں نے زمانہ چھان مارا، بڑے حسین و جمیل محبوبوں سے ملا ہوں، بہت حسین چہرے دیکھے لیکن اے حبیب ﷺ آپ اپنی مثال خود ہیں۔

حی　باقی　جس　کی　کرتا　ہے　ثناء

مرتے　دم　تک　اس　کی　مدحت　کیجئے

حل لغات

حی، اللہ تعالیٰ کا صفاتی سم مبارک۔ باقی، اللہ تعالیٰ کا صفاتی اسم مبارک۔ مدحت، تعریف و ستائش

شرح

خود اللہ جو حی و باقی ہے جس ذات کی مدح و ثناء فرماتا ہے ہمیں بھی مرتے دم تک جب تک دم میں دم ہے ان کی تعریف و مدح کرنی چاہیے۔ شیخ سعدی نے فرمایا

زباں تابود در دھاں جائیگیر　　　ثنائے محمد بود دل پذیر

زباں جب تک اپنی جگہ میں ہے ہمارے دل پسند تو ثنائے محمد ﷺ ہے کہ تا دل زیست کرتے ہی رہیں گے۔

عرش　پر　جس　کی　کمانیں　چڑھ　گئیں

صدقے　اس　بازو　پہ　قوت　کیجئے

حل لغات

کمانیں چڑھنا، ترقی کا دور ہونا، اچھے دن ہونا، ڈنکا بجنا۔

شرح

اس بازو مبارک پر جملہ قوت و طاقت قربان کرنی چاہیے جس کا عرش معلیٰ پر ڈنکا بجا اور وہاں تشریف لے گئے تو عرش اور عرشیوں نے قدموں پہ جانیں نچھاور کیں۔ اسی لئے امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے دوسرے مقام پر فرمایا

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں　　　　خسروا عرش پہ اُڑتا ہے پھریرا تیرا

اس کی شرح حدائق بخشش کی جلد اول اسی شعر کے تحت تفصیل پڑھیئے۔

نیم وا طیبہ کے پھولوں پر ہوا نہ آنکھ
بلبلو پاسِ نزاکت کیجئے

حل لغات

نیم، آدھا۔ وا، کشادہ، کھلا ہوا، جدا۔ بلبلو، عاشقو۔ نزاکت، نازکپن، ملائمت، ناز و انداز، کمزوری، ہلکا پن۔

شرح

اے عاشق یہاں مدینہ طیبہ کی نزاکت کا خوب خیال رکھو یہاں کے پھولوں پر نگاہ ڈالو تو آنکھیں نیچی ہو، ان کی تعظیم و تکریم اور رعب و دبدبہ اور جاہ و جلال کا خصوصی خیال رکھنا ضروری ہے کیونکہ مدینہ طیبہ کی ہر شے کا ادب ضروری ہے کیونکہ یہاں کی ہر شے باشعور ہے اور واجب التعظیم و تکریم۔

احکامِ حرمین

حرم کعبہ کی طرح یہ بھی حرم ہے لیکن ادب کے طور ہے وہاں سزا کے طور بلکہ احرام میں اتنی سخت پابندیاں کہ معمولی سے معمولی حرکت پر جرمانہ اور سزا یہاں تک کہ احرام کے بعد تھوڑی سی بھی خوشبو لگائی تب بھی سزا ہے اور یہاں مدینہ پاک میں کسی قسم کی پابندی نہیں بلکہ ہر وقت خوشبو لگاؤ یہاں تک کہ اُٹھتے بیٹھتے یوں محسوس ہو کہ ابھی خوشبو کی نہر سے غوطہ لگا کر آیا ہے اور احرام کی حالت میں جو بھی غلط طریقہ عمل میں لائے تو اس پر دم یا کم از کم صدقہ لازم آتا ہے۔

دم سے بھیڑ، بکری اور بدنہ سے اونٹ یا گائے مراد ہے انہی شرائط پر جو قربانی میں ہیں۔ صدقہ سے مراد انگریزی روپے سے ایک سو پچھتر روپے آٹھ آنے بھر گندم اور مدینہ طیبہ میں نہ احرام ہے نہ سزا وغیرہ۔

حرمِ مکہ معظمہ

اس کی حدود مقرر ہیں یہاں تک کہ اندر سے گھاس نہ اکھیڑنا ، درخت کاٹنا وغیرہ حرام ہے اور احرام میں سخت تر حرام اس کی سزا کا اجمالی ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ حدودِ مدینہ پاک بھی مقرر ہیں لیکن یہاں کے درخت گھاس وغیرہ کی حرمت ہے لیکن سزا کوئی نہیں یہ محض حضور اکرم ﷺ کی وجہ سے ہے کہ سزا نہ ہو صرف انتباہ ہو کہ حبیب خدا ﷺ کے حرم محترم کا احترام اور ادب ضروری اور لازمی ہے۔

نکتہ

جو ذات دنیا میں اپنے امتی کے لئے ایک معمولی سی سزا گوارا نہیں فرما سکتی ہے یہی وجہ ہے کہ جب تک امت کا آخری فرد بہشت میں نہیں جائیگا آپ بیقرار رہیں گے۔

سر سے گرتا ہے ابھی بارِ گناہ
خم ذرا فرقِ ارادت کیجئے

حل لغات

بار، بوجھ۔ خم، جھکاؤ۔ فرق، سر۔ ارادت، عقیدت۔

شرح

گناہوں کا بوجھ ابھی گر جائیگا صرف اتنا ضروری ہے کہ عقیدت کا سر خم کیجئے یعنی گناہوں کی معافی کوئی بڑی بات نہیں صرف محبوب خدا ﷺ سے عقیدت اور نیاز مندی کی سعادت مندی سے بہرہ مندی ہو۔ بڑے بڑے جرائم پیشہ مدتوں شرک وکفر کی غلاظتوں میں لتڑ پتڑ غلیظ انسان رہے لیکن درِ رسول ﷺ پہ حاضری دی سر عقیدت خم کیا تو نہ صرف گناہ دھل گئے بلکہ بہشت کے بھی مالک بن گئے اور دنیا کے تمام غوثوں، قطبوں سے بھی قدر ومنزلت میں آگے بڑھ گئے۔

آنکھ تو اُٹھتی نہیں دیں کیا جواب
ہم پہ بے ہوش رحمت کیجئے

شرح

شرم کے مارے ہم تو آپ کے سامنے آنکھ بھی نہیں اُٹھا سکتے تو پھر سوال کا جواب کیسے دیں فلہٰذا اپنے کرم کے صدقے ہم پہ بلا پوچھے ہی رحمت فرما دیجئے۔ کسی کریم سے نعمت وعطاء کے حصول کا یہی بہترین طریقہ ہے کہ خود کو عجز و انکسار کا پیکر بنا لے پھر کریم کے دریا کی موجیں دیکھے۔

عذر برتر از گنہ کا ذکر کیا
بے سبب ہم پہ عنایت کیجئے

شرح

مثال مشہور ہے کہ عذر گناہ بدتر از گناہ ہم پر صادق آئے گی کہ جو بھی اپنے گناہوں کا عذر کریں گے وہ بھی الٹا ہمارے لئے بدترین گناہ بن جائیگا فلہٰذا ایسے عذر کے ذکر کا کیا فائدہ اسی لئے کرم فرمایئے بلا سبب ہم پر نظر عنایت فرما دیجئے۔ اس کی وجہ ظاہر ہے کہ مجرم ہو حد سے زیادہ بے خبر اور مالک ہو تمام حاکموں کا حاکم تو دبدبہ و ہیبت سے مجرم اپنے عذر گناہ کچھ ایسے غلط انداز سے بیان کریگا جس سے الٹا وہ عذر بھی بدترین جرم بن جائیگا جیسے ابلیس کے ساتھ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم فرمایا تو نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے پوچھا

قَالَ یٰٓاِبْلِیْسُ مَا لَکَ اَلَّا تَکُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ (پارہ۱۴، سورۃ الحجر، آیت ۳۲)

فرمایا اے ابلیس تجھے کیا ہوا کہ سجدہ کرنے والوں سے الگ رہا۔

اس نے جواب میں جو عذر کیا وہ اس کے گناہ سے بھی بدتر تھا چنانچہ عرض کیا

لَمْ اَکُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ○ (پارہ۱۴، سورۃ الحجر، آیت ۳۳)

مجھے زیبا نہیں کہ بشر کو سجدہ کروں جسے تو نے بجتی مٹی سے بنایا جو سیاہ بودار گارے سے تھی۔

انتباہ

یاد رہے کہ ابلیس سے اللہ تعالیٰ کا یہ سوال عتاب اور ناراضگی کے اظہار کے لئے تھا نہ کہ وجہ پوچھنے کے لئے۔ معلوم ہوا کہ سوال کی وجوہ بہت سی ہوسکتی ہیں اس سے واضح ہوا کہ مخلوقات میں نبی کو بشر کہنے والا سب سے پہلا شیطان ہے اب جو کوئی نبی کو برابری کے لئے بشر کہے وہ شیطان کی پیروی کرتا ہے۔

نکتہ

شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام کے جسم کو دیکھا نور اور روح کو نہ دیکھا تو جس کی نگاہ نبی کی بشریت پر ہو جیسے ہمارے دور میں اکثر گمراہ فرقوں کا حال ہے اس کا انجام شیطان کا سا ہوگا۔

فائدہ

رب تعالیٰ کے فرمان کے مقابل میں اپنی رائے قائم کر کے عذر پیش کرنا عذر گناہ بدتر از گناہ کی یہ سب سے پہلی

مثال ہے۔

نعرہ کیجئے یا رسول اللہ کا
مفلسوں سامانِ دولت کیجئے

حل لغات

نعرہ (عربی، مذکر) زور کی آواز، شور، درد کی آواز، جنگ کا شور، چیخ یہاں درد کی آواز مراد موزوں ہے۔

شرح

یارسول اللہ درد بھری آواز سے پکاریئے اے مفلسو، عاجزوں یہ نعرہ اپنا کر دنیوی و اُخروی دولت کا سامان تیار کیجئے کیونکہ اس نعرہ سے دنیا سنورتی ہے اور یہی نعرہ آخرت میں کام آیگا۔

نعرۂ رسالت سے سامانِ دولت

دورۂ حاضرہ میں یہ مسئلہ بین الاقوامی طور اختلافی ہے کہ اہل حق کے منہ سے ہر وقت یہی جاری ہے یارسول اللہ اور منافقین کو یوں چبھتا ہے جیسے کوے کو تیر و کمان ۔ دراصل اس کا اثبات کئی مسائل کا حل ہے جو اہلِ حق کی انتہائی سعادت ہے اور مخالفین کے لئے وہ تمام مسائل زہر قاتل مثلاً یارسول اللہ سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ بنفس نفیس زندہ و مختار ہیں اور بفضلہٖ تعالیٰ آپ کو علم غیب ہے اور اپنے غلاموں کے احوال و معاملات کو جانتے اور ان کی فریاد سنتے ہیں کرم فرمائیں تو خوب نوازتے ہیں اور یہ نقد سودے ان گنت اہل سنت کے نصیب ہوئے۔ ایک واقعہ ملاحظہ ہو

تیسری روایت مقاماتِ درود خوانی میں ایک مقام فرض نمازوں کے بعد (پڑھنا) ہے اور اس بارے میں ابوموسیٰ مدینی نے عبدالغنی بن سعید کے طریق سے با سند کے ساتھ ابوبکر محمد بن عمر سے روایت کی ہے کہ میں ابوبکر بن مجاہد کے پاس بیٹھا تھا شبلی آئے تو ابوبکر کھڑے ہوگئے معانقہ کیا اور پیشانی پر بوسہ دیا۔ میں نے کہا اے میرے سردار آپ شبلی کے ساتھ یہ سلوک کرتے ہیں حالانکہ آپ اور تمام بغداد کے باشندے خیال کرتے ہیں کہ وہ دیوانہ ہے کہا میں نے اس کے ساتھ وہ کیا جو نبی کریم ﷺ کو کرتے دیکھا ہے کہ شبلی سامنے آئے تو آپ کھڑے ہوگئے اور اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ (ﷺ) آپ شبلی کے ساتھ ایسی عنایت فرماتے ہیں۔ فرمایا یہ نماز کے بعد "لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ" آخر سورۃ توبہ تک پڑھا کرتا ہے اور پھر درود مجھ پر پڑھتا ہے۔

دوسری روایت میں یہ ہے کہ اس نے کوئی فرض نماز پڑھی لیکن اس کے آخر میں ''لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ'' آخر سورۃ تک پڑھا اور تین دفعہ ''صلی اللہ علیک یا محمد(ﷺ)پڑھا۔ابو بکر محمد بن عمر کہتے ہیں کہ پھر میں شبلی کے پاس گیا اور پوچھا کہ نماز کے بعد کیا ذکر کرتے ہو تو انہوں نے ایسا ہی بیان کیا۔(ترجمہ جلاء الافہام)

فائدہ

یارسول اللہﷺ کہنے کے نقد فائدے کے علاوہ مذکورہ روایت سے صریح طور پر ثابت ہوا کہ فرض نمازوں کے بعد درود شریف پڑھنا جائز ہے جیسا کہ ابن قیم نے مذکورہ روایت سے استدلال کیا ہے۔رسول اللہﷺ کی محبت و تعظیم اور آپ پر درود پڑھنے کے لئے از خود کوئی طریقہ و نیا انداز و الفاظ اختیار کرنا جائز ہے اور بدعت و ناجائز قرار دینا وہابیانہ حماقت ہے کیونکہ اگر یہ چیز بدعت و ناجائز ہوتی تو پیشوائے اہلحدیث ابن قیم و قاضی سلیمان منصور پوری بلاتردید اس روایت کو نقل کرتے نہ استدلال کرتے۔

رسول اللہﷺ کو حرفِ یا کے ساتھ نداء و خطاب کر کے درود و سلام پڑھنا جائز و مقبول ہے اگر ناجائز و بدعت ہوتا تو رسول اللہﷺ شبلی علیہ الرحمہ پر عتاب فرماتے نہ کہ پیشانی چوم کر شفقت و اعزاز فرماتے۔کسی آنے والے کے لئے قیام کرنا بھی جائز ہے جیسا کہ رسول اللہ(ﷺ)کے حوالہ سے ابو بکر بن مجاہد نے شبلی کے لئے قیام کیا۔

رسول اللہﷺ کے واقعۂ خواب کو بطورِ ثبوت پیش کرنا اور اس سے استدلال پکڑنا جائز ہے جیسا کہ ابو بکر بن مجاہد، ابن قیم اور قاضی منصور پوری نے واقعہ سے استدلال کیا۔

نسخۂ زیارتِ رسول ﷺ

فضلائے دیوبند کے مرشد کامل حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کی کتاب ضیاء القلوب کے صفحہ ۵ پر ہے اور سوتے وقت ۲۱ مرتبہ سورۂ نصر پڑھ کر آپ کے جمالِ مبارک کا تصور کرے اور درود شریف پڑھتے وقت سر قلب کی طرف اور منہ قبلہ کی طرف داہنی کروٹ سے سوئے اور الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ پڑھ کر داہنی ہتھیلی پر دم کرے اور سر کے نیچے رکھ کر سوئے۔

فائدہ

یہ وظیفہ دیوبندیوں کے شیخ اور استاد نے حضور اکرمﷺ کی زیارت سے مشرف ہونے کے لئے لکھا ہے اگر معاذ اللہ الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ پڑھنا شرعاً ناجائز ہو تو اس کے وظیفہ سے آپ کی زیارت کی امید رکھنا کیسے

درست ہے کیا شرک وبدعت کا مارا ہوا زائر رسول ہو سکتا ہے۔

فیصلہ ہفت مسئلہ یہ رسالہ بھی حاجی امداداللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ کا ہے صفحہ ۱۲ پر لکھتے ہیں کہ پڑھنے والا اگر اس عقیدہ سے پڑھے کہ میرا درود پڑھنا ملائکہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش فرمائیں گے الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کہنے میں کچھ مضائقہ نہیں۔

ہم تمہارے ہو کے کس کے پاس جائیں
صدقہ شہزادوں کا رحمت کیجئے

شرح

اے حبیبِ کریم ﷺ ہم آپ کے ہو کر کس کے پاس جائیں اسی لئے اپنے پیارے شہزادوں کے صدقے ہمارے حال پر رحم فرما کر رحمت سے نوازیئے۔

اس شعر میں کریم کے حضور میں ایک ایسی حجت یا اظہارِ مندی فرمائی ہے کہ جس پر کریم کو متوجہ ہونا ہی پڑے گویا عرض کی کہ حضور کل قیامت میں دوسرے انبیاء علیہم السلام کی امتیں آپ کے پاس بہر شفاعت ہوں گی اور ہم تو آپ کے امتی ہیں تو پھر ہم کہاں اور کس کے پاس جائیں فلہٰذا اے کریم اپنے نواسوں شہزادوں کے طفیل ہمیں اپنی رحمت کے دامن میں جگہ دیجئے۔

شہزادوں کا صدقہ

حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما خصوصاً اور جملہ ذریات طیبات کا صدقہ اور وسیلہ بارگاہِ رسول اللہ ﷺ میں پیش کرنا سنت صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہے چنانچہ جب سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ سے شام کے ملک کو چلے گئے ایک دفعہ خواب میں حضور سرورِ عالم ﷺ کو دیکھا کہ فرماتے ہیں ہم پر جفا کی تو نے کہ ہمارے جوارِ رحمت سے دور چلا گیا اب قصد ہماری زیارت کا کر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینے میں آئے ان دنوں جنابِ سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انتقال فرمایا تھا۔ حضراتِ حسنین کریمین کی ملازمت سے مشرف ہو کے حالِ وفاتِ جنابِ سیدہ کائنات کا سنا بہت روئے اور کہا اے جگر گوشۂ رسول پدر بزرگوار کا وصال خوب پایا بعد اس کے اکثر لوگ مکلّف ہوئے کہ بلال موافق معمول قدیم کے اذان سناویں۔ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عذر کیا کہ ہر گاہ میری اذان کا قدر دان ہے دنیا میں نہ رہا کس زبان سے اذان کہوں اور کس کو سناؤں جب لوگوں نے بہت اصرار کیا اور حضراتِ حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے

بھی صاف فرمایا تب بلال اذان کہنے پر مستعد اوراہالی مدینہ گرد وپیش جمع ہوئے جس وقت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ’’اللّٰہ اکبر اللہ اکبر‘‘تمام دینے کے در و دیوار سے شور و فریاد بلند ہوا جب کہا ’’اشھدان محمداً رسول اللّٰہ‘‘قبر شریف کی طرف اشارہ کیا سب بے اختیار رو لگے اور بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے ہوش غش کھا کے گرے۔تمام ازواجِ مطہرات اپنے حجرے سے باہر نکل آئیں اور کہا اے بلال اب کسی کو تمہاری اذان سننے کی تاب نہیں ہے۔اس واقعۂ بلال کو فقیر نے ’’شہد سے میٹھا نامِ محمد‘‘ میں تفصیل سے مع حوالہ جات نقل کیا ہے۔

من رانی فقد رای الحق جو کہے
کیا بیاں اس کی حقیقت کیجئے

حل لغات

من رانی فقد رای الحق، جس نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا۔

شرح

جوذات اپنے لئے فرمائے کہ جس نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا تو پھر اس کی حقیقت کی طاقت کہاں ان کے لئے کیا بیان کیا جاسکتا ہے اس حدیث شریف کی تشریح اسی شرح کی غزل نمبر ۷۵ میں گزری ہے ایک بحث وہاں نہیں لکھی تھی یہاں مختصراً عرض کردوں۔

بعض فرقے حضور اکرم ﷺ کی ’’ زیارت فی الدنیا رویة ویقظة(خواب اور بیداری) کے قائل نہیں ان کے رد میں ہمارے اسلاف رحمہم اللہ نے دلائل کے انبار لگا دیئے۔امام جلال الدین سیوطی کی تصنیف ’’تنویر الملک فی روية النبی والملک‘‘ مشہور ہے بلکہ اللہ کے بعض ایسے محبوب بندے بھی ہیں جو ہر لمحہ دیدارِ مصطفی ﷺ سے سرشار رہتے ہیں۔شیخ محمد شنوانی مختصر ابن ابی جمرہ کے حاشیہ صفحہ ۵۳۷ میں لکھتے ہیں کہ

وقال السادة الصوفية يراه يفظ فی دار الدنيا فالمعنی ان من راه منا ما كان مشتاق واشد شوقه راه فی اليقطة كما وقع لكثير من الاولياء منهم الشيخ ابو العباس قال لو احتجبت عنه ﷺ طرفه عين ماعدوت نفسی من المسلمين و كذلک سيدی ابراهيم المقبولی كان ينظر النبی ﷺ و كذلک الشيخ السهيمی وشيخنا ابراری نفعنا الله بالجميع

اور ساداتِ صوفیہ نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھنے والا دارِ دنیا سے بحالت بیداری حضور اکرم ﷺ کو دیکھتا

ہے اس وقت حدیث کے معنی یوں ہوں گے کہ جس نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا اور وہ حضور ﷺ کو بیداری میں دیکھنے کا مشتاق ہوگیا اور اس کا یہ شوق حد سے متجاوز ہوگیا تو وہ حضور اکرم ﷺ کو بیداری میں ضرور دیکھ لے گا جیسا کہ اکثر اولیاء کے لئے واقعہ ہوا اُن میں سے شیخ ابوالعباس مروی ہیں انہوں نے فرمایا کہ اگر میں پلک جھپکنے کی مقدار بھی حضور ﷺ سے اوجھل ہوجاؤں تو میں اپنے آپ کو مسلمانوں میں شمار نہ کروں اور اسی طرح سیدی ابراہیم مقبول رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کو بیداری میں دیکھتے تھے اور اسی طرح شیخ سہیمی اور شیخ براری یہ سب حضور اکرم ﷺ کا دیدار پُرانوار کھلم کھلا کرتے تھے۔

خواجۂ خواجگان حضرت شیخ غلام فرید قدس سرہ نے سرائیکی میں اسی مسئلہ کو بیان فرمایا ہے

خلقت کوں جیندی گول ھے　　　او ھر دم فرید دے کول ھے

مخلوق کو جس کی تلاش ہے وہ ہر لمحہ فرید کے پاس ہے۔

دوسری جگہ فرمایا

کھولی عشق قلب کلیدے　　　الیوم بصر حدید دے

ھروقت یارتے دیدے

عشق نے قلب کی چابی کھولی تو آنکھیں سخت سے سخت تر روشن ہوئیں اب یہ حال ہے کہ ہر وقت نگاہ محبوب کریم ﷺ چہرۂ مبارک کے دیدار سے سرشار ہے۔

حضور اکرم ﷺ کی زیارت بیداری میں کرنا اور آپ کا اپنے غلاموں کو اپنے لطف وکرم سے مستفید کرنا بے شمار تصریحات موجود ہیں۔ صاحب روح المعانی پارہ ۲۲ صفحہ ۳۳ میں فرماتے ہیں

فقد وقعت رؤیته ﷺ بعد وفاته بغیر واحد من الکاملین من ھذہ الامة والاخذ منه یقظة کماقال الشیخ سراج الدین بن الملقن فی طبقات الاولیاء

حضور اکرم ﷺ کے وصال کے بعد بہت بڑے کاملین کو زیارت ہوئی اور بیداری میں۔

صاحب روح المعانی کی عبارات یا واقعات اسی رسالہ ''تنویر الملک'' سے ماخوذ ہیں چنانچہ اس کے بعد سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ درج فرما کر شیخ خلیفہ بن موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق ہیں کہ

کان کثیر الرؤیة لرسول ﷺ یقظة

یہی صاحب روح المعانی لکھتے ہیں

إما روحه عليه الصلاة و السلام التي هي أكمل الأرواح تجردا وتقدسا بأن تكون قد تطورت وظهرت بصورة مرئية بتلك الرؤية مع بقاء تعلقها بجسده الشريف الحي في القبر السامي المنيف على حد ما قاله بعضهم من أن جبريل عليه السلام مع ظهوره بين يدي النبي عليه الصلاة و السلام في صورة دحية الكلبي أو غيره لم يفارق سدرة المنتهى وإما جسد مثالي تعلقت به روحه صلى الله تعالى عليه وسلم المجردة القدسية ولا مانع من أن يتعدد الجسد المثالي إلى ما لا يحصى من الأجساد مع تعلق روحه القدسية عليه من الله تعالى ألف ألف صلاة وتحية بكل جسد منها ويكون هذا التعلق من قبيل تعلق الروح الواحدة بأجزاء بدن واحد ولا تحتاج في إدراكاتها وإحساساتها في ذلك التعلق إلى ما تحتاج إليه من الآلات في تعلقها بالبدن في الشاهد و على ما ذكر وجه ما نقله الشيخ صفي الدين بن أبي منصور والشيخ عبدالغفار عن الشيخ أبي العباس الطنجي من أنه رأى السماء والأرض والعرش والكرسي مملوءة من رسول الله وينحل به السؤال عن كيفية رؤية المتعددين له عليه الصلاة و السلام في زمان واحد في أقطار متباعدة ولا يحتاج معه إلى ما أشار اليه بعضهم وقد سئل عن ذلك فأنشد كالشمس في كبد السماء وضوؤها يغشى البلاد مشارقا ومغاربا. (تفسیر روح المعانی پارہ ۲۲، صفحہ ۳۵)

اور جو چیز دیکھنے میں آئی ہے یا وہ روح مبارک ہے نبی پاک ﷺ کی جو تجرد اور تقدس کے لحاظ سے تمام روحوں میں سب سے زیادہ کامل ہے بایں طور کہ وہ روح مبارک ظاہری صورت میں اس رویت کے ساتھ نظر آنے لگتی ہے اور اس روح اقدس کا تعلق حضور ﷺ کے ساتھ بھی باقی ہے جو قبر مبارک میں زندہ ہے یہ قول بعض محققین کے اس قول کے بالکل مطابق ہے کہ جبریل علیہ السلام جب رسول اللہ ﷺ کے سامنے حضرت دحیہ کلبی کی صورت میں حاضر ہوتے تھے تو سدرۃ المنتہٰی سے جدا ہوتے تھے (دیکھئے جبرائیل علیہ السلام زمین پر ہیں اور اسی وقت سدرۃ المنتہٰی پر بھی موجود ہیں) اور یہ مثالی جسم نظر آتا ہے جس کے ساتھ روح مجردہ قدسیہ متعلق ہے اور اس سے کوئی شے مانع نہیں ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے مثالی جسم لا تعداد و لاتحصی ہو جائیں اور روحیہ قدسیہ کے تعلق ہر جسم سے مساوی طور پر ہے اور یہ تعلق بالکل ایسا ہے جیسا کہ ایک روح ایک بدن کے الگ الگ اجزاء و اعضاء سے رکھتی ہے اور مثالی جسموں میں وہ روح اپنے اوراکات و احساسات میں ان آلات

کے قطعاً محتاج نہیں ہوتی جس کی ضرورت اسے کسی مشاہدہ کرنے والے شخص میں اس کے بدن کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کے لئے ہوتی ہے اور اس بیان پر اس قول کی وجہ بھی ظاہر ہو جاتی ہے جس کو شیخ صفی الدین ابن ابی منصور اور شیخ عبدالغفار نے حضرت شیخ ابوالعباس طنجی سے نقل کیا اور وجہ یہ ہے کہ حضرت ابوالعباس طنجی نے آسمانوں اور زمینوں اور عرش و کرسی کو رسول اللہ ﷺ سے بھرا ہوا دیکھا

نیز اس بیان سے یہ سوال بھی حل ہو جاتا ہے کہ متعدد لوگ ایک ہی وقت میں دور دراز مقامات پر رسول اللہ ﷺ کو کس طرح دیکھ سکتے ہیں پھر یہ اس بیان کے ہوتے ہوئے اس مضمون کی بھی حاجت نہیں رہتی جس کی طرف بعض بزرگوں نے اس شعر میں اشارہ کیا ہے جب ان سے اس روایت کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے یہ شعر پڑھ دیا

کالشمس فی کبدالسما وضؤ وھا　　　یغشی البلاد مشارقا ومغاربا

یعنی نبی کریم ﷺ اس سورج کی طرح ہیں جو آسمان کے وسط میں ہو اور اس کی روشنی مشرقوں اور مغربوں کے تمام شہروں کو ڈھانک لے۔

فائدہ

حضور اکرم ﷺ کی اس روحانی طاقت کا نام حاضر و ناظر ہے لیکن جن کی عقل پر پتھر پڑ جاتے وہ اسے نہ صرف ممتنع مانتے ہیں بلکہ ایسے عقیدہ والوں کو مشرک گردانتے ہیں کیا انہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان ہے کہ وہ اس وقت آسمان پر زندہ موجود ہیں (ہے اور ضرور ہے اگرچہ مرزائی امت اس کی منکر ہے) مگر یقین مانیئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں لیکن اس کے باوجود حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر بھی تشریف لاتے ہیں چنانچہ روح المعانی سے قبل حضرت جلال الدین سیوطی نے الحاوی للفتاویٰ میں یہ دو حدیثیں نقل فرمائی ہیں

اخرج ابن عدی عن انس بنینا نحن مع رسول اللہ ﷺ اذا راینا بردا ویدافقلنا رسول اللہ ﷺ ما ھذا لبرد التی رائنا والیه قال قد رائتموہ قالو انعم قالو ذلک عیسیٰ بن مریم

ابن عدی نے حضرت انس سے روایت کیا اس اثناء میں کہ ہم (صحابہ) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے ناگہاں ہم نے ایک چادر اور ایک ہاتھ دیکھا ہم نے عرض کیا یارسول اللہ کیا ہے یہ چادر جو ہم نے دیکھی ہے اور کیسا ہاتھ ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تم نے دیکھا ہے صحابہ کرام نے عرض کیا حضور ہاں فرمایا یہ عیسیٰ بن مریم ہیں جنہوں نے مجھ پر سلام عرض کیا۔

وفی روایة ابن عساکر عنه کنت اطوف مع النبی ﷺ حول الکعبة اذ رایته صافح شیئا لکم اره

قلنا یارسول اللہ رایناک صافحت شیئا ولا نراہ قال ذلک عیسیٰ ابن مریم انتظر تہ حتی فقی طوافہ فسلمت علیہ

اور ابن عساکر کی ایک روایت میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ کعبہ کا طواف کرر ہا تھا ناگہاں میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے کسی سے مصافحہ فرمایا اور میں نے اسے نہیں دیکھا ہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے کسی سے مصافحہ فرمایا ہے مگر ہم نے اس کو نہیں دیکھا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا وہ میرے بھائی عیسیٰ ابن مریم ہیں میں ان کا انتظار کرتا رہا یہاں تک اپنے طواف سے فارغ ہو گئے پھر میں نے ان پر سلام پیش کیا۔

امام زرقانی شرح لدنیہ جلد ا صفحہ ۸ میں لکھتے ہیں

لایمنع رؤیۃ ذاتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بجسدہ وروحہ

یعنی حضور اکرم ﷺ جسم اطہر کے ساتھ ممتنع نہیں اور یہی جمیع امت محمدیہ علیٰ صاحبہا السلام کا مذہب ہے اور اسی سے حضور ﷺ کے لئے حاضر و ناظر کا ثبوت پیش کیا جاتا ہے۔

علامہ ابن عابدین اپنے رسائل میں سے رسالہ سل الحسام الہندی کے جلد ۲ صفحہ ۳۰۰ میں لکھتے ہیں کہ

قال (الغزالی) فی موضع آخر وقد سئل ھل تمکن رویۃ النبی ﷺ فی الیقظ فاجاب بقولہ انکر ذلک جماعۃ وجوزہ آخرون وھو الحق فقد اخبر بذلک من ولا یتھم من الصالحین ثم الزم المنکر ذلک بانہ غیر مصدق بقولہ الصادق وبانہ جاھل بقدرۃ القادر وبانہ منکر لکرامات الاولیاء مع ثبوتھا بدلائل السنۃ الواضحہ ومرادہ بعموم ذلک وقوع رویۃ الیقظہ الموعود بھا لمن رآہ بالنوم ولو مرۃ واحدۃ تحقیقا لوعدہ الشریف الذی لا یخلف واکثر ما یقع ذلک للعامۃ قبل الموت عند الاختصار فلا تخرج روحہ من جسدہ حتی یراہ وفاء بوعدہ واما غیر ھم فیحصل لھم ذلک قبل بقلۃ اوکثرۃ بحسب قائلھم وتعلمھم واتباعھم للسنۃ اذالاخلال بھا مانع کبیر

اس عبارت کے تراجم گذشتہ عبارت میں گزر چکے ہیں۔

مشتے نمونہ خردار چند علماء کرام کی عبارات لکھ دی ہیں ورنہ اسی طرح ہر صدی کے ہر عالم دین اپنی اپنی تصانیف میں اس مسئلہ کو دلائل سے لکھتے چلے آئے ہیں اور منکرین کا رد کرتے آئے ہیں۔ منکرین میں سے بھی صرف چند ظاہر بین

صاحبان ہیں جن کا امت مسلمہ کے نزدیک وجود کالعدم بلکہ بیکار ہی ہے اور بس اور آج بھی اگر کوئی انکار کرے تو ہم ان کو عضو ماؤف سمجھ کر اپنے سے دفع کریں گے۔

عالم علم دو عالم ہیں حضور
آپ سے کیا عرضِ حاجت کیجئے

شرح

اے میرے حضور کریم ﷺ آپ تو دونوں عالم کے علوم جانتے ہیں پھر آپ سے ہمیں اپنی ضرورت و حاجت پیش کرنے کی کیا ضرورت ہے جبکہ

حال مارا خود بدانی من چه گوئم پیش تو

عالم علم دوعالم

اس مسئلہ پر امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے متعدد کتابیں لکھیں سب سے بڑی باکمال تصنیف "الدولة المكية(عربی)" ہے جس پر علمائے عرب نے آپ کی علمی تحقیق کے علاوہ عربیت کی فصاحت و بلاغت کی داد وتحسین کہے بغیر نہ رہ سکے۔ الحمدللہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی تحقیق کے بعد اب کسی کو بھی حضور ﷺ کی وسعت علمی میں شک نہیں سوائے بدقسمت لوگوں اور وہ خود حضور اکرم ﷺ کے سامنے بھی نہیں مانتے تھے اب تو صدیاں بیت گئیں نہ ماننے والوں کے نہ ماننے سے فرق نہیں پڑتا۔ چند اور روایات پر اکتفا کرتا ہوں

غزوۂ خندق کے موقع پر خندق کھودتے ہوئے ایک سخت چٹان کھدائی کے کام میں حائل ہوگئی۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس کے توڑنے سے عاجز آگئے چنانچہ صحابہ کرام کے عرض پر خود سرکارِ مدینہ ﷺ تشریف لائے اور تین ضربیں مار کر اس چٹان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہر ضرب پر آپ کی زبان مبارک سے یہ کلمات جاری تھے

وَ تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّ عَدْلًا ؕ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

(پارہ ۸، سورۃ الانعام، آیت ۱۱۵)

اور پوری ہے تیرے رب کی بات سچ اور انصاف میں اس کی باتوں کا کوئی بدلنے والا نہیں اور وہی ہے سنتا جانتا۔

آپ نے فرمایا میں نے پہلی ضرب ماری تو کسریٰ کے شہر اور ان کے نواحی علاقے میرے سامنے کر دیئے گئے اور میں نے انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی یا رسول اللہ دعا فرمائیں کہ ہم انہیں فتح کریں۔ حضور ﷺ نے دعا فرمائی اور پھر فرمایا دوسری ضرب میں قیصر کے شہر اور ان کے نواحی مقامات میرے سامنے کر دیئے گئے صحابہ کرام نے ان کی فتح کے لئے بھی دعا کی درخواست کی۔ حضور اکرم ﷺ نے دعا فرمائی

اور پھر فرمایا تیسری ضرب میں حبشہ کے شہر اور گاؤں کو میں نے دیکھا اور تم لوگ حبشہ والوں سے تعرض نہ کرنا جب تک کہ وہ تم سے تعرض نہ کریں اور ترکوں کو اس وقت تک چھوڑ دو جب تک تمہیں نہ چھیڑیں۔ (نسائی)

عن ثوبان قال قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ زوی لی الارض فرایت مشارقھا ومغاربھا. الحدیث (مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۲)

روایت ہے ثوبان سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے بیشک اللہ تعالیٰ نے سمیٹی میرے لئے زمین یعنی اس کو سمیٹ کر مثل ہتھیلی کے کر دکھایا پس دیکھا میں نے مشرقوں اور مغربوں کو یعنی تمام زمین دیکھی۔ (مظاہر الحق صفحہ ۵۰۳)

مشکوٰۃ شریف صفحہ ۶۹، باب المساجد میں ہے

عن عبدالرحمن بن عائش قال قال رسول اللہ ﷺ رایت ربی عزوجل فی احسن صورۃ قال فیم یختصم الملاء الاعلیٰ قلت انت اعلم قال فوضع کفه بین کتفی فوجدت بردھا بین ثدی فعلمت ما فی السموات والارض وتلاء وکذالک نری ابراھیم ملکوت السموت والارض ولیکون من الموقین. (رواہ الدارمی مرسلا)

عبدالرحمٰن بن عائش سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا پیغمبر خدا ﷺ نے کہ میں نے اپنے رب عز وجل کو اچھی صورت میں دیکھا اور فرمایا سرورِ عالم ﷺ نے کہ پھر میرے رب عز وجل نے اپنی رحمت کا ہاتھ میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا میں نے اس کے وصولِ فیض کی سردی اپنی دونوں چھاتیوں کے درمیان پائی پس جان لیا میں نے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے اور حضرت نے اس مناسبت حال کے مطابق یہ آیت "وکذلک الخ" تلاوت فرمائی۔ (مظاہر الحق)

مشکوٰۃ المصابیح باب المساجد ومواضع الصلوٰۃ صفحہ ۷۲ میں بروایت معاذ بن جبل ایک حدیث میں یہ الفاظ مروی ہیں

فاذا انا بربی تبارک وتعالیٰ فی احسن صورۃ فقال یا محمد قلت لبیک رب قال فیم یختصم الملاء الاعلیٰ قلت لا ادری قالھا ثلثا قال فرایت وضع کفه بین کتفی فوجدت بردانا مله بین ثدی فتجلی

لی کل شئی وعرفت

میں نے اپنے سامنے پایا اچھی صورت میں فرمایا اے محمد میں حاضر ہوں فرمایا ملاء اعلیٰ کس بات میں جھگڑتی ہیں میں نے کہا میں نہیں جانتا۔ پروردگارِ عالم نے یہ تین بار فرمایا دریافت کیا حضرت نے فرمایا کہ پھر میں دیکھا کہ پروردگار نے اپنا دست قدرت میرے کندھوں کے درمیان میں دکھا یہاں تک کہ مجھے اس کے پوروں کی سردی اپنے دونوں چھاتیوں کے درمیان معلوم ہوئی مجھ پر ہر شئے حاضر ہوئی اور میں نے انہیں پہچان لیا۔

فائدہ

ان روایات کا مطلب شارحین حدیث سے سنیئے وہ بھی کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ آسمان وزمین کی تمام کائنات بلکہ اس سے بھی مافوق وماتحت کا علم مرحمت فرمایا گیا۔ شارحین کیا فرماتے ہیں

ملا علی قاری نے مرقات شرح مشکوٰۃ جلد اول میں لکھا کہ

فعلمت أی بسبب وصول ذلک الفیض ما فی السموات والأرض یعنی ما أعلمه الله تعالی مما فیهما من الملائکة والأشجار وغیرهما وهو عبارة عن سعة علمه الذی فتح الله به علیه وقال ابن حجر أی جمیع الکائنات التی فی السموات بل وما فوقها کما یستفاد من قصة المعراج والأرض هی بمعنی الجنس أی وجمیع ما فی الأرضین السبع بل وما تحتها کما أفاده إخباره علیه السلام عن الثور والحوت اللذین علیهما الأرضون کلهایعنی ان الله اری ابراهیم علیه الصلوٰة والسلام ملکوت السموات والارض وکشف له ذالک وفتح علی ابواب الغیوب

اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ اس فیض کے حاصل ہونے کے سبب سے میں نے وہ سب کچھ جان لیا جو آسمانوں اور زمینوں میں ہے یعنی جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تعلیم فرمایا ان چیزوں میں سے جو آسمان اور زمین ہیں ملائکہ اور اشجار وغیرہما میں سے یہ عبارت ہے حضرت کے وسعت علم سے جو اللہ نے حضرت پر کھولدیا۔

علامہ ابن حجر نے فرمایا کہ ”فی السموات“ آسمانوں بلکہ ان سے بھی اوپر کی تمام کائنات کا علم مراد ہے جیسا کہ قصہ معراج سے مستفاد ہے اور ارض بمعنی جنس ہے یعنی وہ تمام چیزیں جو ساتوں زمینوں میں بلکہ جو ان سے بھی نیچے ہیں سب زمینیں ہیں اس کو ظاہر کرتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو آسمانوں اور زمینوں کے ملک دکھائے اور اس کو ان کے لئے کشف فرمادیا اور مجھ یعنی آنحضرت ﷺ پر غیبوں کے دروازے کھول دیئے۔

فائدہ

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اشعۃ للمعات میں اسی حدیث کی شرح میں ارقام فرماتے ہیں

فعلمت مافی السموت والارض

پس دانستم ہرچه درآسمانهاد ہرچه درآسمانهاوہرچه در زمین بود عبارت است از حصول تمام علوم جزوی وکلی واحاطه آں و وتلاء وخواند آں حضرت مناسب ایں حال وبقصد استشهاد بر امکاں آں ایں آیت را که و کذلك نری ابراهیم ملکوت السموات والارض وهم چنیں نمودیم ابراهیم خلیل الله علیه الصلوة والسلام را ملك عظیم تمام آسما نها راوزمین وزمین الیکون من الموقنین تاآنکه گرد وابراهیم از یقین کنند گاں بوجود ذات درصفات وتوحید واهل تحقیق گفته اند که تفاوت است درمیان ایں درردیت زیرا که خلیل الله علیه السلام ملك آسمان وزمین رادید وحبیب هر چه درآسمان وزمین بود حالی از ذوات وصفات وظواهر وباطن همه رادید وخلیل حاصل شد مرا ورایفین بوجوب ذاتی وحدت حق بعدازدیدن ملکوت آسمان وزمین چونکه حال اهل استدلال وارباب سلوك ومحبان وطالبان مے باشد و حبیب حاصل شدمرا درایقین ووصول الی الله اول پس ازان دانست عالم را وحقائق آنرا چنانکه نشان مجذدباں ومحبوباں ومطلوباں است واول مواقق است بقول ما رایت شیئا الا رائت الله قبله وشتان ما بینهما

یعنی حاصل عبارت یہ ہے کہ جانا میں نے جو کچھ آسمانوں زمینوں میں ہے یہ عبارت ہے تمام علوم جزوی وکلی کے حاصل ہونے اوران کا احاطہ کرنے سے اورحضور نے اس حال کے مناسب بقصد استشہاد یہ آیت تلاوت فرمائی اورایسے ہی ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو تمام آسمانوں اورزمینوں کا ملک عظیم دکھایا تا کہ وہ وجودِ ذات وصفات وتوحید کے ساتھ یقین کرنے والوں میں سے ہوں۔ اہلِ تحقیق نے فرمایا کہ ان دونوں روایتوں کے درمیان فرق ہے اس لئے کہ خلیل علیہ السلام نے آسمان وزمین کا ملک دیکھا اورحبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو کچھ آسمان وزمین میں تھا ذوات صفات ظواہر بواطن سب دیکھا اورخلیل کو وجوبِ ذاتی اوروحدت حق کا یقین ملکوت آسمان وزمین دیکھنے کے بعد حاصل ہوا جیسا کہ اہل استدلال اورارباب سلوک محبوں اورطالبوں کی حالت ہے اورحبیب کو وصول الی اللہ اوریقین اول حاصل ہوا پھر عالم اور اس کے حقائق کو جانا جیسا کہ محبوبوں اورمجذوبوں کی شان ہے۔

علامہ طیبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث کی شرح میں ارقام فرماتے ہیں

والمعنی انه کمارای ابراهیم ملکوت السموت والارض کذلک فتح علی ابواب الغیوب حتی علمت ما فیها من الذوات والصفات والظواهر المغیبات

یعنی معنی حدیث کے یہ ہیں کہ جس طرح ابراہیم علیہ السلام کو آسمان اور زمین کے ملک دکھائے گئے ایسے ہی مجھ پر غیبوں کے دروازے کھول دیئے گئے یہاں تک کہ میں نے جان لیا جو کچھ ان میں یعنی آسمان و زمین میں ہے ذوات صفات ظواہر مغیبات سب کچھ۔

خلاصہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کو زمین و آسمان کا شاہد بنایا اور علم الاولین والآخرین عطا فرمایا گویا ازل سے ابد تک جو کچھ ہوا اور کچھ ہوگا اور جو کچھ ہو رہا ہے سب کچھ آپ پر ظاہر ہو گیا۔

غرض کوئی ذرہ زمین پر ایسا نہیں ہے جس کی آپ کو خبر نہ ہو کوئی پتہ ایسا نہیں ہے جو آپ پر ظاہر نہ ہو۔ ہمارے تمہارے سب کے تمام اقوال، افعال، احوال اور اعمال حضور ﷺ کے پیش نظر ہیں اور آپ ان کو ایسا دیکھ رہے ہیں جیسے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی۔

حدیث

شرح مواہب لدنیہ زرقانی میں حضرت عبداللہ ابن عمر کی روایت سے ہے

ان الله رفع لی الدنیا فانا انظر الیها والی ماهو کائن فیها الی یوم القیمة کانما انظر الی کفی هذا

اللہ تعالیٰ نے ہمارے سامنے ساری دنیا کو پیش فرما دیا پس ہم اس دنیا کو اور جو اس میں قیامت تک ہونے والا ہے اس طرح دیکھ رہے ہیں جیسے اپنے اس ہاتھ کو دیکھتے ہیں۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ اور شرح شفاء لملاعلی قاری و زرقانی شرح مواہب نسیم الریاض شرح شفاء میں ہے

وحاصله انه طوی له الارض وجعلها مجموعة کهئیة کف فیه مرء ة ینظر الی جمعها وطراها بتقریب بعید ها الی قریبها حتی اطلعت علیٰ مافیها

اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے لئے زمین سمیٹ دی گئی اور اس کو ایسا جمع فرما دیا گیا جیسے ایک ہاتھ میں آئینہ ہو اور وہ شخص اس پورے آئینہ کو دیکھتا ہو اور زمین کو اس طرح سمیٹا کہ دور والی کو قریب کر دیا اس کے قریب کی طرف

یہاں تک کہ ہم نے دیکھ لیا ان تمام چیزوں کو جو زمین میں ہیں۔

مزید آیات واحادیث فقیر کی تصنیف ''غایۃ المامول فی علم الرسول'' کا مطالعہ کیجئے۔

آپ سلطانِ جہاں ہم بے نوا
یاد ہم کو وقت نعمت کیجئے

شرح

آپ سلطان جہاں اور ہم مفلس وکنگال ہیں فلہٰذا اے کریم نعمت کے وقت ہم غریبوں کو یاد رکھنا۔

حضور اکرم ﷺ کے لئے سلطانِ جہاں کے ہونے کے عقیدہ کو بیان فرمایا گیا ہے۔ دلائل ملاحظہ ہوں

قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ ز وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ط بِیَدِکَ الْخَیْرُ ط اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (پ ۳، سورۂ آل عمران، آیت ۲٦)

یوں عرض کر اے اللہ ملک کے مالک تو جسے چاہے سلطنت دے اور جسے چاہے سلطنت چھین لے اور جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے ساری بھلائی تیرے ہی ہاتھ ہے بے شک تو سب کچھ کرسکتا ہے۔

فائدہ

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کو اپنے مِلک و ملک کی عطاء کی نوید بتائی ہے جیسا کہ اس پر اس کا شانِ نزول شاہد ہے۔

شانِ نزول

مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ احزاب میں خندق کھودنے کا حکم صادر فرمایا تو ہر دس آدمیوں کے لئے خندق کی گہرائی اور طول وعرض بھی بیان فرمادیا۔ اہل مدینہ کے لئے چالیس گز کی پیائش حصہ میں آئی دس ہزار گز کی مقدار خندق کھودنا ہر قبیلہ پر تقسیم کی گئی تقسیم کے بعد قبیلہ خندق کھودنے میں مصروف ہوگیا۔ خندق کے درمیان حصہ میں ایک پتھر ہاتھی کے قدوقامت پر ظاہر ہوا اور وہ اتنا سخت تھا کہ کسی طرح بھی نہ ٹوٹتا اور نہ ہی اس پر کدال کام کرسکتا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں بھیجا گیا حضور اکرم ﷺ تشریف لائے اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کدال لے کر خود بنفس نفیس اس پتھر پر کدال مارا تو اس سے پتھر کا ایک تہائی ٹوٹ پڑا اور اس سے ایسا نور چمکا جس سے خندق کے ہر دونوں کنارے روشن ہوگئے ایسے محسوس ہوا جیسے تاریک مکان

میں گیس چمکتا ہے۔آپ نے روشنی دیکھ کر اللہ اکبر (نعرۂ تکبیر) پڑھا۔آپ کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی نعرۂ تکبیر بلند کیا آپ نے فرمایا اس روشنی سے مجھے حیرہ کے محلات نظر آئے ایسے محسوس ہوئے جیسے کتے دانت کھولے ہوئے ہیں۔پھر دوبارہ آپ نے پتھر پر کدال مارا تو فرمایا ملک روم کے سرخ محلات نظر آئے تیسری بار کدال مارا تو فرمایا صنعا کے محلات نظر آئے ہیں اور مجھے جبریل علیہ السلام نے خبر دی ہے کہ میری امت روئے زمین پر قابض ہو جائے گی فلہٰذا اے میرے صحابیو تمہیں مبارک ہو۔

منافقین نے اس پر کہا کہ دیکھو یارو تمہارے نبی (ﷺ) تمہیں کیسے بھلاوے اور کیسے جھوٹے وعدے دے رہے ہیں کہ جن کا امکان بھی نظر نہیں آتا۔ یہ بھی کوئی ماننے کی بات ہے کہ میں یثرب (مدینہ) سے حیرہ اور کسریٰ کے شہروں کو دیکھ رہا ہوں اور ساتھ یہ بھی فرماتے ہیں کہ تم تمام روئے زمین پر قابض ہو جاؤ گے کیسی غلط بات ہے۔اگر ایسی بات ہے تو اتنی بڑی خندق کے کھودنے کا کیا معنیٰ اور کتنی تکلیف دہ بات ہے کہ تم خندق کھودتے کھودتے عاجز آگئے ہو پھر عقل باور نہیں کرتی کہ ایسے ہو جیسے وہ فرماتے ہیں (معاذاللہ) اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (روح البیان)

فائدہ

اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کے علم غیب کا انکار منافقین کو تھا اور اب بھی ان لوگوں کو انکار ہے جو ان کے وارث ہیں یعنی وہابی، دیوبندی اور مودودی وغیرہ۔

احادیث مبارکہ

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

لی اربعة وزراء وزیرای فی السماء ووزیرای فی الارض وما وزیرای فی السماء فجرائیل و میکائیل ووزیرای فی الارض فابوبکر وعمر. (مشکوٰۃ)

میرے چار وزیر ہیں دو آسمانوں میں دو زمینوں پر۔آسمانوں والے دو وزیر جبریل و میکائیل ہیں زمین والے دو وزیر ابوبکر وعمر ہیں۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

فائدہ

وزیر بادشاہ کے ہوتے ہیں ہم عام آدمی کہتے ہیں ہمارے وزیر صاحبان فلاں فلاں ہیں تو لوگ اسے بالکل پاگل کہیں گے ہاں اگر ملک کا صدر یا وزیر اعظم ایسا کہے تو کسی کو انکار نہ ہوگا سوائے حزب مخالف کے وہ بھی زبان سے اقرار

ضرور کریں گے تو اب بلاتمثیل ہم اہل سنت کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ سلطان عالم ہیں اس لئے کہ آپ کے جبریل و میکائیل اور ابو بکر و عمر وزراء ہیں تو اس سے جو لوگ انکار کر رہے ہیں جو نبی پاک ﷺ کے مقابلہ میں حزب اختلاف ہیں اور ہیں ایسے بدتر کہ دنیا کے حزب اختلاف اپنے مخالف کے لئے زبانی اقرار کرتے ہیں لیکن یہ بدبخت زبان سے اقرار تو دور کی بات ہے الٹا ایسے عقیدہ والوں کو مشرک اور کافر کہتے ہیں۔

تجھ سے کیا کیا اے مرے طیبہ کے چاند
ظلمت غم کی شکایت کیجئے

شرح

اے میرے کریم اے طیبہ کے چاند ﷺ آپ سے ہم کون سی ظلمت غم کی شکایت عرض کریں یہ تو تب ہے جب آپ کو معلوم نہ ہو آپ تو ہمارے حالات خود ہم سے بھی زیادہ جانتے ہیں۔

دربدر کب تک پھریں خستہ خراب
طیبہ میں مدفن عنایت کیجئے

حل لغات

خستہ، رنجیدہ، بھربھرا، ذلیل، پریشان، مفلس۔ خراب، ویراں، اجڑا ہوا، برا، پریشان۔ مدفن، قبر۔

شرح

کب تک دردرپہ ذلیل پریشان پھرتے رہیں گے مدینہ پاک میں قبر عطا فرمایئے۔

ہر برس وہ قافلوں کی دھوم دھام
آہ سنئے اور غفلت کیجئے

حل لغات

دھوم دھام (مونث) شان و شوکت، بھیڑ بھاڑ، شور و غل۔

شرح

ہر سال مدینہ طیبہ کو جانے والے قافلوں کی شان و شوکت اللہ اللہ کیا کہنا کہ ہر ملک سے دیوانے مستانے عاشقانِ زار ٹھٹھ کے ٹھٹھ آ جا رہے ہیں آہیں بھرتے ہیں لیکن اے سننے والوں تم ان کی آہ و فغان سے چشم پوشی کر وانہیں کچھ نہ کہو

انہیں دل کی بھڑاس نکالنے دو۔

دورِ حاضرہ کا حال

امام اہل سنت قدس سرہ نے ہر برس فرمایا وہ دور قافلوں کا تھا اب تو جہازوں کا دور ہے کہ برس کے بجائے ہر لمحہ ہزاروں قافلے آتے ہیں اس وقت رکاوٹ بھی نہ تھی اب تو نجدی حکومت نے سوسو رکاوٹیں کھڑی کر رہی ہیں اور زبردستی زائد المیعاد لوگوں کو نکالتے ہیں دورِ سابق باہر سے پولیس آتی اب تو اس حرم کی پولیس چوکی مدینہ پاک میں ہے اس کے باوجود سعودی پولیس اگر ایک دو ٹرک بھر کر نکالے جاتے ہیں (آنکھوں دیکھا حال ہے) درجنوں ٹرک اور آجاتے ہیں ہمارا دور عشق کے امتحان کا دور ہے کہ حکومت ایسی کہ عشق کو فسق بلکہ شرک سمجھ کر کڑی نگرانی کرے لیکن عاشق کھل کر اپنے عشق کا مظاہرہ کرے حکومت سے سزاؤں کا کوڑا لٹکتا دیکھ کر بھی اپنے عشق کا پورا مظاہرہ کرے یہ مصروضات شنیدہ نہیں دیدہ ہے۔

دھوم دھام

اس کا یہ حالت ہے کہ عشاق باب المجیدی پر پہنچتے ہی آہ وزاریوں سے دست بستہ ہو کر صلوٰۃ وسلام کے ورد سے قدم آہستہ آہستہ اور نظریں نیچی کر گنبد خضریٰ کی طرف افتاں خیزاں ہم مردہ نظر آتے ہیں بعض عشاق کی کیفیت حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرہ نے یوں بیان کی ہے

آمل مارو مارڑو تھل وچ کر دیاں دھاھاں ماراں ھکلاں کو کڑیاں کر کر لمبیاں باھاں

اے خوب سے خوب تر جان لینے والے پیارے مجھے اس بیابان (دنیا) میں زیارت سے مشرف فرمایئے اسی لئے دنیا میں ہر وقت دہاڑ فریاد میں ہوں زور زور سے آوازیں مار مار شور مچاتا ہوں اور ساتھ ہی آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا اُٹھا کر روتا ہوں تاکہ کسی طرح میرے محبوب کریم کو مجھ پر رحم آجائے۔

چشم دید گواہ

فقیر کا ایک پیر بھائی حافظ عبدالعزیز اُویسی مرحوم عرصہ سے مدینہ پاک میں اپنے والد مرحوم کے ساتھ مدینہ پاک میں اقامت پذیر رہے۔ خواجہ صاحب کے اشعار مذکورہ پڑھ کر سنایا کہ عربی بدو (مرد اور عورتیں) دیہاتوں سے قبہ خضراء پر نظر پڑتی ہے تو عربی زبان میں چیختے چلاتے اشعار پڑھتے ہیں اور ہاتھوں کو بلند کرکے باب المجیدی میں داخل ہوتے ہیں خاموش آہ اور گریہ زاری کے ساتھ جالی تک پہنچتے ہیں۔

غفلت کیجئے

یہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اس لئے فرمایا ہے کہ بہت سے بیوقوف ان عشاق کے رونے اور عاشقانہ اشعار گنگنانے کونفرت کی نگاہ سے دیکھتے اورانہیں روکنے کی کوشش کرتے ہیں نجدی روکیں تو وہ ان کی بدقسمتی لکھی ہوئی ہے لیکن زائرین ایک دوسرے کو نہ روکیں نہ نفرت کریں اس سے سرکارِ دو عالم ﷺ ناراض ہوتے ہیں۔

پھر پلٹ کر منہ نہ اس جانب کیا
سچ ہے اور دعوائے الفت کیجئے

حل لغات

پلٹ کر، الٹ کر۔ جانب، طرف۔

شرح

پھر الٹ کر اس طرف منہ بھی نہ کیا یہ ٹھیک ہے تو پھر دعویٰ الفت کیسا یہ تو صرف زبانی لسانی الفت ومحبت ہوئی۔
اس شعر میں اس عاشق مدینہ کو درسِ عبرت ہے کہ مدینہ پاک کے عشق واشتیاق کا دم بھرنے والو صرف زبانی لسانی باتیں ہیں یا وہاں جانے کے لئے ساز و سامان بھی بنایا یا پھر دل میں مدینہ کو بسایا اگر ایسا نہیں تو پھر خالی دعویٰ عشق کا کیا معنی۔

اقربا حب وطن بے ہمتی
آہ کس کس کی شکایت کیجئے

حل لغات

اقربا، رشتہ دار۔ بے ہمتی، ہمت، ارادہ، قصدہ اولوالعزمی، جرأت، دیری، توفیق۔ آہ، افسوس، ہائے۔

شرح

اقربا کی یاد اور وطن کی محبت اور بے ہمتی سوار ہے افسوس کس کی شکایت کروں۔
مدینہ پاک میں رہ کر یاد اقربا اور حب وطن ستاتی ہے پھر سفر کی کوفت سے انسان ہمت ہار بیٹھتا ہے لیکن ادھر مدینہ پاک کا چھوڑنا بھی گوارا نہیں اسی لئے بارگاہِ حبیب ﷺ میں ہی استغاثہ کیا یہ عوام زائرین کیفیت کا بیان ہے ورنہ عاشق صادق کا حال تو یہ ہے کہ

عرب شریف دی سوھنی ریتے لاوے دل نوں پرم پریتے

دلڑئے چاچڑ صدقے کیتے　　　اصل محض نہ بھاندے ھن

(خواجہ غلام فرید قدس سرہ)

عرب شریف کی حسین جمیل چال ڈھال ہے دل کو عشق کی لَو لگاتی ہے یہاں پہنچ کر چاچڑ ان (وطن) بھی بھول گئے بلکہ اسے عرب پر قربان کروں اب تو وہ بالکل دل کو پسند ہی نہیں آتے۔

دوسری جگہ فرمایا

وہ دیس عرب دیاں چالیں　　　خوش تر حسین خوب خصالیں

گیاں وسر وطن دیاں گالھیں　　　کیا خویش قبیلے سکے

عرب شریف کی چال ڈھال سبحان اللہ یہاں کی خوش طریقے اور بہترین عادتیں ہیں ہمیں تو اب وطن کی تمام باتیں بھول گئیں بلکہ تمام خویش اقارب قبیلے قریبی بعیدی سب دل سے اتر گئے۔

بلکہ خود امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کا اپنا حال یہ ہے کہ بریلی شریف میں ہوتے ہوئے بھی خود کو مدینہ پاک میں محسوس کرتے ہیں۔آپ کے ایک نعتیہ کلام کا انداز ملاحظہ ہو۔

ارے اے خدا کے بندو کوئی میرے دل کو ڈھونڈو

میرے پاس تھا ابھی تو ابھی کیا ہوا خدایا

نہ کوئی گیا نہ آیا

ہمیں اے رضؔا تیرے دل کا پتا چلا بمشکل

درِ روضہ کے مقابل وہ ہمیں نظر تو آیا

یہ نہ پوچھ کیسا پایا

کبھی خندہ زیر لب ہے کبھی گریہ ساری شب ہے

کبھی غم کبھی طرب ہے نہ سبب سمجھ میں آیا

نہ اسی نے کچھ بتایا

کبھی خاک پر پڑا ہے سر چرخ زیر پا ہے

کبھی پیش در کھڑا ہے سر بندگی جھکایا

تو قدم میں عرش پایا

کبھی وہ تپک کہ آتش کبھی وہ ٹپک کہ بارش
کبھی وہ ہجوم آہ نالش کوئی جانے ابر چھایا

بڑی جوششو نسے آیا

کبھی وہ چہک کہ بلبل کبھی وہ مہک کہ خود گل
کبھی وہ لہک کہ بالکل چمن جناں کھلایا

گل قدس لہلہایا

اے زندگی کے ارماں کبھی مرگ نو کا خواہاں
وہ جیا کہ مرگ قرباں وہ ہوا کہ زیست لایا

کہے روح ہاں جلایا

کبھی گم کبھی عیاں ہے کبھی سرد گہ تپاں ہے
کبھی زیر لب فغاں ہے کبھی چپ کہ دم نہ تھایا

رخ کام جاں دکھایا

یہ تصورات باطل تیرے آگے کیا ہیں مشکل
تیری قدرتیں ہیں کامل انہیں راست کر خدایا

میں انہیں شفیع لایا

ایک اور عاشق بطورِ فیصلہ فرماتا ہے

جب احمد ازل ہی سے سینے میں ہے — میں جہاں رہو میرا دل مدینے میں ہے

اب تو آقا منہ دکھانے کا نہیں
کس طرح رفع ندامت کیجئے

شرح

اے آقا کریم ﷺ اب تو منہ دکھانے کے قابل نہیں ہوں اپنے کرم سے میری ندامت رفع فرما کر قابل بخشش بنایئے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا

تیری درگاہ میں اے شہسوار آیا ہوں — منہ ڈھانپے ہوئے شرمسار آیا ہوں
چلنے نہ دیا بار گناہوں نے مجھے — اسی لئے کاندھوں پہ سوار آیا ہوں

اپنے ہاتھوں خود لٹا بیٹھے ہیں گھر
کس پہ دعوائے بضاعت کیجئے

حل لغات

بضاعت، بکسر الباء (عربی) پونجی، سرمایہ۔

شرح

ہم خود اپنے ہاتھوں اپنا گھر لٹا بیٹھے اب سامان کے ضائع ہونے کا دعویٰ کس پر کریں۔

کس سے کہیئے کیا کیا کیا ہو گیا
خود ہی اپنے پر ملامت کیجئے

شرح

کس سے کہیں کہ کیا سے کیا ہو گیا بلکہ ہم تو خود کو ملامت کر رہے ہیں کہ ''خود کردہ را چہ علاج نیست'' اپنے کئے کا کیا علاج نہیں ہے۔

عرض کا بھی اب تو منہ پڑتا نہیں
کیا علاج دردِ فرقت کیجئے

شرح

اب تو عرض کرنے کی جرأت نہیں ہوتی اے کریم جدائی کے درد کا علاج فرمایئے۔

اپنی اک میٹھی نظر کے شہد سے
چارۂ زہر مصیبت کیجئے

شرح

اپنی ایک نظر جوشہد سے میٹھی ہے سے ہماری مصیبت کے زہر کا چارہ فرمایئے یعنی

نظر کرم ہوتو بیڑا پار ہے

جیسے ظاہری حیات کے دور میں پڑگئی جس پر نظر اس کی بگڑی سنور گئی اور اب بھی بیشمار واقعات ایسے ہیں جنھیں نظر عنایت سے نوازا تو وہ کیا سے کیا ہو گئے۔

دے خدا ہمت کہ یہ جانِ حزیں
آپ پر واریں وہ صورت کیجئے

شرح

اے حبیب کریم ﷺ ہمارا جی چاہتا ہے کہ اللہ ہمیں ایسی ہمت عطا فرمائے کہ یہ جانِ حزیں آپ پر قربان کردیں آپ سے استدعا ہے کہ آپ ہمارے لئے کوئی ایسی صورت اور تجویز بنائیں کہ جس کی وجہ سے ہم آسانی سے آپ پر جان قربان کرسکیں۔

آپ ہم سے بڑھ کے ہم پر مہربان
ہم کریں جرم آپ رحمت کیجئے

شرح

اے حبیب کریم ﷺ آپ ہم پر ہماری اپنی ذات سے بھی زیادہ شفیق ومہربان ہیں اس کی دلیل یہ ہے کہ ہم جرم کرتے ہیں تو مستحق سزا بنتے ہیں لیکن آپ کرم نوازی فرماتے ہوئے ہم پر رحمت فرما کر گناہ بخشوا کر جنت کا مستحق بناتے ہیں۔

جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضاؔ
یاد اس کی اپنی عادت کیجئے

شرح

وہ کریم شفیق نبی کریم ﷺ جو ہم غریبوں ومسکینوں کو کبھی فراموش نہ فرمائیں ہم پر بھی لازم ہے کہ آپ کی یاد اپنی عادت بنالیں۔

اُٹھتے بیٹھتے کہیں یارسول اللہ ﷺ

نعت شریف ۷۸

دشمنِ احمد پہ شدت کیجئے
ملحدوں کی کیا مروت کیجئے

حل لغات

شدت، سختی، تکلیف۔ملحدوں، راہِ حق سے ہٹ جانے والا جیسے مرزائی، وہابی، رافضی وغیرہ۔مروت، مردانگی، رعایت خلق بھلے مانس، سخاوت یہاں رعایت وغیرہ مراد ہے۔

شرح

حضورا کرم ﷺ کے دشمن پر سختی کرنی چاہیے۔بے دینوں راہِ حق سے ہٹ جانے والے مردودوں کے ساتھ نرمی اور رو و رعایت نہیں کرنی چاہیے۔

دشمن احمد پر شدت

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کی یہ طرز دشمنوں کو تو غلط محسوس ہوتی ہے کہ وہ ضرباتِ رضوی سے زخمی ہو کر جان بلب ہیں لیکن افسوس اُن صلح کُلیوں کا ہے جو دشمنانِ اسلام کو مظلوم بنانے اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی سختی کے اظہار میں مصروف ہیں حالانکہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا یہ کارنامہ قرآن و حدیث اور اسلاف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ کی عین مراد ہے۔

امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ نے عصمت رسول اکرم ﷺ کی عظمت اور ناموسِ رسالت کی جلالت کے بیان کا جو خوبصورت پیرایہ اپنے اس نعتیہ شعر میں اختیار کیا ہے وہ ان کے کمالِ ایمان اور کمالِ عشق کی دلیل ہے۔اس بحث میں جب ہم قرآنِ کریم کی طرف رجوع کرتے ہیں تو عقلِ سلیم کے سامنے وہ حقائق منکشف ہوتے ہیں جن سے آپ کی ذاتِ اقدس اور آپ کی ناموسِ رسالت کی عظمت و جلالت کا اظہار ہوتا ہے۔ان حقائق میں وہ دقائق ہیں جن کو سمجھنے کے لئے کمالِ ایمان اور کمالِ عشق رسول کے منصب پر فائز ضروری ہے عظمت رسول اور عشقِ رسول کی حدود میں داخل ہونے کے لئے مندرجہ ذیل نکات کی طرف توجہ ضروری ہے۔

پہلا نکتہ

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآنِ پاک میں دو چیزوں کے تحفظ کا وعدہ فرمایا ایک یہ کہ قرآنِ کریم کی حفاظت کا وعدہ فرمایا اور اس کو اس طرح پورا فرمادیا کہ لاکھوں نہیں کروڑوں مسلمانوں کے سینوں میں اس کو محفوظ فرمادیا تاکہ کوئی لفظی تبدیلی وتحریف اور تغیر نہ کرسکے اور اس کے معانی ومفاہیم کی حفاظت اس طرح فرمائی کہ ہر زمانہ میں علماء وصالحین کا ایک گروہ پیدا فرمایا جو قرآنِ پاک کی معنوی تحریف وتغیر سے اس کی حفاظت فرماتا ہے نیز یہ کہ قرآن کی مثل کلام کہنے سے اور اس میں تحریف کرنے سے بندوں کو عاجز رکھا۔

دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رحمۃ اللعالمین کی حفاظت کا وعدہ فرمایا جسمانی اعتبار سے بھی آپ کو اعداء سے محفوظ رکھا کہ وہ آپ کو قتل کرنے کی سازشوں اور کوششوں میں کامیاب نہ ہوسکے اور آپ کی عزت وناموس کی حفاظت بھی کمال درجہ میں فرمائی۔ جب بھی کسی دشمنِ ناموسِ رسالت نے آپ کی عظمت وعزت پر حملہ کیا یا آپ کی شانِ رفیع و اقدس میں ادنیٰ گستاخی کی بارگاہ احدیت وصمدیت سے اس کا بھرپور جواب دیا گیا اور اس گستاخ و بے ادب کو ابدی ذلت ورسوائی اور لعنت کا طوق اس کے گلے میں ڈال دیا۔ قرآنِ کریم کی آیاتِ کریمہ اور بہت سی سورتیں اس کی شاہد عدل ہیں میں اس تفصیل میں جاکر اپنے مضمون کو طوالت نہ دوں گا جس کا جی چاہے قرآن کا مطالعہ کرے سورۂ لہب، سورۂ کوثر، سورۂ ن والقلم کی ابتدائی آیات اور ان کے علاوہ ان کثیر آیات کو پڑھے اور سمجھے جن میں حق تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اعتراض کرنے والوں کو سخت اور عبرت آموز جواب دیئے ہیں۔

دوسرا نکتہ

دوسرا نکتہ قابل توجہ یہ ہے کہ رب تعالیٰ ہر عیب اور ہر نقص سے پاک ہے جو لوگ اس ذاتِ اقدس کی طرف امکانِ کذب کی نسبت کرتے ہیں وہ بدترین جہالت وایمان سوزی کا شکار ہیں۔ اللہ تعالیٰ جملہ صفات کمالیہ سے متصف ہے اس کی ہر صفت ذاتی ازلی ابدی اور غیر عطائی ہے۔ وجوب وجود اور صرف اسی ذاتِ واحد اور اس کی صفاتِ کمالیہ کا خاص ہے اس لئے اس کا کوئی مثل ونظیر ہو اس کا کوئی امکان ہی نہیں یہ تو عقلاً نقلاً ہر جہت سے ناممکن ہے اس نے اپنی عظمت شان اور جلالتِ ذات کے اظہار کے لئے تنزیہہ، تسبیح، تقدیس اور تحمید کے الفاظ مخصوص فرمائے جب تک ہم اس ذاتِ احد وصمد کو ہر نقص، ہر عیب، ہر بُرائی اور ہر خرابی سے منزہ اور مبرا نہ جانیں مانیں گے اس پر ایمان قابلِ تسلیم نہیں اس کی وحدانیت اور الوہیت ادنیٰ سے ادنیٰ شرک اور شائبہ شرک سے منزہ ہے اس نے اپنی وحدانیت، الوہیت اور ذات

وصفات میں شرک کو نا قابلِ معافی قرار دیا اور شرک کی مغفرت نہ کرنے کا اعلان کر کے جلالت توحید و عظمت الوہیت کو محفوظ فرمادیا اور اپنے عظمت والے رسول، فخر انبیاء و رسل حضرت محمد مصطفی ﷺ کو اپنی محبوبیت ختم نبوت شرف اولیت، سرورِ کشورِ رسالت، رحمت عالم و عالمیاں اور صلوٰۃ و سلام جیسی عظیم و منفرد خصوصیات سے سرفراز فرمایا اور ان خصائص میں کسی غیر کو آپ کو مثیل و نظیر اور شریک نہ بنایا۔ آپ کی عظمت و ناموسِ رسالت کے تحفظ کا یہ انتظام فرمایا کہ اعلان فرمادیا

وَ اللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (پارہ ٦، سورۃ المائدہ، آیت ٦٧)

اور اللہ تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں سے۔

اور تمام اہلِ ایمان کے لئے آپ کی محبت، آپ کی اتباع اور آپ کی تعظیم و توقیر لازم قرار دے دی۔ اگر کسی نے آپ کی تعظیم و توقیر میں کوئی کوتاہی کی یا ادنیٰ سے ادنیٰ گستاخی کا پہلو اختیار کیا اس کے قلب اور سمع و بصر پر مہر لگادی اور اسے توفیق توبہ سے محروم فرما کر ابدی عذاب کا مستحق بنادیا۔ مومنوں کو بارگاہِ رسالت کے آداب تعلیم فرمائے آپ کو آپ کا نام لے کر پکارنے سے منع فرمادیا آپ کی شان تو ارفع اعلیٰ آپ کی ازواجِ مطہرات کو بھی تمام عورتوں میں بے مثل رکھا۔ آپ کی بارگاہِ رسالت میں حاضری کے طریقے سکھلائے، آپ کی محبت و عظمت کو ہر مومن کے لئے اس کو جان و مال، اولاد و ماں باپ اور ازواج و اعزاء بلکہ اپنی ذات سے بھی زیادہ اور ضروری قرار دیا۔ اس طرح رب تعالیٰ نے تحفظ ناموسِ رسالت کے طریقے اختیار فرمائے اور سلسلۂ وحی منقطع ہونے کے بعد یہ خدمت علماء، صالحین اور اولیاءِ کاملین کے سپرد فرمادی کہ وہ تا قیام قیامت ناموسِ رسالت کے تحفظ کا فریضہ انجام دیتے رہیں۔

لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ ا (پارہ ٣، سورۃ آل عمران، آیت ٨١) اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا

کا حکم بہ تبعیت انبیاء کرام علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام ہر مومن کے لئے بھی ہے۔

ان نکات کے پس منظر میں امامِ اہل سنت حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ شعر پڑھئے

وہ کمالِ حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں　　یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

دراصل امام احمد رضا بارگاہِ رب جلیل میں اور بارگاہِ رسالت مآب میں بڑے ہی باادب ہیں انہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کی جلالت شان اور عظمت توحید کا اس درجہ پاس و لحاظ ہے کہ وہ اس کی شانِ الوہیت کی عظمت کے نامناسب کوئی لفظ نہ خود استعمال کرتے ہیں اور نہ کسی سے سن سکتے ہیں۔ انہوں نے اپنی تمام تصانیف، ملفوظات، خطوط اور تحریروں میں اس کا شدت سے التزام کیا کہ کہیں فقط لفظ "اللہ" استعمال نہیں کیا بلکہ اس کے ساتھ اس کی عظمت و

جلالت کے اظہار کے لئے تبارک وتعالیٰ ،جل وعلا ،عز وجل جیسے الفاظ استعمال فرمائے جو اس کی جلالتِ شان کے مظہر ہیں اور اس کے ساتھ ہی خاص ہیں اسی طرح اس کے حبیب پاک ،صاحب لولاک کی ناموسِ رسالت کا بھی آپ کو وہ پاس ولحاظ ہے کہ قرآنِ کریم کے بتلائے ہوئے آدابِ بارگاہِ رسالت سے آپ سرمو باہر قدم نہیں رکھتے اور اس طریقہ کو اختیار و پسند فرماتے ہیں جس میں حضور اکرم ﷺ کی عظمت اور آپ کے ادب واحترام اور تعظیم کا زیادہ سے زیادہ اظہار ہو۔قرآن پاک کا طریقہ یہ ہے کہ وہ بارگاہِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء میں کفار ومشرکین اور منافقین ،معاندین کی ادنیٰ سے ادنیٰ گستاخی کو برداشت نہیں کرتا اور ان کو سخت ترین اور رسوا کن جواب دیتا ہے اور ان کو ابدی عذاب کی خبر دیتا ہے۔امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی قرآن کریم کی تعلیم وتلقین کے ماتحت اس طریقہ کو اپناتے ہوئے فرماتے ہیں

دشمنِ احمد پہ شدت کیجئے ملحدوں کی کیا مروت کیجئے

امام اہل سنت امام احمد رضا نے اس شعر میں نجد کا خصوصیت سے ذکر فرمایا کیونکہ بفرمانِ حدیث پاک یہی علاقہ مطلع قرن الشیطان ہے اسی علاقے سے فتنے اُٹھ رہے ہیں جنہوں نے دین اسلام کی صورت مسخ کرنے کی کوشش کی ہے۔فتنۂ دیوبندیت وہابیت ہو یا فتنۂ غیر مقلدین ،فتنۂ امکانِ کذب ہو یا فتنۂ قادیانیت ،حضور اکرم ﷺ کو اپنے جیسا بشر بتانے کی گمراہی ہو یا شیطان کے علم کو عالم ما کان و ما یکون سید المرسلین ،محبوبِ رب العالمین ﷺ کے علم سے زیادہ بتلانے کی ضلالت ،شانِ الوہیت اور بارگاہِ رسالت میں بے ادبی اور گستاخیوں کا طوفان ہو یا صحابہ کرام یا اولیاء اللہ کی تنقیص وتذلیل ان تمام ہی فتنوں کا سرچشمہ نجد ہی ہے۔کفر وضلالت کا وہ سیلاب جو سرزمین نجد سے چلا اس نے تمام ممالک اسلامیہ کے کم علم اور ضعیف الایمان اور دین میں رخنے ڈالنے والے افراد کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ہندوستان کے دیوبندی ،قادیانی ،غیر مقلدین ،ندوی ،نیچری سب ہی وہابیت کے سیلاب میں بہہ گئے اور اپنا دین وایمان کھو بیٹھے۔ دین اسلام اور شانِ الوہیت اور بارگاہِ رسالت میں انہوں نے کتنے فتنوں کے دروازے کھولے اور کیا کیا ایمان سوز گستاخیاں کیں اس کے کچھ نمونے مختصراً یہاں بیان کرتے ہیں۔

مولوی اسمٰعیل دہلوی نے رسالہ ''یکروزی'' میں صفحہ ۱۷ پر بارگاہِ الوہیت میں نہایت درجہ بے شرمی سے یہ کفریہ کلمات کہتے ہیں کہ

اگر مراد از محال ممتنع لذاتہ است کہ تحت قدرتِ الٰہیہ داخل نیست پس لانسلم الیٰ آخرہ

یعنی شانِ الٰہی سے کذب کا صدور محال ہے اگر محال سے مراد ممتنع بالذات ہے کہ کذب یعنی جھوٹ بولنا قدرت الٰہیہ میں

داخل ہی نہیں تو یہ ہمیں تسلیم نہیں۔

اس کی تائید میں فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۱۰ پر مولانا رشید احمد گنگوہی کہتے ہیں امکان کذب (یعنی اللہ تعالیٰ کا جھوٹ بولنے کا امکان) بایں معنی کہ جو کچھ حق تعالیٰ نے فرمایا اس کے خلاف پر وہ قادر ہے مگر اختیار خود اس کو نہ کرے گا یہ عقیدہ بندے کا ہے یعنی مولانا رشید احمد کا۔

فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۱۹ پر مزید ہمنوائی کرتے ہیں کہ الحاصل امکانِ کذب سے مراد دخولِ کذب تحت قدرت باری تعالیٰ ہے۔

مولوی محمود الحسن صاحب اپنی کتاب الجہد المقل حصہ دوم صفحہ ۴۰ پر اپنے مقتدیٰ مولوی اسماعیل دہلوی کی کفری عبارت کی تائید وتصدیق میں لکھتے ہیں افعالِ قبیحہ کو مثل دیگر ممکناتِ ذاتیہ اور درقدرتِ باری جملہ اہل حق تسلیم کرتے ہیں آگے چل کر مزید گستاخی بارگاہِ الٰہی میں کرتے ہیں کہتے ہیں کہ اب افعالِ قبیحہ کو قدرتِ قدیمہ حق تعالیٰ شانہ سے کیوں کر خارج کر سکتے ہیں۔

براہین قاطعہ میں مولوی خلیل احمد انبیٹھوی لکھتے ہیں کہ امکانِ کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا بلکہ قدماء میں اختلاف ہوا ہے کہ خلف وعید جائز ہے یا نہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ انبیٹھوی صاحب لفظ وعدا ور وعید کے فرق سے واقف نہیں۔

مولوی اسماعیل دہلوی صاحب اپنی کتاب ''تقویۃ الایمان'' میں یہ ایمان سوز اور اسلام سے دور کرنے والی عبارت رقمطراز ہیں ''اسی طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب جی چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے'' (صفحہ ۲۳)

یہی مولوی اسمٰعیل دہلوی اپنی دوسری تصنیف ایضاح الحق صفحہ ۳ ۵ پر ایک اور کفری عبارت لکھتے ہیں کہ

تنزیہ اوتعالیٰ زمان ومکان ہیئت واثبات رؤیت بلاجہت ومحاذات ....همه از قبیل بدعات حقیقه است

مولوی اسماعیل دہلوی کی تقویۃ الایمان کے چند نمونے

(۱) ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۱۳)

(۲) جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۲۸)

(۳) انبیاء اولیاء ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۳۸)

(۴) (حضور اکرم ﷺ) گنوار کی بات سن کر مارے دہشت کے بے حواس ہو گئے۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۳۹)

(۵) انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہے وہ بڑا بھائی ہے سو اس کی بھائی کی سی تعظیم کی جائے۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۴۲)

(٦) یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۴۲)

مولوی قاسم نانوتوی

انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتا ہے بلکہ بڑھ جاتا ہے۔ (تحذیر الناس صفحہ ۵)

مولوی اشرف علی تھانوی

اگر بالفرض زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اس زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔ (تحذیر الناس صفحہ ۲۴)

پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہیں یا کُل غیب۔ اگر بعض علومِ غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ (حفظ الایمان صفحہ ۸)

مولوی رشید احمد گنگوھی و خلیل احمد انبیٹھوی

الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلافِ نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاسِ فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ (براہین قاطعہ صفحہ ۵۵)

زنا کے وسوسہ سے اپنی بی بی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا اسی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جنابِ رسالت مآب ہی ہوں اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے بُرا ہے۔ (صراط مستقیم صفحہ ۱۲٦)

زبان سے بے ساختہ بجائے رسول اللہ ﷺ کے نام کے اشرف علی نکل جاتا ہے۔ (رسالہ امداد صفحہ ۳۵)

پھر بھی یہ کہتا ہوں "اللهم صل علىٰ سيدنا ونبينا ومولانا اشرف علي" (رسالہ امداد صفحہ ۳۵)

سوال

ہنود تہوار ہولی یا دیوالی میں اپنے استاد یا حاکم یا نوکر کو کھیریں یا پوری یا کچھ اور کھانا بطورِ تحفہ بھیجتے ہیں ان چیزوں کا لینا اور کھانا اُستاد یا حاکم و نوکر مسلمان کو درست ہے یا نہیں؟

جواب

درست ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۴۸۸)

سوال

ہندو جو پیاؤ پانی کی لگاتے ہیں سودی روپیہ صرف کر کے مسلمانوں کو اس کا پانی پینا درست ہے یا نہیں؟

جواب

اس پیاؤ سے پانی پینا مضائقہ نہیں ہے۔ (صفحہ ۴۹۸)

اب دوسرا رُخ اپنوں کے ساتھ دیکھیں

سوال

محرم میں عشرہ وغیرہ کے روز شہادت بیان کرنا مع اشعار بروایت صحیحہ یا بعض ضعیفہ بھی و نیز سبیل لگانا اور چندہ دینا اور شربت دودھ بچوں کو پلانا درست ہے یا نہیں؟

جواب

محرم میں ذکر شہادتِ حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کرنا اگر چہ بروایت صحیحہ یا سبیل لگانا، شربت پلانا یا چندہ سبیل و شربت میں دینا یا دودھ پلانا سب نادرست اور تشبیہ روافض کی وجہ سے حرام ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۱۴۴، ۱۴۸)

سوال

جس عرس میں صرف قرآن شریف پڑھا جائے اور تقسیم شیرینی ہو جائز ہے یا نہیں؟

جواب

کسی عرس اور مولود میں شریک ہونا درست نہیں اور کوئی سا عرس اور مولود درست نہیں۔ (صفحہ ۱۴۷)

سوال

انعقادِ مجلس میلا د بدون قیام بروایت صحیح درست ہے یا نہیں؟

جواب

انعقادِ مجلس مولود ہر حال نا جائز ہے تداعی امر مندوب کے واسطے منع ہے۔(صفحہ ۱۴۸)

مذکورہ بالا عبارتوں اور اقوال کی تردید سوائے کسی مجددِ وقت کے کرنا بعید از قیاس تھا اسی کام کے لئے قدرت نے آپ کو مجدد بنا کر بھیجا۔ فاضل بریلوی نے اپنی خداداد طاقت سے باطل کی تاریکی چاک کر کے حق کا بول بالا کیا اور ہندوستان کی تمام خانقاہیں جو اس حملوں سے پریشان تھی فاضل بریلوی نے ۵۵ علوم سے نظامِ خانقاہی کو زندہ فرمایا جس کی بنیاد عشق خدا اور رسول ہے، عظمت انبیاء و اولیاء ہے، اخوت و مروت ہے اور اتحاد و اتفا ہے، اسی بنیادی اساس پر خانقاہی نظام قائم ہے۔ چنانچہ ایک مورخ خواجہ حسن نظامی جو آپ کے معاصر ہیں اس بات کا برملا اعتراف کرتے نظر آتے ہیں کہ

بریلی کے مولانا احمد رضا خان صاحب جن کو ان کے معتقد مجدد مائۃ حاضرہ کہتے ہیں درحقیقت طبقۂ صوفیائے کرام میں بہ اعتبار علمی حیثیت کے منصب مجدد کے مستحق ہیں۔انہوں نے ان مسائل اختلافی پر معرکہ کی کتابیں لکھی ہیں جو سالہا سال سے فرقۂ وہابیہ کے زیرتحریر وتقریر تھیں اور جن کے جوابات گروہ صوفیہ کی طرف سے کافی و شافی نہیں دیئے گئے تھے ان کی تصنیفات و تالیفات کی خاص شان اور خاص وضع ہے یہ کتابیں بہت زیادہ تعداد میں ہیں اور ایسی مدلل ہیں جن کو دیکھ کر لکھنے والے کے تبحر علمی کا جید سے جید مخالف کو اقرار کرنا پڑتا ہے۔مولانا احمد رضا خان صاحب جو کہتے ہیں وہی کرتے ہیں اور یہ ایک ایسی خصلت ہے جس کی ہم سب کو پیروی کرنی چاہیے۔ان کے مخالف اعتراض کرتے ہیں کہ مولانا کی تحریروں میں سختی بہت ہے اور بہت جلدی دوسروں پر کفر کا فتویٰ لگا دیتے ہیں مگر شاید ان لوگوں نے مولانا اسماعیل اور ان کے حواریوں کی دل آزار کتابیں نہیں پڑھیں جن کو سالہا سال صوفیائے کرام برداشت کرتے رہے۔ان کتابوں میں جیسی سخت کلامی برتی گئی ہے اس مقابلہ میں جہاں تک میرا خیال ہے مولانا احمد رضا خاں صاحب نے اب تک بہت کم لکھا ہے جماعت صوفیاء علمی حیثیت سے مولانا موصوف کو اپنا بہادر صف شکن سیف اللہ سمجھتی ہے اور انصاف یہ ہے کہ بالکل جائز سمجھتی ہے۔(مشائخ قادریہ رضویہ صفحہ ۴۴۵)

مگر افسوس کہ آج فاضل بریلوی کے مشن سے بیشتر خانقاہیں ہٹ چکی ہیں اور اپنا رشتہ انہیں لوگوں سے جوڑ چکی

ہیں جو کسی زمانے میں نہیں بلکہ آج بھی خانقاہ کے شدید ترین دشمن ہیں۔اگر آج بھی فاضل بریلوی کو اپنا امام وسیف اللہ مان کر ہندو پاک کی ساری خانقاہیں متحد ہو جائیں اور امام احمد رضا کے اصول خانقاہ کو اپنا دستور بنائیں اور اس پر پوری ایمانداری سے قائم رہیں تو آج بھی وہ دور پھر لوٹ آئے جسے ہم روحانی دور کہتے ہیں۔فاضل بریلوی کی حیات میں ہند کی ساری خانقاہیں متحد تھیں بہار ہو یا بنگال،ساری خانقاہوں کا ایک دستورالعمل ،ایک طریقۂ کار،ایک نصب العین اور ایک مقصد حیات پر گامزن،سارے خانوادے متحدالخیال اور ایک دوسرے کی عزت وحرمت کرنے والے تھے مگر آج ہائے افسوس یادرہے کہ اہلِ سنت اور خانقاہوں کے مخالفین آج کے دور میں سب سے زیادہ ہیں نہ صرف وہابیہ مقلدین وغیر مقلدین بلکہ تمام بد مذاہب کا زور ہے۔

شاہ فضل الرحمن گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ایک بے مثال بزرگ ہیں جن کی عظمت کے قائل دیوبندی زیادہ ہیں۔مولوی اشرف علی تھانوی نے آپ کے کمالات پر ایک کتاب لکھی ہے اور نہ صرف علمائے بریلی و دیوبند بلکہ تاریخ شاہد ہے کہ آپ کی عظمت ہند سے لے کر عرب تک قلوب میں عزت کے ساتھ متمکن ہے اور اب وہ شیخ العرب والعجم لکھے جاتے ہیں یہ مراتب ہیں اس میں اللہ والوں کی ذات کے لئے مجمع کیا ہر زندہ دل کو سرِ تسلیم خم کرنے کے لئے مجبور ہونا پڑے گا۔اس شیخ العرب والعجم نے اس ذاتِ اقدس کا وہ احترام کیا ہے کہ آج ہم عصرو ہم پایہ سے محال وناممکن۔

رمضان المبارک ۱۲۹۲ھ کا مبارک مہینہ ہے کہ اعلیٰ حضرت مدظلہم الاقدس گنج مراد آباد تشریف لائے اور ایک جگہ قیام فرما کر اپنے دو ہمراہیوں کو شیخ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں بھیجا اور تاکید فرمادی کہ صرف اتنا کہنا ایک شخص بریلی سے آیا ہے ملنا چاہتا ہے۔حضرت شیخ علیہ الرحمۃ نے معاً فرمایا وہ یہاں کیوں آئے ہیں ان کے دادا اتنے بڑے عالم،ان کے والد اتنے بڑے عالم اور وہ خود عالم فقیر کے پاس کیا دھرا ہے۔

پھر نرم ہو کر بکمالِ لطف فرمایا بلایئے۔تشریف لائیں

بعد ملاقات اعلیٰ حضرت مدظلہم الاقدس نے مجلس (میلاد) شریف کی نسبت حضرت شیخ علیہ الرحمۃ سے استفسار کیا ارشاد فرمایا تم عالم ہو پہلے تم بتاؤ۔اعلیٰ حضرت مدظلہم الاقدس نے فرمایا مستحب جانتا ہوں۔فرمایا

آپ لوگ اسے بدعت حسنہ کہتے ہیں اور میں سنت جانتا ہوں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو جہاد کو جاتے ہیں تو کیا کہتے تھے؟ یہی نہ کہ مکہ میں نبی ﷺ پیدا ہوئے،اللہ تعالیٰ نے ان پر قرآن اتارا،انہوں نے یہ معجزہ دکھائے،اللہ

تعالیٰ نے ان کو یہ فضائل دیئے اور مجلس میلاد شریف میں کیا ہوتا ہے؟ یہی بیان ہوتے ہیں جو صحابہ کرام اس مجمع میں کرتے تھے فرق اتنا ہے کہ تم اپنی مجلس میں لڈوا (لڈو) بانٹتے ہو وہ اپنی مجلس میں موڑ (یعنی سر) بانٹتے تھے۔

غرض حضرت شیخ علیہ الرحمۃ نے اعلیٰ حضرت مدظلہم الاقدس کو بکمالِ اعزاز واکرام باصرارِ تام تین روز ٹھہرایا۔ ۲۱ رمضان المبارک کو رخصت کیا جب عید سر پر آ گئی اور وقت رخصت فرشِ مسجد کے کنارے تک تشریف لائے۔ اعلیٰ حضرت نے درخواست کی کہ مجھے کچھ وصیت کیجئے فرمایا

تکفیر میں جلدی نہ کرنا۔ اعلیٰ حضرت مدظلہم الاقدس نے دل میں یہ خیال کیا کہ میں تو ان کو کافر کہتا ہوں دل میں جو حضور اکرم ﷺ کی شانِ انور میں گستاخی کرتے ہیں۔

یہ خیال لاتے ہی معاً حضرت شیخ علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہاں جو ادنیٰ حرف گستاخی کا شانِ اقدس ﷺ میں بکے ضرور کافر کہنا بے شک وہ کافر ہے۔

پھر حضرت شیخ علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہمارا جی چاہتا ہے کہ اپنے موڑ کی پٹیا تمہارے موڑ پر دھر دیں اور تمہارے موڑ کی اپنے موڑ پر دھر لیں۔

اعلیٰ حضرت مدظلہم الاقدس نے برائے ادب سر جھکا لیا حضرت شیخ علیہ الرحمۃ نے اعلیٰ حضرت مدظلہم الاقدس کی کلاہ مبارک اپنے سر مقدس پر رکھ لی اور اپنی کلاہ مقدس اعلیٰ حضرت مدظلہم اقدس کے سر مقدس میں رکھ دی جو آج تک بطورِ تبرک محفوظ کی گئی ہے اس روایت کا نتیجہ ظاہر کھلی اور صاف بات پر خامہ فرمائی بے کار کیا کوئی اس عزت کی نظیر پیش کر سکتا ہے؟

اعجوبہ

مولانا سید شاہد علی رضوی رامپوری فرماتے ہیں کہ اس وقت امام احمد رضا بریلوی کی عمر شریف صرف بیس سال تھی اور حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کی چوراسی سال یعنی امام احمد رضا کی صغرسنی اور حضرت شیخ کی کبرسنی۔ (معارف رضا کراچی مجلّہ ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۱ء، صفحہ ۶۰ تا ۶۲ اور ۱۷۰)

صحابہ اور اسلافِ صالحین کا طریقہ انیقہ

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ اس مسئلہ میں صحابہ کرام اور اسلاف صالحین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مقلد و مقتدی ہیں۔

ذکر ان کا چھیڑیئے ہر بات میں
چھیڑنا شیطاں کا عادت کیجئے

حل لغات

چھیڑنا، چھونا، ہاتھ لگانا، گدگدانا، چڑانا، بھڑکانا، خفا کرنا، رنجیدہ کرنا، مذاق کرنا، دق کرنا۔

شرح

دشمنانِ رسول ﷺ کا ذکر ہر بات چھیڑنے کی ایسی عادت بنا گئے جیسے شیطان کو دق کیا جاتا ہے کیونکہ تمام بدمذاہب شیطان کے چیلے ہیں ان کے گُرو کو دق کرنا ذلیل وخوار کرنا عین عبادت ہے تو اس کے چیلوں کو بھی ذلیل وخوار کرنا بھی عبادت ہے بلکہ میرا تجربہ ہے انہیں ذلیل وخوار کرنے سے منجانب اللہ دنیا میں ہی بہت اور خوب سے خوب تر انعام عطا ہوتا ہے اور آخرت میں تو انشاء اللہ اعلیٰ سے اعلیٰ انعام واکرام نصیب ہوگا۔

مخالفین سے چھیڑ چھاڑ

تجربہ شاہد ہے کہ مخالف اسلام اور بدمذاہب کا جتنا رُورعایت کی جائے سر چڑھتا ہے اگر اس کی بدمذہبی اور اسلام دشمنی کی وجہ سے اس سے نفرت کی جائے اور اس کی بدمذہبی اور اسلام دشمنی سے عوام کو اس کے سامنے یا پس پشت آگاہ کیا جائے تو رسوائی کے مارے سر نہیں اُٹھاتا یہ ایسا علاج ہے کہ اس کے سوا اسلام کا دشمن اور بدمذہب اپنی موت آپ مرجاتا ہے لیکن افسوس کہ امام احمد رضا قدس سرہ کے اس بتائے ہوئے علاج کو چھوڑا جارہا ہے تبھی تو مسلک اہل سنت کمزور ہوتا جارہا ہے۔

مثل فارس زلزلے ہوں نجد میں
ذکر آیاتِ ولادت کیجئے

حل لغات

فارس، بہتر سوار اور یہاں ایک ملک مراد ہے۔ زلزلہ، بھونچال، زمین کا لرزنا۔ نجد، بانگرز مین بلند، درمیانِ عرب ایک ملک کا نام جس کی زمین بلند ہے۔ آیات، آیۃ کی جمع بمعنی نشانی آسمانی کتاب کا ایک جملہ، معجزہ یہاں یہی مراد ہے۔ ولادت، بچہ جننا، لیکن یہاں حضور سرورِ عالم ﷺ کی ولادتِ مبارکہ کا ذکر خیر اور اس وقت جو خوارقِ عادات کا ظہور رہا مراد ہے۔

شرح

فارس جیسے زلزلے نجد میں ہوں گے جب حضور اکرم ﷺ کی ولادت مبارکہ کے معجزات وخوارقِ عادت کا ذکر ہوگا اسی لئے مسلمانو! حضور نبی پاک ﷺ کے میلادِ اقدس کے معجزات کا ذکر زیادہ سے زیادہ کیجئے تاکہ نجدیوں کی بدعقیدتی پر زلزلے گریں۔

فارس

ایران وعراق کے علاقے سب حضور اکرم ﷺ کے قبضہ میں آئے لیکن اس وقت نوشیرواں کسریٰ شاہ ایران کا عراقی دارالخلافہ مدائن میں تھا جو شہر بغداد سے چند میل کے فاصلے پر ہے وہاں دجلہ کے کنارے پر کسریٰ کے رہنے کا بہت اونچا اور عالی شان ایوان تھا جس وقت سرورِ کائنات ﷺ عالمِ غیب سے عالمِ شہود میں جلوہ افروز ہوئے تو اس ایوان کے چودہ کنگرے گر پڑے اور اس کے کُل بائیس کنگرے تھے اور ایوان پھٹ گیا حتیٰ کہ دھماکے کی زبردست آواز نے کسریٰ فارس کو پریشان کردیا اور یہ محل آج بھی دنیا میں اسی حالت میں موجود ہے اور اس میں کچھ مزید فرق نہیں آیا۔ یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کی ولادت کی اس علامت کو قیامت تک یادگار بنادیا۔

حکایت

منصور خلیفہ عباسی نے جب مدائن کو تباہ کیا اور ایوانِ کسریٰ کے گرانے کا ارادہ کیا تو اس کے وزیر خالد بن یحییٰ برمکی نے اس کو روکا اور کہا کہ یہ ایک اسلامی نشانی ہے کیونکہ دیکھنے والا جب اس ایوان کو دیکھتا ہے تو اس کو خیال گزرتا ہے جس کا یہ ایوان ہے وہ تو دنیا میں ہمیشہ رہتا مگر قدرت نے وہ کیا جس سے دنیائے بے بقا کی فنا کا یقین آجاتا ہے۔ (سیرتِ حلبیہ جلد ا صفحہ ۸۵)

کسریٰ کے پاس تین سو ساٹھ کاہن ملازم تھے اور اُن میں عرب کے رہنے والا سائب نامی کاہن تو علومِ نجوم میں کافی مہارت رکھتا تھا کسریٰ نے ان سب کو بلا کر کہا کہ کسی ظاہری سبب کے سوا میرے ایوان کے چودہ کنگرے گر گئے ہیں تو بتاؤ کہ دراصل اس کا سبب کیا ہے؟ جب یہ سب کاہن کسریٰ سے رخصت ہوکر باہر آئے تاکہ کچھ فکر کریں تو انہوں نے جادو اور جوتش اور نجوم کے تمام اصول سے اپنے اذہان کو خالی پایا تو ان کا سرگروہ سائب اندھیری رات میں ایک بلند ٹیلے پر چڑھا اور اس نے آسمان وزمین کے اطراف میں نظر دوڑائی اور غور کیا تو کیا دیکھتا ہے کہ حجاز سے بجلی چمکی اور چلی حتیٰ کہ مشرق میں پہنچی۔ جب صبح ہوئی تو اپنے زیرِ قدم زمین کو سرسبز دیکھا اس کے بعد سائب نے جی میں کہا کہ حجاز سے ایک

بادشاہ ظہور فرمائیں گے اور مشرق تک اس کی سلطنت احاطہ کر جائے گی اور سرسبز اور شاداب سال میں پیدا ہوں گے۔

فائدہ

اس بادشاہ سے مراد ہمارے حضور اکرم ﷺ ہی ہیں ایک روایت میں ہے کسریٰ نے خواب ملازموں کے سامنے پیش کیا تو بہت بڑے قاضی اور نجومی جس کو موبد کلاں کہتے تھے اُس نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ عرب کے بے مہار شتر عربی گھوڑوں کو ہنکاتے ہوئے لا رہے ہیں یہاں تک کہ وہ دجلہ پار کر کے فارس (ایران) کے تمام شہروں میں پھیل گئے ہیں۔ اس خواب کو سن کر بادشاہ اور بھی بہت زیادہ پریشان ہوا تو اس نے نعمان بن مندر والی یمن کو لکھا کہ ایک بہت ہوشیار نجومی میرے پاس بھیجئے جو میرے سوالات کا بالکل صحیح جواب دے سکے اُس نے عبدالمسیح بن عمرو عنائی کو بھیج دیا بادشاہ نے ان حوادث کا حال پوچھا اس نے کہا کہ اس کا جواب میرا ماموں سطیح (بہت بڑا کاہن اور اس کی عمر چھ سو سال ہے) دے گا بادشاہ نے کہا جاؤ اس سے پوچھ کر آؤ۔ عبدالمسیح وہاں پہنچا تو اسے قریب الموت پایا بادشاہ کا سلام پہنچایا۔ سطیح نے کہا تجھے بادشاہ نے سوالات کے جوابات پوچھنے کے لئے بھیجا ہے اے عبدالمسیح سن لے بحیرہ سادہ کا خشک ہو جانا اور آگ کا بجھ جانا اس وجہ سے ہوا کہ عرب میں صاحت التلاوۃ (قرآن) پیدا ہوئے اور چودہ کنگروں کا گرنا اس طرف اشارہ ہے کہ چودہ حکمران تخت پر بیٹھیں گے پھر شاہی ان کے ہاتھوں سے نکل جائے گی یہ کہ سطیح مر گیا اور عبدالمسیح نے واپس آ کر بادشاہ کو اس کا جواب سنایا بادشاہ نے مطمئن ہو کر کہا کہ چودہ بادشاہوں کے گزرنے کے لئے عرصہ دراز چاہیے مگر ہوا یہ کہ چار سال کے عرصے میں دس حکمران گزر گئے اور باقی چار امیر المومنین حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں پورے ہو گئے اور لشکر اسلام نے اس کو فتح کر لیا اور یہ ملک امت رسول کریم ﷺ کے قبضہ میں آ گیا۔ (مدارج، شواہد، خصائص)

غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل
یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے

حل لغات

غیظ، حسد، غصہ، انتہائی سخت تکلیف۔

شرح

یارسول اللہ (ﷺ) کا ورد بکثرت کیجئے تاکہ بے دینوں مردودوں کے دل غیظ و غضب سے جل جائیں۔

یہ شعر اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے کسی ذاتی رنج اور غصہ سے نہیں لکھا بلکہ مشاہدہ کر کے فرمایا ہے جب کہ آج بھی ہم آنکھوں سے دیکھتے اور کانوں سے سنتے ہیں کہ منکرین کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ کو یارسول اللہ تیر کی طرح چبھتا اور آگ کی طرح جلاتا ہے۔

حکایت علامہ کاظمی او ر مرتضیٰ حسن دربھنگی

حضرت غزالی زماں علامہ احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خود بیان فرماتے ہیں کہ عنفوان جوانی میں مجھے ایک سفر گاڑی میں پیش آیا۔ رش کی وجہ سے سیٹ نہ ملی کھڑا ہوا پڑا۔ سامنے والی سیٹ پر مولوی مرتضٰی حسن دربھنگی دیوبندی بیٹھا تھا میں وقفہ وقفہ سے کہتا تھا یارسول اللہ ﷺ۔ تنگ ہو کر اس نے ایس ٹی کو بلا کر کہا کہ اس نوجوان کو کسی اور جگہ لے جایئے ایس ٹی نے مجھے کہا کہ یہ بابا تنگ ہو رہا ہے آپ جگہ تبدیل کر لیں میں نے کہا وہ سیٹ پر بیٹھا ہے میں کھڑا ہوں الٹا تنگ بھی وہی ہے اور وہ تنگ ہے تو وہی جگہ بدل لے۔ اس کے بعد میں نے اور زیادہ یارسول اللہ اور تھوڑا سا زور زور سے کہنے لگا دربھنگی نے ایس ٹی سے کہا مجھے کہیں اور جگہ لے جائے وہ اُٹھا تو میں اُس کی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ یہ ہے یارسول اللہ کی برکت کہ ایک طرف دشمن کا دل جل رہا تھا تو وہ نکل گیا اور غلام مصطفیٰ (ﷺ) کو گاڑی میں آرام مل گیا۔

کیجئے چرچا انہیں کا صبح و شام
جانِ کافر پر قیامت کیجئے

حل لغات

چرچا (اردو) ذکر، گفتگو، شہرت، بحث، چرچا کرنا بمعنی جا بجا ذکر کرنا، شہرت دینا۔ قیامت، مصیبت، بلاَ، تکلیف۔

شرح

حضور اکرم ﷺ کا صبح و شام چرچا کیجئے کیونکہ اس طرح سے کافر کی جان پر قیامت قائم ہو جاتی ہے اور دشمن پر جتنا غضب ڈھایا جائے کم ہے۔

کیمیائی نسخہ

یہ کیمیائی نسخہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے ایسا عجیب وغریب بتایا ہے کہ اس کے عمل سے ہزاروں مشکلیں حل ہوتی ہیں۔ تجربہ شاہد ہے کہ ذکر مصطفیٰ ﷺ کے علاوہ حل مشکلات کے دشمنانِ اسلام پر غضب برستا ہے۔ ہزاروں واقعات

شاہد ہیں چند ایک فقیر نے ندائے یارسول اللہ میں درج کیے۔ تبرکاً یہاں بھی پڑھیے

روزنامہ جنگ راولپنڈی ۱۲ اکتوبر ۱۹۶۵ء میں لکھا کہ پاکستانی افواج یارسول اللہ، یاعلی کے نعرے لگاتے ہوئے بھارتی ٹڈی دل فوج کو بُری طرح شکست دی ہے اس معرکہ میں نبی آخرالزماں ﷺ اور حضرت علی شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجاہدین کے سروں پر موجود تھے ۱۲۰ سو میل لمبے محاذ پر سبز کپڑوں والے مجاہد، سولباس میں ایک بزرگ اور گھوڑے پر سوار ایک جری دیکھے گئے۔ چونڈہ کے نزدیک ایک نورانی خاندان کو مجاہدین کی امداد کرتے دیکھا گیا۔ سرگودھا کے ہوائی اڈہ پر ایک بزرگ کو اپنی جھولی میں بم لیتے دیکھا گیا۔ لاہور، ظفروال، چونڈہ اور سیالکوٹ میں اکثر غازیوں کو شاباش دی گئی اور بعض مقامات پر یارسول اللہ اور یاعلی کے نعرے سنے گئے، مختلف محاذوں سے یارسول اللہ اور یاعلی کے نعرے سنے گئے، مختلف محاذوں سے ان محیر العقول اور ایمان افروز کرشموں کی اطلاعات مل رہی ہیں ان کرشموں اور محیر العقول واقعات کا اعتراف مسلمان جوانوں، مجاہدین، شہریوں کے علاوہ بھارت کے جنگی قیدیوں نے بھی کیا ہے۔

ابراہیم بن مرزوق بیانی کا بیان ہے کہ جزیرہ شقر کا ایک شخص قید ہو گیا اور اسے نہایت تنگ جگہ میں کاٹھ میں ٹھوک دیا گیا۔

ویستغیث ویقول یارسول اللہ یا رسول اللہ

پکار پکار کر فریاد کرتا تھا اس کے بڑے دشمن کافر نے طنزاً کہا

قل ینقذک اس سے کہو کہ تمہیں چھڑا دے

جب رات ہوئی تو ایک شخص نے اسے ہلایا اور کہا کہ اذان دو وہ بولا کہ تم نہیں دیکھتے کہ میں کس حال میں ہوں پھر اس نے اذان کہی جس وقت وہ "اشھدان محمداً رسول اللہ" پڑھا تو اس کی بیڑیاں خود بخود کھل گئیں جس سے وہ جزیرہ شقر میں جا پہنچا اور اس کا قصہ اس کے شہر میں مشہور ہو گیا۔ (شواہد الحق و حجۃ اللہ علی العالمین صفحہ ۴۰۹)

مشکل میں آنا یارسول اللہ ﷺ

ایک دوسرے مسلمان قیدی نے کہا کہ کافر بادشاہ کا جہاز دریا میں پھنس گیا ہزار آدمیوں نے زور لگایا مگر جہاز نہ نکل سکا بالآخر مسلمان قیدیوں سے کہا کہ تم جہاز نکالو

فقلنا باجمعنا یارسول اللہ

ہم مسلمان قیدیوں نے مل کر یارسول اللہ کا نعرہ لگا کر زور لگایا تو جہاز باہر آ گیا حالانکہ صرف چار سو پچاس

تھے۔(حجۃ اللہ جلد۲صفحہ ۴۱۰)

قید سے چھڑاؤ یارسول اللہ ﷺ

حضرت ابو یونس علیہ الرحمۃ کو معلوم ہوا کہ دوسو علماء کو امیر بلدۃ نے گرفتار کرلیا ہے۔ابو یونس نے ان کی رہائی کے لئے حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں بدیں الفاظ فریاد کی

یا احمد یا محمد یا ابا القاسم یا خاتم النبین یا سید المرسلین یا من جعله الله رحمة للعالمين

تو خواب میں رسول اللہ ﷺ نے بشارت دی کہ

غدا يطلقون ان شاء الله — کل بفضلہ تعالیٰ رہا ہو جاؤ گے۔

چنانچہ صبح ہوتے ہی سب رہا کردیئے گئے۔(حجۃ اللہ جلد۲صفحہ ۴۱۰)

آپ درگاہ خدا میں ہیں وجیہ
ہاں شفاعت بالوجاہت کیجئے

حل لغات

درگاہ، چوکھٹ، شاہی دربار۔وجیہ،خوبصورت،خوش وضع شکل وصورت کا اچھا یہاں معزز ومکرم مراد ہے۔

وجاہت،خوبروئی،رعب،توقیر یہاں پچھلا معنی مراد ہے۔

شرح

اے محبوبِ خدا سید عالم ﷺ آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں معزز ومکرم ہیں۔اس وجاہت جیسے مرتبہ عالی کے صدقے ہماری شفاعت فرمائیے۔

اس شعر میں تقویۃ الایمان کے دو مسئلوں کا رد فرمایا ہے

چمار سے زیادہ ذلیل

تقویۃ الایمان صفحہ ۱۶ میں لکھا کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔

شفاعت بالوجاہت کے انکار کارد

(چمار سے زیادہ ذلیل) اس کی وضاحت حضرت صدر الافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہر بڑی مخلوق سے کیا مراد ہے یہ کس کی طرف اشارہ ہے کیا وہابی انبیاء (علیہم السلام) کو مخلوق نہیں جانتے کیا اس لفظ سے

انبیاء (علیہم السلام) کی توہین نہیں ہوتی ہے۔ پھر چمار سے جس مخلوق کو بتایا چمار اس سے ضرور شریف ہوا تو اب چمار بڑی مخلوق میں ہے یا چھوٹی میں یا دونوں میں نہیں۔ وہابیہ کے نزدیک مخلوق ہی سے خارج ہے وہابیہ کے نزدیک عزت ہے تو چمار کی اس سے کیا مناسبت ہے کیسی سخت گستاخی ہے، کیسی دلآزاری بے ادبی ہے، ظالموں سے پوچھو کیا کہتے ہو۔ اس کے بعد تردید ملاحظہ ہو

وَ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَ لِرَسُوْلِهٖ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ. (پارہ ۲۸، سورۃ المنافقون، آیت ۸)

اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لئے ہے

جو ان کی عزت نہ جانے اللہ تعالیٰ اسے منافق کہتا ہے

وَ لٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ (پارہ ۲۸، سورۃ المنافقون، آیت ۸)

مگر منافقوں کو خبر نہیں۔

لیکن یہ بدنصیب (وہابی) مقبولانِ بارگاہ کو چمار سے زیادہ ذلیل کہتے ہیں۔ (معاذاللہ)

چمار (ہندی لفظ ہے) بمعنی چمڑا اپنانے والا، موچی، نیچ (قوم) سفلہ (گھٹیا درجہ)

غور فرمایئے اولیاء و انبیاء علیہم السلام کی اس سے بڑھ کر اور کیا بڑی گستاخی ہوگی۔

وجاهت انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام

کسے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں انبیاء کرام کی کتنی وجاہت (توقیر) ہے۔

قرآن کریم

موسیٰ علیہ السلام کے لئے فرمایا

وَ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ۝ (پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت ٦٩)

اور موسیٰ اللہ کے ہاں آبرو والا ہے۔

عیسیٰ علیہ السلام کے لئے فرمایا

وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ۝ (پارہ ۳، سورۃ آل عمران، آیت ۴۵)

رو دار ہوگا دنیا اور آخرت میں اور قرب والا۔

حضور اکرم ﷺ کی وجاہت کا کیا کہنا۔ چند آیات

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِکَتَه یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ا (پارہ۲۲،سورۃ الاحزاب،آیت ۵۶)

بیشک اللہ اوراس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر

وَ رَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ(پارہ ۳۰،سورۃ الانشراح،آیت ۴)

اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کیا۔

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ا (پارہ ۵،سورۃ النساء،آیت ۸۰)

جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اُس نے اللہ کا حکم مانا۔

فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ . (پارہ ۳،سورۃ آل عمران،آیت ۳۱)

تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔

وَ لَا تَجْهَرُوْا لَه بِالْقَوْلِ کَجَهْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَo

(پارہ ۲۶،سورۃ الحجرات،آیت ۲)

اوران کے حضور چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

انتباہ

کہاں یہ عزتیں اور تکریمیں اور کہاں یہ گستاخیاں بدزبانی۔

مزید برآں

تقویۃ الایمان صفحہ ۶۴ میں کہا سب انبیاء واولیاء اس کے نزدیک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر۔

فائدہ

اس عبارت میں انبیاء اولیاء کو ذرہ ناچیز سے بھی کمتر بنا دیا۔ (معاذاللہ)

اسی تقویۃ الایمان میں صفحہ ۳۳ میں انبیاء واولیاء کو عاجز و ناکارہ لکھا۔

اسی تقویۃ الایمان صفحہ ۲۳ میں یوں اشارہ کیا کسی چوہڑے چمار کا تو کیا ذکر لغت میں چوہڑا (بھنگی) حلال خور (یعنی حرام خور) کو کہتے ہیں۔

یہی تقویۃ الایمان بے ادبیوں اور گستاخیوں کا گنجینہ ہے اور دیوبندیوں وہابیوں کے نزدیک اس کا مصنف امام

اور تقویۃ الایمان قرآن مجید سے کمتر نہیں لیکن افسوس ہے پاکستانی بعض علماء پر کہ ایسے گستاخوں تو بغل میں لے کر چلتے ہیں ادھر نعرے بلند کرتے ہیں کہ گستاخوں کو پھانسی دو۔

شفاعت بالوجاھت کے انکار کا رد

اسماعیل دہلوی نے اسی کتاب تقویۃ الایمان میں شفاعت کی تین قسمیں لکھ کر تینوں کا انکار کیا ہے چنانچہ لکھتا ہے کہ شفاعت کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) یا تو وہ خود مالک ہو یا مالک کا ساجھی یا مالک ہر اس کا دباؤ جیسے بڑے بڑے امیروں کا کہنا بادشاہ دب کر مان لیتا ہے۔

(۲) یا اس طرح کہ مالک سے سفارش کرے اور اس کی سفارش خواہ مخواہ قبول کرے پھر دل سے خوش ہوی نا خوش جیسے بادشاہ زادی اور بیگمات کہ بادشاہ ان کی سفارش رد نہیں کر سکتا۔

تقویۃ الایمان میں پہلی قسم کا نام شفاعت وجاہت دوسری کا نام شفاعت محبت رکھا اور اس کا حکم یہ بتایا کہ سو اس قسم کی شفاعت اللہ کی جناب میں ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتی جو کوئی کسی نبی و ولی یا امام اور شہید کو یا کسی فرشتے کو یا کسی پیر کو اللہ کی جناب میں اس قسم کا شفیع سمجھے سو ہو وہ اصلی مشرک ہے اور بڑا جاہل۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۳۴، ۳۵)

(۳) شفاعت بالاذن اس کی تعریف تقویۃ الایمان کی عبارت اگلے اشعار میں آئے گی اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے ان تینوں کا اثبات ان تین اشعار میں فرمایا۔ اسی شعر میں شفاعت بالوجاہت کا بیان ہے۔

وھابیہ کی شفاعت وجاھت

تقویۃ الایمان صفحہ ۳۵ شفاعت بالوجاہت کی صورت یہ لکھی کہ بادشاہ چور کے پکڑنے ہی کو چاہتا ہے اور اس کے آئین کے موافق اس کو سزا پہنچتی ہے مگر اس امیر سے دب کر اس کی سفارش مان لیتا ہے اور چوری کی تقصیر معاف کر دیتا ہے کیونکہ وہ اس کی سلطنت کا بڑا رکن ہے اور اس کی بادشاہت کو بڑی رونق دے رہا ہے سو بادشاہ یہ سمجھ رہا ہے کہ ایک جگہ اپنے غصہ کو تھام لینا اور ایک چور سے درگزر کر جانا بہتر ہے اس سے کہ اتنے بڑے امیر کو ناخوش کر دیجئے کہ بڑے بڑے کام خراب ہو جائیں اور سلطنت کی رونق گھٹ جائے اس کو شفاعت وجاہت کہتے ہیں۔

اجمالی رد

اس مثال کو اللہ تعالیٰ کی مثال ایک بادشاہ پر قائم کرنا توحید نہیں اللہ تعالیٰ کی توہین ہے اور اللہ تعالیٰ کو مجبور ثابت

کرنا وہابیوں کے امام کا کام ہے اور پھر یہ بھی عجیب توحید ہے کہ سلطنت کی رونق گھٹ جانے کا خطرہ اور غیروں کو اپنی سلطنت چلانے کا تصور وہابیوں کا ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کی ذات منزہ ومقدس ہے۔

تفصیلی رد

صاحب تقویۃ الایمان نے شفاعت کی یہ تینوں قسمیں اپنے دل سے گھڑ لی ہیں ورنہ ان کا کوئی ثبوت کتب اسلامیہ میں نہیں وہی پرانے تخیلات جو مشرکین اپنے بتوں کے بارے میں ذہنوں میں رکھتے تھے جنہیں خوارج ومعتزلہ نے اپنایا پھر وہابیہ انکارِ شفاعت میں یہ غلط تصور پیش کیا ورنہ غور سے دیکھا جائے تو شفاعت کے مفہوم سے ان تینوں کو دور کسی واسطہ بھی نہیں اس لئے کہ اہل حق کے نزدیک شفاعت کا مطلب یہ ہے کہ کسی بڑے کے حضور میں کسی چھوٹے کا سفارش کرنا۔

تائید از لغت

لغات القرآن کی مشہور کتاب المفردات للراغب میں ہے

الشفاعة الانضمام الی اخرنا صراله و سائلا عنه واکثر ما یتعمل فی انضمام من هو اعلیٰ حرمة ومرتبة لمن هو ادنیٰ

شفاعت کا معنی ہے ایک کو دوسرے سے ملانا اس کا مددگار اور اس کی طرف سے سائل ہو کر اور اس کا اکثر استعمال اعلیٰ مرتبہ وعزت والے کے ساتھ ادنیٰ کو ملانے کے لئے آتا ہے۔

فتح الباری شرح البخاری کا حوالہ

حضرت علامہ ابن حجر شارحِ بخاری رحمہما اللہ تعالیٰ اپنی شرح مذکور کے صفحہ ۱۹۴ پارہ ۳ میں لکھتے ہیں

هی انضمام الادنیٰ الی الا علی یستعین به علی ما یرومه

بڑے کو ادنیٰ سے ملانا تا کہ اس کی وجہ سے اپنے مقصد کے لئے مدد حاصل کرے۔

اہل سنت کا عقیدہ

اہل سنت کا عقیدہ شفاعت کے بارے میں مشہور ہے کہ شفاعت اس کا نام ہے کہ کسی صاحب مرتبہ علیا کی جانب میں کوئی قربِ خاص رکھنے والا بلحاظ اپنی نیازمندی کے اپنے زیر دستوں کے حق میں لب کشائی کرے مگر وہابیوں کے امام اسماعیل دہلوی نے ایسا معنیٰ گھڑ مارا کہ ابلیس بھی حیران ہو گیا اور اب وہابیان ہند و پاک اسی کی تقلید میں وہی کہے جا رہے

ہیں جو اسماعیل دہلوی چند سالوں پہلے کہہ گیا۔

اھل سنت کے دلائل

فقیر اُویسی غفرلہ اسی شرح حدائق جلد اول، دوم میں بہت تفصیل سے لکھ چکا ہے یہاں شفاعت بالوجاہت کے متعلق چند روایات تبرکاً حاضر ہیں۔

احادیث مبارکہ

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

تصف اھل النار فیمر بھم الرجل من اھل الجنة فیقول الرجل منھم یا فلان اما تعرفنی انا الذی سقیتک شربة وقال بعضھم انا الذی وھبت لک وضوء فیشفع لہ فید خلہ الجنة رواہ ابن ماجہ

(مشکوٰۃ باب الحوض والشفاعۃ صفحہ ۴۹۴)

دوزخی صف بستہ کھڑے کئے جائیں گے پھر ان پر ایک بہشتی گزرے گا اس سے ایک دوزخی کہے گا کیا آپ مجھے نہیں پہچانتے میں وہ ہوں جس نے ایک مرتبہ آپ کو پانی پلایا تھا اور کوئی دوزخی کہے گا میں وہ ہوں جس نے آپ کو پانی دیا تھا وہ جنتی اس کی شفاعت کر کے اس کو جنت میں داخل کرے گا۔

فائدہ

اس کی شرح میں شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ

ازینجا معلوم می شود کہ فاسقان و گنہگاران اگر خدمتے و امدادے باھل طاعت وتقویٰ در دنیا کردہ باشند در آخرت نتیجہ آں بیابند و بامداد شفاعت الشان دربھشت آیند (اشعۃ اللمعات جلد۴)

اس سے معلوم ہوا کہ فاسقوں اور گنہگاروں نے اگر کسی اہل اللہ کی دنیا میں خدمت و امداد کی ہوگی تو آخرت میں اس کا ثمر پائے گا کہ وہ اہل اللہ کی شفاعت سے بہشت میں داخل ہوگا۔

انتباہ

اہل اطاعت وتقویٰ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذووجاہت ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے طفیل گنہگاروں کو دوزخ سے نکال کر بہشت میں داخل فرمائے گا اور وہ ذات جس کے صدقے اہل اطاعت وتقویٰ کو یہ وقار اور آبرو نصیب ہوئی اس کی شفاعت بالوجاہت کا کیا کہنا۔

ولکن الوهابیة قوم لا یعقلون

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

اول من الشفع من اهل بیتی ثم الاقرب فالاقرب. الحدیث

(رواہ الطبرانی والدارقطنی،الصواعق المحرقہ صفحہ ۹۵)

سب سے پہلے میں اپنی امت میں اپنے اہل بیت کی شفاعت کروں گا پھر درجہ بدرجہ اقارب

ازالہ وہم

وہابی دیوبندی گلا پھاڑ پھاڑ کر روایت ذیل پڑھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

یا فاطمه انقدی لنفسک من النار سلینی ماشئت من مالی فانی لا اغنی من الله شیئا (مشکوٰۃ)

اے فاطمہ بچا تو اپنی جان کو آگ سے مانگ لے مجھ سے جتنا چاہے میرا مال نہ کام آؤں گا میں تیرے اللہ کے ہاں۔(تقویۃ الایمان)

نتیجہ از صاحب تقویۃ الایمان

وہاں میں کسی کی حمایت نہیں کرسکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا اور قرابت کسی بزرگ کی اللہ کے ہاں کچھ کام نہ آئے گی۔(تقویۃ الایمان صفحہ ۴۳)

تردید از صدر الافاضل قدس سرہ العزیز

انکارِ شفاعت میں اس حدیث کو پیش کرنا اور نتیجہ یہ نکالنا فریب کاری ہے۔حدیث میں کوئی لفظ بھی نہیں جس سے شفاعت کی نفی ہوتی ہو اور ترجمہ بھی غلط کیا گیا ہے جو احادیث صحیحہ کے خلاف ہے۔

کیا قیامت میں حضور اکرم ﷺ نے اپنے قرابت والوں کی شفاعت کا اعلان نہیں فرمایا جیسے اوپر حدیث گزری ہے۔

بخاری شریف صفحہ ۲۶۹ میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ ہر ایماندار کو جہنم سے نکال کر بہشت میں داخل فرمائیں گے کوئی ایماندار بھی دوزخ میں نہ رہے گا۔

فائدہ

اس سے سوچئے کہ ایماندار کی تو حضور اکرم ﷺ شفاعت فرمائیں اور اہل بیت کی شفاعت سے انکار کیوں؟ اس

سے اہل بیت کا بغض تو ظاہر نہیں ہو رہا ہے۔ مزید تحقیق اور جوابات حدیث ہذا ''اطیب البیان'' میں پڑھیئے۔

وجاہت کی شفاعت

درجنوں روایات شفاعت بالوجاہت کی باب الشفاعۃ میں ملیں گی یہاں فقیر صرف ایک روایت پر اکتفا کرتا ہے جس میں حضور اکرم ﷺ اپنی وجاہت بالوجاہت پر فخر فرمایا ہے۔ ایک طویل حدیث میں صحابہ کرام کا مذاکرہ ہے کسی نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے کلمہ اور اس کی روح ہیں ایک نے کہا کہ آدم اللہ تعالیٰ کے صفی اور برگزیدہ ہیں تب حضور اکرم ﷺ ان کے سامنے آئے اور سلام کیا اور فرمایا میں نے تمہاری باتیں اور کفات تعجب سنے بیشک اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو خلیل بنادیا وہ اسی کے لائق تھے اور موسیٰ کو نجی اللہ کیا وہ اسی کے لائق تھے اور عیسیٰ کو روح اللہ بنایا وہ اسی کے لائق تھے اور آدم کو اپنا برگزیدہ بنایا وہ اسی کے لائق تھے۔ خبردار میں حبیب اللہ ہوں یہ فخر سے نہیں کہتا اور میں ہی بروزِ قیامت حامل لواء الحمد ہوں میں فخر سے نہیں کہتا۔

میں پہلا شفاعت کرنے والا اور قبولِ شفاعت ہوں اس میں فخر نہیں اور سب سے پہلے میں جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ میرے لئے کھولے گا پھر مجھے داخل کرے گا درانحالیکہ میرے ساتھ فقراء مومنین ہوں گے یہ فخر نہیں میں اکرم الاولین والآخرین ہوں یہ فخر نہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ سے فرمایا میں نے آپ کو خلیل بنایا پس آپ کا اسم مبارک توریت میں حبیب الرحمٰن مکتوب ہے۔

نکتہ

مفسرین نے تصریح کی ہے کہ وجاہت دنیا میں نبوت اور آخرت میں شفاعت مراد ہے چنانچہ بیضاوی ومدارک ودیگر متعدد تفاسیر میں ہے ''الوجاھت فی الدنیا النبوۃ وفی الآخرۃ الشفاعۃ'' حوالہ سے اندازہ لگایئے کہ بدقسمت نہ صرف یہ شفاعت وجاہت کا انکار کررہا ہے بلکہ درحقیقت نبوت کا بھی منکر ہے۔

حق تمہیں فرما چکا اپنا حبیب
اب شفاعت بالمحبت کیجئے

شرح

اللہ تعالیٰ نے آپ کو محبوبی مرتبہ بخشا ہے اور باربار فرمایا ہے کہ آپ اس کے محبوب کریم ہیں (ﷺ) اب محبوبی

شان سے ہم غریبوں کی شفاعت فرمائیے۔

اس شعر میں شفاعت بالحبۃ کا اثبات فرمایا پہلے مصرعہ میں دلیل قائم فرمائی اس لئے کہ اسماعیل دہلوی نے شفاعت بالحبۃ کو اصلی شرک بتلایا ہے۔

انا حبیب اللہ

یہ حدیث گذشتہ شعر کے علاوہ متعدد مقامات پر فقیر نے لکھی ہے اور اس میں کسی بھی مسلمان کو شک نہیں کہ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں بلکہ آپ کے صدقے آپ اک ہر غلام فرمانبردار حبیب اللہ ہے۔ قرآن مجید میں ہے

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ . (پارہ ۳، سورۂ آل عمران، آیت ۳۱)

اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔

اسی لئے جب یقیناً آپ حبیب اللہ ہیں اور آپ مقبول الشفاعۃ بھی ہیں اس سے لازماً ثابت ہوا کہ آپ کی شفاعت بالحبۃ حق ہے۔ باب الشفاعۃ میں درجنوں روایات ملیں گی۔ تبرکاً چند حاضر ہیں

احادیث مبارکہ

بخاری شریف و دیگر صحاح ستہ کی مشہور روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ شفاعت کا سجدہ کریں گے تو ارشادِ باری تعالیٰ ہوگا

یامحمد ارفع راسک وقل تطاع اے حبیب محمد ﷺ سر اُٹھاؤ اور جو کہنا ہے کہو کہ تمہاری اطاعت کی جائے گی

فائدہ

لفظ اطاعت پر غور ہو کہ یہ کمالِ محبوبیت کی وجہ سے قبولِ شفاعت نہیں تو اور کیا ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے شفاعت محبت پہ نازاں ہو کر فرمایا

اترونها للمومنين المتقين لا والكنها للمذنبين المبوثين الخطائين

(رواہ ابن ماجہ و احمد بسند صحیح و طبرانی بسند جید)

کیا میری شفاعت ستھرے مومنوں کے لئے خیال کرتے ہو بلکہ وہ گنہگاروں آلودہ روزگاروں کے لئے ہے۔

مسند ابوداؤد طیاسی میں امام جعفر صادق سے وہ امام باقر سے راوی وہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

سے

قال قال رسول اللہﷺ شفاعتی لا ھل الکبائر من امتی قال فقال لی جابر من لم یکن من اھل الکبائر فمالہ الشفاعة

رسول اللہﷺ نے فرمایا کہ میری شفاعت میری گنہگار اُمت کے کبیرہ کے ارتکاب والوں کے لئے پھر جابر نے مجھ سے فرمایا کہ اگر کبیرہ والا نہیں تو اسے شفاعت سے کیا تعلق ہے۔

شفاعت بالاذن

وہابی دیوبندی فرقہ سے عموماً سنا جائے گا کہ ہم شفاعت کے قائل ہیں لیکن جس کے لئے اللہ تعالیٰ اذن دے گا یہ بھی ان کا دھوکہ ہے تاکہ عوام یہ نہ سمجھیں کہ شفاعت کے منکر ہیں جب کہ ان کا پیشوا اسماعیل دہلوی نے شفاعت بالاذن کی غلط تعبیر کر کے آخر میں شفاعت بالاذن کا بھی انکار کر دیا وہ تقویۃ الایمان صفحہ ۳۶، ۳۷ میں لکھتا ہے

تیسری صورت یہ ہے کہ چور پر چوری ثابت ہوگئی مگر وہ ہمیشہ کا چور نہیں ہے اور چوری کو اس نے کچھ پیشہ نہیں ٹھہرایا مگر نفس کی شامت سے قصور ہو گیا سو اس پر وہ شرمندہ ہے اور رات دن ڈرتا ہے اور بادشاہ کے سامنے سر آنکھوں پر رکھ کر اپنے تئیں تقصیروار سمجھتا ہے اور لائق سزا کے جانتا ہے اور بادشاہ سے بھاگ کر کسی امیر و وزیر کی پناہ نہیں ڈھونڈتا اور اس کے مقابلہ میں کسی کی حمایت نہیں جتلاتا اور رات دن اسی کا منہ دیکھ رہا ہے کہ دیکھئے میرے حق میں کیا حکم فرمائے سو اس کا حال دیکھ کر بادشاہ کے دل میں اس پر ترس آتا ہے مگر آئین بادشاہت کا خیال کر کے بے سبب درگذر نہیں کرتا سو کوئی امیر و وزیر اس کی مرضی پا کر اس تقصیروار کی سفارش کرتا ہے اور بادشاہ اس امیر کی عزت بڑھانے کو ظاہر میں اس کی سفارش کا نام کر کے اس چور کی تقصیر معاف کر دیتا ہے سو اس امیر نے اس کی سفارش اس لئے نہیں کی کہ اس کا قرابتی ہے یا آشنا یا اس کی حمایت اس نے اُٹھائی بلکہ بادشاہ کی مرضی سمجھ کر کیونکہ وہ تو بادشاہ کا امیر ہے نہ کہ چوروں کا تھانگی جو چوروں کا حمایتی بن کر اس کی سفارش کرتا ہے تو آپ بھی چور ہو جاتا ہے اس کو شفاعت بالاذن کہتے ہیں۔

انتباہ

ناظرین غور فرمائیں کہ شفاعت بالوجاہت و بالمحبۃ کا صراحۃً انکار اور شفاعت بالاذن کو تسلیم کر کے اس کی تعبیر ایسے غلط طریقے کی کہ نہ ماننے سے بھی بدتر حضرت صدرالافاضل مولانا نعیم الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کے رد میں لکھتے ہیں کہ تقویۃ الایمان میں کس دھڑلے سے قرآن واحادیث کی مخالفت کی گئی۔ قرآن پاک میں محبوبانِ حق کی شفاعت کا

اثبات ہےاور کفار کوشفاعت سے مایوس کیا گیا ہے کیونکہ شفاعت مقربین کی ہوسکتی ہے نہ کہ مغضوبین کی یہی آیتیں جو بتوں اور کافروں کے حق میں نازل ہیں وہابیہ انہیں سے مسلمانوں کودھوکہ دیتے اوران آیات کے معانی میں تحریف کرتے ہیں اوراللہ تعالیٰ نے جوحکم کافروں اوربتوں اپنے دشمنوں پرصادرفرمایا ہےوہ اس کےمحبوب اورمقربوں پرلگاتے ہیں ''قاتلھم اللہ تعالیٰ'' باوجودیکہ قرآنِ حکیم میں جابجابتوں اور کافروں کی شفاعت کے انکار کے ساتھ ساتھ مومنین و محبین کی شفاعت کااثبات کیا گیا ہےاورمقبولانِ بارگاہ کااستثناءفرمایا گیا ہےمثال کےطور پرچندآیتیں ملاحظہ کیجئے۔

آیت ۱

مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ ا (پارہ۳،سورۂ بقرہ،آیت ۲۵۵)

وہ کون ہے جواس کے یہاں سفارش کرے بےاس کےحکم کے

والمعنى لا يشفع عنده أحد إلاّ بأمره وإرادته ، وذاك لأن المشركين زعموا أن الأصنام تشفع لهم فأخبر أنه لا شفاعة لأحد عنده إلاّ ما استثناه بقوله إلاّ بإذنه يريد بذلك شفاعة النبى صلى الله عليه وسلم وشفاعة بعض الأنبياء والملائكة وشفاعة المؤمنين بعضهم لبعض

یعنی معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کےحضورکوئی شفاعت نہ کرے گامگراس کےامروارادہ سے یہ اس لئے فرمایا کہ مشرکین کا گمان تھا کہ بت ان کی شفاعت کریں گےاس کا ردفرمایا اورخبردی کہ اللہ کےحضورمیں کوئی شفاعت نہیں سوائے اس نے ''اِلَّا بِاِذْنِہٖ'' کے ساتھ مستثنٰی فرمایا اوراس سے نبی کریمﷺ کی شفاعت اوربعض انبیاءوملائکہ کی شفاعت اوربعض مومنین کی شفاعت مراد ہے۔

فائدہ

اس آیت میں بتوں کافروں کی شفاعت کی نفی ہےمگرمقربانِ بارگاہ کااستثناءفرماکران کی شفاعت ثابت کردی۔

آیت ۲

مَا مِنْ شَفِیْعٍ اِلَّا مِنْ بَعْدِ اِذْنِہٖ ا (پارہ۱۱،سورۂ یونس،آیت۳)

کوئی سفارشی نہیں مگراس کی اجازت کے بعد

آیت ۳

لَا یَمْلِکُوْنَ الشَّفَاعَۃَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَھْدًاo (پارہ۱۶،سورۂ مریم،آیت ۸۷)

لوگ شفاعت کے مالک نہیں مگر وہی جنہوں نے رحمٰن کے پاس قرار کر رکھا ہے۔

آیت ٤

يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَ رَضِيَ لَه قَوْلًا○ (پارہ ١٦، سورۂ طٰہٰ، آیت ١٠٩)

اس دن کسی کی شفاعت کام نہ دے گی مگر اس کی جسے رحمٰن نے اذن دے دیا ہے اور اس کی بات پسند فرمائی۔

آیت ٥

وَ لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَه ا حَتّٰى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَا ذَا اا قَالَ رَبُّكُمْ ا قَالُوا الْحَقَّ ا وَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ○ (پارہ ٢٢، سورۂ سبا، آیت ٢٣)

اور اس کے پاس شفاعت کام نہیں دیتی مگر جس کے لئے وہ اذن فرمائے یہاں تک کہ جب اذن دے کر ان کے دل کی گھبراہٹ دور فرمادی جاتی ہے ایک دوسرے سے۔ کہتے ہیں تمہارے رب نے کیا ہی بات فرمائی وہ کہتے ہیں جو فرمایا حق فرمایا اور وہی ہے بلند بڑائی والا۔

آیت ٦

وَ لَا يَمْلِكُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ○

(پارہ ٢٥، سورۂ الزخرف، آیت ٨٦)

اور جن کو یہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں شفاعت کا اختیار نہیں رکھتے ہاں شفاعت کا اختیار انہیں ہے جو حق کی گواہی دیں اور علم رکھیں۔

فائدہ

ان آیتوں میں بتوں اور کافروں کی شفاعت کی نفی ہے اور مشرکین کے زعم باطل کا ابطال ساتھ ہی مقبول مماذون بندوں کا استثناء اور ان کی شفاعت کا اثبات ہے۔ باوجود اس کے اولیاء انبیاء کی شفاعت کا منکر ہو جانا اور یہ کہہ دینا کہ کوئی کسی کا وکیل وسفارشی نہیں جو انبیاء واولیاء کے لئے یہ اعتقاد رکھے وہ مشرک بے دینی فریب دہی اور قرآنِ پاک کے مخالف ہے۔

اب شفاعت بالاذن کا صحیح مفہوم قرآن واحادیث اور اقوال وسلف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ سے پڑھیئے۔

آیت ١

عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا (پارہ ۱۵،سورۂ بنی اسرائیل،آیت ۷۹)

قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔

تفسیر خازن جلد ۳ صفحہ ۱۹۲ میں مقامِ محمود کی تفسیر میں فرمایا

والمقام المحمود هو مقام الشفاعة لانه يحمده فيه الاولون والا خرون. (المدارک وغیرہ)

مقامِ محمود مقامِ شفاعت ہے کیونکہ وہاں اگلے پچھلے سب آپ کی حمد کریں گے اور آپ کے ثناگر ہوں گے۔

آیت ۲

وَ لَسَوۡفَ یُعۡطِیۡکَ رَبُّکَ فَتَرۡضٰی (پارہ ۳۰،سورۂ الضحیٰ،آیت ۵)

اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

فائدہ

تفسیر مدارک جلد ۴ صفحہ ۴۲۶ میں ہے

وَ لَسَوۡفَ یُعۡطِیۡکَ رَبُّکَ فی الاخرة من الثواب ومقام الشفاعة وغير ذلک فَتَرۡضٰی ولما نزلت قال ﷺ اذا لا ارضىٰ قط وواحد من امتی فی النار

یقیناً آپ کو آپ کا رب آخرت میں ثواب اور مقامِ شفاعت اور اس کے سوا دیگر نعمتیں اس کثرت سے عنایت فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے جب یہ آیت نازل ہوئی حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اب تو میں ہرگز راضی نہ ہوں گا جب تک میرا ایک امتی بھی دوزخ میں رہے۔

تفسیر خازن جلد ۴ صفحہ ۴۲۶ میں فرمایا

قال ابن عباس هی الشفاعة فی امته حتی یرضیٰ

ابن عباس اس عطا سے امت کے حق میں شفاعت مراد ہے۔

نیز اسی میں ہے

واعطاه فی الاخرة الشفاعة العامة والخاصة والمقام المحمود وغير ذلک مما اعطاه فی الدنیا والاخرة

اور اللہ نے آپ کو آخرت میں شفاعت عامہ وخاصہ اور مقامِ محمود اور اس کے سوا بے شمار دنیوی واخروی نعمتیں عطا فرمائی

ہوئی ہیں۔

فائدہ

کیا شانِ محبوبیت ہے۔قرآن پاک میں کس شکوہ کے ساتھ حضور کی شفاعت کا اثبات فرمایا ہے کریم بندہ نواز نے اپنے حبیب سے کیسے کیسے وعدے فرمائے ہیں اپنی شانِ کرم سے انہیں راضی کرنے کا ذمہ لیا ہے تو ہم اپنا ایک امتی بھی دوزخ میں نہ چھوڑیں گے ۔وہابی اپنا سر پھوڑیں منہ پر خاک ڈالیں کہ جس حبیب کی شفاعت سے چڑتے ہیں قرآن پاک میں بکثرت آیات میں ان کی شفاعت کا اثبات فرماتا ہے اور پروردگارِ عالم اپنے کرم سے انہیں راضی کرنے کا وعدہ دیتا ہے۔

فائدہ

قرآنِ کریم کے مقابلہ میں یہ کہنا جھوٹ ہے کہ انبیاء کے پکارنے سے کچھ نہیں ہوتا، کوئی کسی کی حمایت نہیں کرسکتا، میں آپ بھی ڈرتا ہوں اللہ سے ڈرے اپنا بچاؤ نہیں جانتا سو دوسرے کو کیا بچا سکوں گا اور پھر یہ افتراء کہ آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا نہ کام آؤں گا میں تیرے اللہ کے ہاں کچھ اور یہ کہ اللہ کے ہاں کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے اور ایسے ہی اس کے دیگر وہ اقوال جو اس نے شفاعت کے انکار میں لکھے ہیں۔

احادیث شفاعت

حضور اکرم ﷺ کی شان تو بلند ہے آپ کے غلاموں کا حال ملاحظہ ہو۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

يشفع يوم القيمة ثلثة الانبياء ثم العلماء ثم الشهداء . (ابن ماجہ صفحہ ۳۳۰)

قیامت میں تین گروہ شفاعت کریں گے۔انبیاء، علماء، شہداء۔

یعنی حضور نے فرمایا میری امت کے ایک مرد کی شفاعت سے قبیلہ بنی تمیم سے (جو بہت بڑا قبیلہ ہے) زیادہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔

فائدہ

ملا علی قاری نے فرمایا اس سے مراد سیدنا اُویس قرنی ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حتى إذا خلص المؤمنون من النار فوالذى نفسى بيده ما من أحد منكم بأشد مناشدةً لله فى استقصاء الحق من المؤمنين لله يوم القيامة لإخوانهم الذين فى النار يقولون ربنا كانوا يصومون

معنا ويصلون ويحجون فيقال لهم أخرجوا من عرفتم فتحرم صورهم على النار فيخرجون خلقاً كثيراً ثم يقولون ربنا لم نذرفيها خيرا. (مسلم شریف جلد اصفحہ ۱۰۲)

جب مومن آتش دوزخ سے خلاصی پائیں گے تو اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے تم میں سے کوئی اپنا حق پانے کے لئے اپنے خصم سے ایسی سخت طلب و مخاصمت کرنے والا نہیں ہے جیسا کہ مومن اپنے بھائیوں کی رہائی کے لئے جو آتشِ دوزخ میں ہیں اللہ تعالیٰ کے حضور شفاعت وسوال میں مبالغہ کریں گے عرض کریں گے اے رب وہ ہمارے ساتھ نماز پڑھتے تھے، روزے رکھتے تھے، حج کرتے تھے فرمایا جائے گا جنہیں پہچانو نکال لو۔ پھر ان (دوزخ والوں) کی صورتیں آگ پر حرام کردی جائیں گی (تا کہ شفاعت کرنے والے مومن ان کو پہچان لیں) پھر خلق کثیر کو وہ دوزخ سے نکالیں گے پھر عرض کریں گے یارب ہم نے ادنیٰ نیکی والا بھی دوزخ میں نہیں چھوڑا۔

فائدہ

غلامانِ مصطفیٰ کی اس شانِ شفاعت کو دیکھئے کہ جس طرح قرض خواہ قرض دار پر سخت تقاضا کرتا ہے اس شدتِ مطالبہ کے ساتھ وہ بارگاہ الٰہی میں اپنے بھائیوں کی رہائی طلب کریں گے۔ اس حدیث کی شرح میں حضرت شیخ عبدالحق دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

یعنی شماد رحقے که ثابت وظاهر باشد برخصم چگونه مطالبت ومواخذت بجدد مبالغه می کنید مومنان در شفاعت کردن برادران خود کو درآتش دوزخ ماند وانلو بیرون آوردن ایشان ازاں جدد مبالغت در مسئلت از جناب حق تعالیٰ بیشتر می نمایند۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۴۱۶)

یعنی تمہارا حق جب کسی پر ثابت ہوتا ہے تو پھر تم کس طرح اس کے حصول میں جدوجہد اور مبالغہ کرتے ہو ایسے ہی اہلِ ایمان اپنے مومن مجرم بھائیوں کی شفاعت کے لئے جو کہ دوزخ میں ہوں گے باہر لانے میں جدوجہد اور مبالغہ کریں گے کہ اللہ تعالیٰ سے سوال اور عجز و نیاز کرکے خاصانِ حق کی شفاعت حق ہے اس پر اجماع ہے اور بکثرت آیاتِ قرآنی اس کی شاہد ہیں۔ احادیث اس باب میں درجۂ شہرت بلکہ تواتر معنوی تک پہنچی ہیں کتب دینیہ اس سے مالا مال ہیں۔

اقوالِ علماء

فقہ اکبر میں حضرت امام الائمہ سراج الامہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

شفاعة الانبياء عليهم السلام حق وشفاعة نبينا ﷺ للمومنين المذنبين ولاهل الكبائر منهم

المستوجبين للعقاب حق ثابتة

یعنی انبیاء علیہم السلام اور بالخصوص ہمارے حضور اکرم ﷺ کی شفاعت مسلمان گنہگاروں اور مستحق عذاب کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے حق وثابت ہے۔

علامہ علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ الباری اس کی شرح میں صفحہ ۱۱۲ پر فرماتے ہیں

فقد ورد شفاعتی لاھل الکبائر من امتی رواہ احمد وابوداؤد والترمذی وابن حبان والحاکم عن انس والترمذی وابن ماجۃ والحاکم عن جابر والطبرانی عن ابن عباس والخطیب عن ابن عمر وعن کعب بن عجرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھم وھو حدیث مشھور فی المعنی بل الاحادیث فی باب الشفاعۃ متواترۃ المعنی ومن الادلۃ علیٰ تحقیق الشفاعۃ قولہ تعالیٰ واستغفر لذنبک وللمومنین والمومنات ومنہ قولہ سبحانہ وتعالیٰ فما تنفعھم شفاعۃ الشافعین ان مفھومہ انھا تنفع المومنین وکذا شفاعۃ الشافعین الملائکۃ لقولہ تعالیٰ یوم یقوم الروح الملائکۃ صفا لا یتکلمون الا من اذن لہ الرحمن وقال صوابا وکذا شفاعۃ العلماء والاولیاء والفقراء واطفال المومنین والصابرین علی البلاء

حدیث شریف میں وارد ہوا حضور نے فرمایا میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے ہے اس حدیث کو امام احمد وابوداؤد، ترمذی وابن حبان وحاکم نے حضرت انس سے اور ترمذی وابن ماجہ وابن حبان وحاکم نے جابر سے اور طبرانی نے حضرت ابن عباس سے اور خطیب نے حضرت ابن عمر وکعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا تو یہ حدیث مشہور المعنی بلکہ باب شفاعت میں احادیث المتواتر المعنی ہیں اور ثبوتِ شفاعت کے دلائل میں سے آیۃ ''واستغفر لذنبک'' اور ''فما تنفعھم'' الآیہ ہیں کیونکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ شفاعت مومنین کی نفع دے گی ایسے ہی ملائکہ کی شفاعت کہ آیۃ ''یوم یقوم الروح'' سے ثابت ہے اسی طرح علماء واولیاء، شہداء وفقراء اور بلاء پر صبر کرنے والے مومنین کی بچوں کی شفاعت ثابت ہے۔

وقال الامام الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ فی کتابہ الوصیۃ وشفاعۃ محمد ﷺ حق لکل من ھو من اھل الجنۃ وان کان صاحب کبیرۃ انتھی ان الشفاعۃ لیست مختصۃ باھل الکبائر من ھذہ الامۃ فانہ علیہ السلام بالنسبۃ الی جمیع الامم کاشف الغمۃ ونبی الرحمۃ وقد ثبت ان لہ علیہ الصلوٰۃ

والسلام انواعا من الشفاعة ليس هذا مقام بسطها وفی العقائد النسفية والشفاعة ثابتة للرسول ﷺ والاخيار فی حق اهل الكبائر بالمستفيض من الاخيار وفی المسئلة خلاف المعتزلة الا فی شرع الشفاعة لرفع الدرجة

امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب الوصیۃ میں فرمایا کہ حضرت سرورِ کائنات ﷺ کی شفاعت ہر اس شخص کے لئے حق وثابت ہے جو اہلِ جنت میں سے ہو اگر چہ صاحب کبیرہ ہو۔اس سے ظاہر ہے کہ یہ شفاعت اسی امت کے اہل کبائر کے ساتھ خاص نہیں کیونکہ حضرت تمام امتوں کے لئے دشواریوں کے حل فرمانے والے اور نبی رحمت ہیں اور یہ ثابت ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی شفاعت کئی قسم کی ہے۔ یہ مقام اس کی تفصیل کا نہیں اور عقائد نسفیہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لئے اور نیک لوگوں کے لئے اہل کبائر کے حق میں شفاعت کرنا مشہور احادیث سے ثابت ہے اور اس مسئلہ میں معتزلہ کا خلاف سوائے شفاعت کے جو رفع درجہ کے لئے ہو۔

علامہ علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ضوء المعانی شرح قصیدۂ بداء الامالی صفحہ ۸۴ میں لکھتے ہیں

والمعنى شفاعة اهل الخير من الانبياء والاولياء لاهل الذنوب الكبائر فضلا عن الذنوب الحقائر مرجوما مول

معنی یہ ہے کہ نیک لوگ انبیاء واولیاء کی شفاعت اہل کبائر چہ جائیکہ حقائر ہوں امید کی جاتی ہے کہ قبول ہوگی اور مراد پوری ہوگی۔

اسی میں ہے

وفی سنن ابن ماجه عثمان بن عفان مرفوعاً انه قال يشفع يوم القيمة ثلاثة الانبياء ثم العلماء ثم الشهداء واعلم ان قوله مرجو توهم ان الشفاعة ظنية وليس كذلک بل هی قطعية لورود احاديث مشتهرة كادت ان تكون متواترة

سنن ابن ماجہ میں حضرت عثمان بن عفان سے مرفوعاً مروی ہے کہ قیامت میں انبیاء واولیاء وشہداء شفاعت کریں گے۔ مصنف کے قول مرجو ماموں سے یہ سمجھیں کہ شفاعت ظنی ہے بلکہ قطعی ہے۔اس لئے یہ احادیث مشہورہ سے ثابت ہے اور وہ احادیث متواترہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔

فائدہ

عقائد کی ان کتابوں سے معلوم ہوا کہ انبیاء واولیاء وعلماء شہداء کی شفاعت حق ہے اور ایماندار اس سے نفع پائیں گے خواہ وہ گناہگار ہوں یا اُن سے کبائر سرزد ہوئے ہوں اور حضور اکرم ﷺ کے لئے بہت اقسام کی شفاعتیں ثابت ہیں اور تمام امتیں حضور کی شفاعت سے فائدہ اُٹھائیں گی اور مسئلہ شفاعت قطعی ہے بکثرت آیات اور بے شمار حدیثیں اس میں وارد ہیں تمام آئمہ حدیث نے اس مضمون کی حدیثیں روایت کی ہیں۔ معتزلہ جو ایک گمراہ فرقہ تھا وہ شفاعت کا منکر تھا مگر اتنا وہ بھی مانتا تھا کہ رفع درجات کے لئے شفاعت ہوگی وہابیہ نے انکارِ شفاعت میں شاگردی تو اس کی مگر اُستاد سے بڑھ گئے کہ شفاعت کو سرے سے جھٹلا دیا اسی پر صبر نہ کیا بلکہ اس عقیدہ کو شرک ٹھہرا دیا۔

علامہ علی قاری شرح قاضی عیاض جلد اول صفحہ ۴۶۰ میں فرماتے ہیں

الشفاعة ثابتة علیٰ ماا جمع علیه اهل السنة لقوله یَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَ رَضِیَ لَه قَوْلًا ولا عبرة بمنع الخوارج وبعض المعتزله مستدلین بقوله تعالیٰ فما تنفعهم شفاعة الشافعین فانه مخصوص بالکافرین واما تخصیصهم احادیث الشفاعة بزیادة الدرجات فی الجنةفباطل لتصریح الادلة باخراج من دخل النار من المومنین منها

شفاعت باجماع اہل سنت ثابت ہے قرآن پاک میں فرمایا کہ شفاعت روزِ قیامت میں نفع نہ دے گی مگر جس کے لئے رحمٰن نے اذن فرمایا اور اس کی بات سے راضی ہوا اور خوارج ومعتزلہ کے انکار کا کوئی اعتبار نہیں اور ان کا استدلال آیۃ ”فما تنفعهم شفاعة الشافعین“ سے درست نہیں کیونکہ یہ آیت کفار کے ساتھ مخصوص ہے اور اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ کفار کو شفاعت کرنے والوں کی شفاعت سے نفع نہ ہوگا اور معتزلہ کا احادیث شفاعت کو شفاعت رفع درجات اہل جنت کے ساتھ خاص کرنا باطل ہے کیونکہ یہ دلائل صراحۃ سے ثابت ہے کہ مومنین کو جہنم سے بھی نکالیں گے۔

ازالۂ وھم

حدیث میں تین گروہوں انبیاء واولیاء وشہداء کا ذکر ہے یہ صرف ان پر منحصر نہیں بلکہ دیگر شفاعت کنندگان کی شفاعت بھی حق ہے۔ چنانچہ شیخ عبدالحق دہلوی علیہ الرحمۃ نے اشعۃ اللمعات جلد۴ صفحہ ۴۳۲ میں فرمایا کہ ان تین گروہوں کی تخصیص ان کے زیادت فضل وکرامت کی وجہ سے ہے ورنہ مسلمانوں میں سے تمام اہل خیر کے لئے شفاعت ثابت ہے اور اس بات میں احادیث مشہور وارد ہیں۔ آخر میں فرمایا ”و انکارِ شفاعت بدعت ضلالت است چنانچه خوارج وبعض معتزله بداں رفته اند“ یعنی انکارِ شفاعت بدعت ضلالہ (سیئہ) ہے جیسا کہ خوارج وبعض معتزلہ کا

مذہب ہے۔

انتباہ

اس سے ظاہر ہوا کہ انکارِ شفاعت خوارج ومعتزلہ کا مذہب ہے اور وہ اسی انکارِ شفاعت سے گمراہ ہوئے اور ہمارے دور کے وہابی بعض دیوبندی بھی انہی کی پیروی میں انہی کی طرح گمراہ اور بدعتی ہیں جیسے اوپر مذکور ہوا لیکن افسوس ہے کہ اپنی گمراہی کو چھپانے کے لئے الٹا اہل سنت کو گمراہ اور بدعتی کہتے ہیں یہی طریقہ خوارج ومعتزلہ کا تھا کہ وہ بھی اہل سنت کو بدعتی کہتے تھے ان کی عادت تھی کہ یہ آیات نفی شفاعت کفار کے ساتھ مخصوص والی پیش کرتے اور وہ آیات بھی پیش کرتے جو بتوں کے متعلق ہیں وہ ایسی آیات کا انبیاء واولیاء کو مصداق ٹھہراتے۔ ہمارے دور کے وہابی دیوبندی بھی انہی آیات کو معاذ اللہ حضور اکرم ﷺ اور اولیاء اللہ پر چسپاں کرتے ہیں یہ آیات واحادیث کی کھلی تحریف ہے کہ بتوں کی نازل شدہ آیات کو مقربانِ الٰہی پر چسپاں کی جائیں۔

اذن کب کا مل چکا اب تو حضور
ہم غریبوں کی شفاعت کیجئے

حل لغات

اذن (بکسرالاول) حکم، اجازت

شرح

اللہ تعالٰی کی طرف سے آپ کو شفاعت کی اجازت عطا ہو چکی ہے فلہٰذا ہم غریبوں، مسکینوں کی شفاعت فرمائیے۔

اس شعر میں عقیدہ کا اظہار اور منکرین شفاعت کا رد ہے۔ عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالٰی نے حضور اکرم ﷺ اور جملہ انبیاء واولیاء کو شفاعت کا اذن دنیا میں ہی عطا فرمایا ہے اور مخالفین کہتے ہیں قیامت میں جسے چاہے گا اذن بخشے گا اور ان کے اذن کی تعبیر بھی غلط ہے جس کی تفصیل گذشتہ اوراق میں گذر چکی ہے۔

دلائل اذن

اس کے دلائل وہی ہیں جو ہم نے اثباتِ شفاعت میں لکھے ہیں مثلاً قرآن مجید میں ہے

وَ اسْتَغْفِرْ لِذَنْبِکَ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ (پارہ ۲۶، سورۂ محمد، آیت ۱۹)

اور اے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو۔

وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ.

(پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۶۴)

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائیں۔

ہاں اس کا انکار منافقین کو تھا اور اب ان منکرین کو نصیب ہوا اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ. (پارہ ۲۸، سورۃ المنافقون، آیت ۵)

اور جب ان سے کہا جائے کہ آؤ رسول اللہ تمہارے لئے معافی چاہیں تو اپنے سر گھماتے ہیں۔

بلکہ ایسے منکرین کی دعائے مغفرت یعنی شفاعت سے اللہ تعالیٰ نے روک دیا۔ اس آیت کے بعد والی آیت میں ہے

سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ا لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ(پارہ ۲۸، سورۃ المنافقون، آیت ۶)

ان پر ایک سا ہے تم ان کی معافی چاہو یا نہ چاہو اللہ انہیں ہرگز نہ بخشے گا۔

حضور اکرم ﷺ نے بھی ایسے بدبختوں کی شفاعت کا ابھی سے انکار فرما دیا چنانچہ فرمایا

شفاعته يوم القيمة حق من لم يومن لم يكن اهلها

قیامت میں میری شفاعت حق ہے جو اس پر ایمان نہ لائے وہ اس کا اہل نہ ہوگا یعنی اس کی شفاعت نہ ہوگی۔

بلکہ اللہ تعالیٰ نے ایسے بدقسمتوں کی قبروں پر جانے سے روک دیا ہے

وَ لَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّ لَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ا (پارہ ۱۰، سورۃ التوبہ، آیت ۸۴)

اور ان میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا۔

فائدہ

اس آیت کا نزول بھی عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین کے لئے ہوا۔

لطیفہ

دنیا میں ہی اللہ تعالیٰ نے یہ منظر دکھا دیا کہ شفاعت کے عقیدہ کو حق ماننے والوں کے مزارات پر خلقِ خدا کا ہجوم

وا ژدہام ہے کہ قرآنِ مجید پڑھا جا رہا ہے، دعائیں مانگی جا رہی ہیں، ذکر خدا ہو رہا ہے، رحمت کے پھول برس رہے ہیں اور منکرین کے بڑے سے بڑے لیڈر کی قبروں پر مکھیاں اُڑ رہی ہیں اور کھنڈرا اور ویرانے ہیں کہ وہاں کوئی بھولے سے چلا جائے اور خوف و دہشت کھا کر لوٹتا ہے۔

ملحدوں کا شک نکل جائے حضور
جانب مہ پھر اشارت کیجئے

شرح

بے دینوں، مردودوں کو آپ کے تصرفات و اختیارات پر شک ہے اب پھر چاند کو اشارہ فرمائیے تا کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو تو ان بے دینوں کا شک دل سے نکل جائے۔

شق القمر کے معجزہ کی طرف اشارہ ہے کہ اے حبیب خدا ﷺ ہمارا عقیدہ تو پختہ ہے ہمیں تسلیم ہے کہ آپ نے چاند دو ٹکڑے کر کے توڑا بھی پھر اسے جوڑا بھی لیکن آپ کے کمالات کے منکروں کو شک ہے اسی لئے التجا ہے کہ اب پھر چاند کو اشارہ فرمائیے وہ دو ٹکڑے ہو جائے تا کہ بے دین گروہ کا شک مٹ جائے۔ معجزۂ شق القمر کے منکرین کا صراحۃً رد ہے تو اس گروہ کا بھی رد ہو گیا جن کا عقیدہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کو اظہارِ معجزہ کا کوئی اختیار نہیں۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اشارۃً فرمایا کہ اب بھی آپ صاحب اختیار ہیں چاہیں تو چاند کو اشارہ کر کے دو ٹکڑے کر دکھلائیں۔

فائدہ

اس شعر میں وہ تمام معجزات کا بیان ہے جو حضور اکرم ﷺ نے چاند پر تصرفات فرمائے تفصیل دیکھئے فقیر کے رسالہ ''تحقیق معجزہ شق القمر''

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب
اُس بُرے مذہب پہ لعنت کیجئے

حل لغات

تعظیم، بزرگ ماننا، عزت کرنا، عزت و توقیر، یہاں دو پچھلے معانی مراد ہیں۔ مذہب، راستہ، دھرم، دین۔

شرح

جس مذہب میں حبیب کبریا ﷺ کی عزت و توقیر شرک سمجھا جائے اس بُرے مذہب پر ہزار لعنت بلکہ بے شمار

پھٹکار۔

شاید کسی کو علم نہ ہو کہ کوئی ایسا مذہب بھی ہے کہ جس میں تعظیم کو شرک ٹھہرایا جاتا ہو تو اسے معلوم ہو کہ تحریک وہابیت کی بنیاد ہی اسی قانون پر ہے وہابی مذہب کا مطالعہ کرنے والوں کو معلوم ہے کہ وہابیوں کے نزدیک تعظیم مصطفی ﷺ سے متعلق اکثر امور ان کے فتوائے شرک کی زد میں ہیں۔ وہابی مذہب کی ترجمانی کے فرائض مولوی اسماعیل دہلوی نے سرانجام دیئے اس کی تقویۃ الایمان و دیگر کتب وہابیہ نجدیہ کے حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

آں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حیات النبی نہیں ہیں بلکہ مر کر مٹی میں مل گئے۔ (تقویۃ الایمان)

ان السفر الیٰ قبر محمد و مشاھدہ و مساجدہ و اثارہ وقبر نبی او ولی وسائر الاوثان وغیرھا شرک اکبر. (کتاب التوحید صفحہ ۱۳۳، مؤلفہ محمد عبدالوہاب)

بے شک سفر کرنا آں حضور ﷺ کی قبر کی خاطر اور ان کے مشاہد اور مساجد و آثار کی طرف یا کسی اور نبی یا ولی کی قبر کی طرف یا باقی اوثان کی طرف یہ سب کام شرکِ اکبر ہیں۔

یعنی آں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضے کے لئے سفر کرنا بھی شرک ہے۔

آں حضور علیہ الصلوٰۃ کا مقبرہ سفر کر کے دیکھنا ایسا گناہ ہے جیسا بتوں کا دیکھنا ہے۔ (کتاب التوحید ۶۲ و ۱۱۱۴، تصنیف محمد بن عبدالوہاب)

آں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات کا نماز میں خیال آنا بیل اور گدھے سے بدتر ہے۔ (صراط مستقیم، دہلوی)

آں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا روضہ مبارک قابل گرا دینے کے ہے چنانچہ خانپوری غیر مقلد لکھتا ہے

لو اقدر علی حجرۃ الرسول لھدمتھا. (کتاب اوضح البراہین، تصنیف محمد بن عبدالوہاب، فتح المبین صفحہ ۲۰۸)

یعنی اگر طاقت پاؤں تو ضرور روضہ نبی کو گرا دوں گا۔

بلکہ گرانا واجب ہے۔ (عرف الجادی صفحہ ۶۰)

عصا ھذہ خیر من محمد لانھا ینتفع بھا فی قتل الحیۃ ونحوھا . (کتاب اوضح البراہین)

میری لاٹھی محمد ﷺ سے بہتر ہے کیونکہ اس سے سانپ کے مارنے میں نفع لیا جاتا ہے اور محمد (ﷺ) مر گئے باقی نہیں رہا نفع ان میں۔

انبیاء و اولیاء ناکارے ہیں۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۲۹)

سب انبیاء واولیاء اس کے رُوبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔(تقویۃ الایمان صفحہ ۵۵)

انبیاء واولیاء کچھ قدرت نہیں رکھتے اور نہ ہی وہ سنتے ہیں۔(تقویۃ الایمان صفحہ ۵۵)

نبی علیہ السلام کی نظیر اور نبی بھی پیدا ہونا ممکن ہے اور یا رسول اللہ کہنا شرک ہے۔(تقویۃ الایمان صفحہ ۳۱ وصفحہ ۳۲ وکتاب التوحید صفحہ ۱۲)

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کی کیا خصوصیت ہے ایسا علم غیب تو زید وبکر بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم سے بھی حاصل ہے اور نص سے ثابت نہیں۔(حفظ الایمان اشرف علی صفحہ ۷)

جو یہ عقیدہ رکھے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم ملک الموت اور شیطان سے زیادہ تھا اور نص سے ثابت ہے شرک ہے۔ملخصاً (براہین قاطعہ)

جو یوں کہے کہ یارسول اللہ ﷺ میں آپ سے شفاعت چاہتا ہوں وہ شخص مشرک ہوگیا اور ان کا خون مباح ہوگا ایسے لوگوں کو ہم کافر کہتے ہیں۔(تحفہ وہابیہ صفحہ ۶۸)

درود شریف میں ''سیدنا ومولانا الخ'' قطعاً ثابت نہیں۔(فتاویٰ ستاریہ جلد ۳ صفحہ ۳۹)

نبی علیہ السلام کی تعظیم بڑے بھائی کے برابر کرنی چاہیے۔(تقویۃ الایمان صفحہ ۶۰)

ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہیں۔(تقویۃ الایمان صفحہ ۱۱۴)

مجالسِ میلاد ایسی مجالس شریعت محمدیہ میں رسومِ شرکیہ وبدعیہ ہیں۔ایسی مجالس میں اشعار وغزلیات وغیرہ پڑھنا، سننا دونوں حرام ہیں۔(فتاویٰ ستاریہ جلد ۱ صفحہ ۶۶)

درود تاج ودرود لکھی خلافِ شرع ہیں اُن سے بچنا بہت ضروری ہے۔(فتاویٰ ستاریہ جلد ۳ صفحہ ۷)

قبہ رسول اللہ ﷺ جو بنایا گیا ہے وہ حقیقتاً بہت بڑی جہالت ہے۔(تطہیر الاعتقاد جلد ۲ صفحہ ۲۶)

قبور پر جو قبے بنائے گئے ہیں وہ بھی بطور ایک بت کے ہیں۔(تحفہ وہابیہ مولفہ اسماعیل غزنوی صفحہ ۵۹)

حضور علیہ السلام کے روضۂ مبارک کی نہیں بلکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ مسجد نبوی کی زیارت کی نیت کرے۔اس ضمن میں دوسرا کام بھی ہوجائے تو بالکل جائز ہے۔(فتاویٰ ثنائیہ جلد ۱ صفحہ ۷۸)

ظالمو محبوب کا حق تھا یہی
عشق کے بدلے عداوت کیجیے

حل لغات

عداوت، دشمنی، عناد، کینہ۔

شرح

اے بے دینو ظالمو محبوب نبی غمگسار و غمخوار ﷺ کا یہی حق تھا کہ ان سے بجائے محبت و عشق، عناد و کینہ اور دشمنی کر رہے ہو

شرم تم کو نہیں آتی

اس شعر میں گستاخانِ رسول (ﷺ) کو عاشقانہ نصیحت فرمائی ہے کہ ظالمو! قرآن و احادیث کے صریح ارشادات پڑھ سن چکے ہو کہ حضور اکرم ﷺ سے عشق و محبت کا نام ایمان ہے تم ایمان کے مدعی ہو تو کیا تمہارے ایمان کا تقاضا یہی ہے کہ محبوب سے محبت کے بجائے عداوت اور بغض و عناد کا ثبوت دے رہے ہیں کہ ان کی ہر تعظیم و تکریم کو شرک و بدعت کہہ کر ٹھکرا دیتے ہو اور ان کے ہر کمال کو شرک کے خطرہ کی دیوار کھڑی کر کے انکار کئے جا رہے ہو۔

والضحیٰ حجرات الم نشراح سے پھر
مومنو اتمام حجت کیجئے

حل لغات

والضحیٰ سے سورۂ والضحیٰ، الم نشرح، سورۃ انشراح دونوں پارہ "عم یتساءلون" واقع ہیں۔ الحجرات سورت ۲٦ پارہ میں واقع ہے ان تینوں کے وہ مضامین مراد ہیں جو حضور نبی کریم ﷺ کے کمالات پر مشتمل ہیں۔ اتمام، تمام کرنا۔ حجت، دلیل، برہان، غلبہ۔

شرح

مخالفین پر طعن و تشنیع کے بعد اب سنی برادری کو مخالفین کی تردید کے دلائل سمجھائے ہیں کہ مخالفین کی قسمت میں تسلیم تو ہے نہیں لیکن اے سنیو انہیں سورۂ والضحیٰ اور سورۂ الم نشرح اور سورۂ الحجرات کے وہ مضامین پڑھ کر سنائے جو حضور ﷺ کے کمالات اور فضائل و مناقب کا بیان ہے ان پر حجت تمام ہو جائے تا کہ قیامت میں یہ نہ کہہ سکیں کہ ہمیں کسی نے سمجھا نہیں تھا۔

سورۃ والضحیٰ کے مضامین

اس سورۃ مبارکہ میں کمالات کا یہ عالم ہے کہ نہ صرف اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ بلکہ جملہ اسلاف صالحین رحمہم اللہ متفق ہیں۔ اس سورۃ کا ایک ایک جملہ کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ بحرِ ذخار سے بڑھ کر ہے امام احمد رضا نے ایک بار تفسیر لکھنا شروع کی تو صرف سورۃ الضحیٰ کی تفسیر میں آٹھ سو صفحات قلمبند کر ڈالے۔ (معارفِ رضا کراچی ۱۴۱۳ھ)

چند نمونے ملاحظہ ہوں

والضحیٰ، واؤ قسمیہ اور الضحیٰ سے حضور اکرم ﷺ کا چہرۂ اقدس مراد ہے جیسا کہ فقیر اسی شرح حدائق میں متعدد مقامات پر حوالہ جات نقل کر چکا ہے اور چہرۂ اقدس کی تابانی اللہ اللہ۔ چند حوالے ملاحظہ ہوں

چہرۂ اقدس کی تابانی

عن ابی اسحاق قال سئال رجل البراء بن عاذب اکان وجه رسول اللہ ﷺ مثل السیف قال لابل مثل القمر

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال ہوا کیا آپ کا رُخ انور تابنا کی میں تلوار کی مانند تھا؟ تو آپ نے فرمایا نہیں چاند کی مثل تھا۔

فائدہ

علامہ مناوی شمائل ترمذی کے حاشیہ پر اسی حدیث کے تحت لکھتے ہیں کہ آپ کا چہرہ مبارک چاند سورج سے بھی زیادہ روشن و پُر رونق تھا اور اگر آپ کے انوار سے پردہ اُٹھ جاتا تو مہر و ماہ اپنے اپنے انوار سمیٹ کر روپوش ہو جاتے

ان وجهه اجهی من الشمس والقمر فنور قلبه اعظم ضیاء منهافلو کشف الحق من المشارق انوار قلبه لا نطوی نور الشمس والقمر فی مشرقات انوارها این القمرین من نوره فالشمس یطرا علیها الکسوف والغروب وانوار قلوب الانبیاء لاکسوف لها وغروب

آپ کا رُخ انور شمس و قمر سے زیادہ پُر رونق و پُر بہار تھا اور آپ کے قلب اطہر کا از روئے روشنی ان دونوں سے عظیم تھا اگر اللہ تعالیٰ آپ کے قلب مطہر کے نور سے پردہ سرکا تا تو شمس و قمر کا نور منہ چھپا لیتا ماہ و انجم کو آپ کے نور سے کیا نسبت؟ کہ سورج کبھی گرہن میں مبتلا ہو جاتا ہے اور کبھی غروب ہو جاتا ہے جبکہ انبیاء علیہم السلام کے قلوبِ مطہرہ ایسے حوادث سے پاک ہیں۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے

لم يكن له ظل ولم يقم مع شمس قط الاغلب وضوء ه ضوء الشمس ولم يقم مع سراج قط الاغلب ضوء ه ضوء السراج

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کا سایہ نہ تھا سورج کے سامنے آپ آتے تو آپ کا نور اس کے نور کو مغلوب کر دیتا اور کسی چراغ کے پاس کھڑے ہوتے تو آپ کی روشنی غالب رہتی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں

كنت اخيط فسقطت منى الابرة فطلبتها فلم اقدر عليها فدخل رسول الله ﷺ فتبينت الابرة بشعاع نور وجهه فاخبرته

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں کپڑے سی رہی تھی میرے ہاتھ سے سوئی گر گئی تلاشِ بسیار کے باوجود نہ پاسکی اچانک حضور اکرم ﷺ تشریف لائے تو آپ کے چہرۂ اقدس کی چمک سے سوئی مل گئی۔

سوزنِ گم شدہ ملتی ہے تبسم سے ترے　　　　شام کو صبح بناتا ہے اُجالا تیرا

جوتم آؤ تو کلیاں مسکرائیں پھول خندہ ہوں

امام ترمذی شمائل میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب آپ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو مدینہ طیبہ کا ذرہ ذرہ نور علیٰ نور بن گیا۔

قال لما كان اليوم الذى دخل فيه رسول الله ﷺ المدينة اضآء منها كل شئى الخ

فائدہ

شارحِ شمائل ترمذی علامہ عبدالروٴف مناوی اپنے کمالِ ایمان اور کمالِ علم کا اظہار کرتے ہوئے اس حدیث پاک کے تحت لکھتے ہیں

والا صح ان المراد به ان كل جزء من الاجزاء المدينة اضاء ذلك اليوم حقيقة ولا

حقیقت یہی ہے کہ آپ کی آمد سے مدینہ طیبہ کا ذرہ ذرہ نور ہو گیا اور ایسا کیوں نہ ہوتا جب کہ آپ کی ذات سراپا نور تھی جسے اللہ تعالیٰ نے بھی نور فرمایا ہے ”قَدْ جَآءَ كُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ“ آپ نور تھے اپنے نورِ مبین سے عالم کو منور کیا۔

قَدْ جَآءَ كُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ فكان نورا اضاء للعالمين وسراجا منيرا

حضرت ملاعلی قاری تلمیانی کے حوالے سے حضرت ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں

قال قال رسول اللہ ﷺ ھبط علی جبریل فقال یا محمد ان اللہ تعالیٰ یقول کسوت حسن یوسف من نور الکرسی و کسوت نور وجھک من نور عرشی

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا جبریل امین میرے پاس تشریف لائے اور کہا اے محمد ﷺ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنی کرسی کا نور بخشا جب کہ آپ کے روئے مبارک کو عرش کا نور عطا کیا۔

فائدہ

قال بونعیم اعطی یوسف من الحسن فافاق بہ الانبیاء و المرسلین بل و الخلق اجمعین ونبینا ﷺ اوتی من الجمال مالم یوتہٖ احد ولم یوت یوسف الا شطرا لحسن و اوتی نبینا ﷺ

حضرت ابونعیم فرماتے ہیں حضرت یوسف کو حسن کا کچھ حصہ ملا جس کی بناء پر آپ تمام انبیاء ومرسل بلکہ تمام مخلوقِ خدا پر فوقیت لے گئے جبکہ ہمارے آقا و مولا ﷺ کو حسن و جمال کا اتنا وافر حصہ ملا جو کسی مقدر میں نہ تھا۔ حسن یوسف مقدر میں نہ تھا حسن یوسف جز تھا جب کہ حسن محمدی ﷺ کُل۔

حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زناں　　سر کٹاتے ہیں تیرے نام پہ مردانِ عرب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ سے زیادہ حسین چیز نہیں دیکھی گویا آپ کے چہرے سورج گردش کناں ہے۔ جب آپ مسکراتے تو در و دیوار روشن ہو جاتے

قال ابوھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مارایت شیئا احسن من رسول اللہ ﷺ کان الشمس تجری وجھہ و اذا ضحک تیلا لا فی جدر (حاشیہ شفاء)

علمائے محققین فرماتے ہیں

خدا و مصطفیٰ کی کنہ سے ادراک عاجز ہے　　خدا کو مصطفیٰ جانے مصطفیٰ کو خدا جانے

علامہ قرطبی فرماتے ہیں

لانہ لو ظھر لنا تمام حسنہ لما لا طاقت لا عیننا برؤیتہ ﷺ

یعنی اگر آپ کے جمال حقیقی سے پردے اُٹھا دیئے جاتے تو ساری نگاہیں نظارہ کرنے سے عاجز آجاتیں۔

علامہ آلوسی بھی اس حقیقت کو قرآنِ کریم کے معانی ومطالب سے ثابت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ آدمیت کی چادر میں ملبوس تھے اور اُن کے حسن سرمدی کی حقیقت کو سوائے اس کے خالق ومصور کے کوئی نہیں جانتا۔

یایها الساتر للحقیقة الادمیة اور یاایها الغائب عن انظار الخلقیة فلا یعرفک سوی الله علی الحقیقة

اے حقیقت محمدی ﷺ کو آدمیت کی رداء میں مخفی رکھنے والے یا، اے مخلوقِ خدا کی نظروں سے اوجھل آپ کی حقیقت کو کسی نے نہیں پہچانا سوائے اللہ تعالیٰ کے۔

بعض صوفیائے کرام یوں ارشاد فرماتے ہیں کہ اکثر لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا لیکن حضور اکرم ﷺ کی ذاتِ اقدس واطہر سے ناآشنا رہے کیونکہ حجابِ بشریت اُن کی نگاہوں میں آڑ تھا۔

''قال بعض الصوفیة اکثر الناس عرفوا عزوجل وما عرفوا رسول اللہ ﷺ'' وہ ایسے ہی کہتا ہے مگر شپرہ چشم کے لئے ایسا نہیں۔

خلافاً لعمی الابصار کما اخبر عنهم عزوجل یقوله وتراهم ینظرون الیک وهم لا یبصرون ای جمالک وکمالک لنقصان بصرهم کالخفاش لم یقدر علی مطالعة نور الشمس من غیر جرم لها

یعنی آنکھوں کے اندھے آپ کے جمال کو دیکھنے سے محروم ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا آپ کو دیکھتے ہیں مگر اپنی ضعف نظری اور کم نگاہی کی وجہ سے چمگادڑ کی طرح آپ کے جمال وکمال کے آفتاب کو نہیں دیکھ سکتے۔

شب پره می طلبد بدر تمامت نقصان — اوندا ند که ابد نورِ تو ظاهر باشد

آنکھ والے تیرے جوبن کا تماشا دیکھے — دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

چمگادڑ آپ کے کامل نور کا نقصان چاہتا ہے اسے معلوم نہیں کہ آپ کا نور تو ہمیشہ رہے گا۔

یہ کہکشاں تو اُن کے قدموں کی دھول ہے

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ نورِ محمدی کا جلوہ زمین کے زروں سے آسمان کے جھلملاتے ستاروں، کوہ وبیابان میں رہنے والی مخلوق، سمندر کی گہرائیوں میں بہنے والی ہر چیز کو روشن ومنور کر رہا ہے۔

حضرت علی القاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مذکورہ حدیث کے الفاظ ''احسن من القمر'' کے تحت لکھتے ہیں

ظاهر فی الافاق والانفس مع زیادة الکمالات الصوریة والمعنویة بل فی الحقیقة کل نور خلق من

نوره کذا فی قوله تعالیٰ" اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ا مَثَلُ نُوْرِهٖ" ای نور محمد ﷺ فنور وجهه ذاتی لاینفعک عنه ساعة فی اللیالی والا یام ونور القمر مکتسب مستعار ینقص تارة ویخسف اخریٰ

یعنی آپ ﷺ کا نورِ آفاق وانفس میں پورے کمالاتِ صوریہ اور معنویہ کے ساتھ ظاہر و باہر ہے بلکہ ہر نور آپ کے نورِ مبین سے مستعار ہے جیسے ارشادِ باری تعالیٰ ہے "اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ" یعنی نورِ محمد ﷺ کے رُخِ انور کا نور ذاتی ہے جو گردشِ لیل و نہار سے بھی ماند نہیں پڑتا جبکہ چاند کو نور ادھار و مستعار لیا گیا ہے کبھی مدہم پڑ جاتا ہے اور کبھی گرہن کا شکار ہو جاتا ہے۔

نکل آئے فلک پر چاند سورج ترا نقشِ کفِ پا دیکھنے کو

آپ کے چہرۂ اقدس پر ایسا نور چمکتا کہ کوئی عقاب نظر بھی ٹکٹکی باندھ کر نہیں دیکھ سکتا۔ صحابہ کرام اسی لئے کبھی کسی ایک چیز سے تشبیہ دیتے اور کبھی کسی دوسری سے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔

"وَ الَّیْلِ اِذَا سَجٰی" واؤ عاطفہ قسمیہ ہے۔ اللیل سے زلف مصطفیٰ مراد ہے اور قسم زلف عنبرین کی جب وہ ڈھل کر آجائے۔ اس کے حوالے اور "گیسوئے رسول" فقیر اُویسی غفرلہ کی ایک مستقل تصنیف ہے اس کا مطالعہ فرمایئے

مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَ مَا قَلٰی (پارہ ۳۰، سورۃ الضحیٰ، آیت ۳)

کہ تمہیں تمہارے رب نے نہ چھوڑا اور نہ مکروہ جانا۔

اس جملہ کے شانِ نزول سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے حبیب پاک ﷺ سے کتنا پیار ہے کہ ایک معمولی عورت کی معمولی سی ناگوار بات پر تسلی و تشفی کے لئے پوری سورۃ نازل فرما دی۔

شانِ نزول

حضرت قاضی عیاض شفاء شریف جلد اول میں لکھتے ہیں کہ اس سورۂ مبارکہ کی شانِ نزول میں مفسرین کا اختلاف ہے بعض نے کہا کہ حضور اکرم ﷺ نے کسی عذر کی بناء پر رات کے قیام کو ترک کر دیا تھا اس پر ایک عورت (نازیبا) باتیں کہنے لگی تھی۔ بعض نے کہا کہ مشرکین نے تاخیر نزولِ وحی پر طرح طرح کی باتیں بنانا شروع کر دی تھیں اس پر یہ سورۂ مبارکہ نازل ہوئی۔

فقیہ قاضی اللہ تعالیٰ ان کو توفیق دے نے فرمایا یہ سورۃ مبارکہ حضور اکرم ﷺ کی خاص قدر و منزلت اور عظمت

وشان پر جو بارگاہِ الٰہی سے عنایت ہوئی تھیں چھ وجہوں پر متضمن ہے۔اس کے یہی چھ وجوہ جنہیں فقیر کہیں اجمالاً کہیں تفصیلاً عرض کرر ہا ہے

وَ لَلاٰخِرَۃُ خَیرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی (پارہ ۳۰،سورۃ الضحٰی، آیت ۴)

اور بے شک پچھلی تمہارے لئے پہلی سے بہتر ہے۔

حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شفاء شریف میں لکھتے ہیں کہ ابن اسحاق نے کہا کہ آپ کا مال آپ کا انجام کار میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے بڑا ہے جو دنیا میں آپ کو عزت وکرامت مرحمت فرمائی ہے۔سہل کہتے ہیں کہ جو کچھ شفاعت اور مقامِ محمود کا ہم نے آخرت میں ذخیرہ رکھا ہے وہ آپ کے لئے اس سے بہتر ہے جو ہم نے آپ کو دنیا میں عطا فرمایا۔

مولوی عبداللہ درخواستی کا عجیب وغریب اعتراف

مولوی درخواستی کی ایک تقریر ہفت روزہ ''خدام الدین'' لاہور ۱۵ جنوری ۱۹۶۵ء میں شائع ہوئی اس نے حضور اکرم ﷺ کی ہر پچھلی گھڑی پہلی سے بہتر پر عجیب وغریب بیان دیا۔وہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یومِ ازل میں، یومِ ارواح میں ارواح میں جب میں نے اپنا پیغام بھیجا تو سب سے پہلے جس روح نے لبیک کہا وہ جناب محمد رسول اللہ کی تھی پھر وہ پیغام منتقل ہوتا چلا آیا حضرت آدم علیہ السلام کے بدن میں،حضرت نوح کے بدن میں اور اسی کی طرف قرآن میں تصریح ہے

اِنَّآ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ کَمَآ اَوْحَیْنَآ اِلٰی نُوْحٍ وَّ النَّبِیّٖنَ مِنْ بَعْدِهٖ (پارہ ٦،سورۃ النساء، آیت ۱۶۳)

بے شک اے محبوب ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی جیسے وحی نوح اور اس کے بعد پیغمبروں کو بھیجی۔

تو حضور کی وحی کو مقدم کیا اس لئے حضور ﷺ فرماتے ہیں

کنت نبیا و آدم بین الماء والطین

میں تو اُس وقت بھی نبی تھا جب انسان کا وجود ہی نہیں بنا تھا آدم بین الماء والطین تھا۔

میں تو اُس وقت بھی نبی تھا جسمانیت نہیں بلکہ نبوت مجھے عطا ہوئی تھی۔یہ دین کی چند ضروری باتیں ہوتی ہیں جن کا سمجھنا ضروری ہے۔میرے دوستو اور میرے بزرگو دیکھئے عام انسانوں کے متعلق کیا آتا ہے قرآن میں؟

هَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ یَكُنْ شَیْـًٔا مَّذْكُوْرًا (پارہ ۲۹،سورۃ الدھر، آیت ۱)

بے شک آدمی پر ایک وقت وہ گزرا کہ کہیں اس کا نام بھی نہ تھا۔

آپ جتنے دوست یہاں مجلس میں بیٹھے ہوئے ہیں (اللہ آپ کو جزائے خیر دے اس مجلس کی برکت سے) آپ میں سے کوئی مجھے یہ بتا سکتا ہے کہ جب میں ایک سال کا تھا تو میرے ابا جی کون سا کام کرتے تھے جب میں تین مہینے کا تھا تو میری والدہ صاحبہ کیا کام کرتی تھیں؟ نہیں بتا سکتے ہمیں تو شعور کی باتیں بھی نہیں اب تو حافظے اتنے کمزور ہیں ڈالڈا کھا کھا کر کل کی بات یاد نہیں رہتی اب تو ڈائریاں ہم نے بنائی ہیں۔ ڈائری پر لکھتے ہیں کہ کل کیا کرنا ہے، پرسوں کیا کرنا ہے، ترسوں کیا کرنا ہے۔ پروگرام بناتے ہیں ہم اور ایک وہ زمانہ تھا کہ سینہ بسینہ ہزار ہا باتیں یاد تھیں۔ صحابہ کرام جنابِ محمد رسول اللہ ﷺ سے جو سنتے تھے فوراً یاد کر لیتے تھے اب تو ہمارے لئے ریکارڈنگ مشینیں اور ٹیپ ریکارڈر ہیں ان کے دل ریکارڈنگ مشینیں تھے ہمیں کسی کو یہ یاد نہیں کہ میرے بچپن میں کیا حالات تھے اور پیدا ہونے سے پہلے کیا حالات تھے وہ تو ناممکنات میں سے ہے لیکن جناب محمد رسول اللہ ﷺ یہ فرماتے ہیں

كنت نبيا و آدم بين الما ء والطين

میں اُس وقت بھی نبی تھا جب آدم علیہ السلام ابھی پیدا ہی نہیں ہوئے تھے تو نبوت کا علم ہوا یا نہ ہوا؟ تو جب نبوت کا علم ہے تو اور اپنا علم نہ ہوگا کہ میں کون تھا؟ حضور کا علم جو ہے اس وقت سے شروع ہے جب روح محمد رسول اللہ کو پیدا کیا گیا۔ اس وقت سے اللہ آپ کو تعلیم دیتا چلا آرہا ہے اس وقت بھی تعلیم دی پھر اس عالم ناسوت میں بھی تعلیم دی۔ جب حضور ﷺ اس دنیا میں تشریف فرما تھے اور اب بھی اللہ تعالیٰ آپ کو تعلیم دے رہا ہے اور آپ فرماتے ہیں کہ یہ سلسلہ تعلیم قیامت تک جاری رہے گا اُس وقت تک علم جاری رہے گا پڑھانے والے اللہ تعالیٰ اور پڑھنے والے جنابِ محمد رسول اللہ ﷺ مگر یاد رہے کہ جو علم احکام اور تشریح کے متعلق تھا وہ سب کا سب آپ کو دے دیا گیا جیسا کہ سورۃ المائدہ کی آیت "اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ" سے معلوم ہو رہا ہے یہ علم اس دعا کی قبولیت میں ہے جو بامر خداوندی جنابِ رسول اللہ ﷺ نے فرمائی ہے

وَ قُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ۝ (پارہ ۱۶، سورۃ طٰہٰ، آیت ۱۱۴)

اور عرض کرو کہ اے میرے رب مجھے علم زیادہ دے۔

یہ سورۃ طٰہٰ ہے جو مکی ہے اور ارشادِ قرآنی

وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا (پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۱۱۳)

اور حکمت اُتاری اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

سورۂ النساء میں ہے جو مدنی ہے تو میں عرض کر رہا تھا یہاں پر

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ (پارہ ا، سورۂ الفاتحہ، آیت ۵)

ہم کو سیدھا راستہ چلا۔

اور سیدھا راستہ وہ کون سا ہے وہ راستہ ہے جناب محمد رسول اللہ کا اور یہ وہ تعلیم ہے جو سب نبیوں کو اللہ تعالیٰ نے عطا کی تو پہلی تعلیم جس دی وہ جناب محمد رسول اللہ ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کی تعلیم منتقل ہوئی حضرت آدم میں، حضور کی تعلیم منتقل ہوئی نوح میں، حضور کی تعلیم منتقل ہوئی حضرت موسیٰ میں، حضور کی تعلیم منتقل ہوئی حضرت عیسیٰ میں، حضور کی تعلیم ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ کو اللہ سے پھر براہِ راست ملی اور یہی بات ہے جو حضور ﷺ نے ایک مقام پر فرمایا اگر آج موسیٰ زندہ ہوتے تو میری اتباع کے سوا ان کو کوئی چارہ کار نہ ہوتا تو یہ صراط مستقیم کون سا راستہ ہے یہ راستہ ہے جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا

وَ لَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۝ (پارہ ۳۰، سورۂ الضحیٰ، آیت ۵)

اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

حضرت قاضی عیاض شفاء شریف میں لکھتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ دونوں جہانوں میں بہت سی بزرگیوں، قسم قسم کی نیک بختیوں اور طرح طرح کے انعام کے لئے جامع و مکمل ہے۔

ابن اسحاق نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو دنیا میں فراخی اور آخرت میں ثواب سے راضی کرے گا۔ بعض نے کہا کہ آپ کو حوضِ کوثر اور شفاعت عطا فرمائے گا راضی کرے گا۔ اہل بیت نبوت سے بعض علماء نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ قرآنِ کریم میں اس سے زیادہ افزاء کوئی آیت ہے ہی نہیں اور رسول اللہ ﷺ اس بات سے راضی ہوں گے ہی نہیں کہ آپ کا ایک امتی بھی دوزخ میں رہ جائے۔

پنجم یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر جو انعام و اکرام فرمائے ہیں اُن کو شمار کرایا ہے اور آخر سورۃ تک اپنی جانب سے اپنی نعمتوں کا ذکر کیا ہے یعنی خدا کی طرف سے آپ کو ہدایت یا آپ کی وجہ سے لوگوں کو ہدایت دی بر بنائے اختلافِ تفاسیر اور آپ کے پاس مال نہ تھا مال دے کر آپ کو غنی کر دیا یا آپ کے قلب میں قناعت پیدا کر کے آپ کے دل میں غنا ڈال دیا اور آپ کو یتیم پایا تو آپ کے چچا کو مہربان کر کے اُن کے گھر میں آپ کی سکونت کر دی۔ بعض نے کہا کہ آپ کو

اللہ کی طرف رجوع کر دیا، بعض نے کہا کہ آپ کو بے مثل پایا تو اپنا بنالیا۔ بعض اس طرح تفسیر بیان کرتے ہیں کہ کیا آپ کو نہ پایا کہ آپ کے سبب گمراہوں کو ہدایت دی اور فقیر کو آپ کے سبب غنی کیا اور یتیم کو آپ کے سبب جائے پناہ ملی اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی نعمتیں یاد دلائیں۔

اور معروف و مشہور تفسیروں کے مطابق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کسی حال میں نہ چھوڑا خواہ آپ کی صغرسنی (بچپنا) ہو یا آپ کے افلاس و یتیمی کی حالت ہو قبل اس کے کہ آپ اپنے آپ کو پہچانیں نہ آپ کو چھوڑا اور نہ آپ کو دشمن بنایا بھلا اب جبکہ آپ کو مرتبہ خصوصی مرحمت فرمایا اور اپنا پسندیدہ بنالیا یہ کیونکر ہوسکتا ہے۔

ششم یہ کہ اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں آپ پر کی ہیں اُن کے اظہار کا حکم دیا اور جو بزرگیاں آپ کو مرحمت ہوئی ہیں اُن کے شکر پذیر ہونے اور اعلان کرنے کا حکم دیا آپ کے ذکر کو اس آیت سے مشہور کیا

وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ (پارہ ۳۰، سورۂ الضحیٰ، آیت ۱۱)

اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔

نعمت کا شکر یہی ہے کہ اُس کی تحدیث یعنی چرچا کیا جائے یہ حکم حضور اکرم ﷺ کے لئے خاص ہے لیکن امت کے لئے عام ہے۔

سورۂ الم نشرح

سورۂ والضحیٰ کی طرح اس کے بھی ہر جملے میں علوم کے دریا بہہ رہے ہیں یہاں پر صرف جملہ اولیٰ کے متعلق مختصراً عرض ہے کہ سورۃ کے جملہ اولیٰ کے لفظ "صدر" سے حضور اکرم ﷺ کا قلب اطہر مراد لیا ہے اور قلب اقدس کی وسعت کا بیان طاقت انسانی سے باہر ہے اس لئے کہ آپ کا سینہ مبارک وہ ہے جس میں اسرارِ الٰہیہ اور معارفِ ربانیہ اور علم و حکمت کے ہزار علوم و عرفان بے حد اور بے کنار سمندر لہرا رہے ہیں جنہیں وہ جانے یا ان کا کریم اس کی بحث طویل کو چھوڑ کر فقیر دو بزرگوں کی ایک تقریر پر اکتفا کرتا ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور مولانا عبدالحق حقانی حضور اکرم ﷺ کے سینۂ اقدس کو ایک رفیع الشان محل سمجھنا چاہیے جس میں بارہ کمرے ہیں اور ہر کمرے میں ایک مجلس ہو اور مجلس کے حاکم اعلیٰ آپ ﷺ ہوں جس کی توضیح یہ ہے

کمرۂ اول

اس میں ایک عظیم الشان شہنشاہ تشریف فرما ہیں کہ روئے زمین کے بڑے بڑے بادشان عرب وعجم، روم وشام، ایران وہندوغیرہ مما لک کے دست بستہ ان کے سامنے حاضر ہیں اور تدابیر مملکت قوانین جہانداری امورِ سلطنت وغیرہ ان سے دریافت کرر ہے ہیں اور جو کچھ وہ فرماتے ہیں اس کو وہ سر آنکھوں پر رکھتے ہیں اور ان جملہ بادشاہوں کے بادشاہ کون ہیں؟ نبی اکرم، نورِ مجسم، حضرت محمد مصطفی ﷺ۔

کمرۂ دوم

اس میں ایک عظیم القدر جلیل الشان حکیم تشریف فرما ہیں کہ دنیا بھر کے حکماء ان کے سامنے دست بستہ حاضر ہیں۔علومِ سیاست، تدبیر منزل، درستی آداب واخلاق اور دیگر علومِ حکمیہ کا استفادہ کرر ہے ہیں اور وہ استادِ کُل ۔ معلم علم وحکمت ﷺ ہر ایک کو اس کی استعداد فہم کے مطابق تعلیم فرما رہے ہیں۔

کمرۂ سوم

اس میں ایک جلیل القدر عظیم الشان قاضی القضاۃ بڑی تمکنت اور وقار کے ساتھ تشریف فرما ہیں اور ان کے سامنے دنیا بھر کے قاضی (جج) معاملہ فہم ،موجد قوانین سیاسیہ ونوایسیہ حاضر ہیں اور آپ کے فیصلہ جات اور ارشادات کو اپنا دستور العمل بنا رہے ہیں وہ قاضی القضاۃ بھی حضور ہی ہیں ﷺ

کمرۂ چھارم

اس میں ایک مفتی متبحر مسند افتاء پر تشریف فرما ہیں اور علوم وفنون کے دریا جو اس کے سینہ اقدس میں موجزن ہیں رواں ہیں اور دنیا بھر کے محدثین ،مفسرین ، متکلمین ،مقررین ،مقرئین اس کے سامنے ہیں اور سب کے سب اپنی اپنی استعداد کے مطابق اس چشمۂ علم وحکمت سے سیراب ہور ہے ہیں وہ مفتی متبحر بھی سید الکائنات حضرت محمد مصطفی ﷺ۔

کمرۂ پنجم

اس میں ایک محتسب باوقار مسند حکومت پر رعب وجلال سے تشریف فرما ہیں اور احکامِ الٰہی سے نافرمانی کرنے والوں کو سزائیں دلوار ہے ہیں، کہیں زانی سنگسار ہور ہا ہے اور کہیں چور کے ہاتھ کاٹے جار ہے ہیں، سکرات کے استعمال کرنے والوں پر درے پڑ رہے ہیں اور ظلم وتعدی کرنے والوں کو سزائیں ہورہی ہیں ،شہوات اور فسق وفجور کے رسوم مٹائے جار ہے ہیں، دغابازوں ، مکاروں اور فریبیوں پر سرزنش ہورہی ہے، راشی اور مرتشی حکام سے باز پرس ہورہی ہے یہ صاحب وقار محتسب بھی جنابِ محمد رسول اللہ ﷺ ہی ہیں۔

کمرۂ ششم

اس میں ایک جلیل القدر رفیع الصوت، خوش الحان قاری جلوہ افروز ہیں اور دنیا بھر کے قاری اس کے سامنے سرنیاز جھکائے ہوئے دست بستہ حاضر ہیں۔ فن تجوید، قرأت، سبعہ اور قواعد وقوانین لب ولہجہ وغیرہ کی تعلیم ہورہی ہے یہ عظیم الشان قاری بھی آپ ہی ہیں ﷺ۔

کمرۂ ہفتم

اس میں ایک عابد وزاہد دنیا و مافیہا سے بے نیاز تشریف فرما ہیں۔ صبح وشام رات ودن میں ایک گھڑی تو کیا ایک سانس بھی غفلت سے نہیں گزارتے۔ ہر وقت تسبیح وتہلیل اور اوراد ووظائف فرائض ونوافل، ادعیہ صبح وشام میں مشغول و مصروف ہیں اور دنیا بھر کے عابد وزاہد اس کے حضور حاضر ہیں۔ عبادت وریاضت اور طریقت کے اصول وطریق وغیرہ حاصل کررہے ہیں اور وظائف صبح وشام اور اوراد واشغال کی تعلیم ہورہی ہے یہ عابد وزاہد بھی حضور سرورِ کائنات ہی ہیں ﷺ

کمرۂ ہشتم

اس میں ایک عارف کامل تشریف فرما ہیں کہ ذات وصفات کے اسرار اور عالم ناسوت وملکوت کے حقائق اس کے دل پر منکشف ہیں اور تمام دنیا کے عارف اس کے حضور عجز وانکسار سے حاضر ہیں اور حقائق ومعارف اسرار ورموز کی تعلیم ہورہی ہے۔ یہ عارفِ کامل بھی وہی معدنِ اسرار حضرت نبی اکرم ہی ہیں ﷺ

کمرۂ نہم

اس میں ایک واعظ، عالم وفاضل منبر اطہر پر جلوہ افروز ہے اور لوگوں کی ارواح اور قلوب کو اپنے کلام مقدس کی تاثیر وانوار سے مسرور ومنور کررہا ہے کسی کو ثوابِ عظیم اور اجر جزیل کی ترغیب سے راہ راست پر لارہا ہے اور کسی کو عذابِ قبر اور جہنم کے المناک حالات سنا کر توبہ کرارہا ہے۔ ہزاروں دارِ آخرت کے درجات اور حیاتِ جاودانی کے برکات سن کر ایمان لارہے ہیں اور ہزاروں بدکار عذابِ قبر اور دوزخ کی سزاؤں کے حالات سن کر اپنی بدکاریوں پر نادم ہوکر توبہ کررہے ہیں دنیا بھر کے عالم فاضل اور واعظ اس کے حضور دست بستہ حاضر ہیں اور طریق وعظ وغیرہ کی تعلیم حاصل کررہے ہیں۔ یہ واعظ اور عالم علم لدنی بھی حضور اکرم ہیں ﷺ

کمرۂ دہم

اس میں ایک مرشد کامل ،صاحب طریقت وصاحب دل تشریف فرما ہے جس کی نگاہ خاک کو کیمیا کررہی ہے۔ ہزاروں نامراد بامراد اور ہزاروں ناشاد شاد ہورہے ہیں۔ کہیں چور قطب بن رہے ہیں اور کہیں قطب غوث بن رہے ہیں، تمام دنیا کے مرشد کامل اس کے حضور حلقہ بگوش ہیں۔ ہر ایک کی استعداد کے مطابق اسے سیراب کیا جارہا ہے وصول الی اللہ کے رستے حجابات دور کرنے کے طریقے ، مقامات ، احوال ، مراتب ،توجہ ،تاثیر ، ذوق وشوق ، وجد ورقص ، فنا و بقا وغیرہ کی تعلیم ہورہی ہے۔ یہ مرشد کامل بھی حضور ہی ہیں ﷺ

کمرۂ یاز دھم

اس میں ایک اولوالعزم ، رفیع الشان ، خاتم نبوت ، صاحبِ کتاب رسول مکرم تشریف فرما ہیں اور تمام رسول حضرت ابراہیم واسحٰق ویعقوب وداؤد وسلیمان وموسیٰ وعیسیٰ علیہم السلام ان کے ارد گرد تشریف رکھتے ہیں اور خاتم النبیین ان کی شریعتوں کے احکام گھٹا بڑھا رہے ہیں۔وہ رسولِ مکرم خاتم النبیین بھی جنابِ محمد مصطفیٰ ہی ہیں ﷺ

کمزہ دوازدھم

اس میں ایک پیکر نور، حسنِ ازل ، نازنین محبوب کعبے کی مانند تشریف فرما ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حسن و جمال کی تجلی نے اس گلبدن کے بدنِ اطہر کو اپنا مظہر و مسکن ٹھہرایا ہے۔حسنِ ازل کے انواروں نے اس کو روشن کرکے خدا کی شانِ محبوبیت اس میں جلوہ گر رکھی ہے اور وہ اپنی محبت کی کشش سے لوگوں کے دلوں کا شکار کررہا ہے اور لاکھوں اس ازلی حسن کے عاشق بڑی دور سے بغیر امید کسی منفعت اور بدون کسی خواہشِ کمال کے فقط دیدار کے بھوکے دیوانوں کی طرح دوڑے چلے آتے ہیں اور اپنی پیشانیاں اس کے فیض کے آستانے پر گھستے ہیں اور اس کے جمال کی ایک جھلک کے مشتاق ہیں اور یہ مرتبہ کسی اور کو حاصل نہیں ہوا ہے مگر اسی محبوب کے صدقے سے بعض کو تھوڑا حصہ اس محبوب کی محبوبیت سے حاصل ہوا ہے اور جن کو اس محبوبیت سے حصہ ملا ہے مخلوق کا جھکاؤ ان کی طرف ہوگیا ہے اور وہ محبوب ازلی بھی جنابِ سرورِ کائنات ،حبیب خالق کائنات ،حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہی ہیں۔

اگر کسی کو ان بارہ مجلسوں میں کسی قسم کا شک وشبہ ہو تو وہ خوب غور کرلے اور سوچے کہ ان سب کاموں کی اصل کہاں سے ہے تو بے شک اس کو یقین آجائے گا کہ یہ سب کارخانہ ایک جھلک ہے کمالِ محمدی ﷺ کے انواروں میں سے جیسے جڑ کی تازگی سے شاخ شاخ اور پتا پتا سرسبز رہتا ہے اور جیسے دریا سے نہریں نکل کر چاروں طرف جارہی ہوتی ہیں اسی طرح حقیقت میں سینہ بے کینہ جنابِ سرورِ عالم ﷺ منبع اور مخزن ہے تمام کمالاتِ ظاہری اور باطنی کا۔نورِ محمدی ﷺ کا

فیض فوارے کی مانند چشموں کی طرح جاری ہے اور کائنات کے ہر فرد کو سیراب کر رہا ہے۔ (تفسیر عزیزی و حقانی ملخصاً)

سورۂ الحجرات

سورۂ والضحیٰ والم نشرح کی طرح اس سورۃ کے مضامین بھی بحر بے کنار ہیں بالخصوص حضور سرورِ عالم ﷺ کے کمالات کے بیان تو ٹھاٹھیں مارنے والے سمندر کی طرح ہیں۔ طوالت سے بچ کر چند آیات کی طرف شانِ نزول پر اکتفا کرتا ہوں۔

آیت نمبر ۱ کا شانِ نزول تفاسیر میں یوں ہے کہ بعض صحابہ نے بقر عید کے دن حضور اکرم ﷺ سے پہلے یعنی نمازِ عید سے قبل قربانی کر لی یا بعض صحابہ رمضان سے ایک دن پہلے ہی روزے شروع کر دیتے تھے ان لوگوں کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

فائدہ

مفسرین فرماتے ہیں کہ آیت سے ثابت ہوا کہ حضور اکرم ﷺ کی بے ادبی حق تعالیٰ کی بے ادبی ہے کہ ان حضرات سے حضور اکرم ﷺ پر پیش قدمی کی تو فرمایا گیا کہ اللہ و رسول پر پیش قدمی نہ کرو نیز یہ راستہ چلنے بات کرنے، کسی چیز میں بھی حضور اکرم ﷺ سے آگے بڑھنا منع ہے۔

آیت نمبر ۲ کے متعلق فرمایا کہ یہ آیت حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی جو کچھ اونچا سنتے تھے اور خود بلند آواز تھے انہیں حکم ہوا کہ اس بارگاہ میں آواز پست رکھو۔ حضرت ثابت اس آیت کریمہ کے نزول کے بعد خانہ نشین ہو گئے بارگاۂ نبوی میں حاضر نہ ہوئے۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کی غیر حاضری کا سبب حضرت سعد سے پوچھا جو حضرت ثابت ابن قیس کے پڑوسی تھے انہوں نے ثابت ابن قیس سے پوچھا وہ بولے میں تو دوزخی ہو چکا ہوں میری آواز اونچی ہو گئی تھی حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ان سے کہہ دو کہ وہ جنتی ہیں نیز معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ کی ادنیٰ بے ادبی کفر ہے کیونکہ کفر ہی سے نیکیاں برباد ہوتی ہیں جب ان کی بارگاہ میں اونچی آواز سے بولنے پر نیکیاں برباد ہیں تو دوسری بے ادبی کا ذکر ہی کیا ہے۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ نہ ان کے حضور چلا کر بولو نہ انہیں عام القاب سے پکارو جن سے ایک دوسرے کو پکارتے ہو چچا، ابا، بھائی، بشر نہ کہو رسول اللہ، شفیع المذنبین کہو۔

آیت نمبر ۳ کے متعلق فرمایا کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حق میں نازل ہوئی کہ یہ حضرات پچھلی آیت اترنے کے بعد نہایت ہی دھیمی آواز سے گفتگو کرتے تھے۔

فائدہ

معلوم ہوا کہ تمام عبادات بدن کا تقویٰ اور حضور اکرم ﷺ کا ادب دل کا تقویٰ ہے اللہ نصیب کرے۔

آیت نمبر ۵ کے متعلق فرمایا کہ یہ آیت وفدِ بنی تمیم کے حق میں نازل ہوئی کہ رسولِ کریم ﷺ کی خدمت میں دوپہر کے وقت پہنچے جب کہ حضور آرام فرما رہے تھے ان لوگوں نے حجروں کے باہر سے حضورِ اقدس ﷺ کو پکارنا شروع کیا، حضور تشریف لے آئے تب یہ آیت کریمہ اتری یعنی انہیں چاہیے تھا کہ صبر سے باہر بیٹھتے جب آپ خود ہی تشریف لاتے تو عرض ومعروض کرتے۔ معلوم ہوا کہ دنیاوی بادشاہوں کے درباری آدابِ انسانی ساخت ہیں مگر حضور ﷺ کے دروازے شریف کے آداب رب نے بنائے رب نے سکھائے۔ نیز یہ آداب صرف انسانوں پر ہی جاری نہیں بلکہ جن وانس وفرشتے سب پر جاری ہیں۔ فرشتے بھی اجازت لے کر دولت خانہ میں حاضری دیتے تھے پھر یہ آداب ہمیشہ کے لئے ہیں خیال رہے کہ یہاں اکثر بمعنیٰ کُل ہے۔

مزید تفصیل کے لئے فقیر کی تفسیر فیوض الرحمٰن ترجمہ تفسیر روح البیان کا مطالعہ فرمائیے۔

بیٹھتے اُٹھتے حضور پاک سے
التجاء و استعانت کیجئے

حل لغات

التجاء، آرزو کرنا۔ استعانت، مدد طلب کرنا۔

شرح

حضور اکرم ﷺ سے اُٹھتے بیٹھتے اپنے جملہ امور کے لئے بہتری کی آرزو اور مدد طلب کرتے رہیے۔

کرامت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی یہ کرامت ہی ہے کہ اب ہم اکثر اہل سنت کے منہ سے اُٹھتے بیٹھتے اکثر سنتے ہیں ''یارسول اللہ ﷺ'' بلکہ دورِ حاضرہ میں سنی وغیر سنی کا امتیاز ہی یارسول اللہ کا اقرار وانکار ہے اور قدرتِ ایزدی ہی ہے کہ اہل سنت کو اس بابرکت نعرہ سے غیبی مدد ہوہی جاتی ہے۔

حکایت ولطیفہ

بعض سنی کچھ ایسے اس نعرہ کے عاشق ہیں کہ گویا ان کا وظیفہ بھی ''یارسول اللہ'' ہے۔ ایک وہابی دیوبندی بھی پڑوس

میں رہتا تھا وہ سنی کو روکتا تھا کہ میرے سامنے نہ کہا کریں میرا دل دکھتا ہے۔سنی نے کہا میں مجبور ہوں میں جب تک یارسول اللہ نہ کہوں مجھے چین نہیں آتا۔وہابی دیوبندی نے سنی پر دعویٰ دائر کر دیا کہ میں جب اس کے سامنے گزرتا ہوں یہ شخص مجھے گالی دیتا ہے۔سنی کو افسر ضلع نے بلوا کر کہا تم اسے گالی کیوں دیتے ہو عرض کی اس سے پوچھو کہ میں اسے کون سی گالی دیتا ہوں۔وہابی نے کہا مجھے دیکھ کر کہتا ہے یارسول اللہ۔افسر ضلع نے وہابی کو دھکے دے کر کچہری سے باہر نکال دیا۔

لطیفہ

جب ہم اہل سنت نے یارسول اللہ کی کثرت کی تو مخالفین نے کہنا شروع کیا کہ ہم نے یارسول اللہ ﷺ نہیں کہنا کسی نے انہیں کہا ادھر تو پہلے خود کہتے ہو یارسول اللہ پھر کہتے ہو یارسول اللہ نہیں کہنا۔یہ اعتراض تمہارے اُٹھنے کا نہیں اس سے معلوم ہوا کہ منکر نے سو بار یارسول اللہ کہنے سے انکار کیا لیکن قدرت نے اسے کہلوا کے چھوڑا دیگر اوقات میں نہ سہی تو نمازوں میں لازماً۔

نکتہ

عوام فرائض نمازوں کی ادائیگی سے محروم ہیں یہ ان کی بدقسمتی ہے لیکن یہی کہا جائے گا کہ وہ مجرم ہیں انہیں گستاخ و بے ادب کوئی نہ کہے گا۔اس کے باوجود وہ اپنے رسول ﷺ کو دکھ درد کے وقت کہتے ہیں ''یارسول اللہ'' لیکن مخالفین انہیں مشرک و کافر گردانتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے ان کو بھی یا نبی یا نبی کہلوا دیا اور وہ ایک بار نہیں بلکہ بار بار اس طرح کہ ان کو نماز کا عاشق بنا دیا اور فرائض کے علاوہ نوافل بھی بکثرت پڑھنے لگے تاکہ بہشت اور حوروں کے مزے اُڑائیں۔اس طرح سے وہ اپنی ہر نماز میں التحیات میں پڑھیں ''السلام علیک ایھا النبی'' جس کا دوسرا مفہوم وہی ہے جو اہل سنت کا منشور ہے

بیٹھتے اُٹھتے یارسول اللہ کہا پھر تجھ کو کیا

ازالۂ وھم

یہاں سے یہ سمجھنا کہ یہ نعرہ یارسول اللہ امام احمد رضا قدس سرہ کا ایجاد کردہ ہے بلکہ یہ تو خود حضور اکرم ﷺ کے دور میں صحابہ کرام کا پھر تابعین اور تبع تابعین ہر صدی میں تھا۔تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب ''ندائے یارسول اللہ'' اور بحمد للہ جس نے بھی پکارا یارسول اللہ اس کی ہر تکلیف دور ہوئی۔

بخار ٹل گیا

محمد بن محمود علیہ الرحمۃ کو بخار ہو جاتا تھا انہوں نے ایک دن کتاب الشفاء سینے پر رکھ کر عرض کی

تحسبت بک یارسول اللّٰہ اے اللہ کے رسول میں نے آپ پر بھروسہ کیا

یکدم بخار اُتر گیا۔ (حجۃ اللہ ۴۲۰)

ٹکڑا مانگنے والے بھشت مانگو

ایک صالح نے مواجہہ عالیہ میں حاضر ہو کر عرض کی

یارسول اللّٰہ انی جائع اے اللہ کے رسول میں بھوکا ہوں

وہیں پر ایک سید صاحب آئے اسے اپنے ساتھ لے گئے کھانا کھلایا پھر فرمایا

اخی لو طلبت الجنة او المغفرة او الرضا. (حجۃ اللہ جلد ۲ صفحہ ۴۲۸)

اے برادر شہنشاہِ رسالت سے پارہ نان مانگنا کم ہمتی ہے اگر تم آپ سے جنت مغفرت اور رضا الٰہی مانگتے تو بہتر ہوتا۔

ہر مقصد میں کامیابی

امام ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ نے کہا جو شخص ستر مرتبہ ''صلی اللہ علیک یارسول اللہ'' پڑھتا ہے تو اللہ کا فرشتہ اسے پکار کر کہتا ہے تجھ پر اللہ کا درود ہو آج تیری ہر مراد پوری ہوگی۔ (حجۃ اللہ صفحہ ۴۴۰، انوار المحمدیہ صفحہ ۶۰۱)

مہمان نوازی

حضرت یاسین بن ابی محمد یہ علیہ الرحمۃ نے کہا ہم مدینہ طیبہ سے ''وادیٔ القراء'' پہنچے۔ بھوک نے سخت ستایا تو ایک ساتھی نے عرض کی

یارسول اللّٰہ نحن جیاع ونحن فی ضیافتک یارسول اللہ ہم بھوکے ہیں آپ کے مہمان ہیں۔

فی الفور مدینہ طیبہ کی روٹیاں دستیاب ہوگئیں۔ (حجۃ اللہ صفحہ ۴۲۹)

یارسول اللہ دہائی آپ کی
گوشالِ اہل بدعت کیجئے

حل لغات

دوہائی، فریاد، بچاؤ، پناہ۔ گوشال، کان اینٹھنے کی سزا، کان اینٹھنا۔ اہل بدعت، منکرین کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ جیسے نجدی وہابی، دیوبندی و دیگر جملہ گمراہ فرقے جیسے نیچری، منکرین حدیث اور روافض، مرزائی وغیرہ وغیرہ۔

شرح

یارسول اللہﷺ آپ کی دہائی پناہ اور آپ سے فریاد ہے تشریف لا کر تمام اہل بدعت کے کان کھینچے تا کہ یہ نامراد اپنے غلط عزائم میں کامیاب نہ ہوں بلکہ معتزلہ کی طرح مرمٹیں۔

اہل بدعت کون ہیں

وہ فرقے جو اہل سنت کے عقائد کے خلاف ہیں سابق دور میں جبریہ،قدریہ،مجسمہ،خوارج،معتزلہ،سلفیہ،رافضیہ دورِ حاضرہ میں مرزائیہ،روافض،وہابیہ،دیوبندیہ،نیچریہ،پرویزیہ وغیرہ وغیرہ۔

حضور اکرمﷺ سے اس لئے عرض کیا گیا ہے کہ آپ اس وقت بھی جسے جیسے سزا دینا چاہیں دے سکتے ہیں۔

غوثِ اعظم آپ سے فریاد ہے
زندہ پھر یہ پاک ملت کیجئے

شرح

اے جملہ عالم کے غوثِ جیلانی محبوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ سے فریاد ہے آپ ہی تشریف لا کر اپنے دور کی طرح پھر دین وملت کو جملہ بدمذاہب کو پاک فرما کر دین کو نئی زندگی بخشیں اس لئے کہ آپ نے پہلے بھی اپنی ظاہری زندگی میں دین کو زندہ فرمایا تھا اس لئے آپ کا لقب محی الدین ہے۔ کسی نے کیا خوب فرمایا

آنکہ زو گشت زندہ دین متین قطب اقطاب شیخ محی الدین

آپ قطب الاقطاب ہیں اور لقب مبارک محی الدین ہے آپ ہی کی بدولت دین اسلام کو دوبارہ زندگی عطا ہوئی۔

آپ کی سوانح عمری میں یہ واقعہ بہت مشہور ہے حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود فرماتے ہیں جب کسی نے آپ سے پوچھا کہ محی الدین آپ کا لقب کس وجہ سے ہوا فرمایا کہ میں ایک دفعہ سفر سے بغداد کو ننگے پاؤں واپس آرہا تھا کہ ایک مریض (جس کا رنگ زرد اور بدن نہایت نحیف تھا) ملا اور کہا کہ براہ مہربانی سہارا دے کر مجھے بٹھا دیجئے کیونکہ مجھ میں بیٹھنے کی طاقت نہیں میں نے اسے سہارا دے کر بٹھایا تو دیکھتا ہوں کہ وہ بالکل شفاءیاب ہو گیا وہ ضعف نہ رہا اور نہ زردی وہ ایک قوی ہیکل خوبصورت جوان نظر آتا تھا اس نے پوچھا کہ آپ نے مجھے پہچانا میں نے کہا نہیں فرمایا میں دین ہوں نہایت خستہ حال غریب الغرباء تھا جیسے آپ نے دیکھا اب آپ کی برکت سے خدا تعالیٰ نے مجھے زندہ کر دیا۔

اس کے بعد جامع مسجد میں گیا تو ایک شخص مجھے ننگے پاؤں دیکھ کر جوتا لایا اور سیدی محی الدین کہہ کر پکارا جب میں

نماز سے فارغ ہوا تو چاروں طرف سے لوگ محی الدین کہتے ہوئے میرے ہاتھ پر بوسہ دینے کے لئے دوڑے حالانکہ اس سے قبل مجھے کسی نے اس لقب سے نہیں پکارا تھا اور یہ لقب اتنا مشہور ہوا کہ یہی میرا نام بن گیا (تکملہ امام یافعی)

قصیدۂ غوثیہ شریف میں خود حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

انا الجیلی محی الدین اسمی اعلامی علے راسی الجبال

میں جیلی (گیلاں کا رہنے والا ہوں) اور محی الدین میرا نام ہے میرے نشانات پہاڑوں کی چوٹیوں پر لہرا رہے ہیں۔

سوال

زندکرنا تو اللہ تعالیٰ کا کام ہے پھر یہ کام غیر اللہ کے لئے شرک ہے۔

جواب

واقعی زندہ کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے لیکن یہاں مجازاً کہا گیا ہے بوجہ اس سبب کے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں دین کو ایک نئی زندگی ملی اور مجازات کلامِ عرب میں عام ہیں مثلاً کہا جاتا ہے "انبتت الربیع البقل" بہار نے سبزہ اُگایا حالانکہ سب کو معلوم ہے کہ سبزہ اُگانا، پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے لیکن بہار چونکہ اس کے اُگنے کا سبب ہے اسی لئے اس کی طرف اُگانے کی نسبت مجازاً کی گئی ہے۔ ایسے ہی حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سمجھئے کہ آپ خادمِ دین ہیں جس طرح درخت کو پانی سرسبز کرتا ہے اسی طرح دین کی اشاعت دین کو زندہ رکھتی ہے اور حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس طرح اشاعت دین فرمائی وہ آپ ہی کا حصہ ہے اس کی تفصیل فقیر کی حدائق بخشش کی اسی شرح کی جلد اول میں ملاحظہ ہو۔

یا خدا تجھ تک ہے سب کا منتہی
اولیاء کو حکم نصرت کیجئے

حل لغات

منتہی، اسم مفعول لیکن یہاں مصدر کے معنی میں ہے

شرح

اے اللہ کریم (جل جلالہ) تجھ تک تو ہی تمام انبیاء و اولیاء کا انتہا ہے فلہٰذا تو ہی اولیائے کرام کو حکم فرما کہ وہ ہماری مدد فرمائیں۔

اس شعر میں وہابیوں سے ان تمام واتہامات وتہابانات کا قلع قمع فرمایا ہے جس میں وہ صاف کہتے ہیں کہ اہل سنت انبیاء واولیاء کو سب کچھ مانتے ہیں اللہ تعالیٰ کا درمیان میں کوئی واسطہ نہیں حالانکہ یہ اہل سنت کا عقیدہ نہیں یہ وہابیوں دیوبندیوں کا گھڑا ہوا ہے۔ ہمارا یہی عقیدہ ہے کہ انبیاء واولیاء کی جملہ شانیں اور فضائل وکمالات اللہ تعالیٰ کی عطا ہیں اور اسی کے اذن سے انبیاء واولیاء تصرف فرماتے ہیں جیسا کہ امام بخاری حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

ماا عطیکم ولا اضعکم انا قاسم اضع حیث امرت. (بخاری جلد۴ صفحہ۱۰۳)

میں نہ تمہیں دیتا ہوں نہ چھوڑتا ہوں میں تو بانٹنے والا ہوں وہیں رکھتا ہوں۔

امام مسلم نے حدیث "انما انا قاسم" روایت کی ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کی شرح میں لکھتے ہیں

معناه أن المعطى حقيقة هو الله تعالى ولست أنا معطيا وانما أنا خازن على ما عندى ثم أقسم ما أمرت بقسمته على حسب ما أمرت به فالأمور كلها بمشيئة الله تعالى وتقديره والانسان مصرف مربوب. (شرح مسلم شریف کتاب الزکوۃ، صفحہ۳۳۳)

اس حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ دینے والا حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہی ہے میں دینے والا نہیں ہوں خدا نے مجھے خازن بنایا ہے میں اسی کے حکم کے ماتحت اس کی تقسیم کرتا ہوں سب معاملے اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تحت ہیں۔

یہی کیفیت جملہ انبیاء واولیاء کی ہے لیکن اس کا یہ مطلب نکالنا بھی غلط ہے کہ وہ حضرات عام ماذون ومختار نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نبوت وولایت کی عطاء پر عام اختیار وتصوف کی بھی اجازت بخشتا ہے۔ تفصیل کے لئے فقیر کی تصنیف "التصرفات" کا مطالعہ کیجئے۔

میرے آقا حضرتِ اچھے میاں
ہو رضاؔ اچھا وہ صورت کیجئے

شرح

میرے آقا حضرت سیدی اچھے میاں (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) آپ کا مرید اور غلامِ رضا (اہل سنت) اچھا ہو اس کے لئے کوئی اچھی تدبیر بنایئے۔

اچھے میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

جیسا کہ بار بار عرض کیا گیا ہے سیدنا اچھے میاں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے جد طریقت سیدنا شاہ آل احمد ہیں اور اچھے میاں آپ کا لقب مبارک ہے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا انہیں اپنے اچھے ہونے کی استدعا کی ہے اور یہ عقیدہ اہل سنت کے عین مطابق ہے بلکہ صوفیہ کرام کی اصطلاح پر ہر شیخ طریقت اپنے مریدین کی روحانی ہر کیفیت سے باخبر اور آگاہ ہے اور یہ عقیدہ فضلائے دیوبند کے مشائخ اور ان کے مرشدانِ طریقت کا ہے۔

نعت

زمین و زماں تمہارے لئے مکین و مکاں تمہارے لئے

چنیں و چناں تمہارے لئے بنے دو جہاں تمہارے لئے

حل لغات

زمین، وہ خاکی کرہ جس پر ہم رہتے ہیں، دھرتی، دنیا، خطہ، ملک، خاک، بنیاد، تہ، غزل کی ردیف، قافیہ یا وزن، بحر، کپڑے یا کاغذ کا رنگ یہاں پہلا معنی مراد ہے۔ زمان، وقت، عرصہ، رُت۔ مکین، مکان میں رہنے والا۔ مکان، رہنے کی جگہ، گھر۔ چنیں و چناں، ایسی ایسی باتیں۔ دو جہاں، دنیا و آخرت کے جہان لیکن یہاں مطلق جہان مراد ہیں یعنی جملہ عوالم ہژدہ ہزار یا اس سے کم و بیش۔

شرح

زمین کے متعلق حتمی فیصلہ نہیں کہ وہ سات ہوں کیونکہ قرآن مجید میں ''مثلھن'' ہے اس سے قطعیت ثابت نہیں ہوتی ظنیات سے ہے لیکن یہ ظنیات بھی یقینیات کی طرح ہے اسی لئے جمہور اہل اسلام کا مذہب ہے کہ یہ سات طبقے ہیں اور ایک دوسرے کے اوپر نیچے ہیں۔ ہر طبقہ کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے اور ہر طبقہ میں مخلوق ہے۔ ضحاک نے اختلاف کیا ہے لیکن امام قرطبی نے فرمایا کہ جمہور کا مذہب حق اور صحیح ہے۔ احادیث مبارکہ کی تائید اسی کو حاصل ہے یہ شعر بلکہ ساری غزل حدیث لولاک کی تفصیل ہے۔ فقیر اُویسی غفرلہ نے اس حدیث شریف کی تحقیق میں رسالہ ''شرح حدیث لولاک'' لکھا ہے۔ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کی ایک تصنیف مبارک ہے بنام ''تلالا الا فلاک بجلال حدیث لولاک'' ''المجمل المعدد'' ہے (عربی، اردو) مسودہ ''حدیث لولاک کا ثبوت'' فقیر اس کی زیارت سے محروم ہے۔ اس حدیث شریف کے متعلق جملہ اہل اسلام اسلاف صالحین متفق ہیں کہ یہ معناً و

مفہوماً صحیح ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو جملہ عوالم کے ایجاد کا سبب بنایا ہے جس پر بے شمار شواہد احادیث و اقوال سلف و خلف موجود ہیں۔ ادوارِ سابقہ میں خوارج وغیرہم نے فضائل و کمالات کا انکار کر ڈالا اب ان کے تصورات کو زندہ کرنے کے لئے اکثر کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ کا جدید فرقے ''وہابی نجدی، دیوبندی غیر مقلدین اور مودودی وغیرہا'' کو انکار ہے حدیث لولاک بھی اسی زد میں ہے بلکہ ان کے جہلاء نے علمی رعب جماتے ہوئے کہہ دیا کہ سرے سے لفظ افلاک ہے ہی غیر فصیح وغیرہ وغیرہ حالانکہ اس کا اطلاق قرآن مجید کی آیات میں بھی آیا ہے اور یہ اسماء و سموات کا غیر اور یہ دونوں الگ الگ چیزیں ہیں چنانچہ قاموس میں ہے

الفلک متحرکة مدار النجوم والجمع افلاک والمنجمعون یقولون انه سبعة اطواق دون السماء و

کذا فی تاج العروس

فلک ستاروں کے مدار کو کہتے ہیں اور اس کی جمع افلاک ہے اور اہلِ نجوم کہتے ہیں کہ فلک آسمان کے نیچے سات چکر ہیں اور اسی طرح تاج العروس میں بھی ہے۔

یہ کتب لغت ہیں مفسرین کے اقوال بھی اہلِ لغت کی تائید میں ہیں چنانچہ تفسیر قرطبی میں ہے

قال الحسن الشمس والقمر والنجوم فی فلک بین السماء والارض

سورج، چاند اور ستارے فلک میں ہیں جو آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔

مزید حوالہ جات و تحقیق فقیر کے رسالہ مذکورہ میں ہے۔

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ا (پارہ ۱، سورۃ البقرہ، آیت ۲۹)

وہی ہے جس نے تمہارے لئے بنایا جو کچھ زمین میں ہے۔

یعنی کانیں، سبزے جانور، دریا، پہاڑ جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ تعالیٰ نے تمہارے دینی و دنیوی نفع کے لئے بنائے دینی نفع اس طرح کہ زمین کے عجائبات دیکھ کر تمہیں اللہ تعالیٰ کی حکمت و قدرت کی معرفت ہو اور دنیوی منافع یہ کہ کھاؤ پیو آرام کرو اپنے کاموں میں لاؤ۔

فائدہ

اس آیت سے ثابت ہوا کہ زمین و مافیہا بندوں کے لئے پیدا فرمایا تو اس قاعدہ پر کہ اگر کہہ دیا جائے کہ جملہ عالمین اپنے محبوب ﷺ کے لئے پیدا فرمایا تو کون سا حرج ہے جبکہ آیاتِ مبارکہ میں اس کی تصریح بھی ہے۔ علاوہ ازیں

آیاتِ تسخیر، سخر میں لام تخصیص یا نفع کی ہے سے بھی یہی مقصد ہے اور علم کلام کا قاعدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے افعال معللہ بالاغراض والعلل سے منزہ ہیں تو جب اللہ تعالیٰ کو تخلیق عوالم سے اپنا کوئی فائدہ اورغرض ہے کیونکہ وہ نفع وغرض سے منزہ ہے تسلیم کرنا پڑے گا کہ عالمین کی تخلیق کسی کے لئے ہے اور وہ اس کا حبیب ﷺ ہے اس لئے علماء کرام نے فرمایا عالمین کی تخلیق کی علت نمائی حضور اکرم ﷺ ہیں۔

فیصلہ

اللہ تعالیٰ کو کسی شے کی ضرورت نہیں نہ ہی وہ کسی عبادت وغیرہ کا منتظر ہے (معاذ اللہ) کوئی ہوتو وہ بھی خدا (تعالیٰ) ہے اور کوئی نہ ہوتو تب بھی وہ خدا (تعالیٰ) ہے۔ حدیث شریف میں ہے

وکان اللہ ولم یکن معه شي واحد ن کما کان

اللہ تعالیٰ تھا اس کے ساتھ کوئی شے نہیں اور اب بھی اسی طرح ہے جیسے تھا

یعنی تخلیق کائنات سے پہلے بھی وہی تھا اب بھی وہی ہے تو ثابت ہوا کہ جملہ عالمین اپنے لئے نظارۂ حبیب ﷺ کے لئے پیدا فرمائے جیسا کہ احادیث میں ہے۔

احادیث مبارکہ

(۱) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے

لولاک ماخلقت الجنة ولولاک ماخلقت النار

(۲) سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے "لولاک ما خلقت الدنیا" ہے چنانچہ دوسری اور چوتھی تسدلیس میں دونوں روایتیں مذکور ہوئیں۔

فائدہ

حضرت مولانا انوار اللہ حیدر آبادی خلیفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہما اللہ تعالیٰ یہ دونوں حدیثیں لکھ کر فرماتے ہیں یہاں معلوم کرنا چاہیے کہ آج کل جو غل مچ رہا ہے کہ "لولاک لما خلقت الافلاک حدیث" موضوع ہے یہ تسلیم بھی کیا جاوے تو اہل جرح کو اس سے فائدہ کیا۔ زمین، دریا، جنت، دوزخ، ثواب، عقاب جملہ آدمیوں کے جد بزرگوار بلکہ ساری دنیا جب بدولت آنحضرت ﷺ کے پیدا ہوئی تو افلاک کیا چیز ہے۔ دیکھ لو جنت، دوزخ بدولت حضرت محمد ﷺ کے پیدا ہونے کی حدیث کو حاکم، دیلمی، سبکی، بلقینی نے روایت کیا ہے اور زمین ودریا پیدا ہونے کی حدیث کو ابن سبع اور

عزفی نے اور دنیا طفیلی ہونے کی حدیث کو ابن عسا کرنے اور ثواب وعقاب کی حدیث کو ابن سبع وعرفی نے اور خلق آدم علیہ السلام کی حدیث کو طبرانی، حاکم، بیہقی، ابن عسا کر کو ابو نعیم ابو الشیخ بلقینی سبکی نے چنانچہ دوسری اور چوتھی تسدلیس میں ان احادیث کا ذکر ہو چکا اور خصائص کبریٰ میں امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے

اخرج الحاکم والبیهقی والطبرانی فی الصغیر وأبو نعیم وابن عساکر عن عمر بن الخطاب رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ لما اقترف آدم الخطیئة قال یا رب بحق محمد لما غفرت لی قال وکیف عرفت محمدا قال لأنک لما خلقتنی بیدک ونفخت فی من روحک رفعت رأسی فرأیت علی قوائم العرش مکتوبا لا إله إلا الله محمد رسول الله فعلمت انک لم تضف إلی اسمک إلا احب الخلق إلیک قال صدقت یا آدم ولولا محمد ما خلقتک

روایت کیا حاکم اور بیہقی اور طبرانی نے صغیر میں اور ابو نعیم اور ابن عسا کر نے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جب آدم علیہ السلام مرتکب خطا ہوئے عرض کی یا رب بحق محمد ﷺ تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے بخش دے ارشاد ہوا کہ تم نے محمد ﷺ کو کیسے پہچانا۔ عرض کیا جب تو نے مجھے پیدا پیدا کیا اور اپنی روح مجھ میں پھونکی تو میں نے سر اُٹھایا دیکھا کہ عرش پر "لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ" لکھا ہوا ہے اس سے میں سمجھ گیا کہ اپنے نام کے ساتھ اسی کا نام تو نے ملایا ہوگا جو محبوب ترین خلق تیرے پاس ہے۔ ارشاد ہوا اے آدم علیہ السلام تم سچ کہتے ہو اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں تم کو نہ پیدا کرتا۔ انتہی

الحاصل ان سب روایات سے معلوم ہوا کہ تمام عالم کا وجود آنحضرت ﷺ کا طفیلی ہے۔ اب کہئے افلاک اس سے کہاں نکل سکیں گے بلکہ خود افلاک کا نام بھی صراحۃً علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی روایت میں آچکا ہے جو دوسری تسدلیس میں مذکور ہے اب باقی رہی یہ بات کہ یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ موضوع ہے سو یہ بحث علمی ہے۔ اعتراض کرنے والے سب ایسے نہیں ہیں کہ ابحاثِ علمیہ سے واقف ہوں بلکہ اکثر تو ایسے ہوں گے کہ لفظ حدیث کے معنی تک نہ جانتے ہوں گے ایسے لوگوں کا ایسے موقع میں مقصود کچھ اور ہی ہوتا ہے خیر الغیب عنداللہ۔ ابن جوزی نے تو اس حدیث کو موضوعات کی کتاب الفضائل میں ذکر نہیں کیا باوجودیکہ کمال تشدد ان کا ظاہر ہے کہ اکثر احادیث ضعیفہ کو بھی داخل موضوعات کر دیا ہے ہاں ملا علی قاری نے موضوعاتِ الحدیث میں خلاصہ سے نقل کیا ہے کہ صنعانی نے اس حدیث کو موضوع کہا ہے مگر ساتھ ہی یہ بھی لکھا کہ معنی اس کے صحیح ہیں کیونکہ دیلمی کی روایت میں "لولاک ما خلقت الجنة و

لولاک ما خلقت النار اوٗرابن عساکر کی روایت میں "لولاک ما خلقت الدنیا" ہے۔

الحاصل

حدیث لولاک صحیح ہے گوالفاظ میں کسی قدر ضعف ہو۔

بنے دو جہان تیرے لئے

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے انوارِاحمدی صفحہ ۳۵ تا ۳۸ میں لکھا کہ بعض روایات میں ہے حق جلالہ اپنے حبیب کریم ﷺ سے ارشاد فرماتا ہے

یامحمد انت نور نوری وسرسری وکنوز ھدایتی و خزائن معرفتی جعلت فدالک ملکی من العرش الیٰ ما تحت الارضین کلھم یطلبون رضای وانا اطلب رضاک یا محمد (تجلی الیقین)

اے محمد ﷺ تو میرے نور کا نور ہے اور میرے راز کا راز اور میری ہدایت کی کان اور میری معرفت کے خزانے میں نے اپنا ملک عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک سب تجھ پر قربان کردیا۔ عالم میں جو کوئی ہے سب میری رضا چاہتے ہیں اور میں تیری رضا چاہتا ہوں۔ اے محمد ﷺ

زمین وزماں تمھارے لئے

امام ابن سبع وعلامہ عزفی سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ناقل ہیں

ان اللہ تعالیٰ قال لنبیہ من اجلک اسطح البطحاء واموج الموج وارفع السماء واجعل الثواب والعقاب

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اکرم ﷺ سے فرمایا میں تیرے لئے بچھا تا ہوں زمین اور موجزن کرتا ہوں دریا اور بلند کرتا ہوں آسمان اور مقرر کرتا ہوں جزاوسزا۔ (ذکرہ الزرقانی فی الشرح)

ان سب روایات کا حاصل وہی ہے کہ تمام کائنات نے خلعت وجود حضور سید الکائنات ﷺ کے صدقہ میں پایا۔

اسی کو دوسری جگہ فرمایا

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو — جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

مکین ومکان تمھارے لئے

شارحِ بخاری حضرت امام قسطلانی مواہب لدنیہ میں حدیث نقل فرماتے ہیں کہ سیدنا آدم علیہ السلام نے عرض کی

الٰہی تو نے میری کنیت ابو محمد کس لئے رکھی؟ حکم ہوا اے آدم اپنا سر اُٹھا۔ آدم علیہ السلام نے سر اُٹھایا پردہ عرش میں محمد ﷺ کا نور نظر آیا عرض کی الٰہی یہ نور کیسا ہے فرمایا

هذا نور نبي من ذريتك اسمه في السماء أحمد، وفي الأرض محمد، لولاه ما خلقتك ولا خلقت سماء ولا أرضا

یہ نور اس نبی کا ہے جو تیری ذریت یعنی اولاد سے ہوگا اس کا نام آسمان میں احمد ہے اور زمین میں محمد اگر وہ نہ ہوتا تو میں تجھے نہ آسمان و زمین کو پیدا کرتا۔

نیز اسی مواہب لدنیہ میں ہے کہ جب آدم علیہ السلام جنت سے باہر آئے ساقِ عرش اور ہر مقام بہشت میں نامِ پاک محمد ﷺ کا نام الٰہی سے ملا ہوا لکھا دیکھا عرض کی الٰہی اس بیٹے کی حرمت سے اس باپ پر رحم فرما۔ ارشاد ہوا اے آدم اگر تو محمد ﷺ کے وسیلہ سے تمام اہل آسمان و زمین کی شفاعت کرتا ہم قبول فرماتے۔

دہن میں زباں تمہارے لئے بدن میں ہے جاں تمہارے لئے
ہم آئے یہاں تمہارے لئے اُٹھیں بھی وہاں تمہارے لئے

حل لغات

دہن (فارسی) منہ، وہاں کا مخفف، مکھ، زخم، چھید۔

شرح

جملہ مخلوق کی زبانیں (اے حبیب خدا ﷺ) آپ کے لئے ہیں اور سب کی جانیں بھی آپ کے لئے ہیں اور ہم یہاں دنیا میں آئے ہیں تو آپ کے لئے اور قیامت بھی اُٹھنا ہوگا تو آپ کے لئے۔

شیخ سعدی قدس سرہ نے فرمایا

زباں تابود در دھن جائے گیر ثنائے محمد بود دل پذیر (ﷺ)

مولانا نور محمد ایمن آبادی مرحوم کہتے ہیں

میں سو جاؤں مصطفیٰ کہتے کہتے کھلے آنکھ صل علیٰ کہتے کہتے

لطیفہ

چونکہ دیوبندیوں وہابیوں نے اہل سنت کے امام احمد رضا فاضل بریلوی کو بدنام کرنے کی سعی میں ہر طرح کا حربہ

استعمال کیا ہے خواہ افتراء کر کے یا سو من جھوٹ بول کر۔ ایک کتاب دھماکہ شائع کی اس میں لکھا کہ بریلویوں کے مشہور نعت خواں نور محمد امین آبادی اپنے مجموعۂ کلام میں لکھتے ہیں

میں سو جاؤں یا مصطفیٰ کہتے کہتے ۔۔۔ کھلے آنکھ صل علیٰ کہتے کہتے

حبیب خدا کو خدا کہتے کہتے ۔۔۔ خدا مل گیا مصطفیٰ کہتے کہتے

تردید دھماکہ

اس کے رد میں مولانا حسن علی رضوی میلسی مدظلہ نے قہر خداوندی بردھماکۂ دیوبندی میں لکھا کہ ان اشعار کے اندراج اور مولانا نور محمد کے نام منسوب کرنے میں کس قدر بے ایمانی کی گئی اس کا انکشاف تب ہوا جب ہم نے شیخ غلام حسین کتب فروش کشمیری بازار لاہور کا شائع کردہ کتابچہ ''نعت نور محمد'' کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ مصنف دھماکہ کی خیانتیں ملاحظہ ہوں نہ تو مولانا نور محمد صاحب مرحوم اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہ کے مرید ہیں نہ شیخ غلام حسین کے شائع کردہ کتابچہ پر مولانا نور محمد ایمن آبادی کا نام مذکور ہے البتہ

حبیب خدا کو خدا کہتے کہتے

ضرور لکھا ہے جو سراسر غلط ہے مگر اس کی ذمہ داری اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی پر کیونکر آ گئی؟ یا دوسرے بریلویوں کو کس طرح موردِ الزام ٹھہرایا جا سکتا ہے اس نظم کا یہ مصرعہ اس طرح ہے

حبیب خدا کو مجتبیٰ کہتے کہتے

جو کسی غیر ذمہ دار یا بدعقیدہ کاتب کی غلطی یا بدعقیدگی کے باعث ''حبیب خدا کو خدا کہتے کہتے'' لکھا گیا۔ اس مصرعہ میں حبیب خدا کا لفظ ہی بتا رہا ہے کہ شاعر حبیب خدا کا قائل ہے حبیب خدا کو خدا کہنے کا قائل نہیں ورنہ حبیب نہ کہتا لہٰذا ماننا پڑے گا کہ یہ مصرعہ حقیقتاً اس طرح ہے

حبیب خدا کو مجتبیٰ کہتے کہتے

ہر زبان پر ذکر مصطفی ﷺ

ابو نعیم انس بن مالک اور بیہقی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ''دلائل النبوۃ'' میں راوی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

لما فرغت مما أمرنی اللہ بہ من أمر السموات قلت یا رب إنہ لم یکن نبی قبلی إلا و قد أکرمتہ

جعلت إبراهيم خليلا وموسى كليما وسخرت لداود الجبال ولسليمان الريح والشياطين وأحييت لعيسى الموتى فما جعلت لي قال أو ليس قد اعطيت افضل من ذلک كله لا اذكر الا ذكرت معي. (الحدیث)

جب میں حسب ارشاد الٰہی سیر سموت سے فارغ ہوا اللہ تعالیٰ سے عرض کی اے رب میرے مجھ سے پہلے جتنے انبیاء تھے سب کو تو نے فضائل بخشے ابراہیم کو خلیل کیا، موسیٰ کو کلیم، داؤد کے لئے پہاڑ مسخر کئے، سلیمان کے لئے ہوا اور شیاطین، عیسیٰ کے لئے مُردے جلائے، میرے لئے کیا کیا؟ ارشاد ہوا میں نے تجھے ان سے افضل بزرگی عطا نہ کی کہ میری یاد نہ ہو جب تک تو میرے ساتھ یاد نہ کیا جائے۔

اور اس کے سوا اور فضائل ذکر فرمائے۔ یہ لفظ حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہیں اور حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں ہے۔ رب جلالہ نے فرمایا

ما أعطيتک خير من ذلک أعطيتک الكوثر وجعلت اسمک مع اسمي ينادى به في جوف السماء (الی ان قال) وخبأت شفاعتک ولم أخبأها لنبي غيرک

یعنی جو میں نے تجھے دیا وہ ان سب سے بہتر ہے میں نے تجھے کوثر عطا فرمایا اور میں نے تیرا نام اپنے نام کے ساتھ کیا کہ جوف آسمان میں اس کی ندا ہوتی ہے اور میں نے تیری شفاعت ذخیرہ کر رکھی ہے اور تیرے سوا کسی نبی کو یہ دولت نہ دی۔

فائدہ

یہ مضمون مطابق آیتِ قرآن مجید ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَ رَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ (پارہ ۳۰، سورۃ الانشراح، آیت ۴)

اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کیا۔

احادیث مبارکہ

امام ابو نعیم حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ سید عالم، نورِ مجسم ﷺ نے جبریل امین سے اس آیت کے متعلق استفسار فرمایا یعنی یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرا ذکر کیسے بلند فرمایا جبریل امین نے عرض کی

اذا ذكرت ذكرت معي. (خصائص جلد ۲ صفحہ ۱۹٦)

اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ جب میرا ذکر کیا جائے گا تو آپ کا بھی ذکر ہوگا۔

فائدہ

ثابت ہوا کہ جہاں ذکر خدا ہے وہاں ذکر مصطفیٰ بھی ہے ذکر خدا ذکر مصطفیٰ کے بغیر بیکار ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا ذکر عین ذکر الٰہی ہے اگر کوئی ذکر الوہیت کے ساتھ اقرارِ رسالت نہ کرے تو کافر ہے۔

ذکر خدا جوان سے جدا چاہو نجدیو　　　واللہ ذکر حق نہیں کنجی سقر کی ہے

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

رفع الله ذكره في الدنيا والآخرة فليس خطيب ولا متشهد ولا صاحب صلاة إلا ينادى أشهد أن لا إله إلا الله وأشهد أن محمدا رسول الله. (خصائص جلد۲صفحہ۱۹۶)

اللہ عزوجل نے حضور کا ذکر دنیا وآخرت میں بلند فرمایا ہے۔ کوئی خطیب کوئی کلمہ پڑھنے والا اور نماز ادا کرنے والا ایسا نہیں ہے جو شہادتِ الوہیت کے ساتھ شہادتِ رسالت ادا نہ کرے۔

خطبات میں کلموں میں اقامت میں اذاں میں　　　ہے نامِ الٰہی سے ملا نامِ محمد ﷺ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جبریل نے آکر عرض کی کہ رب جل وعلا فرماتا ہے

قربت اسمک مع اسمی فلا اذکر فی موضع حتی تذکر معی

ہم نے آپ کے نامِ نامی کو اپنے نام سے ملایا پس نہ ذکر کئے جائیں گے ہم کسی جگہ یہاں تک کہ آپ ہمارے ساتھ ذکر کئے جائیں۔

چنانچہ یہی دونوں جہان میں معمول فرمایا گیا کہ جہاں اللہ کا نام ہے وہاں اس کے محبوب محمد رسول اللہ ﷺ کا نام ہے جہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے وہاں اس کے پیارے حبیب کا ذکر ہوتا ہے کوئی کلمہ گو کوئی مصلّی کوئی متشہد کوئی موذن وخطیب ایسا نہیں جو اللہ کے نام اور اللہ کے ذکر کے ساتھ اس کے پیارے حبیب کا ذکر نہ کرتا ہو۔ پنج وقتہ اذان وا قامت ونماز وکلمہ طیبہ وکلمہ شہادت وخطبہ وغیرہ اشیاء میں سوائے تین مقام عطسہ وذبیحہ وآخر اذان کے سب جگہ برابر اللہ کے نام کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کا نام پکارا جاتا ہے اور اللہ کے ذکر کے ہمراہ حضور کا ذکر کیا جاتا ہے۔

خطبوں میں نمازوں میں اقامت میں اذان میں　　　ہے نامِ الٰہی سے ملا نامِ محمد ﷺ

تمام آسمان حتیٰ کہ عرشِ معلی اور تمام جنتیں اور ان کی اشیاء حور وغلمان، اشجار واثمار در و دیوار سب پر حضور کا نامِ نامی واسم گرامی منقوش وکندہ ہے گویا یہ دلیل اس امر کی ہے کہ یہ سب اشیاء ملک محمد رسول اللہ ﷺ ہیں اور حضور سب کے مالک

ومختار ہیں بزار ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے جب میں آسمان پر بلایا گیا تو میں کسی آسمان پر نہ گزرا مگر اُس پر کلمہ طیبہ

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ

منقوش پایا۔

طبرانی وغیرہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے عرض کی کہ میری خطا کو صدقہ میں محمد رسول اللہ ﷺ کے بخش دے فرمایا تو نے محمد کو کیسے پہچانا عرض کی کہ جب تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے بنایا اور مجھ میں اپنی روح ڈالی میں نے سر اُٹھایا

فرایت علی قوائم العرش وفی روایۃ فی کل موضع من الجنۃ مکتوبا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ فعلمت انہ کرم خلقک علیک

تو عرش کے پایوں پر اور جنت کے ہر گوشہ پر "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ" لکھا پایا پس جان لیا کہ وہ تیری بارگاہ میں تمام مخلوق سے زیادہ عزت والا ہے۔

فرشتے خدم رسول حشم تمام امم غلام کرم
وجود وعدم حدوث وقدم جہاں میں عیاں تمہارے لئے

حل لغات

فرشتے (فرشتہ کی جمع / بکسر تین) دراصل سین سے تھا از فرستادن مفعول سین کو شین سے تبدیل کیا گیا۔ ملک کا ترجمہ (غیاث) اس لفظ کو بفتح الفاء پڑھنا صحیح نہ ہوا۔ خدم (بفتحتین) خادم کی جمع (غیاث) حشم بفتحتین نوکران چاکراں اور وہ خدمت گار جو اپنے مخدوم کی خاطر دوسروں پر غضبناک ہو جائیں (غیاث) امم، امت کی جمع۔ حدوث، نئی پیدائش۔ قدم، بکسر القاف وفتح الدال بفتح الدال (دیرینہ وقدیم ہونا) عیاں بکسر اول آنکھ سے دیکھنا ومجازاً بمعنی ظاہر اسے بفتح العین پڑھنا غلط ہے۔ (غیاث)

شرح

(اے حبیب خدا ﷺ) ملائکہ آپ کے خدام اور رُسل کرام علیہم السلام آپ کے ہوا خواہ اور خدمت گزار تمام امتیں آپ کے کرم کی غلام ہیں عالم وجود ہو یا عدم عالم حادث یا قدم جملہ جہاں میں جو بھی ظاہر ہے سب کو آپ کے لئے ہے۔

خدام فرشتے

حضور سرورِ عالم ﷺ کی خدمت کے لئے بے شمار فرشتے مقرر ہیں چند نمونے حاضر ہیں۔

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ابوجہل نے کفارِ قریش سے کہا کہ لوگو کیا تمہارے سامنے (حضرت) محمد (ﷺ) نماز پڑھتے ہیں سجدہ کرتے ہیں۔ کہا ہاں، ابوجہل نے کہا لات وعزیٰ کی قسم اگر میں اس کو ایسا کرتا دیکھوں گا تو اس کو سخت اذیت پہنچاؤں گا اور ابوجہل جوشِ انتقام میں حضور اکرم ﷺ کے پاس آیا یہ عجیب اتفاق تھا کہ اس وقت حضور اکرم ﷺ نماز ہی میں مشغول تھے۔ ادھر حضور اکرم ﷺ نے سر سجدہ میں رکھا اُدھر ابوجہل پر شیطان سوار ہوا اور یہ سفاک اس خیال سے آگے بڑھا کہ (نصیب دشمناں) حضور اکرم ﷺ کی گردن مبارک پر قدم رکھ کر حضور کو اذیت پہنچائے قریب پہنچ کر قدم بڑھانا ہی چاہتا تھا کہ یکا یک وحشت زدہ ہو کر ایڑیوں کے بل واپس ہوا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو زور زور سے ہلانے لگا جیسے کوئی آدمی آگ میں جل رہا ہے اور وہ آگ سے بچنے کی کوشش میں ہاتھ ہلائے۔ ابوجہل لعین کے ساتھیوں نے جو جرأت و جسارت دیکھنے کے لئے آئے تھے دریافت کیا ابوجہل تجھ پر کیا آفت آئی اس طرح کیوں پیچھے بھاگ رہا ہے اس سے زیادہ مناسب موقع اور کب مل سکتا ہے۔ اس وقت تو حضرت محمد ﷺ بالکل تنہا ہیں کیوں بہادری نہیں دکھاتا۔

ابوجہل کہنے لگا کیا کہوں میں آپ کی جانب قدم بڑھانا ہی چاہتا تھا کہ میں نے دیکھا کہ میرے اور حضرت محمد ﷺ کے درمیان ایک خندق ہے جو دہکتی ہوئی آگ سے بھری ہوئی ہے جس سے اونچے اونچے شعلے اُٹھ رہے ہیں اور فرشتے حضور کی حفاظت کر رہے ہیں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اگر ابوجہل میرے قریب پہنچ جاتا تو آگ کے فرشتے اس کے جسم کا ایک ایک ٹکڑا کر کے اسے جہنم میں پہنچا دیتے۔ (مسلم)

جبرائیل و میکائیل

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے غزوۂ احد میں حضور اکرم ﷺ کے دائیں بائیں دو سفید پوش دیکھے کہ خوب جنگ لڑ رہے تھے میں نے پہلے انہیں نہیں دیکھا اس کے بعد بھی نہیں دیکھا اور وہ جبرئیل و میکائیل علیہم السلام تھے۔

فائدہ

اللہ تعالیٰ نے جنابِ رسول اللہ ﷺ کی مدد کے لئے اکثر غزوات میں فرشتوں کو بھیجا چنانچہ جنگِ بدر میں پانچ

ہزار فرشتے مدد کو آئے تھے اور یہ واقعہ کلام اللہ میں مذکور ہے اور جنگ حنین میں بھی فرشتے مدد کو آئے تھے اور جنگ اُحد میں بھی فرشتوں نے مدد کی چنانچہ جبرائیل و میکائیل کو حضرت سعد بن ابی وقاص نے مشاہدہ کیا تو یہ درحقیقت رسول اللہ ﷺ کا معجزہ اور سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت کیونکہ دنیا میں ایسے مشاہدات ناممکن اور خرقِ عادت اور ہر وہ امر جو بطورِ خرقِ عادت واقع ہو وہ معجزہ یا کرامت ہے۔

بہشتی گھوڑا

صحیح مسلم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ بروزِ بدر ایک مسلمان ایک مشرک کے پیچھے دوڑتا تھا کہ ناگاہ اس نے ایک کوڑنے مارنے کی آواز سنی۔ اُس نے بڑھاے حیزدم پھر کیا دیکھتا ہوں کہ وہ مشرک آگے چت پڑا ہے اور اس کی ناک ٹوٹ گئی اور منہ پھٹ گیا۔ کوڑے کی مار سخت تھی اور وہ تمام جگہ سبز ہوگئی جہاں میں نے فرشتے کو دیکھا تھا آنحضرت ﷺ کو واقعہ سنایا تو آپ نے فرمایا تو سچ کہتا ہے یہ فرشتہ تیسرے آسمان سے اُتر کر ہماری مدد کے لئے حاضر ہوا تھا۔ (الکلام المبین)

رسول حشم

ہر رسول اور ہر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام حضور اکرم ﷺ کا نیاز مند اور مدح سرا ہے جیسا کہ آیۃ میثاق کی نصِ صریح سے ثابت ہے۔

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ . (پارہ ۳، سورۃ آل عمران، آیت ۸۱)

اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا۔

اس آیۃ کریمہ کی تفسیر میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آخر تک جس قدر انبیاء بھیجے سب سے سرکارِ اقدس ﷺ کے بارے میں یہ عہد لیا کہ تمہاری زندگی میں اگر محمد رسول اللہ ﷺ مبعوث ہو جائیں تو ان پر ایمان لانا اور ان کی مدد کرنا یونہی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی روایت آئی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اس آیۃ کریمہ میں اس عہد کو کس قدر مہتم بالشان ٹھہرایا ہے کہ اس سے زائد اہتمام متصور ہی نہیں ہو سکتا۔ انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں ان سے حکم الٰہی کے خلاف عمل ہی نہیں ہو سکتا لیکن صرف اس پر اکتفا نہ کیا گیا کہ وہ تمہارے پاس آئے تو اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا بلکہ اس عہد کو "لامِ قسم" سے مؤکد کیا جاتا ہے کہ "لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ" پھر اس پر

''نون تاکید'' لائے اور وہ بھی ''ثقیلہ'' کہ تاکید میں بھی زیادتی پیدا کرے پھر کمالِ اہتمام ملاحظہ کیجئے کہ حضراتِ انبیاء علیہم السلام ابھی جواب نہ دینے پائے کہ خودہی تقدیم فرما کر پوچھتے ہیں کہ '' ءَاَقْرَرْتُمْ ''کہ تم نے اقرار بھی کیا؟ پھراس پر بھی بس نہیں بلکہ فرماتے کہ '' اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ''میرا بھاری ذمہ لو پھر ''عَلٰى هذا'' کافی تھا لیکن ''عَلٰى ذٰلِكُمْ'' کہ بعد اشارت دلیل عظمت ہے عرض کیا ہم نے اقرار کیا پھر اس اقرار کو بھی قوت دی جاتی ہے کہ ''فَاشْهَدُوْا'' یعنی آپس میں ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور اس پر بھی بس نہیں فرمایا جاتا ہے ''وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ '' یعنی یہ بھی یاد رکھنا کہ میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔ ٹھکانا ہے تاکیدات کا؟ پھر اس قدر عظیم جلیل تاکیدوں کے بعد بھی ان معصومین حضرات کو سخت تہدید اور فرمادی گئی کہ

فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (پارہ ۳، سورۃ آل عمران، آیت ۸۲)

تو جو کوئی اس کے بعد پھرے تو وہی لوگ فاسق ہیں۔

اس عہد ربانی کے مطابق ہمیشہ حضراتِ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی پاک و مبارک مجالس میں حضور کے مناقب کا ذکر کرتے اور امت سے حضور پر ایمان لانے اور ان کی مدد کرنے کا عہد لیتے رہے۔ یہاں تک کہ پچھلے رسول سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام ''وَ مُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِىْ مِنْۢ بَعْدِى اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ'' تشریف لائے جس کا ذکر قرآن میں فرمایا چنانچہ قدیم سے سب امتیں حضور اکرم ﷺ کی تشریف آوری کی خوشیاں مناتے اور حضور اکرم ﷺ کے توسل سے اپنے اعداء پر فتح کی دعائیں کرتے رہے جس کی تصدیق قرآن کریم فرماتا ہے

وَ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ الاية (پارہ ۱، سورۃ البقرہ، آیت ۸۹)

اور اس سے پہلے اسی نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے۔

پھر جب حضور اکرم ﷺ تشریف لائے تو وہ منکر ہو گئے۔

فائدہ

اس آیت کی تشریح میں ایک مستقل تصنیف ''التعظیم والمنۃ جواہر البحار'' میں تفصیل شامل کردی گئی ہے۔

نبی اور رسول میں فرق

جمہور علماء کا قول یہ ہے کہ نبی عام ہے اور رسول خاص۔ اصطلاح شریعت رسول اس کو کہتے ہیں جو اللہ کی طرف سے جدید کتاب یا جدید شریعت لے کر آیا ہو اور نبی وہ ہے جو بذریعہ وحی احکام خداوندی کی تبلیغ کرتا ہو۔ نبی کے لئے

جدید کتاب اور جدید شریعت کا ہونا شرط نہیں

اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّ نُوْرٌ ا يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ (پارہ ٦،سورۃ المائدہ، آیت ٤٤)

بیشک ہم نے توریت اتاری اس میں ہدایت اور نور ہے اس کے مطابق یہود کو حکم دیتے تھے ہمارے فرمانبردار نبی۔

یہ آیت انبیاء بنی اسرائیل کے بارے میں اتری جو کہ توریت اور شریعت موسویہ کے مطابق حکم دیتے تھے نبی تھے نگران کے پاس نہ کوئی مستقل کتاب تھی اور نہ مستقل ہے شریعت۔ خلاصہ یہ کہ رسول خاص ہے اور نبی عام ہے اور حضور انبیاء و رسل کُل کے کُل کے آقا و مولیٰ ہیں۔ (ﷺ)

اس ارشادِ ربانی کے مطابق ہمیشہ حضرات انبیاء علیہم السلام سرورِ عالم ﷺ کے مناقب جلیلہ و مناصب رفیعہ کی نشر و اشاعت کرتے رہے اور اپنی پاک و مبارک مجالس و محافل میں حضور کی یاد و مدح کرتے اور اپنی امتوں سے حضور پرنور پر ایمان لانے اور مدد کرنے کا عہد لیتے رہے چنانچہ حضرت علی فرماتے ہیں

لم يبعث الله نبيا من ادم فمن دونه الا اخذ عليه العهد فى محمد ﷺ لئن بعث وهو حى ليومن به ولينصرنه ويا خذا لعهد بذلک علىٰ قومهٖ

یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آخر تک جتنے انبیاء بھیجے سب سے محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں عہد لیا کہ اگر یہ اس نبی کی زندگی میں مبعوث ہوں تو وہ ان پر ایمان لائے اور ان کی مدد کرے اور اپنی امت سے اس مضمون کا عہد لے۔

تمام امم

اس لئے کہ حضور اکرم ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (پارہ ١٧،سورۃ الانبیاء، آیت ١٠٧)

اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے

عالم ماسوا اللہ کو کہتے ہیں جس میں انبیاء، ملائکہ، جنات، انسان، شجر و حجر، صحرا و دریا بیسیوں قسم کے عوالم ہیں اور اس آیۃ کریمہ سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ سب پر رحمت ہیں چنانچہ حضرت شاہ صاحب محدث علیہ الرحمۃ نے اپنی اس بیت میں اشارہ فرمایا ہے فرماتے ہیں

فاشهدان الله راحم خلقه وانک مفتاح كنز المواهب

یعنی کہ میں اس کی شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر رحم کرنے والا ہے اور اس کی (شہادت دیتا ہوں) کہ حضور نعمتوں اور بخششوں کے خزانے ہیں۔

غلام کرم

جیسا کہ اوپر مذکور ہوا کہ آپ جملہ عالمین کے لئے رحمت ہیں تو ایسے ہی سب کے لئے نعمت بھی آپ کا اسم گرامی نعمۃ اللہ بھی ہے۔

صاحب دلائل الخیرات شریف نے اپنی ابیات میں جہاں اسم "رحمۃ اللہ" سے حضور کو خطاب کیا ہے وہاں آپ نے اسم "نعمت اللہ" سے بھی یاد کیا ہے وہ فرماتے ہیں

یا رحمة الله انی خائف وجد　　　یانعمة الله انی مفلس عانی

یعنی اے اللہ کی رحمت بیشک میں ڈر رہا ہوں، لرز رہا ہوں۔ اے خدا کی نعمت بے شبہ میں محتاج و عاجز ہوں۔

آگے چل کر فرماتے ہیں

ولیس فی عمل القی العلیم بہٖ　　　سوی محبتک العظمی و ایمانی

یعنی حضور میرے لئے امان اور پناہ ہو جائیں زندگی اور موت کی برائی سے اور میرے بدن کے جلنے سے۔

وکن غنی الذی ما بعدہ فلس　　　وکن فکانی من اغلال عصیانی

یعنی اور حضور میرے حق میں ایسی غنا اور لاپروائی ہو جائیں جس کے بعد پھر محتاجی نہ ہو اور حضور میرے گناہوں کے طوقوں سے چھٹکارے کا باعث ہو جائیں۔

وجود و عدم

عالم وجود تو آپ کے لئے لیکن عدم تو عدم ہی ہے وہ آپ کے لئے کیسے تو اس کا مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ عالم ظاہر وجود کا نام اور عالم باطن اگر چہ فی نفسہ موجود ہے لیکن بہ نسبت ہمارے عدم ہے تو آیۃ رحمة للعلمین ونذیر اللعلمین کے عموم کے مقتضا پر آپ عالم بطون کے بھی نذیر اور رحمۃ ہیں ﷺ

حدوث وقدم

حدوث کے لئے احادیث لولاک ہی دلیل کافی ہیں اور قدم بھی حضور اکرم ﷺ کے لئے ہے کہ خود اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم ﷺ سے فرمایا۔

کلیم و نجی مسیح و صفی خلیل و رضی رسول و نبی
عتیق و وصی غنی و علی ثنا کی زباں تمہارے لئے

حل لغات

کلیم، بات کرنے والا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا لقب، خدا تعالیٰ سے باتیں کرنے والا۔ نجی، نوح علیہ السلام کا لقب ہے۔ مسیح، عیسیٰ علیہ السلام۔ صفی، آدم علیہ السلام۔ رضی، ہر پسندیدہ شخصیت۔ عتیق، برگزیدہ، بزرگ، آزاد، پرانا، سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب۔ وصی، جسے وصیت کی گئی ہو، سربراہ، جانشین۔ غنی، دولت مند، امیر، دھنی، بے پرواہ۔

شرح

موسیٰ علیہ السلام، نوح علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام، آدم علیہ السلام اور جملہ پسندیدہ و برگزیدہ لوگ ایسے ہی تمام رسل کرام اور انبیاء علیہم السلام اور ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب کی زبانوں پر مدح و ثناء ہے تو آپ کی ہے۔

موسیٰ علیہ السلام

حضرت علامہ فاسی نے شرح دلائل الخیرات میں چند آیات تورات سے نقل فرمائیں جن میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا اے موسیٰ میری حمد بجالا جبکہ میں نے تجھ سے احسان کیا کہ اپنی ہمکلامی کے ساتھ تجھے احمد پر ایمان عطا فرمایا اور اگر احمد پر ایمان لانا نہ مانتا میرے گھر میں مجھ سے قرب نہ پاتا نہ میری جنت میں چین کرتا۔ اے موسیٰ تمام مرسلین سے جو کوئی احمد پر ایمان نہ لائے اور اس کی تصدیق نہ کرے اور اس کا مشتاق نہ ہو اس کی نیکیاں مردود ہوں گی اور اسے حکمت کے حفظ سے روک دوں گا اور اس کے دل میں ہدایت کا نور نہ ڈالوں گا اور اس کا نام دفتر انبیاء سے مٹا دوں گا۔ اے موسیٰ جو احمد پر ایمان لائے اور اس کی تصدیق کی وہی ہیں مراد کو پہنچے اور میری تمام مخلوق میں جس نے احمد سے انکار اور اس کی تکذیب کی وہی ہیں زیاں کار وہی ہیں پشیمان وہی ہیں بے خبر۔ (مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات)

ابو نعیم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سید المرسلین ﷺ فرماتے ہیں

اوحی اللہ الی بنی اسرائیل انہ من لم یقن باحمد ادخلتہ النار الی اٰخرہ

یعنی اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ بنی اسرائیل کو خبر دے دو کہ جو احمد کو نہ مانے گا اُسے دوزخ میں داخل کر دوں گا۔

عرض کیا احمد کون ہے؟ فرمایا کہ میں نے کسی مخلوق کو اس سے زیادہ عزت والا اپنی بارگاہ میں نہیں بنایا۔ میں نے آسمان وزمین کی پیدائش سے پہلے اس کا نام اپنے نام کے ساتھ عرش پر لکھا اور جب تک وہ اور اس کی امت داخل نہ لے جنت کو اپنی تمام مخلوق پر حرام کیا۔ عرض کیا اس کی امت کون ہے؟ فرمایا وہ بڑی حمد کرنے والی ہے اور دوسری صفاتِ جلیلہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمائیں۔ عرض کیا کہ الٰہی مجھے اس امت کا نبی فرمادے فرمایا ان کا نبی انہی میں سے ہوگا۔ عرض کیا مجھے اس کی امت میں داخل فرما فرمایا تو زمانے میں مقدم ہے اور وہ بعد میں آنے والا ہے مگر گھبراؤ نہیں ہمیشگی کے گھر میں تجھے اور اسے جمع کروں گا۔

علامہ فاسی مطالع المسرات (شرح دلائل الخیرات) میں تورات کی چند آیات نقل فرماتے ہیں جن میں حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

یا موسیٰ احمد فی اذا مننت علیک مع کلامی ایاک بالایمان باحمد ولو لم تقبل الایمان باحمد ما جاورتنی فی داری (الی اخرہ)

اے موسیٰ! میری حمد بجالا کہ میں نے تجھ پر احسان کیا کہ اپنی ہمکلامی کے ساتھ تجھے احمد پر ایمان عطا فرمایا اور اگر تو احمد پر ایمان نہ لاتا تو میرے گھر میں مجھ سے قربت بھی نہ پاتا نہ میری جنت میں چین کرتا۔

نوح نجی اللہ علیہ السلام

تفاسیر میں ہے کہ چالیس دن تک باراں طوفان آسمان سے گرا اور پانی چشموں زمیں سے نکلا۔ تمام کافر اور ان کی عمارات اور سب باغات غرق ہوئے تمام عالم اور روئے زمین دریا ہوا اور پانی سب درختوں اور پہاڑوں سے چالیس گز بالا ہوا۔ اہل کشتی شدتِ باد اور کثرت امعاج سے بدحواس ہوئے اور خوف غرق اور اندھیری رات کے سبب زندگی سے بے آس ہوئے حکم الٰہی ہوا کہ ”بسم اللہ مجریھا و مرسٰھا“ جو کوئی بیان کرے گا اللہ تعالیٰ اُس کی سب مشکلات آسان کرے اللہ تعالیٰ نے اپنے اسم کی برکت سے ان کو ڈوبنے سے بچایا اور معارج النبوۃ میں ہے طوفان سے نجات کا موجب حضور اکرم ﷺ کا اسم مبارک بنا۔ اس کی تائید قصیدہ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ہوتی ہے تفصیل دیکھئے فقیر کا رسالہ ”شہد سے میٹھا نامِ محمد“

مسیح روح اللہ

آپ تو مستقل طور پر امتی بن کر تشریف لائیں گے انہیں اللہ تعالیٰ نے ان کی نبوت کے دوران بھی اللہ تعالیٰ نے

وحی بھیج کر اپنے حبیب پاک ﷺ کے کمالات وفضائل سے بھی متنبہ فرمایا مثلاً حاکم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے

اوحی اللہ تعالیٰ ان امن بمحمد و امر من ادرک من امتک ان یومنوا بہ فلولا محمد ماخلقت آدم ولا الجنة ولا النار

یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی بھیجی کہ اے عیسیٰ محمد ﷺ پر ایمان لا اور تیری امت میں سے جو لوگ اس کا زمانہ نہ پائیں انہیں حکم فرما کہ اس پر ایمان لائیں اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں نہ آدم کو پیدا کرتا نہ جنت و دوزخ کو۔

آدم صفی اللہ علیہ السلام

سیدنا آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے دور میں تو گویا شب و روز محافل نعت مصطفیٰ ﷺ منعقد رہیں۔ متعدد روایات اس بارے میں منقول ہیں چند روایات یہاں نقل کرنا خالی از دلچسپی نہیں۔

احادیث لولاک میں متعدد روایات میں حضرت آدم علیہ السلام کو فرمایا گیا کہ اگر محمد ﷺ اور ان کی امت نہ ہوتی تو میں نہ جنت و دوزخ کو پیدا کرتا نہ سورج اور چاند کو نہ دن اور رات کو نہ کسی مقرب فرشتے اور نہ نبی و مرسل کو اور نہ تجھے پیدا کرتا۔

سب کچھ تمہارے لئے پیدا کیا گیا — سب غایتوں کی غایت اولیٰ تمہیں تو ہو
تو نہ ہوتا تو نہ ہوتا دو جہاں کا انتظام — تو زمین کا نور ہے تو آسمان کا نور ہے

علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

ان آدم جمیع المخلوقات خلقوا الاجلہٖ. (جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۱۰)

بیشک حضرت آدم علیہ السلام اور تمام مخلوقات آپ ہی کے لئے پیدا کی گئی۔

معلوم ہوا کہ دنیا میں پیغمبروں اور رسولوں کا مبعوث ہونا، اولیاءِ کرام غوث، قطب، اوتاد اور ابدال کا ہونا، زمین اور اس کی سرسبز و شادات وادیوں کی رونق، یہ فلک بوس پہاڑوں کا وجود، دریاؤں کی روانی، ہواؤں کی تیزی، سمندروں کا عمق، آسمان کا افق، موتی کی دمک، پھول کی مہک، بلبل کی چہک، ستاروں کی چمک، چاند کی دلربا چاندنی، آفتاب کی ہفت رنگ کرنیں، جن و انسان، حور و غلمان، جنت و رضوان یہ دونوں جہان صرف اور صرف اس لئے معرضِ وجود میں آئے کہ

ان کی شانِ محبوبی دکھائی جانے والی ہے

آدم علیہ السلام کا بیان

مروی ہے کہ جب روح آدم علیہ السلام کے جسم میں داخل فرمائی گئی تو انہوں نے سر اُٹھایا تو ساقِ عرش پر نامِ نامی اسمِ گرامی آنحضرت ﷺ کا منقوش پایا جنابِ باری تعالیٰ میں عرض کی خداوندا یہ کس عالیجاہ کا نام ہے کہ تیرے نام کے ساتھ سطور ہے۔ارشاد ہوا اے آدم یہ نام تیرے ایک فرزند کا ہے اس کا میم اول سے کنایہ از مُلک اور حاء سے حکم سے اور میم ثانی سے مجد اور د سے دین مراد ہے۔قسم ہے مجھے اپنے ملک اور حکم اور دین اسلام کی کہ جو کوئی اس کی پیروی کرے گا بہشت میں داخل ہوگا۔اس روایت کی تائید صحیح روایت مرویہ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوتی ہے جسے ہم تھوڑا سا آگے چل کر نقل کریں گے۔

حضور اکرم ﷺ سے حضرت میسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ آپ کب سے نبی ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا فرمایا اور آسمانوں کو بنایا اور عرش پیدا کیا تو عرش کے کنارے پر لکھا تھا ''محمد رسول اللہ خاتم الانبیاء'' اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے بہشت پیدا فرما کر اس میں آدم و حوا کو ٹھہرایا تو اس میں میرا نام لکھا۔(وفا الوفاء سمہودی)

صاحبزادگانِ آدم علیہ السلام کا جھگڑا

سعید ابن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اولادِ آدم علیہ السلام کا آپس میں جھگڑا ہوا کہ خلقِ خدا میں اللہ تعالیٰ کے ہاں کون مکرم ترین ہیں کسی نے کہا ابا آدم علیہ السلام ہیں اس لئے کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کے ہاتھ سے بنایا اور ملائکہ کا مسجود بنایا، ان میں بعض نے کہا کہ بلکہ ملائکہ مکرم ترین ہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے۔آپس میں فیصلہ کیا کہ ابا آدم علیہ السلام سے عرض کرتے ہیں جو کچھ وہ فرمائیں۔حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا فرما کر میرے اندر روح پھونکی اور وہ ابھی میرے قدموں تک پہنچی ہی تھی کہ میں نے آنکھ اُٹھائی تو سب سے پہلے مجھے عرشِ الٰہی نظر آیا تو اس میں لکھا تھا

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اس سے خود سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کا مکرم ترین بندہ کون ہے۔(سیرۃ حلبیہ جلد ا صفحہ ۳۵۵)

حدیث شریف میں ہے کہ

عن عمر قال قال رسول الله ﷺ لما أذنب آدم الذنب الذی أذنبه رفع رأسه إلی السماء فقال أسألک بحق محمد إلا غفرت لی فأوحی الله إلیه ومن محمد فقال تبارک اسمک لما خلقتنی رفعت رأسی إلی عرشک ، فإذا فیه مکتوب لا إله إلا الله ، محمد رسول الله فعلمت أنه لیس أحد أعظم عندک قدرا ممن جعلت اسمه مع اسمک فأوحی الله إلیه یا آدم إنه آخر النبیین من ذریتک ، ولولا هو ما خلقتک.

حضورا کرم کا ارشاد ہے کہ حضرت آدم (علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام) سے جب وہ خطا صادر ہوگئی (جس کی وجہ سے جنت سے دنیا میں بھیج دیئے گئے توہر وقت روتے تھے اور دعاو استغفار کرتے رہتے تھے ایک مرتبہ) آسمان کی طرف منہ کیا اور عرض کیا یا اللہ محمد (ﷺ) کے وسیلہ سے تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں وحی نازل ہوئی محمد کون ہیں (جن کے واسطہ سے تم نے استغفار کی) عرض کیا کہ جب آپ نے مجھے پیدا کیا تھا تو میں نے عرش پر لکھا ہوا دیکھا تھا "لاالٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ" تو میں سمجھ گیا تھا کہ محمد (ﷺ) سے اونچی ہستی کوئی نہیں ہے جن کا نام تو نے اپنے نام کے ساتھ رکھا وحی نازل ہوئی کہ وہ خاتم النبیین ہیں تمہاری اولاد میں سے ہیں لیکن وہ نہ ہوتے تو تم بھی پیدا نہ کئے جاتے۔

فوائد

مولوی زکریا سہارنپوری نے مذکور حدیث لکھ کر اس کی سند یوں بیان کی

اخرجه الطبرانی فی الصغیر والحاکم وابونعیم والبیهقی کلاهما فی الدلائل وابن عساکر فی الدرو فی مجمع الزوائد رواه الطبرانی فی الاوسط والصغیر وفیه من لم اعرفهم قلت ویوید الاخر الحدیث المشهور لولاک لما حلقت الافلاک قال القاری فی الموضوعات الکبیر موضوع لکن معناه صحیح و فی التشرف معناه ثابت ویوید الاول ما ورد فی غیر روایة من انه مکتوب علی العرش واوراق الجنة "لا اله الا اللّٰه محمدر سول اللّٰه" کماوبسط طرقه السیوطی فی مناقب اللالی فی غیر موض وبسط له شواهد ایضاً فی سورة الم نشرح.

(فضائل ذکر صفحہ ۱۱۱، دیوبندی وہابی فرقہ کا تبلیغی نصاب صفحہ ۵۸۹)

حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس وقت کیا کیا دعائیں اور کس کس طرح سے گڑگڑائے اس بارے میں بہت سی روایات وارد ہوئی ہیں اور ان میں کوئی تعارض بھی نہیں جس پر مالک کی ناراضگی، آقا کی خفگی ہوئی ہو وہی

جانتا ہے ان بے حقیقت آقاؤں کی ناراضگی کی وجہ سے نوکروں اور خادموں پر کیا کچھ گذر جاتا ہے اور وہاں تو مالک الملک رزاقِ عالم اور مختصر یہ کہ خدا کا عتاب تھا اور گذر کس پر رہی تھی اس شخص پر جس کو فرشتوں سے سجدہ کرایا، اپنا مقرب بنایا۔ جو شخص جتنا ہی مقرب ہوتا ہے اتنا ہی عتاب کا اس پر اثر ہوتا ہے بشرطیکہ کمینہ نہ ہو اور وہ تو نبی تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام اس قدر روئے ہیں کہ تمام دنیا کے آدمیوں کا رونا اگر جمع کیا جائے تو اُن کے برابر نہیں ہوسکتا۔ چالیس برس تک سر اوپر نہیں اُٹھایا۔ حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود حضور اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ اگر آدم علیہ السلام یک رونے کا تمام دنیا کے رونے سے مقابلہ کیا جائے تو ان کا رونا بڑھ جائے گا۔ ایک حدیث میں ہے کہ اگر ان کے آنسوؤں کو ان کی تمام اولاد کے آنسوؤں سے وزن کیا جائے تو اُن کے آنسو بڑھ جائیں گے۔ ایسی حالت میں کس کس طرح زاری فرمائی ہوگی۔ ظاہر ہے

یاں لب پہ لاکھ لاکھ سخن اضطراب میں — واں ایک خامشی مری سب کے جواب میں

اس لئے جو روایات میں ذکر کیا گیا اُن سب کے مجموعہ میں کوئی اشکال نہیں۔ منجملہ اُن کے یہ بھی ہے کہ حضور کا وسیلہ اختیار فرمایا۔ دوسرا مضمون عرش پر "لاالٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ" لکھا ہونا یہ اور بھی بہت سی مختلف روایتوں میں آیا ہے۔

حضور اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے اس کی دونوں جانبوں میں تین سطریں سونے کے پانی سے لکھی ہوئی دیکھیں۔ پہلی سطر میں "لاالٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ" لکھا تھا دوسری سطر میں "ماقدمنا وجدنا وما اکلنا وبحنا وما خسرنا" تھا (جو ہم نے آگے بھیج دیا یعنی صدقہ وغیرہ کردیا وہ پالیا اور جو دنیا میں کھایا وہ نفع میں رہا اور جو کچھ چھوڑ آئے وہ نقصان رہا) تیسری سطر میں تھا "امۃ مذنبۃ ورب غفور" (امت گناہ گار اور مالک بخشنے والا) ایک بزرگ کہتے ہیں میں ہندوستان کے ایک شہر میں پہنچا تو میں نے وہاں ایک درخت دیکھا جس کے پھل بادام کے مشابہ ہوتے ہیں اس کے دو چھلکے ہوتے ہیں جب ان کو توڑا جاتا ہے تو ان کے اندر سے ایک سبز پتہ لپٹا ہوا نکلتا ہے جب اس کو کھولا جاتا ہے تو سُرخی سے "لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللّٰہ" لکھا ہوا ملتا ہے۔

اس قصہ کو ابو یعقوب نے ذکر کیا انہوں نے فرمایا تعجب کی بات نہیں میں نے ویلہ میں ایک مچھلی شکار کی تھی اس کے ایک کان پر "لاالٰہ الا اللّٰہ" اور دوسرے پر "محمد رسول اللّٰہ" لکھا ہوا تھا۔

فائدہ

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر آیۃ شریف "فَتَلَقّٰی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ کے تحت لکھتے ہیں کہ

الطبرانی فی المعجم الصغیر و الحاکم و ابونعیم و البیهقی کلاهما فی الدلائل و ابن عساکر عن عمر بن خطاب قال قال رسول الله ﷺ لما أذنب آدم الذنب الذی أذنبه رفع رأسه إلی السماء فقال أسألک بحق محمد إلا غفرت لی فأوحی الله إلیه ومن محمد فقال تبارک اسمک لما خلقتنی رفعت رأسی إلی عرشک ، فإذا فیه مکتوب لا إله إلا الله ، محمد رسول الله فعلمت أنه لیس أحد أعظم عندک قدرا ممن جعلت اسمه مع اسمک فأوحی الله إلیه یا آدم إنه آخر النبیین من ذریتک ، ولولا هو ما خلقتک (درمنثور للسیوطی)

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جب آدم علیہ السلام سے وہ خطا صادر ہوئی تو عرش کی طرف سر اُٹھا کر دعا کی کہ الٰہی بحق محمد ﷺ مجھے بخش دے ان پر وحی ہوئی کہ محمد کون؟ عرض کی کہ الٰہی جب پیدا کیا تو نے مجھ کو تو میں نے عرش کی طرف سر اُٹھا کر دیکھا تو لکھا ہوا ہے "لا اله الا الله محمد رسول الله" اس سے میں نے جانا کہ جس کا نام تو نے اپنے نام کے ساتھ لکھا ہے اس سے زیادہ کسی شخص کا مرتبہ تیرے پاس نہ ہوگا۔ وحی آئی کہ اے آدم وہ نبیوں سے آخر ہوں گے تمہاری اولاد میں

ولاهو ما خلقتک   یعنی اگر نہ ہوتے وہ تو نہ پیدا کرتا میں تم کو

فوائد

ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی کتاب الوفاء بفضائل المصطفیٰ ﷺ میں اس حدیث کو روایت کیا ہے۔
سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ نے لکھا کہ ان سب روایات کا حاصل وہی ہے کہ تمام کائنات نے خلعت وجود حضور اکرم ﷺ کے صدقے میں پایا

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو   جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

حدیث شریف

مواہب لدنیہ میں ہے کہ

وروی أنه لما خرج آدم من الجنة رأی مکتوبا علی ساق العرش وعلی کل موضع فی الجنة اسم

محمد ﷺ مقرونا باسم الله تعالى فقال يا رب هذا محمد من هو؟ فقال الله هذا ولدک الذی لولاه ما خلقتک فقال يا رب بحرمة هذا الولد ارحم هذا الوالد، فنودی يا آدم، لو تشفعت إلينا بمحمد فی أهل السماوات والأرض لشفعناک

جب آدم علیہ السلام جنت سے نکلے دیکھا کہ ساقِ عرش پر اور جنت میں ہر جگہ نامِ محمد ﷺ کا اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔عرض کیا یا رب یہ محمد (ﷺ) کون ہیں۔ارشاد ''ھذا ولدک الذی لولاہ ما خلقتک'' یہ تمہارے فرزند ہیں اگر وہ نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا نہ کرتا۔عرض کیا یا رب بحرمت اس فرزند کے اس والد پر رحم کر۔ندا آئی کہ اے آدم علیہ السلام اگر تم محمد (ﷺ) کے وسیلہ سے کُل زمین و آسمان والوں کے حق میں سفارش کرتے تو بھی ہم قبول کرتے۔

فائدہ

یہاں اعلیٰ حضرت نے سوال اُٹھا کر جواب لکھا ہے کہ سوال تو یہ تھا کہ پیدائش کے وقت حضور اکرم ﷺ سے پورے طور پر متعارف ہو چکے پھر اب کا سوال کا کیا معنی اس کے جواب میں لکھا کہ جب سے باہر آنا اور خوفِ الٰہی کے عظیم پہاڑوں کا دل مبارک پر دفعتہً ٹوٹ پڑنا پھر اپنی لغزش کی یاد اور اس پر ندامت اور اللہ جل جلالہ سے حیا و خجالت آدم علیہ السلام پر اس وقت کی حالت تقریر و تحریر میں نہیں آسکتی ایسے حال میں اگر آدمی اگلی پہچانی سے ذہول کرے تو اصلاً جائے تعجب نہیں ہے۔

خلیل ابراھیم علیہ السلام

سیدنا ابراہیم علیہ السلام حضور اکرم ﷺ کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگتے رہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

رَبَّنَا وَ ابۡعَثۡ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِکَ وَ يُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَ الۡحِكۡمَةَ وَ يُزَكِّيۡهِمۡ ا ۔

(پارہ ۱، سورۃ البقرہ، آیت ۱۲۹)

اے رب ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستھرا فرمادے۔

فائدہ

بظاہر تو یہ دعا بعثت نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے لئے ایک دعا ہے لیکن غور کیا جائے تو ابراہیم علیہ السلام نے حضور اکرم ﷺ کے متعلق بہت سی دعائیں مانگیں جو رب تعالیٰ نے لفظ بلفظ قبول فرمائیں۔حضور مومن جماعت میں پیدا

ہوں، حضور مکہ معظّمہ میں ہی پیدا ہوں، حضور صاحبِ کتاب رسل مرسل ہوں، حضور کو کتاب کے علاوہ حکمت بھی عطا ہوئی یعنی حدیث، حضور تمام جہان کے معلم ہوں کہ سب ان سے سیکھیں، وہ بجز پروردگار کسی سے نہ سیکھیں، حضور کے پاس بیٹھنے والے سب پاک مومن ہوں کوئی فاسق و فاجر نہ ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص صحابہ کو فاسق و فاجر کہے وہ ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا کی قبولیت کا منکر ہے جس خوش نصیب جماعت کو حضور جیسا مزکی اور پاک وصاف فرمانے والا معلم ملے وہ جماعت کیسی پاک ہوگی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ خانۂ کعبہ قبولیت دعا کی جگہ ہے یہ بھی علم ہوا کہ ہر نیک کام کرکے قبولیت کی دعا کرنی چاہیے۔ (نور العرفان)

رضی ہر پسندیدہ بزرگ

ادوارِ سابقہ میں ہر نیک بزرگ حضور سرورِ عالم ﷺ کی دعا کرتے رہے اور آپ کی مدح وثناء میں۔ معروف تفصیل فقیر کی تصنیف ''چرچا محمد ﷺ کا'' پڑھیئے۔

خلفاء اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

خلیفۂ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ عشق کی داستان

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لائے تو سب سے پہلے توحید پر ایک تقریر کی کفار نے سن کر اُن پر حملہ کیا اور اس قدر مارا کہ حضرت ابوبکر کے قبیلہ بنو تمیم کو ان کی موت کا یقین آ گیا اور وہ ان کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر گھر لے گئے۔ شام کے وقت ہوش آیا آنکھ کھلی تو بجائے اس کے کہ اپنی تکلیف محسوس کرتے پوچھا رسول اللہ ﷺ کا حال سناؤ۔ اب خاندان کے لوگ بھی ان سے الگ ہو گئے لیکن وہ بار بار رسول اللہ ﷺ کا ہی نام لیتے رہے بالآخر لوگوں نے ان کو آنحضرت ﷺ تک پہنچا دیا آپ نے یہ دیکھی تو ان کا بوسہ لیا۔

بدر کا ساتھی

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ایک مرتبہ لوگوں سے فرمایا کہ یومِ بدر میں ہم نے رسول اللہ ﷺ کے لئے ایک سائبان بنایا ہم نے پوچھا کہ حضور اکرم ﷺ کے پاس کون رہے گا کہ مشرکین کو آپ پر حملہ کرنے سے باز رکھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ننگی تلوار لے کر کھڑے ہو گئے اور کسی شخص کو پاس نہ بھٹکنے دیا اور جس کسی نے حملہ کیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس پر حملہ آور ہوئے۔

مال قربان

حضورا کرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس قدر میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مال سے نفع اُٹھایا ہے اتنا کسی کے مال سے مجھ کو نفع نہیں پہنچا۔ آپ نے اپنا تمام مال خدا کی راہ میں خرچ کر دیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوبکر صدیق کو دیکھا وہ آنحضرت ﷺ کے پاس عبا پہنے ہوئے تھے اور انہوں نے کیکر کا کانٹا لگا کر اپنا سینہ ڈھانک رکھا تھا۔

فضائل

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابہ کرام میں سب سے زیادہ عالم اور ذکی تھے کوئی صحابی آپ کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ آپ سب سے زیادہ فصیح تقریر کرنے والے تھے آپ رسول خدا ﷺ کو سب سے زیادہ عزیز تھے آپ ہی سب سے پہلے خلیفۂ رسول اللہ ہیں، آپ آنحضرت ﷺ کے ساتھ غارِ ثور میں اُنیس تھے سفر ہجرت میں آپ کے ساتھ تھے۔

کارنامے

وفاتِ نبوی کے تمام صحابہ فرطِ غم سے بے حال ہو رہے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی نے ہمت وحوصلہ سے کام لیا اور مسلمانوں کے قلوب کو تسکین بخشی، فتنۂ ارتداد میں سب کی رائے یہ تھی کہ نرمی اور درگذر سے کام لیا جائے لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حالت میں کہ مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور طائف اور سوا تمام عرب مرتد ہو چکا تھا انتہائی جرات وشجاعت سے کام لیا اور لشکر اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی روانہ کیا آپ کی اس ہمت وشجاعت کا نتیجہ اسلام کے لئے بے حد مفید اور بابرکت نکلا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلیفہ ہونے کے بعد جو سب سے پہلا خطبہ دیا وہ یہ تھا کہ "مجھے آپ لوگوں نے اپنا امیر بنایا ہے حالانکہ میں اس قابل نہیں ہوں اگر میں کوئی بھلائی کروں تو تم میری مدد کرو اگر کوئی بُرائی مجھ سے سرزد ہو تو مجھ کو سرزنش کرو بیشک صدق امانت ہے اور کذب خیانت۔ جو لوگ تم میں سے ضعیف ہیں وہ میری نظروں میں اُس وقت تک قوی ہیں کہ جب تک میں ان کا حق ان کو دلوا دوں اور جو لوگ قوی ہیں وہ میرے نزدیک اُس وقت تک ضعیف ہیں کہ میں دوسروں کا حق ان سے نہ لے دوں جس قوم نے جہاد کو چھوڑ دیا اُس کو خدا نے ذلت میں ڈال دیا اور جس قوم میں بدکاری پھیلی اُس کو خدا نے بلا میں مبتلا کر دیا جب تک میں خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری کروں تم میری اطاعت کرو اور جب مجھے دیکھو کہ میں نافرمانی کرتا ہوں تو میری فرمانبرداری تم پر واجب نہ رہے گی"

مرتدین سے مقابلہ

آپ نے نجد کے قریب مرتدین عرب کو شکست فاش دی۔آپ کے زمانہ میں مسیلمہ کذاب مارا گیا۔شام اور بصرہ وغیرہ کا اکثر علاقہ آپ ہی کے زمانہ میں فتح ہوا۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام ملک عرب اور شام وغیرہ کے بادشاہ تھے لیکن آپ کی سادہ زندگی کا اس طرح اندازہ ہوسکتا ہے کہ ایک دن کپڑوں کا گٹھا لئے بازار کی طرف جارہے تھے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راستے میں ملاقات ہوئی۔انہوں نے پوچھا آپ کہاں جارہے ہیں فرمایا کہ بازار۔حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اب آپ یہ کام چھوڑ دیجئے کیونکہ آپ مسلمانوں کے امیر ہوگئے ہیں آپ نے فرمایا کہ وجہِ معاش کے لئے کوئی کام کرنا بھی ضروری ہے آخر میں اور میرے اہل وعیال کہاں سے کھائیں۔بالآخر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپ کے اور آپ کے کنبہ کے لئے آدھی بکری کا گوشت اور تن ڈھانکنے کے لئے قابل کپڑے بیت المال سے مقرر کردیئے گئے۔کپڑوں میں شرط یہ تھی کہ جب پرانے ہوجائیں تو ان کو بیت المال میں واپس کرکے نئے لے لیا کریں۔آپ کے خلیفہ ہونے کے بعد بھی محلّہ کی لڑکیاں اپنی بکریاں لے آتیں اور آپ اُن کا دودھ دوہ دیا کرتے آپ صرف دوسال سات مہینے خلیفہ رہے آپ کی وفات کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ ملک عرب کے مشہور پہلوانوں میں سے تھے آپ جس روز اسلام میں داخل ہوئے تو مشرکین نے کہا کہ مسلمانوں نے آج ہم سے سارا بدلہ لے لیا۔آپ کے اسلام لانے کے بعد مکہ میں اسلام عام طور پر ظاہر ہوگیا جب آپ حضور ﷺ کے حکم کے موافق ہجرت پر آمادہ ہوئے تو آپ نے ایک ہاتھ میں ننگی تلوار لی اور دوسری تیر،کمان کو اپنی پیٹھ پر لگایا اور خانۂ کعبہ میں تشریف لائے اور ایک ایک سے کہا کہ تمہارے منہ کالے ہوں جو شخص اپنی ماں کو بے فرزند اور بیوی کو بیوہ کرنا چاہتا ہو وہ مجھ سے آکر مقابلہ کرے۔کسی کی مجال نہ ہوئی کہ آپ کا سدراہ ہوتا آپ ہر ایک جنگ میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ رہے۔حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارادہ کی پختگی، ہوشمندی اور دلیری سے پُر ہیں۔مجاہد فرماتے ہیں کہ ہم اکثر یہ ذکر کیا کرتے تھے کہ حضرت عمر کی خلافت میں شیطان قید میں رہے اور آپ کے انتقال کے بعد آزاد ہوگئے۔ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم ایک روز حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازہ پر بیٹھے ہوئے تھے کہ وہاں سے ایک چھوکری گذری لوگوں نے کہا کہ یہ امیرالمومنین کی باندی ہے

۔حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کیسی باندی؟ امیر المومنین کو خدا کے مال میں سے باندی رکھنی حلال نہیں ہے ہم نے پوچھا کیا حلال ہے آپ نے فرمایا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دو جوڑی کپڑے جاڑے اور گرمی کے جو متوسط درجے کے ہوں حلال ہیں اور اپنے اہل وعیال کا متوسط درجہ کا کھانا اس کے علاوہ میری وہی حیثیت ہے جو عام مسلمانوں کی ہے۔ جب آپ کسی شخص کو کسی صوبہ کا گورنر بنا کر بھیجتے تو یہ شرط کر دیتے تھے کہ گھوڑے پر سوار نہ ہو، عمدہ اور لذیذ کھانا نہ کھائیے، باریک کپڑا نہ پہنے۔ اگر ایسا کرے گا تو سزا کا مستحق ہوگا۔ ایک مرتبہ خشک سالی ہوئی تو آپ نے گوشت اور گھی کھانا چھوڑ دیا۔ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ کو زمانہ خلافت میں دیکھا کہ آپ صوف کا ایک پھٹا ہوا کرتہ پہنے ہوئے ہیں جس میں بعض پیوند چمڑے کے لگے ہوئے تھے، آپ درہ لئے ہوئے لوگوں کے گھروں میں اسی حالت سے تشریف لے جاتے اور اُن کا کام کاج کرآتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کُرتے کو دیکھا جس کے مونڈھوں پر چار پیوند لگے ہوئے تھے، ابوعثمان کہتے ہیں کہ میں نے آپ کے پاجامہ میں پیوند لگے دیکھے تھے، عبداللہ بن عامر بن ربیعہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حج کیا آپ منزل پر پہنچ کر کوئی خیمہ وغیرہ کھڑا نہ کرتے تھے بلکہ یوں ہی کوئی کپڑا درخت پر تان کر اس کے سایہ میں بیٹھ جاتے تھے۔ محمد بن سیرین نے لکھا ہے کہ آپ کے خسر نے چاہا کہ آپ بیت المال سے کچھ اُن کو دے دیں آپ سخت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ آپ یہ چاہتے ہیں کہ مجھے خدا تعالیٰ خیانت کنندہ بادشاہوں میں شمار کرے پھر آپ نے اپنے ذاتی مال میں سے اُن کو بہت سے درہم عطا کئے۔ نخعی کہتے ہیں کہ آپ بحالت خلافت تجارت بھی کیا کرتے تھے، آپ راتوں کو گلی کوچوں میں گشت کیا کرتے اور رعایا کی حالت سے باخبر رہتے تھے، بیت المال کے اونٹوں کو بھی کبھی خود چراگاہ میں پہنچانے چلے جاتے، بیت المقدس کے سفر میں آپ نے اپنے غلام کے ساتھ ایک اونٹ پر سفر کیا اس طرح کہ جتنی دور آپ سوار ہوتے اور غلام پیدل چلتا اُتنی ہی دور غلام سوار ہوتا اور پیدل چلتے، انتظامِ سلطنت، فتوحاتِ ملکی، عدل وانصاف، زہد وعبادت، رعب و ہیبت وغیرہ تمام صفات شاہانہ میں آپ روئے زمین کے تمام بادشاہوں میں ممتاز ہیں اور آپ کی اس فضیلت کو نہ صرف مسلمانوں بلکہ دنیا کی دوسری اقوام کے لوگوں بھی بلا اختلاف تسلیم کیا ہے ایک بار حضرت عتبہ بن فرقد نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں نہایت تکلف کے ساتھ ایک لذیذ غذا بھیجی فرمایا کُل مسلمان یہی غذا کھاتے ہیں جواب ملا نہیں بولے پھر مجھے بھی نہیں چاہیے۔ اس کے بعد اُن کو لکھا یہ تمہارے اور تمہارے باپ کی کمائی نہیں ہے تمام مسلمانوں کو وہی کھلاؤ جو خود کھاتے ہو اور عیش پرستی سے بچو۔ ایک مرتبہ ایلہ کو گئے تو اونٹ پر

بیٹھے بیٹھے گاڑھے کی قمیص پھٹ گئی اس لئے وہاں کے پادری کو دی کہ اس کو دھو کر پیوند لگا دو۔ وہ قمیص میں پیوند لگا کر لایا تو اس کے ساتھ خود اپنی طرف سے ایک نئ قمیص بھی پیش کی لیکن آپ نے یہ کہہ کر واپس کر دی کہ میری قمیص پسینہ خوب جذب کرتی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس پر سخت اصرار تھا کہ امراء و عمال عیش و تنعم میں مبتلا نہ ہونے پائیں، حاکم و محکوم میں مساوات قائم رہے، غیر قوموں کی عادتیں ان میں سرایت نہ کرنے پائیں۔ اسی لئے جب کسی کو عامل مقرر فرماتے تو اس سے یہ معاہدہ لیتے کہ باریک کپڑے نہ پہنے گا، اہل حاجت کے لئے دروازہ ہمیشہ کھلا رہے گا وغیرہ وغیرہ۔

آپ کے زمانہ میں ایران، شام، ایشیائے کوچک، مصر وغیرہ ممالک فتح ہو کر لوائے اسلام کے سایہ میں آ چکے تھے ایسا عظیم الشان فتح مند شہنشاہ اور اس کی وہ سادہ زندگی جو اوپر مذکور ہوئی خوب غور کرو اور کچھ سوچو۔

سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کے فضائل اور مناقب اور رسول اللہ ﷺ پر جان نثاریاں بے شمار ہیں۔ یہاں صرف ایک واقعہ پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

خلافت سے پہلے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس شام سے ایک تجارتی قافلہ آتا ہے۔ یہ قافلہ روغنِ زیتون اور منقہ سے لدے ہوئے ایک ہزار اونٹوں پر مشتمل ہے یہ وہ زمانہ ہے جب قحط کی وجہ سے مسلمانوں کے سخت دن گذر رہے تھے بہت سے تاجر آپ کے پاس آ کر کہتے ہیں کہ آپ لوگوں کی ضرورت سے پوری طرف واقف ہیں آپ یہ مال ہمیں فروخت کر دیجئے۔ آپ فرماتے ہیں بڑی خوشی کے ساتھ لیکن.........

وہ بولے لیکن کیا؟ ہم آپ کو دوگنا نفع دینے کو تیار ہیں۔ آپ فرماتے ہیں مجھے تو اس سے زیادہ کی پیش کش ہو چکی ہے۔ وہ لوگ حیران رہ جاتے اور پوچھتے ہیں اے ابو عمر و مدینہ کے سارے تاجر تو اس وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہیں کوئی دوسرا آدمی ہم سے پہلے آپ سے ملا بھی نہیں آخر وہ کون ہے جس نے یہ پیش کش کی ہے اور یہ بھی بتا دیجئے کہ کتنی پیش کش ہو چکی ہے۔ آپ جواب دیتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ ہے اور اس نے مجھے ایک کے دس دینے کا وعدہ کیا ہے کیا تم اس سے زیادہ دے سکتے ہو؟ انہوں نے کہا نہیں تو۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُسی وقت اللہ تعالیٰ کو گواہ ٹھہرا کر اعلان کیا میرا سارا مال اللہ کی راہ میں فقراء و مساکین کے لئے صدقہ ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے گھر والوں کے پاس ایک دن ستو کی بنی ہوئی تین روٹیوں کے سوا کچھ نہیں

ان روٹیوں میں سے انہوں نے ایک مسکین کو، ایک یتیم کو اور ایک قیدی پر صدقہ کر دیں۔ مسکین، یتیم اور قیدی تو شکم سیر ہو کر سو گئے لیکن یہ گھرانہ خود فاقے سے سو گیا۔

اے کاش اس دور کا مسلمان اپنی تاریخ کے اوراق پلٹ کر دیکھے کہ وہ کس گروہ کا ٹوٹا ہوا تارا ہے۔ تاریخ کے مطالعہ سے اس پر عیاں ہوگا کہ ایک مسلمان تو کجا شہنشاہ وقت کو اپنے غریب ہمسائے کے حق کا کس قدر پاس اور احساس ہوتا تھا۔ ہشام بن عبدالرحمٰن تخت اندلس پر تیس سال کی عمر میں بیٹھا اس نے رعایا کی فارغ البالی اور خوشحالی کو ہی اپنا مقصد زندگی بنالیا تھا۔ وہ اپنی ذات پر غریبوں کو ترجیح دیتا تھا، رات بھر گلیوں اور کوچوں میں پھر کر لوگوں کی ضروریات معلوم کر کے ان کی حاجت روائی کرتا حتیٰ کہ اس کے ملک میں کوئی مفلس نہ رہا اور نہ کوئی محتاج، مظلوم اور بے کس رہا۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل و کمالات بھی بے شمار ہیں لیکن یاد رہے کہ فضائل سے خلافت بلا فصل نہیں ہوتی اس کے لئے اور دلائل ہیں ہاں فضائل و کمالات میں خلفاءِ ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پیچھے نہیں ہاں بعض فضائل مخصوصہ بعض دوسرے میں ہوں تو بھی افضلیت ثابت نہیں ہوتی ایسے ہی انبیاء کرام علیہم السلام کے متعلق ہے سوائے ہمارے نبی پاک ﷺ کے کہ آپ علی الاطلاق من کل الوجوہ جملہ مخلوق سے افضل ہیں۔

فاتح خیبر

جنگ خیبر کے موقع پر بڑے بڑے بہادر صحابہ کرام پرچم اسلام لے کر قلعۂ قموص پر حملہ آور ہوئے لیکن اسے فتح نہ کر سکے۔ آخر کار مخبرِ صادق، سرکارِ دو جہاں ﷺ نے فرمایا

لا عطین هذه الراية غدا رجلا يفتح الله على يديه يحب الله و رسوله. (بخاری صفحہ ۵۲۵)

کل میں جھنڈا اس شخص کو عطا کروں گا کہ جس کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا اور وہ شخص اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ محبت رکھتا ہے۔

دوسری جگہ ہے

ويحبه الله و رسوله. (مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۳) اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت رکھتا ہے۔

فرمانِ رسول سننے کے بعد ہر ایک صحابی کی تمنا تھی کہ صبح یہ جھنڈا مجھے مل جائے اور اس فتح کا فخر و شرف مجھے حاصل

ہو شب انتظار میں گزری صبح ہوئی تو امام الانبیا ﷺ نے فرمایا کہ

این علی ابن ابی طالب　　　علی ابن ابی طالب کہاں ہیں؟

صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ (ﷺ) ان کی آنکھوں میں تکلیف ہے وہ آشوبِ چشم میں مبتلا ہیں آپ نے فرمایا انہیں بلاؤ تو جنابِ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر خدمت ہو گئے۔ طبیب دو جہاں امام مرسلاں ﷺ نے اپنا لعابِ دہن مولا مشکل کشا کی آنکھوں میں ڈال دیا آنکھیں فوراً درست ہو گئیں پھر امام الانبیاء نے امام الاولیاء کو جھنڈا عطا کیا اور فرمایا اے علی لشکر اسلام کے ساتھ خیبر کی طرف جاؤ۔

آپ کی فتح و نصرت کی خبر تو آپ ﷺ پہلے ہی دے چکے تھے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پرچم اسلام اس شان سے ہاتھ میں لئے چلے کہ ایک ہاتھ میں پرچم اسلام اور دل میں حب خدا اور عشق خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دوسرے ہاتھ میں شمشیر، زباں پہ نعرۂ تکبیر آخر کار اپنی بے مثال شجاعت سے اسلام کا جھنڈا قلعۂ خیبر پر گاڑ دیا۔

خیبر کے قلعۂ قموص کا محافظ اور دنیائے کفر و شرک کو زبردست پہلوان، زورآور جوان مرحب تھا، لوہے میں سرتاپا غرق، آہنی گرزوں سے مسلح، آپ کے مقابلے میں بڑے غرور و تکبر کے ساتھ نکلا۔ جنابِ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے مرحب!

سمیتنی امی حیدر　　　میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہے۔

پھر دونوں دلیروں کا مقابلہ ہوا۔ پہلے مرحب نے آپ پر وار کیا آپ نے ڈھال پر روکا پھر حیدرِ کرار نے اپنی تلوار کا وار کیا مرحب نے آگے ڈھال کی۔ ذوالفقارِ حیدری اس پر قہر خدا بن کر ایسی برسی کہ ڈھال کے دو ٹکڑے ہو گئے اور خود کو ٹکڑے ٹکڑے کرتی ہوئی سر کو کاٹا اور حلق تک جا پہنچی پھر حلق سے گزری تو اس دشمنِ خدا کے دو ٹکڑے کر کے رکھ دیا۔

فائدہ

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ سرکارِ دوعالم ﷺ کو علم غیب عطا فرمایا گیا ہے۔ اسی لئے آپ ﷺ نے پہلے ہی بتا دیا کہ کل جھنڈا اُس کو دوں گا جس کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ لشکر اسلام کو فتح و نصرت عطا فرمائے گا۔ دوسرا یہ کہ وہ اللہ و رسول سے محبت رکھتا ہو گا تو زبانِ نبوت سے یہ بھی ارشاد ہوا کہ حیدرِ کرار اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہیں اور محبوبِ پاک سے بھی عشقِ کامل رکھتے ہیں۔

فاتح خندق

جنگ خندق دنیائے اسلام کی وہ عظیم جنگ ہے جس میں دشمنانِ اسلام تیس ہزار کالشکر جرار لے کر اس نیت سے آئے تھے کہ مسلمانوں سے ایک ایسی فیصلہ کن جنگ کی جائے جس سے اسلام کا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہوجائے چنانچہ جب یہ جنگ شروع ہوئی تو ان پرستارانِ باطل میں ایک شہ زور عمرابن ودتھا جسے ایک ہزار سواروں کے برابر مانا جاتا تھا اس درندہ صفت انسان نے میدانِ جنگ میں پہنچ کر للکارا

هل من مبارز ہے کوئی مسلمان جو میرے مقابلے میں آئے

حضور اکرم ﷺ نے لشکر اسلام میں نظر دوڑائی تمام لوگ دم بخود تھے۔ اس نے پھر للکارا ہے کوئی مسلمان جو میرے مقابلے کے لئے آئے مگر مسلمانوں میں سے کوئی بھی اس کے مقابلے کے لئے نہ نکلا جب اس نے تیسری مرتبہ للکارا تو جناب شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کملی والے آقا کے قدم چوم کر عرض کی حضور مجھے اجازت مرحمت فرمائی جائے تاکہ اس دشمنِ خدا کا مقابلہ کروں؟ کملی والے آقا خوش ہوگئے اور اپنا عمامہ ان کے سر پر باندھا، ہاتھ میں تلوار دی اور پیشانی پر بوسہ دے کر فرمایا علی جاؤ اس دشمن خدا کو تیرے حوالے کیا اور تجھے خدا تعالیٰ کے حوالے کیا

پئے تعظیم جھک کر اور ہادی کی رضا لے کر چلا میدان میں شیر خدا نامِ خدا لے کر

نہ سینے پہ زرہ تھی اور نہ سر پر خود پہنا تھا فقط تلوار ہی تلوار ہی مردوں کا گہنا تھا

شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ میدان میں پہنچے اور عمرابن ود کو للکارا وہ بھی مقابلہ کے لئے تیار ہوا۔ ابن ود مشرکین کا سردار تھا اور ادھر مولا علی سیدالمرسلین کا اطاعت گزار تھا۔

لڑائی شروع ہوئی دونوں شہ زوروں کی تلواریں لہرائیں اس منظر کو محبوبِ خدا ﷺ نے دیکھا تو فرمایا

.........الایمان کله مع الکفر مکمل ایمان کفر سے لڑ رہا ہے۔

شیر خدا نے ضربِ حیدری کا وار کیا ور عمرابن ود کو زمین پر ڈھیر کردیا خدا والوں نے یہ منظر دیکھا تو صدائے توحید بلند کی۔

فائدہ

یہ محبت خدا ہی تھی جس نے شیر خدا کو میدانِ جنگ میں جان کا نذرانہ پیش کرنے کا ولولہ دیا اور بڑے بڑے زورآور پہلوانوں کو پچھاڑنے کا حوصلہ بخشا۔

فائدہ

مولانا علی مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ سے محبت رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ علی المرتضیٰ سے محبت رکھتے ہیں۔ سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا

من کنت مولاہ فعلی مولاہ (مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۵)

جس کا میں مولا ہوں اس کے علی مولا ہیں

علی من وانا منہ وھو ولی کل مومن. (مشکوٰۃ ۵۶۴)

علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اور وہ ہر مومن کے ولی ہیں۔

انتباہ

ان حدیثوں سے بھی خلافتِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلافصل ثابت نہیں ہوتی کیونکہ یہ اخبارِ واحدہ ہیں اور خلافت نصوص سے ثابت ہوتی یا اجماع سے۔ علاوہ ازیں یہاں مولیٰ و ولی بمعنی دوست ہے اور "منی و منہ" آپس کی محبت و قربت مراد ہے جیسے علومِ شرعیہ کے قواعد ہیں۔

اخی رسول

رحمت دو عالم ﷺ نے جب مدینہ منورہ میں جلوہ گری فرمائی تو ایک دن آپ نے صحابہ کرام کے درمیان بھائی چارے کا تعلق قائم کر دیا یعنی ایک کو دوسرے کا بھائی بنا دیا آپس میں برادرانہ تعلقات استوار کرا دیئے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی خدمت اقدس میں روتے ہوئے آئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ نے صحابہ کرام کے درمیان بھائی چارہ قائم کر دیا ہے مگر مجھے کسی کا بھائی نہیں بنایا۔ رحمۃ للعالمین ﷺ نے یہ سن کر ارشاد فرمایا اے علی

انت اخی والدنیا والاخرۃ. (بخاری) تم دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہو۔

انتباہ

حضور اکرم ﷺ کا تواضعاً حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھائی کہنے سے لازم نہیں آتا کہ ہم بھی آپ کو بھائی کہیں یا مانیں۔

فافہم ولاتکن من الوہابیت

حدیث شریف میں ہے

قال رسول اللہ ﷺ لعلی انت منی وانا منک (مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۴)

فرمایا نبی کریم ﷺ نے علی سے کہ تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے۔

علی مع القران والقرآن مع علی. (تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۷۳) علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ۔

علی قرآن کے ساتھ اور قرآن علی کے ساتھ، صاحب قرآن علی کے ساتھ اور علی صاحب قرآن کے ساتھ، وہ نبیوں کے شہنشاہ یہ ولیوں کے بادشاہ، وہ امام الانبیاء ہیں یہ سرتاج الاولیاء ہیں۔

اجمالی جواب

اشعارِ مذکورہ میں بعض امور اسی وجہ سے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی اجمالی نعمت کبریٰ ہیں (ﷺ) اور ان احادیث قدسیہ کی وجہ سے جن میں اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا کہ حدیث پاک میں ہے کہ خالق عالم جل مجدہ نے اس مقصد تخلیق کو آپ کو مخاطب فرماتے ہوئے یوں بیان فرمایا

ماخلقت خلقا احب الی ولا اکرم لدی منک بک اعطی وبک اخذ وبک اثیب وبک اعاقب

دیکھو

سیدنا محی الدین خاتم فص الولایة المحمدیة محمد بن علی طائی (ابن عربی) رضی اللہ تعالیٰ عنه وارضاہ عنا کی تفسیر جلد اول صفحہ ۲

یعنی میں نے آپ ﷺ کو محبوب ترین محبوبانِ بنایا آپ ﷺ ہی کو اپنے تمام خلق میں مکرم تر گردانا، آپ ﷺ ہی کی خاطر لیتا ہوں، آپ ﷺ ہی کی خاطر دیتا ہوں، آپ ہی کے لئے ثواب سے نوازا کرتا ہوں، آپ ہی کے لئے سزا وعقاب دیتا ہوں۔

فائدہ

اس حدیث پاک کے سیاق وسباق وکلمات سے دو اہم ترین نکات پُر حکمت وبرکاتِ نبوت برآمد ہوتے ہیں۔

اول یہ کہ خالق عالم نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو بھی اپنے اس محبوب سراپا جُود کے برابر وہمسر نہیں بنایا چہ جائیکہ آپ سے زیادہ محبوب یہ نکتہ کلماتِ حدیث بالا کے کلمہ "ما" "خلق" سے مُستفاد ہے کہ کلمۂ "خلق نکرہ" ہے اور کلمہ "ما" حرفِ نفی اصل وقاعدہ یہ کہ جب نکرہ نفی کے ماتحت آجائے پس یہ نفی عام ہوجاتی ہے اور عموم واستغراق کا افادہ کرتی ہے۔ یہ نفی اس وقت اسم نکرہ کے سارے افراد کو اپنے حکم نفی میں گھیر لیتی ہے اور اسے کلمۂ حصر کہا جاتا ہے۔ دوسرا نکتہ یہ کہ کلمہ "بک" کو حدیث شریف میں فعل "اعطی، اخذ، اثیب" اور "اعاقب" سے پہلے ذکر فرما کر بھی حصر ہی کے

افادہ کے لئے استعمال فرمادیا ہے اس افادۂ حصر کے لئے اردو زبان میں کلمہ ''ہی'' کام میں لایا جاتا ہے یہی کلمہ ''ہی'' نفی واثبات کو ظاہر کرتا ہے۔ حدیث مذکورہ کے ترجمہ میں ان قواعد واصول کا خیال کیا گیا ہے۔(عیدمیلادالنبی کا بنیادی مقدمہ)

یادرہے کہ ''حدیث لولاک'' ہی اس غزل شریف کی بنیادی ماخذ ہے اور وہ حدیث ہمارے نزدیک معناً صحیح ہے اور بعض سندات کے لحاظ سے متناً بھی صحیح ہے۔تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف ''شرح حدیث لولاک'' (مطبوعہ)

اصالتِ کُل امامت کُل سیادتِ کُل امارتِ کُل
حکومتِ کُل ولایتِ کُل خدا کے یہاں تمہارے لئے

حل لغات

اصالت، اصلیت، خاصیت۔سیادت، سرداری، پیشوائی، بادشاہی۔امارت، امیری، سرداری۔ولایت، ملک، راج، سلطنت، تقربِ خداوندی۔

شرح

جملہ اصالت اور کُل کائنات کی امامت اور سرداری اور جملہ ملک راج اور جملہ حکومت اور اللہ تعالیٰ کی ہر ولایت وسلطنت آپ کے لئے ہے۔

اصالتِ کُل

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں جس طرح مرتبۂ وجود میں صرف ذاتِ حق ہے باقی سب اسی کے پَرتو وجود سے موجود یوں ہی مرتبۂ ایجاد میں صرف ایک ذاتِ مصطفیٰ ہے باقی سب پر اسی کے عکس کا فیض موجود۔ مرتبۂ کون میں نور احدی آفتاب ہے اور تمام عالم اس کے آئینے اور مرتبۂ تکوین میں نورِ احمدی آفتاب اور سارا جہان اس کے آ بگینے۔

وفی ھذا اقول خالق کل الوری ربک لاغیرہ   نورک الوری غیرک لم لیس لن ای لم یوجد
ولیس موجودا. ولن یوجسدابدا

نورِ محمدی ﷺ کا جس طرح عالم اپنی ابتداءِ وجود میں محتاج تھا کہ وہ نہ ہوتا کچھ نہ بنتا یوں ہی ہر شئی اپنی بقاء میں اس کی دست نگر ہے آج اس کا قدم درمیان سے نکال لیں تو عالم دفعتہً فنائے محض ہو جائے۔

وہ جو تھے تو کچھ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو　　　جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

امامتِ کُل

امامت صغریٰ ہو یا کبریٰ دراصل آپ کے لائق ہے یہی وجہ ہے کہ آپ کی موجودگی میں کسی کی امامت جائز نہ تھی یہی ایک وجہ اس بی بی صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دوبارہ اس کی قبر پر نمازِ جنازہ کی بھی تھی کہ وہ رات کو فوت ہوئیں تو کسی نے نمازِ جنازہ پڑھا دی۔ اس کی تفصیل وتحقیق فقیر کے رسالہ ''القول المؤید'' میں ہے یہی راز پنہاں تھا کہ شب معراج آپ نے تمام انبیاء وملائکہ کی امامت فرمائی جیسا کہ روح البیان وسیرۃ حلبیہ میں ہے کہ جب معراج کا دولہا (ﷺ) مسجد اقصیٰ میں جلوہ افروز ہوا تو وہاں پر از آدم تا عیسیٰ علیہم السلام کو استقبال کے لئے موجود پایا۔ پھر اذان وتکبیر ہوئی اور رسول اللہ ﷺ نے تمام انبیاء وملائکہ کی امامت فرمائی

نمازِ اسریٰ میں تھا یہی سر عیاں ہو معنی اول آخر　　　کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آخر کر گئے تھے

حضراتِ انبیاء ومرسلین کی سات صفیں تھیں تین انبیاء ومرسلین اور باقی چار انبیاء کی۔ ابراہیم علیہ السلام آپ کے بالکل پیچھے اسمٰعیل علیہ السلام دوسری داہنی طرف۔

سیادتِ کُل

وہ اس لئے کہ حضور اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کے نائب اعظم اور علی الاطلاق خلیفہ معظم ہیں اسی لئے کُل جہان کی سرداری بھی آپ کو جچتی ہے جیسا کہ احادیث مبارکہ میں ہے

حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

انا سید الناس یوم القیمة وهل تدرون مماذلک یجمع الله اولین و الاخرین فی صعید واحد الحدیث بطوله

میں روزِ قیامت سب لوگوں کا سردار ہوں کچھ جانتے ہو یہ کس وجہ سے ہے؟ اللہ تعالیٰ سب اگلے پچھلوں کو ہموار میدان میں جمع کرے گا پھر حدیث طویل شفاعت ارشاد فرمائی۔

صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے حضور ﷺ کے لئے ثرید و گوشت حاضر ہوا حضور اکرم ﷺ نے دستِ گوسفند کو ایک بار دندانِ اقدس سے مشرف کیا اور فرمایا

انا سید الناس یوم القیمة　　　میں قیامت کے دن سردارِ مردم ہوں

پھر دو بارہ اس گوشت سے قدرے تناول کیا اور فرمایا

انا سیدالناس یوم القیمة — میں قیامت کے دن سردارِ جہانیاں ہوں

جب حضور اکرم ﷺ نے دیکھا مکرر فرمانے پر بھی صحابہ وجہ نہیں پوچھتے فرمایا

الا تقولون کیف — پوچھتے نہیں کہ یہ کیونکر ہے؟

صحابہ نے عرض کی

کیف ھو یارسول اللہ — ہاں اے اللہ کے رسول یہ کیونکر ہے

فرمایا

یقوم الناس لرب العلمین — لوگ رب العلمین کے حضور کھڑے ہوں گے

پھر حدیث شفاعت ذکر فرمائی۔

فائدہ

چونکہ صحابہ کو اجمالاً حضور اکرم ﷺ کی سیادتِ مطلقہ معلوم تھی معہذا چونکہ جو کچھ فرمائیں عین ایمان ہے چون و چرا کی کیا مجال! لہٰذا وجہ نہ پوچھی مگر نہ جانا کہ حضور اکرم ﷺ اس وقت تفصیلاً اپنی سیادتِ کبریٰ کا بیان فرمانا چاہتے ہیں اور منتظر ہیں کہ بعد سوال ارشاد ہوتا کہ اوقع فی النفس ہو۔ آخر جب صحابہ مقصود والا کو نہ سمجھے حضور اکرم ﷺ نے ان کو متنبہ فرما کر سوال کیا اور جواب ارشاد فرمایا۔ (تجلی الیقین مع حاشیہ ۵۲)

تمہاری چمک تمہاری دمک تمہاری جھلک تمہاری مہک
زمین وفلک سماک وسمک میں سکہ نشان تمہارے لئے

حل لغات

چمک، روشنی، جھلک، بھر۔ دمک، چمک، تمتماہٹ۔ مہک، خوشبو۔ سماک بالکسر نام ِستارہ، منازل قمر میں وہ چودھویں منزل ہے سمک، بفتحتین، مچھلی۔ سکہ، ڈھلا ہوا سونا، چاندی جو ملک میں چلے، قاعدہ، حکم۔

شرح

آپ کی چمک و دمک اور آپ کی جھلک و مہک آسمان وزمین کے چپہ چپہ پر ہے اور تحت الثریٰ سے عرشِ معلیٰ تک آپ کا حکم نافذ ہے۔

اس شعر میں تین امور خصوصیت سے مذکور ہیں۔

(۱) عالم کائنات میں صرف اور صرف حضور اکرم ﷺ کی چمک دمک ہے۔سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں

لنا شمس و للافاق شمس ‏ ‏ ‏ وشمسی فوق من شمس السمائی

وشمس السماء تطلع بعد فجر ‏ ‏ ‏ وشمسی تطلع بعدالعشائی

ایک ہمارا آفتاب (رسالت) اور ایک کائنات کا آفتاب ہے لیکن آسمان کے آفتاب سے ہمارے آفتاب کو برتری وفوقیت حاصل ہے۔اس لئے کہ آسمان کا آفتاب تو طلوعِ فجر کے بعد آتا ہے لیکن میرا آفتاب عشاء کے طلوع کرتا ہے۔

مواہب اللدنیہ معہ زرقانی جلد۵ صفحہ ۲۹۵ علامہ شیخ بدرالدین زرکشی محدث مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بارگاہِ رسالت میں اپنی عقیدت ومحبت کا نذرانہ یوں پیش کرتے ہیں

کاالبدر من ای النواحی جئته ‏ ‏ ‏ یهدی الی عینیک نورا ثاقباً

آپ ﷺ چودھویں رات کے چاند کی مانند ہیں جس سمت سے بھی تو زیارت کرے گا تیری آنکھیں چمکتے ہوئے نور سے فیض یاب ہوں گی

کالشمس فی کبدالسماء وضوء ھا ‏ ‏ ‏ یغشی البلاد مشارقاً ومغارباً

حضور اکرم ﷺ آسمانی آفتاب کی طرح نور ہیں اور آفتاب کی طرف آپ کا نور بھی دنیا کے مشرق ومغرب کو روشن کر رہا ہے۔

زرقانی شریف شرح مواہب جلد۴ صفحہ ۸۰ میں ہے کہ حضرت امام ابن الحاوی محدث بارگاہِ رسول ﷺ میں اظہارِ عقیدت فرماتے ہیں

یقولون یحکی البد ر فی الحسن وجهه ‏ ‏ ‏ وبدرالدجی عن ذلک الحسن یخط

عام لوگ حضور اکرم ﷺ کے چہرۂ انور کو بدرِ منیر سے حکایت کرتے ہیں حالانکہ خود بدرِ منیر آفتاب نبوت کے حسن سے مستنیر ہے۔

تیری مہک

یہ کمال اسے سمجھ آئے گا جو آپ کے دیدارِ پُرانوار سے ہر وقت سرشار ہے وہ آپ کی مہک ہر وقت محسوس کرتا ہے۔

احادیث مبارکہ

حضرت جابر و حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں

کان رسول اللہ ﷺ اذا مرفی طریق من طرق المدینة وجدوا منه رائحة الطیب وقالوا مر رسول اللہ ﷺ من هذا الطریق

(دارمی، بیہقی، ابونعیم، بزار، ابویعلی، دلائل النبوۃ صفحہ ۳۸۰، خصائص جلد ۱ صفحہ ۶۷، زرقانی جلد ۴ صفحہ ۲۲۴)

کہ حضور اکرم ﷺ جب مدینہ منورہ کی کسی گلی میں سے گزرتے تو لوگ اس گلی سے خوشبو پا کر کہتے کہ اس گلی میں حضور ﷺ کا گزر ہوا ہے۔

عنبر زمیں عبیر ہوا مشک تر غبار ادنیٰ سی یہ شناخت تری رہگذر کی ہے

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے حضور اکرم ﷺ کو غسل دیا تو

سطعت منه ریح طیبة لم نجد مثلها قط. (شفاء شریف جلد ۱ صفحہ ۴۱)

آپ سے ایسی پاکیزہ خوشبو پھیلی کہ ہم نے اس کی مثل کبھی نہیں پائی۔

عقیدۂ اہل سنت کا مشاہدہ

اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ اب بھی اسی طرح زندہ بحیاۃ حسی حقیقی ہیں۔ اس کی دلیل ایک یہ بھی ہے کہ اب بھی مدینہ منورہ کے درو دیوار اور وہاں کی خاکِ مبارک سے خوشبوئیں آ رہی ہیں جنہیں محبان و عاشقان جنابِ محمد مصطفیٰ ﷺ شامۂ محبت سے محسوس کرتے ہیں۔

ابن بطال کا قول ہے کہ جو شخص مدینہ منورہ میں رہتا ہے وہ اس کی خاک مبارک اور درو دیوار سے خوشبو محسوس کرتا ہے۔ (وفاء الوفاء شیخ الاسلام السمہودی)

اور یاقوت نے کہا کہ من جملہ خصائص مدینہ اس کی ہوا کا خوشبو دار ہونا ہے اور وہاں کی بارش میں بوئے خوش ہوتی ہے جو کسی اور جگہ کی بارش میں نہیں ہوتی۔

حضرت ابوعبید اللہ عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

بطیب رسول اللہ طاب نسیمھا   فما المسک والکافور والصندل الرطب

رسول اللہ ﷺ کی خوشبو سے مدینہ منورہ کی ہوا خوشبودار ہوگئی پس کیا ہے کستوری اور کافور اور کیا ہے عطرِ صندل تروتازہ۔

سکہ نشان

کُل عالم پر قبضہ کیوں نہ ہو جب کہ اللہ تعالیٰ نے تمام خزائن کی چابیاں آپ کو عطا فرمائیں۔

سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے

من یرد اللہ بہ خیر یفقھہ فی الدین وانما انا قاسم واللہ یعطی. (متفق علیہ)

کہ جس شخص کے حق میں اللہ تعالیٰ بہتری کا ارادہ رکھتا ہے اسے دین میں سمجھ دے دیتا ہے (یعنی اسے شریعت وطریقت وحقیقت کا عالم بنا دیتا ہے اور سوائے اس کے نہیں) میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ دینے والا۔

اس کو بخاری ومسلم نے روایت کیا۔

فائدہ

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا دینے والا ہے اور رسول اللہ ﷺ اس کی تقسیم کرنے والے ہیں پس جو کچھ کسی کو اللہ تعالیٰ دیتا ہے وہ رسول اللہ ﷺ کی تقسیم سے ملتا ہے یہاں معطی کا مفعول مذکور نہیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ ہر چیز جس کا دینے والا خدا ہے اس کے تقسیم کرنے والے رسول کریم ﷺ ہیں۔

انتباہ

اس حدیث شریف کے عموم سے حضور اکرم ﷺ کے کُل جملہ عالم کے بعطائے خدا تعالیٰ شہنشاہ ہیں جیسا کہ اس حدیث کی تحقیق فقیر اسی شرح حدائق بخشش جلد دوم میں لکھ چکا ہے۔ اب خزائن پر قبضہ کی تصریح بھی ملاحظہ ہو

عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال بعثت بجوامع الکلم ونصرت بالرعب وبینا أنا نائم رأیتنی أتیت بمفاتیح خزائن الأرض فوضعت فی یدی. (متفق علیہ)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں جوامع الکلم کے ساتھ مبعوث کیا گیا یعنی مجھے کلماتِ جامع عطا کئے گئے جن کے الفاظ تھوڑے اور معانی بہت ہیں اور رعب کے ساتھ مدد کیا گیا اور میں سویا ہوا تھا کہ اپنے آپ کو دیکھتا ہوں کہ میرے پاس زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھ میں رکھی گئیں۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۵۰۴)

اس کو بخاری مسلم نے روایت کیا۔

فائدہ

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں ہیں۔ مزید تفصیل فقیر کی کتاب ''خزائن اللہ فی ید حبیب اللہ'' کا مطالعہ کریں۔

وہ کنز نہاں یہ نورِ فشاں وہ کن سے عیاں یہ بزمِ فکاں
یہ ہرتن وجاں یہ باغِ جناں یہ سارا سماں تمہارے لئے

حل لغات

کنز نہاں، پوشیدہ خزانہ۔ نورِفشاں، نور پھیلانے والا۔ کُن، وہ ارادۂ ربانی جو حوادث کے پیدا کرنے سے متعلق ہوا۔ بزم، مجلس۔ فکان مجازاً بمعنی مخلوق۔ جنان، بہشت۔ سماں، زمانہ، وقت، موقعہ محل، لطف، اچھی فصل، جوبن۔

شرح

اے حبیب خدا ﷺ خزانہ مخفی آپ کے لئے ہے تو یہ نور پھیلانے نوری مخلوق آپ کے لئے اور کُن سے جو اشیاء ظاہر ہوئیں وہ بھی آپ کے لئے اور جنتوں کے باغات آپ کے لئے اور یہ جملہ کائنات کی بزم آپ، ہرجسم اور ہر جان آپ کے لئے بلکہ سارا زمانہ ہی آپ کے لئے ہے۔

حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

یامحمد انت نور نوری وسرسری وکنور هدایتي وخزائن معرفتي جعلت فذلک ملکی من العرش الیٰ ما تحت الارضین کلهم یطلبون رضائی و انا اطلب رضاک یا محمد (تجلی الیقین صفحہ ۵۱)

اے محمد! تو میرے نور کا نور ہے اور میرے راز کا راز اور میری ہدایت کی کان اور میری معرفت کے خزانے میں نے اپنا ملک عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک تجھ پر قربان کردیا عالم میں جو کوئی ہے سب میری رضا چاہتے ہیں اور میں تیری رضا چاہتا ہوں۔

ظہور نہاں قیام جہاں رکوع مہاں سجود شہاں
نیازیں یہاں نمازیں وہاں یہ کس کے لئے تمہارے لئے

حل لغات

ظہور، ظاہر ہونا۔ نہاں، پوشیدہ۔ قیام، کھڑا ہونا۔ مہاں، مِنہ کی جمع بمعنی سردار، افسر۔ ہاں بمعنی نعم یہ کس لئے ہے

اس کا جواب ہاں (نعم) ہے۔

شرح

عدم سے ظہور ہوا تو اے محبوبِ خدا ﷺ آپ کے لئے اور جملہ جہانوں کا قائم ہونا آپ کے لئے ہے سرداروں کی نیازمندی آپ کے لئے، بادشاہوں کا سر تسلیم خم ہونا آپ کے لئے، ہم یہاں عجز و نیاز سے زندگی بسر کر رہے ہیں تو آپ کے لئے اور وہاں کی نمازیں کس لئے آپ کے لئے۔

یہ شمس و قمر یہ شام و سحر و برگ و شجر یہ باغ و ثمر
یہ تیغ و سپر یہ تاج و کمر یہ حکم رواں تمہارے لئے

حل لغات

سپر، ڈھالی۔ کمر، جسم کا درمیانی حصہ، پیٹھ، پیٹی محراب، فوج کا پہلو وغیرہ۔

شرح

اے حبیب کبریا ﷺ شمس و قمر، شام و سحر سب آپ کے لئے ہیں، درختوں کے پتے اور خود جملہ اشجار آپ کے لئے، یہ باغات اور ان کے پھل آپ کے لئے، یہ تلواریں اور ڈھالیں اور شاہوں کے تاج اور کمر بند سب آپ کے لئے بلکہ جملہ عالم کی حکمرانی آپ کے لئے ہے۔

یہ فیض دیئے وہ جود کئے کہ نام لئے زمانہ جئے
جہاں نے لئے تمہارے دیئے یہ اکرمیاں تمہارے لئے

حل لغات

اکرمیاں، عطائیں، بخششیں۔

شرح

حضور اکرم ﷺ کے طفیل فیض و عطا ہوئے اور جود و سخا نصیب ہوئے آپ نے نامِ مبارک کی برکت سے زمانہ بھر زندہ ہے آپ کے طفیل سے عطائیں فرمائیں زمانہ بھر نے حاصل کیں یہ تمام بخششیں آپ ہی کا صدقہ ہے۔

سحابِ کرم روانہ کئے کہ آبِ نعم زمانہ پئے
جو رکھتے تھے ہم وہ چاک سیئے یہ ستر بداں تمہارے لئے

حل لغات

سحاب، بادل۔نعم (بکسر النون وبفتح العین) نعمتیں،نعمت کی جمع۔چاک، کٹاہوا، پھٹا ہوا۔ سیئے از سینا۔ستر،وہ جگہ جس کا مردو عورت کو چھپانا ضروری ہے۔بداں،بد(بُرا) کی جمع ہے۔

شرح

اے حبیب خداﷺ آپ کے صدقے اللہ تعالیٰ نے بادل رحمت کے بھیجے تا کہ سرازمانہ نعمتوں کے پانی پیئے جو چاک ہم رکھتے تھے وہ آپ نے سیئے اور بروں کی سرعیو بیان آپ کے طفیل ہوئیں۔

ثنا کا نشاں وہ نورِ فشاں کہ مہروشاں با آنہمہ شان
بسایہ کشا مواکب شاں یہ نام ونشاں تمہارے لئے

حل لغات

وشان،وش کی جمع ہے بمعنی مانند،مثل۔مواکب،موکب کی جمع لشکر،فوج۔

شرح

ثنا کا نشان ہو یا نور پھیلانے والے یا مہر و ماہ جیسے محبوب ہوں یا کوئی ہو باوجود اس کے کہ ان کی شان ارفع واعلیٰ ہے لیکن وہ حضوراکرمﷺ کی سواری کے لشکر سایہ کی طرح قدموں میں گرتے پڑتے بھاگتے پھرتے ہیں بلکہ یہ تمام نام ونشان سب حضوراکرمﷺ آپ کے لئے تو ہے۔

عطائے ارب جلائے کرب فیوض عجب بغیر طلب
یہ رحمت رب ہے کس کے سبب برتِ جہاں تمہارے لئے

حل لغات

ارب،سوکروڑ۔جلا،بکسر الجیم۔کرب، دکھ،درد۔تکلیف، بےچینی ،اب معنی ہوا دکھ درد دور کرنا،ہٹانا۔برت، آمدنی،جاگیر،حق۔

شرح

بے شمار عطائیں مخلوق کے دکھ درد دور کرنے کے لئے ہیں اور یہ فیوضات بھی عجیب ہیں کہ بغیر طلب کے عطا ہو رہے ہیں۔یہ سب رب تعالیٰ کی رحمت ہے یہ جہان کی تمام نعمتیں ہمارے لئے کس کے سبب اور طفیل ہیں۔اے حبیب

خداﷺ یہ سب آپ کے صدقے ہیں۔

ذنوب فنا عیوب ہبا قلوب صفا خطوب روا
یہ خوب عطا کردب زواپئے دل وجان تمہارے لئے

حل لغات

ہبا بفتح غبار وگرد ہوا کہ سورج کی روشنی سے دریچوں میں نظر آتی ہے اور مجازاً بمعنی حقیر وذلیل وناچیز۔ خطوب، بضمتین جمع خطب بفتح الخاء وسکون دوم بمعنی کار، بزرگ (بڑا سخت امر) زوار، امراب مرکب فاعلی ہے بمعنی دکھ درد دور کرنے والی۔ پئے، برائے، واسطے، لئے۔

شرح

گناہوں کا معاف کر کے ختم کردینا اور عیبوں کا چھپ جانا اور محبوبانِ خدا کے قلوب کی صاف وشفاف ہونا اور بہترین عطائیں جو دکھ درد ہٹانے والی ہیں یہ صرف اور صرف آپ کے خوش کرنے کے لئے ہیں۔

نہ جن و بشر کہ آٹھ پہر ملائکہ در پہ بستہ کمر
نہ جبہ وسر کہ قلب وجگر ہیں سجدہ کناں تمہارے لئے

حل لغات

جبہ، ماتھا۔

شرح

اے حبیب کبریا، شہ ہردوسراﷺ نہ صرف جن وبشر بلکہ آٹھوں پہر ملائکہ کرام کمر بستہ ہو کر آپ کے درِاقدس پر نہ صرف پیشانی اور سر رگڑ رہے ہیں بلکہ قلب وجگر سے آپ کو سجدہ ریز ہیں۔

ان تمام کی خدمت گاری کو فقیر نے اسی شرح حدائق بخشش کی جلد پنجم میں تفصیل سے عرض کردیا ہے۔

نہ روحِ امین نہ عرشِ بریں نہ لوحِ مبیں کوئی بھی کہیں
خبر ہی نہیں جو رمزیں کھلیں ازل کی نہاں تمہارے لئے

شرح

اے حبیب کریم ﷺ نہ صرف روح الامین اور نہ صرف عرشِ بریں اور نہ صرف لوحِ محفوظ بلکہ کوئی کہیں ہو کسی کو خبر نہیں جو آپ پر ازل میں پوشیدہ اسرار و رموز آپ پر کھلے۔

جبرئیل علیہ السلام کا عجز و انکسار اور حضور اکرم ﷺ کی بلند پرواز کی تفصیل فقیر نے اسی شرح حدائق میں تفصیل سے لکھی مزید تفصیل فقیر کی تصنیف ''معراج المصطفیٰ'' میں پڑھیئے۔

جناں میں چمن چمن میں سمن سمن میں پھبن پھبن میں دولہن

سزائے محن پہ ایسے مِنن یہ امن واماں تمہارے لئے

حل لغات

چمن، چھوٹا باغ، سبز کیاری۔ سمن، چنبیلی۔ پھبن، سجاوٹ، خوبصورتی، زیبائش۔ محن، بکسر المیم و بفتح الحاء محنت کی جمع، رنج، دکھ، مشقت۔ مِنن بکسر المیم و بفتح النون۔ منت کی جمع احسان۔

شرح

جنت میں سرسبز باغ اور باغ میں چنبیلی اور چنبیلی میں خوب سجاوٹ اور یہ سجاوٹ و خوبصورتی بھی دولہن والی یہ سب کچھ امت کو نصیب ہوگا لیکن تعجب یہ ہے کہ یہ امت (اکثریت) تو سزاؤں اور مشقت میں ڈالنے کے لائق تھی لیکن اس کے بجائے امن و امان نصیب ہوا تو اے حبیب خدا ﷺ آپ ہی کا صدقہ ہے۔

یہ طور کجا سپہر تو کیا کہ عرشِ علا بھی دور رہا

جہت سے ورا وصال ملا یہ رفعت شاں تمہارے لئے

حل لغات

طور، پہاڑ۔ سپہر، آسمان۔ علا، بلند، غیاث میں ہے بضم اول و فتح نیز بلند و بزرگی۔ وراء، پیچھے، سوا، علاوہ۔ رفعت بالکسر بلندی۔

شرح

یہ طور کیا شے ہے اور آسمان بھی کچھ نہیں بلکہ عرشِ علا بھی دور رہ گیا تھا۔ حضور اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا وصال با کمال نصب ہوا اے حبیب کریم ﷺ یہ رفعت شان صرف اور صرف آپ کے لئے ہے۔

کمال مہاں جلال شہاں جمال حساں میں تم ہو عیاں

کہ سارے جہاں میں روزِ فکاں ظل آئینہ ساں تمہارے لئے

حل لغات

مہاں،سردار۔حسان،خوبصورت۔

شرح

جملہ کائنات کے سرداروں کا کمال اور تمام بادشاہوں کا جلال اور تمام حسینوں کا حسن و جمال اے حبیب خداﷺ آپ میں ہے کیونکہ سارے جہاں میں کائنات کا دن جو آئینے جیسا سایہ ہے یہ سب آپ کے لئے ہے۔

خلیل ونجی مسیح وصفی سبھی سے کہی کہیں بھی بنی
یہ بے خبری کہ خلق پھری کہاں سے کہاں تمہارے لئے

شرح

اس حدیث شفاعت کبریٰ کی طرف اشارہ ہے جس میں ہے جملہ بنو آدم (عوام) میدانِ حشر میں پریشان ہوکر انبیاء علیہم السلام کو شفاعت کا عرض کریں گے تو سب جواب دے دیں گے لیکن حضور اکرمﷺ خود بلائیں گے اور بارگاہ میں سجدہ ریز ہوکر ان کی شفاعت فرمائیں گے۔

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ تجلی الیقین صفحہ ٦٧ میں لکھتے ہیں کہ شفاعت کی حدیثیں خود متواتر ہیں اور یہ بھی ہر مسلمان صحیح الایمان کو معلوم کہ یہ قبائے کرامت اس مبارک اقامت شیان امامت سزاوارِ زعامت کے سوا کسی قدو بالا پر راست نہ آئی ، نہ کسی نے بارگاہ الٰہی میں ان کے سوا یہ وجاہت عظمٰی ومحبوبیت کبریٰ واذن سفارش واختیار گزارش کی دولت پائی تو وہ سب حدیثیں تفضیل جمیل محبوب جلیل صلوات اللہ وسلامہ علیہ پر دلیل۔مگر میں صرف وہ چند احادیث نقل کرتا ہوں جن میں تصریحاً سب انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کا عجز اور حضورﷺ کی قدرت بیان فرمائی۔

سوال

انبیاء علیہم السلام کا عجز اور حضور اکرمﷺ کی قدرت کے ذکر اپنے نبی علیہ السلام کو بڑھانا ور دوسروں کو گھٹانا لازم آتا ہے یہ تو مناسب ہے اس کا جواب حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ کے قلم سے پڑھیئے۔

صواب است که همه انبیاء ومرسلین صلوات الله علیهم اجمعین از درآمدن دریں مقام واقدام بریں کا

رعاجز وقاصر اندیجز سید المرسلین وامام النبیین که به نهایت قرب وعزت ومکانت مخصوص است ومحمود ومحبوب حضرت اوست۔ (شرح مشکوٰۃ حاشیہ تجلی الیقین)

درست بات یہ ہے تمام انبیاء ومرسلین صلوات اللہ علیہم اجمعین اس مقام پرجلوہ افروز ہوکر اقدام شفاعت سے عاجز وقاصر ہیں سوائے رسولوں کے سرداراورنبیوں کے امام کے جوکہ انتہائی قرب،عزت اور رفعتِ مکانی کے ساتھ مختص ہیں اور بارگاہ الٰہی میں محبوب ومحمود ہیں۔

تفصیل حدیث شفاعت کبریٰ

امام احمد رضا نے تجلی الیقین میں نہایت ہی جامع ومختصر الفاظ میں طویل مضمون کوتحریر فرمایا ہے انہی کے قلم مبارک سے حدیث شفاعت کبریٰ سے بہرہ ہوں۔امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کا مضمون تجلی الیقین میں یوں ہے۔

ارشادِ بست وھشتم

حدیث موقف مفصل مطوّل احمد و بخاری ومسلم وترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بخاری ومسلم وابن ماجہ نے انس اور ترمذی وابن خزیمہ نے ابوسعید خدری اور احمد وبزار وابن حبان وابویعلی نے صدیق اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور احمد وابویعلی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مرفوعاً الیٰ سید المرسلین ﷺ اور عبداللہ بن مبارک وابن ابی شیبہ وابن ابی عاصم وطبرانی نے بسند صحیح سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موقوفاً روایت کی۔ان سب [1] کے الفاظ جدا جدا نقل کرنے میں طولِ کثیر ہے لہٰذا میں ان کے منظّم لفظوں کو ایک منتظم سلسلہ میں یکجا کرکے اس جانفزا قصہ کی تلخیص کرتا ہوں۔ وباللہ التوفیق

روزِ قیامت [2] (ا) اللہ تعالیٰ اولین وآخرین کوایک میدان وسیع وہموار میں جمع کرے گا کہ سب دیکھنے والے کے

[1] آپ نے اس روایت میں جواشارے فرمائے ہیں ان کی تفصیل خود بتائی ہے۔

[2] ہرچند یہ چھ صحابہ سے چھ حدیثیں ہیں مگر صرف دوہی شمار میں آئیں کہ حدیث ابوہریرہ اسی کا تتمہ ہے جوارشادِ اول میں گزری اور حدیث ابوسعید اگرچہ ترمذی نے فضائل میں اسی قدر مختصراً روایت کی جتنی ارشادِ سوم میں گزری مگر تفسیر میں بعین سند مطولاً لائے جس کی وجہ سے یہ حدیث اس کا تتمہ ہے اور حدیث صدیق اکبر بعینہٖ حدیث ارشادِ ہفتم ہے اور حدیث ابن عباس حدیث ارشادِ ہجدہم لہٰذا ان چار کا مکرر شمار نہ ہوا اور صرف حدیث انس وحدیث سلمان تعداد میں آئیں۔رضی اللہ تعالیٰ عنہم

فائدہ:۔یہ حروف بحساب ابجد الف سے واؤ تک انہیں چھ حدیثوں کی طرف اشارہ ہیں کہ میں نے حدیث اول کو کہ میرے مطلب میں زیادہ مفصل ہے اصل کیا اور باقی پانچ میں جوزیادتیاں ہیں باشارہ حروف انہیں متمیز کردیا۔۱۲منہ

پیش نظر ہوں اور پکارنے والے کی آوازسنیں ۔(ہ) دن طویل ہوگا۔(و) اور آفتاب کواس روز دس برس کی گرمی دیں گے۔ پھر لوگوں کے سروں سے نزدیک کرینگے یہاں تک کہ بقدر دو کمانوں کے فرق رہ جائے گا، پسینے آنے شروع ہوں گے۔ آدم پسینہ تو زمین جذب ہوجائے گا پھر اوپر چڑھنا شروع ہوگا یہاں تک کہ آدمی غوطے کھانے لگیں گے اور غڑپ غڑپ کرینگے جیسے کوئی ڈبکیاں لیتا ہے۔(ا) قرب آفتاب سے غم وکرب اس درجہ کو پہنچے گا کہ طاقت طاق ہوگی تاب تحمل نہ رہے گی ۔(ج) رہ رہ کرتین گھبرائیں لوگوں کواٹھیں گی ۔(ا) آپس میں کہیں گے دیکھتے نہیں تم کس آفت میں ہو، کس حال کو پہنچے، کوئی ایسا کیوں نہیں ڈھونڈتے جورب کے پاس شفاعت کرے۔(ب) کہ ہمیں اس مکان سے نجات دے (ا) پھر خودہی تجویز کریں گے کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے باپ ہیں ان کے پاس چلنا چاہیے بس آدم علیہ الصلوٰۃ السلام کے پاس جائینگے ۔(د) اور پسینے کی وہی حالت ہے کہ منہ میں لگام کی طرح ہوا چاہتا ہے۔(ا) عرض کریں گے (و) اے باپ ہمارے (ا) اے آدم آپ ابوالبشر ہیں، اللہ تعالی نے آپ کودست قدرت سے بنایا اور اپنی روح آپ میں ڈالی اور اپنے ملائکہ سے سجدہ کرایا اور اپنی جنت میں آپ کو رکھا (ب) اور سب چیزوں کے نام سکھائے (د) اور آپ کواپنا صفی کیا۔ (ا) آپ اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کیوں نہیں کرتے (ب) کہ ہمیں اس مکان سے نجات دے (ا) آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس آفت میں ہیں اور کس حال کو پہنچے۔ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے

(ب) لست هنا كم (ہ) انه لم يهمني اليوم الا ا ان ربی قد غضب اليوم غضبا لم يغضب قبله مثله ولن يغضب بعده مثله نفسي نفسي نفسي اذهبو ا الى غيری

میں اس قابل نہیں مجھے آج اپنی جان کے سوا کسی کی فکر نہیں، آج میرے رب نے وہ غضب فرمایا ہے کہ نہ ایسا پہلے کبھی کیا نہ آئندہ کبھی کرے، مجھے اپنی جان کی فکر ہے، مجھے اپنی جان کا غم ہے، مجھے اپنی جان کا خوف ہے، تم اور کسی کے پاس جاؤ۔

(و) عرض کریں گے پھر آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں فرمائیں گے (د) اپنے پدر ثانی (ا) نوح کے پاس جاؤ (ب) کہ وہ پہلے نبی ہیں جنہیں اللہ تعالٰی نے زمین پر بھیجا وہ خدا کے شاکر بندے ہیں ۔(ا) لوگ نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے اے نوح وا ے نبی اللہ (ا) آپ اہل زمین کی طرف پہلے رسول ہیں اللہ نے عبدشکور آپ کا نام رکھا (د) اور آپ کو برگزیدہ کیا اور آپ کی دعا قبول فرمائی کہ زمین پر کسی کا فر کا نشان نہ رکھا۔ (ا) آپ دیکھتے ہیں کہ ہم کس حال کو پہنچے آپ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیوں نہیں کرتے (ہ) کہ ہمارا فیصلہ

کردے۔ (ا) نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے

(ب) لست هناكم د ليس ذاكم عندى (ه) انه لايهمنى اليوم الا نفسى (ا) ان ربى غضب اليوم غضبالم يغضب قبله مثله ولن يغضب بعده مثله نفسى نفسى نفسى اذهبو الى غير ى

میں اس قابل نہیں یہ کام مجھ سے نہ نکلے گا، آج مجھے اپنی جان کے سوا کسی کی فکر نہیں۔میرے رب نے آج وہ غضب فرمایا جو نہ اس سے پہلے کیا اور نہ اس کے بعد کرے، مجھے اپنی جان کی فکر ہے مجھے اپنی جان کا کھٹکا ہے، مجھے اپنی جان کا ڈر ہے،تم کسی اور کے پاس جاؤ۔

(و) عرض کرینگے پھر آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں۔فرمائیں گے (ب) خلیل الرحمٰن (ا) ابراہیم کے پاس جاؤ (د) کہ اللہ نے انہیں اپنا دوست کیا ہے۔ (ا) لوگ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہوں گے عرض کرینگے (و) اے خلیل الرحمٰن، اے ابراہیم آپ اللہ کے نبی اور اہل زمین میں اس کے خلیل ہیں آپ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے (ہ) کہ ہمارا فیصلہ کردے۔ (ا) آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس مصیبت میں گرفتار ہیں۔آپ دیکھتے نہیں ہم کس حال کو پہنچے۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے

(ب) لست هنا كم (د) ليس ذاكم عندى (ه) لايهمنى اليوم الا نفسى (ا) ان ربى قد غضب اليوم غضباً لم يغضب قبله مثله ولن يغضب بعده مثله نفسى نفسى اذهبو ا الى غيرى

میں اس قابل نہیں، یہ کام میرے کرنے کا نہیں، آج مجھے اپنی جان کا تردّد ہے تم کسی اور کے پاس جاؤ۔

(و) عرض کرینگے پھر آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں فرمائینگے (ا) تم موسیٰ کے پاس جاؤ (ب) وہ بندہ جسے خدا نے توریت دی اور اس سے کلام فرمایا اور اپنا راز دار بنا کر قرب بخشا اور اپنی رسالت دے کر برگزیدہ کیا۔ (ا) لوگ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہو کر عرض کرینگے اے موسیٰ آپ اللہ کے رسول ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی رسالتوں اور اپنے کلام سے لوگوں پر فضیلت بخشی، اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کیجئے، آپ دیکھتے نہیں ہم کس حال کو پہنچے، آپ دیکھتے ہیں کہ ہم کس صدمہ میں ہیں۔موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے

(ب) لست هانكم (د) ليس ذاكم عندى (ه) انه لايهمنى اليوم الا نفسى (ا) ان ربى قد غضب اليوم غضباً لم يغضب قبله مثله . ولن يغضب بعده مثله نفسى نفسى اذهبوا الىٰ غيرى

میں اس لائق نہیں یہ کام مجھ سے نہی ہوگا، مجھے آج اپنے سوا دوسرے کی فکر نہیں میرے رب نے آج وہ غضب فرمایا ہے

کہ ایسا نہ کبھی کیا تھا اور نہ کبھی کرے، مجھے اپنی جان کی فکر ہے، مجھے اپنی جان کا خیال ہے، مجھے اپنا جان کا خطرہ ہے، تم کسی اور کے پاس جاؤ۔

(و)عرض کریں گے پھر آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں۔ فرمائیں گے (ا)تم عیسیٰ کے پاس جاؤ(ب)وہ اللہ کے بندے ہیں اوراس کے رسول اور اس کے کلمہ اوراس کی روح (د) کہ مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرتے اور مُردے جلاتے تھے۔ (ا) لوگ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہوکر عرض کرینگے اے عیسیٰ آپ اللہ کے رسول اوراس کے وہ کلمہ ہیں کہ اس نے مریم کی طرف القاء فرمایا اوراس کی طرف کی روح ہیں، آپ نے گھوارے میں کلام کیا، اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے کہ وہ ہمارا فیصلہ فرمادے۔ آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس اندوہ میں ہیں، آپ دیکھتے ہیں کہ ہم کس حال کو پہنچے۔ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائینگے

(ب) لست هانكم(د) ليس ذاكم عندى(ه) انه لايهمنى اليوم الا نفسى(ا) ان ربى قد غضب اليوم غضباً لم يغضب قبله مثله . ولن يغضب بعده مثله نفسى نفسى نفسى اذهبوا الىٰ غيرى

میں اس لائق نہیں یہ کام مجھ سے نہ نکلے گا، مجھے آج اپنی جان کے سوا کسی کا غم نہیں، میرے رب نے آج وہ غضب فرمایا ہے نہ کبھی ایسا کیا نہ کرے، مجھے اپنی جان کا ڈر ہے، مجھے اپنی جان کا غم ہے، مجھے اپنی جان کا سوچ ہے، تم اور کسی کے پاس جاؤ۔

(و)عرض کریں گے پھر آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں۔ فرمائیں گے

(ا)يتوا عبدا فتح الله على يديه ويجئى فى هذا اليوم امنا(د) انطلقوا الى سيد ولد آدم فانه اول من تنشق عنه الارض يوم القيامة(ب) ايتوا محمداه ان كل متاع فى وعاء مختوم عليه(ا) كان يقدر علٰى مافى جوفه حتى يفض الخاتم

تم اس بندے کے پاس جاؤ جس کے ہاتھ پر اللہ نے فتح رکھی ہے، اور آج کے دن بے خوف ومطمئن ہے، اس کی طرف چلو جو تمام بنی آدم کا سردار اور سب سے پہلے زمین سے باہر تشریف لانے والا ہے، تم محمد ﷺ کے پاس جاؤ۔ بھلا کسی سربمہر ظرف میں کوئی متاع ہو، اس کے اندر کی چیز بے مہر اٹھائے مل سکتی ہے، لوگ عرض کرینگے، نہ۔ فرمائیں گے

ان محمدًا ﷺ خاتم النبيين وقد حضر اليوم(ا) اذهبوا الى محمد(د) فليشفع لكم الى ربكم

یعنی اسی طرح محمد ﷺ انبیاء کے خاتم ہیں (تو جب تک وہ باب فتح نہ فرمائیں کوئی نبی کچھ نہیں کرسکتا)اور آج وہ یہاں تشریف

فرمایئں تم انہیں کے پاس جاؤ چاہئے کہ وہ تمہارے رب کے حضور تمہاری شفاعت کریں اب وہ وقت آیا کہ لوگ تھکے ہارے، مصیبت کے مارے، ہاتھ پاؤں چھوڑے، چار طرف سے امیدیں توڑے، بارگاہ عرش جاہ، بیکس پناہ، خاتم دورۂ رسالت، فاتح باب شفاعت، محبوب[1] باوجاہت، مطلوب بلندعزت، ملجاء عاجزان، ماوائے بیکساں، مولائے دو جہان، حضور پر نور محمد رسول اللہ شفیع یوم النشور افضل صلوات اللہ واکمل تسلیمات اللہ واز کی تحیات واللہ وانمی برکات اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وعیالہ میں حاضر آئے اور باہزاران ہزار نالہائے زار و دل بیقرار و چشم اشکبار یوں عرض کرتے ہیں

(ا) یا محمد (و) یانبی اللہ انت الذی فتح اللہ بک وجئت فی ھذا الیوم امناً انت رسول اللہ و خاتم الانبیاء اشفع لنا الیٰ ربک (ہ) فلیقض بیننا (ا) الا ترٰی الی مانحن فیہ الا ترٰی ما قد بلغنا.

اے محمد! اے اللہ کے نبی آپ وہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے فتح باب کیا اور آج آپ آمن و مطمئن تشریف لائے۔ حضور اللہ کے رسول اور انبیاء کے خاتم ہیں، اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کیجئے کہ ہمارا فیصلہ فرمادے، حضور نگاہ تو کریں ہم کس درد میں ہیں، حضور ملاحظہ تو فرمائیں ہم کس حال کو پہنچے ہیں۔ (ب) حضور پر نور ﷺ ارشاد فرمائیں گے "انا لھا (و) ان اصاحبکم" شفاعت کے لیے ہوں میں تمہارا وہ مطلوب ہوں جسے تمام موقف میں ڈھونڈھ پھرے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وبارک وشرف ومجد وکرم۔ اس کے بعد حضور نے اپنی شفاعت کی کیفیت ارشاد فرمائی۔ یہ نصف حدیث کا خلاصہ ہے۔

مسلمان اسی قدر کو بنگاہ ایمان دیکھے اور اولاً حق جل وعلا کی یہ حکمتِ جلیلہ خیال کرے کہ کیونکر اہل محشر کے دلوں میں ترتیب وار انبیائے عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں جانا الہام فرمائے گا اور دفعۃً بارگاہ اقدس سید عالم ﷺ میں حاضر نہ لائے گا کہ حضور تو یقیناً شفیع مشفع ہیں۔ ابتداءً یہیں آتے تو شفاعت پاتے مگر اولین و آخرین و موافقین و

[1] یہ لفظ اس سفیہ کے رد میں ہیں جو شفاعت بالوجاہت وشفاعت بالمحبۃ کو نہیں مانتا حالانکہ حقیقۃً اسباب شفاعت یہی ہیں اور ان کے جو معنی اس نے تراشے وہ اس کی نری زبان درازیاں ہیں پھر شفاعت بالاذن کا جو مطلب گھڑا محض باطل اور اللہ تعالیٰ کی جانب میں بے ادبی پر مشتمل۔ جیسا کہ حضرت والد قدس سرہ الماجد نے تزکیۃ الایقان اور دیگر علمائے اہل سنت نے اپنی تصانیف میں تحقیق فرمایا۔ پھر احادیث کثیرہ گواہ ہیں کہ اس کے گھڑے ہوئے معنی ہرگز واقع نہ ہوں گے تو اس نے اس پردے میں اصل شفاعت سے انکار کیا کہ جو مانتا ہے وہ ہوگی نہیں اور جو ہوگی اسے مانتا نہیں۔ جیسے کوئی کہے کہ میں وجودِ انسان کا منکر نہیں مگر لوگ جسے انسان کہتے ہیں وہ معدوم ہے۔ موجود یہ ہے کہ اس کے پانچ ہاتھ ہوں اور بائیس کان ہوں اور ستائیس ناکیں اور پینتالیس منہ اور پہاڑ پر چڑھ کر پیڑ پر بسیرا لیتا ہو۔ ہر عاقل جانے گا کہ یہ احمق سرے سے انسان ہی کا منکر ہے اگر چہ براہ عیاری لفظ انسان کا مقر ہے۔

مخالفین خلق اللہ اجمعین پر کیونکر کھلتا کہ یہ منصب افخاص سید اکرم مولائے اعظم ﷺ کا حصہ خاصہ ہے جس کا دامن رفیع جلیل ومنیع تمام انبیاء ومرسلین کے دست ہمت سے بلند وبالا ہے۔ پھر خیال کیجئے کہ دنیا میں لاکھوں کروڑوں کان اس حدیث سے آشنا اور بے شمار بندے اس حال کے شناسا عرصات محشر میں صحابہ وتابعین وائمہ محدثین واولیائے کاملین وعلمائے عاملین سبھی موجود ہوں گے پھر کیونکر یہ جانی پہچانی بات دلوں سے ایسی بھلا دی جائے گی کہ اتنی کثیر جماعتوں میں ان طویل مدتوں تک کسی کو اصلاً یاد نہ آئے گی۔ پھر نوبت بہ نوبت حضرات انبیاء سے جواب سنتے جائیں گے۔ جب مطلق دھیان نہ آئے گا کہ یہ وہی واقعہ ہے جو سچے مخبر نے پہلے ہی بتایا ہے۔ پھر حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو دیکھئے وہ بھی یکے بعد دیگرے انبیائے مابعد کے پاس بھیجتے جائیں گے۔ یہ کوئی نہ فرمائے گا کہ کیوں بیکار پھر رہے ہو تمہارا مطلوب اس پیارے محبوب ﷺ کے پاس ہے۔ یہ سارے سامان اسی اظہار عظمت واشتہار وجاہتِ محبوب باشوکت کی خاطر ہیں۔ (تجلی الیقین صفحہ ۴۹ تا صفحہ ۵۵ مطبوعہ بریلی شریف)

بفور صد اساں یہ بندھا یہ سدرۃ اُٹھا وہ عرش جھکا
صفوف سمانے سجدہ کیا ہوئی جو اذاں تمہارے لئے

شرح

شب معراج صداؤں کا شوروغل کا یہ سماں تھا کہ مقامِ سدرہ استقبال کے لئے کھڑا تھا، عرشِ معلیٰ نیازمندی سے سر جھکا رہا تھا، آسمان کے ملکوتی لوگ سجدہ ریز تھے، یہ اُس وقت کی بات ہے جب اعلان ہوا کہ حضور سرورِ کائنات، سرتاجِ شش جہات زمین سے آسمانوں کی طرف تشریف لا رہے ہیں اسے نہایت مفصل فقیر نے امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے قصیدۂ معراجیہ کی شرح میں لکھا ہے۔

یہ مرحمتیں کہ کچی متیں نچھوڑیں لتیں نہ اپنی گتیں
قصور کریں اور ان سے بھریں قصورِ جناں تمہارے لئے

حل لغات

مرحمتیں، مرحمت کی جمع بمعنی رحم، مہربانی۔ متیں، مت کی جمع، ہوش، عقل رائے۔ لتیں، لت کی جمع، بُری عادت لپکا، علت۔ گتیں، گت کی جمع، چال، حال، ریت، علم، تدبیر، علاج، کریا کرم کی نجات، مار پیٹ کے تان، ڈھنگ، وضع ناچنے کا انداز۔ بھریں، حاصل کریں۔ قصور، قصر کی جمع محل جنانِ بہشت۔

شرح

اے حبیب خداﷺ آپ کی نوازشات کا کیا کہنا لیکن یہ بے عقل لوگ اپنی عادات کوترک نہ کریں نہ ہی اپنی نجات کا کوئی چارہ کریں بلکہ قصور ہی قصور میں لگے رہیں لیکن آپ ہیں کہ ایسے نالائقوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے جنت کے محلات حاصل کریں اوراب ان کو جو کچھ نصیب ہوگا سارا آپ کا صدقہ ہوگا۔

فنا بدرت بقاببرت زہر دوجہت بگر دسرت
ہے مرکزیت تمہاری صفت کہ دونوں کماں تمہارے لئے

حل لغات

فنابدرت، مقامِ فنا، آپ کے درِاقدس پر۔ بقابرت، مقامِ بقا آپ کے پہلو میں ہر دو جہتیں (جملہ عوالم) آپ کے سرمبارک کے گرداگرد یعنی تابع امر۔ مرکزیت (مرکز ہونا) آپ کی صفت ہے۔ دونوں کماں، دنیاوآخرت آپ کے لئے ہیں۔

فائدہ

علامہ شمس بریلوی (مدظلہ) کے نسخہ میں برت ہے قدیم نسخوں میں ببرت ہے مطلب ایک ہے۔

شرح

اے حبیب خداﷺ فنا کی پناہ آپ کا درِاقدس بقاء کا وجود آپ کے پہلو میں ہر دو جہت سے ہرامر آپ کے سراقدس کے اردگرد گھوم رہا ہے مرکز ہونا آپ کی صفت ہے اور دونوں جہانوں کی کمانیں آپ کے لئے ہی ہیں۔

اشارے سے چاند چیز دیا چھپے ہوئے خور کو پھیرلیا
گئے ہوئے دن کو عصر کیا یہ تاب وتواں تمہارے لئے

حل لغات

خور، سورج۔ تاب وتوان، طاقت، قدرت۔

شرح

اس شعر میں تین معجزات کا ذکر ہے۔ شق القمر حدیث شریف میں ہے

ایک مرتبہ مشرکین مکہ سرکارِ دو عالمﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اگر آپ اللہ کے سچے رسول ہیں تو چاند کے

دوٹکڑے کر کے دکھاؤ آپ نے فرمایا کیا پھر تم مجھ پر ایمان لے آؤ گے انہوں نے کہاہاں !اگر آپ چاند کو دوٹکڑے فرمادیں تو ہم آپ کا کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جائیں گے چنانچہ اس رات چاند کی چودہ تاریخ تھی چاند اپنے پورے شباب کے ساتھ چمک رہا تھا جونہی سرکارِ دو عالم ﷺ نے اپنی انگشتِ مبارکہ سے چاند کی طرف اشارہ کیا تو چاند دوٹکڑے ہو گیا۔حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

انشق القمر علیٰ عهد رسول اللهﷺ فرقتين فرقة فوق الجبل وفرقة دونه فقال رسول اللهﷺ اشهدوا. (بخاری شریف جلد۲)

رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں چاند دوٹکڑے ہوا جس کا ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر اور دوسرا پہاڑ کی دوسری جانب تھا تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ گواہ ہو جاؤ۔

فائدہ

تحقیق شق القمر فقیر کی تصنیف اس موضوع میں خوب ہے۔مودودی جیسے دوسرے مدعیانِ اسلام کے انکار اور ان کے غلط استدلالات کے تحقیقی جوابات درج کئے گئے ہیں۔

چھپے ہوئے خور

یہ اس معجزے کی اشارہ ہے جو معراج کی واپسی پر وقوع پذیر ہوا۔روح البیان پارہ ۱۵ میں ہے کہ جب کفار کو یقین ہو گیا کہ نبی کریم ﷺ نے بیت المقدس کو دیکھا "لیکن ضد اور ہٹ دھرمی کا کیا علاج ،ڈوبے کو تنکے کا سہارا" بالآخر ایک اور اعتراض مل گیا کہ اے نبی ﷺ اگر آپ واقعی ہمارے قافلے کو دیکھ کر چلے ہیں تو

فاخبر عن غيرنا — ہمارے قافلے کی خبر دیجئے کہ وہ کہاں ہے

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

مررت بهافی التنعيم — میں ان کو تنعیم پر چھوڑ آیا ہوں۔

فائدہ

تنعیم ایک مقام ہے جو کہ مکہ کے قریب ہے۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں بیت المقدس سے واپس آرہا تھا تو میں نے تمہارے قافلے کو تنعیم کے مقام پر دیکھا اور آپ نے انہیں قافلے کے اونٹوں کی گنتی اور ان کی چند علامات بھی بتائیں اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا

انها تقدم مع طلوع الشمس یتقد مها جمل اوراق

وہ طلوعِ شمس کے وقت آجائے گا ان کے آگے خاکستری رنگ کا اونٹ ہے۔

اور

علیه غرارتان احدهما سوداء والاخری برقاء

یعنی اس اونٹ پر دو بوریاں ہیں ایک سیاہ ہے اور دوسری دھاری دار

یعنی اس کے بعض دھاگے سفید اور بعض سفید و سیاہ ہیں۔

دشمن عیب کا متلاشی

یہ سن کر کفارِ مکہ پہاڑوں پر چڑھ گئے کہ دیکھیں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بات کہاں تک صحیح ہے چنانچہ جونہی سورج نکلا تو ایک کافر چیخا

هذه والله الشمس قداشرقت — بخدا وہ دیکھو سورج نکل آیا ہے۔

دوسرا کافر بے ساختہ ہو کر بولا

هذه والله البعیر قد اقبلت یتقدمها اورق کماقال محمد علیه الغرارتان

بخدا یہ قافلہ جس کے آگے خاکستری رنگ کا اونٹ آرہا ہے اور اس پر دو بوریاں بھی ہیں۔

یہ معجزہ دیکھ کر جو لوگ معراج کا سن کر مرتد ہو گئے تھے وہ شرمسار ہو کر تجدید اسلام کرنے لگے اور مشرکین نے نہ مانا بلکہ کہا کہ یہ تو جادوگر ہے۔ (معاذاللہ)

معجزہ حبس الشمس

بعض روایات میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورج کو روک لیا تھا جب تک کہ قافلہ وہاں تک نہ پہنچا جہاں حضور ﷺ نے فرمایا تھا یعنی سورج کو حرکت کرنے سے بالکل روک دیا تھا یا اس کی رفتار کم کر دی گئی یا اسے وہاں سے دوسرے علاقے میں پھیر دیا گیا۔

سوال

سورج کو روکنا یا کسی اور جگہ پر منتقل کرنا ناممکن ہے اس لئے علم الفلکیات کا قاعدہ ہے کہ سورج کو کسی مختلف علاقے میں بدلا جائے یا اسے روکا تو افلاک میں ردوبدل ہوگا اور ان میں اگر ذرہ برابر ردوبدل ہو تو نظامِ کائنات درہم برہم ہو

جائے گا۔

جواب

ہم عقیدہ رکھتے ہیں کہ ردِ شمس یا حبس شمس حضور اکرم ﷺ کا معجزہ تھا اور وہ امور جو خرقِ عادت کے طور پر ہوا ہو اس میں قیاس آرائی گمراہی ہے۔

گئے ہوئے دن کو عصر کیا

اس مصرعہ میں حدیث ردِ الشّمس کی طرف اشارہ ہے اور حدیث ردِ الشّمس نہ صرف مشہور عام ہے بلکہ بہ اصطلاح محدثین صحیح اور مرفوع ہے۔ حضرت امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی سند کے ساتھ روایت فرماتے ہیں کہ

عن أسماء بنت عميس من طريقين أن النبی ﷺ كان يوحی إليه ورأسه فی حجر علی فلم يصل العصر حتی غربت الشمس فقال رسول الله ﷺ أصليت يا علی قال لا فقال اللهم إنه كان فی طاعتک وطاعة رسولک فاردد عليه الشمس قالت أسماء فرأيتها غربت ثم رأيتها طلعت بعد ما غربت ووقفت علی الجبال والأرض وذلک بالصهباء فی خيبر (شفاء قاضی عیاض جلد اول صفحہ ۲۸۴)

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ صہباء کے مقام پر سید دو عالم ﷺ حضرا میر المومنین مولا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں سر مبارک رکھ کر آرام فرما رہے تھے۔ رسولِ خدا سید الانبیاء پر وحی نازل ہو رہی تھی سورج غروب ہوگیا اور سیدنا مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابھی نمازِ عصر نہیں پڑھی تھی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے پیارے علی ابھی نماز نہیں پڑھی عرض کیا نہیں تو رسول اللہ ﷺ نے دعا کی یا اللہ یہ پیارے علی تیرے اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھے لہٰذا سورج واپس لوٹا دے۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے سورج کو دیکھا کہ سورج غروب ہو چکا تھا پھر سورج واپس آیا اور پہاڑوں اور زمین پر دھوپ چمکی۔

کرتے ہیں مہر و ماہ اطاعت رسول کی (ﷺ) جاری ہے دو جہاں میں حکومت رسول کی (ﷺ)

انتباہ

اس معجزہ ردالشّمس کے بارے میں مودودی اور سپاہ صحابہ دیوبندی کے بعض جہلاء نے انکار پر خوب ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں فقیر نے دونوں کے رد میں کتاب لکھی ہے ''معجزۂ ردالشّمس'' قابل مطالعہ تصنیف ہے۔

صبا وہ چلے کہ باغ پھلے وہ پھول کھلے کہ دن ہوں بھلے

لوا کے تلے ثنا میں کھلے رضا کی زباں تمہارے لئے

حل لغات

صبا، پروا، ہوا، پچھلی رات کی ہوا۔ لوا، جھنڈا، نیزہ، یہاں لواءالحمد مراد ہے۔

شرح

ایسی بادِ صبا چلے کہ جس سے ہمارے باغات پھل پھول لائیں اور پھل پھول ایسے کھلیں کہ ہمارے دن بھلے ہو جائیں یعنی بہرہ وری نصیب ہو اور قیامت میں حضور اکرم ﷺ کے لواءالحمد کے نیچے ہماری زبانیں کھل جائیں اور ہم آقائے کونین ﷺ کی مدح سرائی کے مزے لوٹیں۔

امام احمد رضا علیہ الرحمہ سرورِ کونین ﷺ کی ثناءخوانی دنیا میں کرنے کے ساتھ یوم النشور میں بھی کرنے کے خواہش مند ہیں۔ روزِ محشر جو پچاس ہزار برس کے برابر کا دن ہوگا کسی قسم کی بھی عبادت وغیرہ کا اہتمام نہیں ہوگا۔ ہر کوئی اپنے نامۂ اعمال کے تو لے جانے کا منتظر ہوگا۔ اس دوران اہلِ عشاق یقیناً اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کی مدح سرائی کے ساتھ وقت گزاریں گے۔ امام احمد رضا علیہ الرحمہ بھی اسی مدح سرائی کے آرزومند نظر آتے ہیں کہ اے کاش لواءِ الحمد کے نیچے جب ہم سب جمع ہوں تو اس وقت بھی ہماری زباں سے اسی نعمت کبریٰ اور اللہ کے احسانِ عظیم کا چرچا جاری رہے۔

نہ صرف اعلیٰ حضرت روزِ محشر حضور ﷺ کی ثنا خوانی کریں گے بلکہ ہم سب بلکہ...... ہم کیا وہاں تو تمام انبیاء ورسل صحابہ واولیاء سب کا یہی مشغلہ ہوگا اور سب کی زبان پر بس آپ ﷺ کا ذکرِ خیر جاری ہوگا۔

ازالۃ الاوھام

منکرینِ کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ اس نعت سے تاحال حیران ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تو قرآنِ مجید میں بار بار فرمایا ہے کہ سب کچھ میرے لئے ہے اور امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے سب کچھ رسول اللہ ﷺ کے لئے ثابت کر دیا۔ اگرچہ منکرین مصطفیٰ تا قیامت ہمارے مؤقف کو نہیں مانیں گے کیونکہ انہوں نے ''میں نہ مانوں'' کی قسم اُٹھا رکھی ہے لیکن ہماری زیر بحث تحریر عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ کے ایمان کو تازگی اور قلب کو ٹھنڈک بخشے گی مگر وہ اس بحث کو ذہن میں محفوظ رکھیں گے تو منکرین کے دجل وفریب سے بھی بچ جائیں گے۔

تمھید

جب مسلم ہے کہ ''محبوب و محبّ میں نہیں میرا تیرا'' اور خود اللہ تعالیٰ نے بھی لولاک کا تاج بھی محبوب ﷺ کے سر

مبارک پر سجایا ہے تو پھر شک وشبہ کیسا۔اس کے باوجود سب کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرتِ انسان کی پیدائش اور دنیا میں بھیجے جانے کا مقصد بتاتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے

وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ٥ (پارہ ۲۷،سورہ الذریت،آیت ۵٦)

اور میں نے جن اور آدمی اپنے ہی لئے بنائے کہ میری بندگی کریں۔

اللہ تعالیٰ نے جنات اور انسان کے علاوہ فرشتے بھی پیدا فرمائے ہیں جو مسلسل اس کی بندگی میں مصروفِ عمل ہیں ان کو قیامت تک نہ موت ہے اور نہ ہی وہ بندگی میں کوئی کوتاہی کرتے ہیں۔فرشتوں کو جن وانس کے مقابل کوئی اور مزید ذمہ داری بھی نہیں سونپی گئی مگر جن وانس کو تمام اقسام کی ذمہ داری کے ساتھ ساتھ اپنی بندگی کا حکم بھی دیا اگر چہ بندہ کا ہر کام جو اللہ کی اطاعت کے مطابق انجام دیتا ہے بندگی ہی کہلاتا ہے۔انسان بندگی اپنے جسم کے تمام اعضاء کے ساتھ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے اور ہر عضو سے وہ بندگی کرتا ہے مثلاً زبان سے قرآنِ پاک کی تلاوت اور صاحبِ قرآن ﷺ کا ذکر سننا بندگی ہے،آنکھوں سے ماں باپ کے چہرے کو تکنا بندگی ہے مگر ان ہی آنکھوں سے فحش اور لغو کام نہ دیکھنا بھی بندگی ہے،اسی طرح ہاتھوں سے اپنے کنبے کے لئے حلال روزی کمانا ایک طرف بندگی ہے تو دوسری طرف ان ہی ہاتھوں سے دوسرے مسلمان بھائی کو ایذا نہ دینا بھی بندگی ہے گویا اللہ تعالیٰ کے احکام امر بالمعروف ونہی عن المنکر بندگی کا راز ہیں۔کوئی عمل اس کی رضا کے لئے کرنا اور اسی کی رضا کے لئے نہ کرنا بندگی کہلاتا ہے اس لحاظ سے حضرتِ انسان کے تمام اعضاء اس کے لئے بڑی نعمت ہیں کیونکہ جس کے ہر عضو سے اس کی بندگی کی جاتی ہے ان تمام اعضاء میں زبان ایک اہم نعمت ہے اللہ تعالیٰ اس کے صحیح استعمال کی طرف نشاندہی فرماتا ہے۔

وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ٥ (پارہ ۳۰،سورۃ الضحیٰ،آیت ۱۱)

اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔

یہاں اللہ تعالیٰ ایک خاص نعمت کا ذکر کرکے ارشاد فرمارہا ہے کہ ہماری دی ہوئی خاص نعمت کا خوب اہتمام کے ساتھ اپنی زبان سے چرچا کرو مگر اس جگہ اللہ تعالیٰ نے نہ خاص نعمت کی نشاندہی فرمائی اور نہ ہی چرچا کرنے کا طریقہ، وقت،تعداد،کلمات وغیرہ کا ذکر کیا کہ اس نعمت کا کن الفاظ میں چرچا کیا جائے یہ نہیں بتایا البتہ اسی سورۃ کی پچھلی دس آیات میں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کی تعریف وتوصیف بیان کررہا ہے جس کو اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اپنے مذکورہ اشعار میں خوب پرویا ہے جن کی شرح فقیر نے اپنی استطاعت پر عرض کردی ہے۔

نعمت خداوندی

عاشقانِ رسول ﷺ تو حضور سرورِ عالم ﷺ سے بڑھ کر اور کوئی نعمت نہیں بلکہ عشق والوں کا عقیدہ ہے کہ ہر نعمت حضور اکرم ﷺ کے صدقے نصیب ہے یہاں تک عرفانِ حق تعالیٰ بھی نصیب ہے آپ کے صدقے سے

ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ و منیٰ　　　　لولاک والے صاحبی تیرے گھر کی ہے

لیکن منکرین کے انکار سے بعض عشاق کے قلوب متزلزل ہونے لگ جاتے ہیں ان کے قلوب کے ڈھارس کے لئے عرض ہے کہ آیت مذکورہ میں مفسرین نے حضور اکرم ﷺ کی ذاتِ اقدس مراد لی ہے اگر چہ مفسرین نے ساتھ ہی قرآن جیسی نعمت کا بھی فرمایا ہے چنانچہ امام مجاہد کا یہ قول نقل کرتے ہیں

قال مجاهد تلک النعمة هي القران ، فان القرآن اعظم ما انعم الله به علي محمد عليه

امام مجاہد فرماتے ہیں کہ یہاں نعمت سے مراد قرآن ہے اور قرآن وہ عظیم نعمت ہے جو صرف اور صرف حضور ﷺ کو عطا ہوئی۔

لیکن دوسری آیت میں صرف اور صرف ذاتِ رسول اکرم ﷺ کو نعمت بنا کر اہلِ ایمان پر احسان جتلایا ہے۔

چنانچہ فرمایا

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ ۚ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (پارہ ۴، سورۃ آل عمران، آیت ۱۶۴)

بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلے گمراہی میں تھے۔

اس سے پتہ چلا کہ تمام دینی و دنیاوی نعمتوں کے سرچشمہ آپ ہیں ﷺ

انتباہ

ایزدمتعال نے عالم انسانیت کو ان گنت و بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے جن میں یہ ارض یہ آسمان ، یہ پھلوں کی شیرینی ،گلوں کی رنگینی ، حسین و دلکش پھولوں کی مسکراہٹ ،خوش آواز طیور کی چہچہاہٹ ،خوبصورت ستاروں کی جھلملاہٹ ہواؤں کی سرسراہٹ ، بہار کی شادابی ،کوہسار کی آبادی ، گھنگور گھٹائیں ، رواں دواں ندیاں ، جاری وساری چشمے ،زخار سمندر ، بادِ نسیم کے ہلکے ہلکے جھونکے ،موسموں کے تغیر و تبدل الغرض

وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ا (پارہ۱۴،سورۃالنحل،آیت ۱۸)

اور اگر اللہ کی نعمتیں گنو تو انہیں شمار نہ کرسکو گے۔

پر احسان نہیں جتایا اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں میں سب سے افضل و اعلیٰ اور سب سے اکمل و مکمل نعمت عظمیٰ حضور پر نور، شافع یوم النشور، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفی ﷺ کی بعثت ہے۔

آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ کے وجودِ مسعود کو امت کے لئے احسانِ عظیم بتا رہا ہے اللہ تعالیٰ جس نعمت کے دیئے جانے کو احسان تعبیر فرما رہا ہے یقیناً امت کے لئے آپ کی ذات نعمت کبریٰ ہے۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نعت

نظر اک چمن سے دوچار ہے نہ چمن چمن بھی نثار ہے
عجب اس کے گل کی بہار ہے کہ بہار بلبلِ زار ہے

حل لغات

دوچار ہے، سامنے ہے یعنی اس کی محبت میں مبتلا ہے۔

شرح

نگاہ اس چمن (حبیب خدا) ﷺ کی محبت و عشق میں مبتلا ہوگئی ہے وہ عام چمن (باغ) نہیں بلکہ ایسا باغ ہے کہ دارین کے چمن اس پر قربان ہیں اور ان کے گل کی بہار عجب ہے کہ جو دونوں جہانوں کی بہاریں اس کی بلبل زار یعنی عاشق

و دیوانی ہیں۔اس شعر میں دو مضمون ہیں

(۱) حضور اکرم ﷺ کی محبت و عشق اور وارفتگی کی انتہائی منزل کا اظہار ہے کہ اب ایسی وارفتگی ہے کہ دونوں جہانوں سے بے پرواہی ہو چکی ہے۔

(۲) حضور اکرم ﷺ کے حسن و جمال کا بیان کہ حسینانِ عالم آپ کے حسن و جمال کے پروانے دیوانے ہیں۔

اس ثانی مضمون کو متعدد مقامات پر لکھ چکا ہوں مضمون اول کی مختصر گذارش کر دوں۔

پہلے مصرعہ کے پہلے جملہ میں منتہی عشاق کی علامت بتائی ہے کہ منتہی عاشق وہ ہے جو سوائے اپنے محبوب کے کسی کا دل میں تصور نہ ہو اور یہی کمال عشقِ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ میں بطریقِ اتم تھا جو اکابر دیوبند بھی تسلیم کر چکے ہیں۔

عظیم تاریخی اعتراف

میں نے درسِ بخاری مولانا محمد ادریس کاندھلوی سے لیا ہے مولانا فرمایا کرتے مولانا احمد رضا کی بخشش تو انہی (علماء دیوبند کے خلاف) فتوؤں کے سبب ہو جائے گی اللہ تعالیٰ فرمائے گا احمد رضا خاں تمہیں ہمارے رسول سے اتنی محبت تھی کہ اتنے بڑے عالموں کو بھی تو نے معاف نہیں کیا تم نے سمجھا کہ انہوں نے توہین سول کی ہے تو ان پر بھی کفر کا فتویٰ لگا دیا جاؤ اسی ایک عمل پر ہم نے تمہاری بخشش کر دی۔

کم و بیش اسی انداز کا ایک اور واقعہ مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی سے میں نے سنا فرمایا کہ جب حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب کی وفات ہوئی تو مولانا اشرف علی تھانوی کو کسی نے آ کر اطلاع دی مولانا تھانوی نے بے اختیار دعا کے لئے ہاتھ اُٹھا دیئے۔ حاضرین مجلس میں سے کسی نے پوچھا وہ تو عمر بھر آپ کو کافر کہتے رہے اور آپ ان کے لئے دعائے مغفرت کرر ہے ہیں فرمایا (اور یہی بات سمجھنے کی ہے) کہ مولانا احمد رضا خان نے ہم پر کفر کے فتوے اس لئے لگائے کہ انہیں یقین تھا کہ ہم نے توہین رسول کی ہے اگر وہ یقین رکھتے ہوئے بھی ہم پر کفر کا فتویٰ نہ لگاتے تو خود کافر ہو جاتے۔ (ایک ہمہ جہت شخصیت صفحہ ۸۰۷، کوثر نیازی)

تھانوی نے جس چیز کا اعتراف کیا ہے اسی کو دیوبندی مولوی مرتضٰی حسن در بھنگی نے بھی تحریر کیا ہے۔ (اشد العذاب صفحہ ۱۳)

محبت حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم

حب رسول و عشقِ نبی ایمان کی جان اور مغزِ اسلام ہے اس میں ہوا گر خامی تو سب کچھ نا مکمل ہے۔ اس کے لئے دلائل کی ضرورت نہیں بلکہ قرآن مجید میں عام اعلان فرمایا کہ حب رسول ﷺ نصیب ہو جانے پر محبوبیت کبریائی کا بلند مرتبہ حاصل ہوتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں "فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ" فرما کر ہمیں یہ بتا دیا کہ اتباعِ رسول ﷺ کا نتیجہ اللہ تعالیٰ کی محبوبیت ہے محبوب کا دشمن کبھی محبوب نہیں ہو سکتا پھر خدا کے محبوب کا دشمن خدائے قدوس کا محبوب کیونکر ہو سکتا ہے۔ ثابت ہوا کہ اس آیت مبارکہ میں اتباع کے معنی یہ ہیں کہ حبیب خدا ﷺ کی محبت کے نشہ میں مخمور اور ان کے جذبات الفت سے مجبور ہو کر بتقاضائے الفت و محبت ان کی اداؤں کے سانچہ میں ڈھل جاؤ یہ اتباع قطعاً حضور اکرم ﷺ کی محبت کی دلیل ہے مگر بات جہاں تک تھی وہیں رہی۔ سوال یہ ہے کہ ہمیں یہ کیسے معلوم ہو کہ فلاں گروہ یا فلاں شخص سید عالم ﷺ کی الفت و محبت کے ساتھ ان کی سنن کریمہ پر عمل کر رہا ہے اور فلاں آدمی بغیر محبت کے محض نقالی میں مصروف ہے اس کا جواب یہ ہے کہ محبت کا صحیح معیار نہ ملنے کی وجہ سے ہم ان اشکال کو حل کرنے سے عاجز رہے۔ آیئے دین متین کی روشنی میں محبت کا صحیح معیار تلاش کریں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ادب المفرد میں سند صحیح یہ حدیث روایت کی

قال رسول اللہ ﷺ حبک الشئی یعمی و یصم

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انسان کو جب کسی سے محبت ہو جاتی ہے تو وہ محبت اس کو (محبوب کا عیب دیکھنے سے) اندھا اور (محبوب کا عیب سننے سے) بہرا کر دیتی ہے۔

فائدہ

اس حدیث مبارکہ سے روزِ روشن کی طرح ثابت ہو گیا کہ محبت کی نا قابل تردید دلیل اور صحیح معیار یہ ہے کہ مدعی محبت کی آنکھ اور کان محبوب کا عیب دیکھنے اور سننے سے پاک ہو۔ عقل سلیم کے نزدیک بھی محبت کا معیار یہی ہے کیونکہ محبت کا مرکز حسن و جمال ہے یہ ممکن ہی نہیں کہ محبت والی آنکھ کو محبوب کی ذات میں کوئی عیب نظر آئے اور اگر کسی کو محبوب میں عیوب و نقائص نظر آتے ہیں تو وہ اپنے دعویٰ محبت میں جھوٹا ہے اس کا فیصلہ انسان اپنے ضمیر سے کرائے کہ وہ حبیب خدا ﷺ سے کتنی عقیدت و محبت رکھتا ہے آپ کے کمالات کی باتوں سے جی خوش ہوتا ہے یا مشرک کا ہیضہ ہونے لگ جاتا ہے۔ اس کے باوجود علمائے کرام نے علاماتِ محبت کا ایک معیار بتایا ہے لیکن وہ معیار بھی ہر فرقہ کا اپنا اپنا ہے کیونکہ تمام اسلامی فرقے حضور اکرم ﷺ کی محبت کے مدعی ہیں محبت ایسی چیز نہیں جو ظاہر ہو اس کا تعلق دل سے ہے اور ظاہر

ہے کہ دلوں کا حال ہمیں معلوم نہیں ہوسکتا۔ ایسی صورت میں ہم کس گروہ کو حضور اکرم ﷺ کا محبّ قرار دے کر اسے محبّ رسول مانیں اور کس فرقے کے دعویٰ محبت کو غلط قرار دیں مثلاً بعض صاحبان کا مسلک یہ ہے کہ محبت کا معیار محبوب کی اتباع اور اس کی پیروی ہے کہ

ان المحب لمن یحب مطیع یعنی محبّ محبوب کا مطیع اور تابع فرمان ہوتا ہے۔

یہ صاحبان بھی استدلال اسی آیت سے کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ. (پارہ ۳، سورۂ آل عمران، آیت ۳۱)

اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔

فائدہ

آیۂ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ محبت کی شرط اتباع واطاعت ہے لہٰذا جو گروہ متبع سنت اور پابند شریعت ہے وہی رسول اللہ ﷺ کا محبّ اور صحیح معنوں میں مومن ہے اس کے متعلق گذارش ہے کہ اتباع واطاعت جسے معیارِ محبت قرار دیا گیا ہے اس سے کیا مراد ہے؟ کیا حضور اکرم ﷺ کے اقوالِ مبارکہ اور اعمالِ مقدسہ کے مطابق مطلقاً عمل کرنے کا نام اتباع واطاعت ہے یا اس میں کوئی قید بھی ملحوظ ہے؟

اگر مطلق عمل یعنی حضور اکرم ﷺ کے ان اعمال مقدسہ کی صرف نقل کو اتباع و اطاعت قرار دیا جائے جس کی موافقت شرعاً مطلوب ہے تو وہ تمام منافقین اور اعدائے دین حضور اکرم ﷺ کے محبوب قرار پائیں گے جو باوجود منافق ہونے اور اپنے دل میں سرکارِ ابد قرار ﷺ کی عداوت رکھنے کے نماز، روزہ اور دیگر اعمالِ حسنہ کرتے تھے۔ قرآن وحدیث سے یہ امر روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ منافقین کلمہ شہادت پڑھتے تھے نماز ادا کرتے تھے اور مسجد بھی تعمیر کراتے تھے، جہاد میں شریک ہوتے تھے۔

صحاح کی حدیث میں یہ تک وارد ہوا کہ ایک بے دین وگمراہ قوم آخر زمانہ میں پیدا ہوگی وہ قرآن پڑھے گی مگر قرآن ان کے گلوں سے نیچے نہ اترے گا۔ سچے اور خالص مسلمان ان کی نمازوں کے مقابلہ میں اپنی نمازوں کو حقیر جانیں گے ایسی صورت میں ظاہری اتباع واطاعت اور سنن کریمہ کی نقل کو کیوں کر معیارِ محبت اور دلیلِ ایمان قرار دیا جا سکتا ہے۔

معلوم ہوا کہ سرکارِ دو عالم ﷺ کی سنن کریمہ اور آپ کے اقوال واعمال مقدسہ کی نقل محض اتباع واطاعت نہیں نہ یہ نقل خالص معیارِ محبت اور دلیلِ ایمان ہے۔ یہ تو نری نقالی ہے جو کسی حال میں محمود و مستحسن نہیں ہوسکتی بلکہ ایسی نقالی کو

تضحیک وتمسخر پرمحمول کیا جائے تو بعید از عقل نہ ہوگا۔اس لئے ضروری ہے کہ اتباع واطاعت کے معنی پرغور کیا جائے اور صحیح معیارِ محبت تلاش کرنے کی کوشش کی جائے۔

معیارِ محبت

حب رسول وعشق نبی ﷺ کا سچا معیار اور صحیح پرکھ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں ان کے ہاں بھی اتباع معیارِ محبت نہیں تھی اس لئے کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اتباع کے خلاف ہوجاتا تھا اور حضور اکرم ﷺ کو اس کی شکایت کی جاتی تو آپ اس صحابی کے ایمان واخلاص پر بھی مہر ثبت فرماتے اور منافقین میں اتباع کے باوجود آپ اس کے جہنمی ہونے کا اعلان فرماتے خلاصہ یہ کہ

هر که عشق مصطفی سامان اوست بحروبر در گوشه دامان اوست

بہر حال عشق کی تاثیر بڑی حیرت انگیز ہے،عشق نے بڑی بڑی مشکلات میں عقل انسانی کی راہنمائی ک ہے، عشق نے بہت سی لاعلاج بیماریوں کا کامیاب علاج کیا ہے،عشق کے کارنامے آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہیں جسے یہ دولت نصیب ہوئی وہ عالم کائنات میں جوہر نایاب سمجھا گیا اور جب یہ دولت حاصل ہوئی تو جملہ خرابیاں منہ چھپا کر بھاگیں اسی لئے حضرت مولانا رومی قدس سرہ عشق کی دہائی دیتے ہوئے فرماتے ہیں

مرحبا اے عشق خوش سودائے ما اے دوائے جملہ علتهائے ما

ہاں اتباع سے بھی ہمیں انکار نہیں لیکن اتباع کو علامت تب مان سکتے ہیں جب حقیقی عشق رسول نصیب ہو ہمارا دعویٰ ہے کہ عشق رسول اگر پورے طور پر دل میں جاگزیں ہوتو اتباعِ رسول کا ظہور ناگزیر بن جاتا ہے،احکامِ الٰہی کی تعمیل اور سیرتِ نبوی کی پیروی عاشق کے رگ وریشہ میں سماجاتی ہے،دل ودماغ اور جسم وروح پر کتاب وسنت کی حکومت قائم ہوجاتی ہے،مسلمان کی معاشرت سنور جاتی ہے آخرت نکھرتی ہے،تہذیب وثقافت کے جلوے بکھرتے ہیں اور بے مایہ انسان میں وہ قوت رونما ہوتی ہے جس سے جہاں بینی وجہاں بانی کے جوہر کھلتے ہیں

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

اسی عشق کامل کے طفیل صحابہ کرام کو دنیا میں اختیار واقتدار اور آخرت میں عزت ووقار ملا۔ یہ ان کے عشق کا کمال تھا کہ مشکل سے مشکل گھڑی اور کٹھن سے کٹھن وقت میں بھی انہیں اتباعِ رسول سے انحراف گوارا نہ تھا وہ ہر مرحلہ میں اپنے محبوب آقا ﷺ کا نقش پا ڈھونڈتے اور اسی کو مشعلِ راہ بنا کر جادہ پیمارہتے۔ یہاں تک کہ قبر میں جانا ہوتو یہ دولت ساتھ

ہوا امام احمد رضا نے فرمایا

لحد میں عشقِ رُخِ شہ کا داغ لے کے چلے　　　اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

صحابہ سے تابعین نے یہ گراں بہا دولت حاصل کی انہوں نے صحابہ کی رفاقت وصحبت میں رہ کر عشق رسول سیکھا، دل میں بسایا، سیرت میں اتارا، رزم وبزم میں نکھارا اور اپنی دنیا وآخرت کو سنوارا۔

آج عشق کی یہ لَو مدھم ہوتی جارہی ہے اور نئی نسل جانِ عالم ﷺ کے بجائے کہیں اور دل لگائے بیٹھی ہے جیسے اسے خبر ہی نہ ہو کہ ہم کیا ہیں اور ہمارا مرکزِ عشق وعقیدت کہاں ہے عقل بے مایہ، علم بے عمل، جہل بے ثمر اور لہو بے ہنر نے ہمارا کاروان ظفر تاراج کر رکھا ہے اور اپنی بے بسی وبے کسی کا حل بھی تو نظر نہیں آتا۔

ضرورت ہے کہ ہم صحابہ کی محفل میں چلیں، فتح وظفر جن کے قدم چومتی تھی، عشق رسول جن کی متاع زندگی، اتباع رسول جن کا سرمایۂ حیات اور جہاں بانی جن کی تقدیر بن چکی تھی۔ ہم انہیں دیکھیں کہ ذاتِ رسول سے ان کا کیسا والہانہ تعلق تھا ان کی بارگاہ میں پہنچ کر ان سے درسِ محبت حاصل کریں عشق صحابہ کے واقعات شرح ہذا میں متعدد مقامات پہ لکھے جاچکے ہیں بعض واقعات آنے والے شعر کی شرح میں پڑھیئے۔

نہیں سر کہ سجدہ کناں نہ ہو نہ زباں کہ زمزمہ خواں نہ ہو
نہ وہ دل کہ اُس پہ تپاں نہ ہو وہ سینہ جس کو قرار ہے

حل لغات

زمزمہ، گیت، ترانہ۔ تپاں، مجازاً قربان۔

شرح

وہ سر سر ہی نہیں سجدہ کناں نہ ہو نہ وہ زبان زبان ہے جو محبوب کے گیت نہ گائے اور نہ وہ دل ہی دل ہے جو محبوب پر قربان نہ ہو اور نہ ہی وہ سینہ سینہ ہے جسے محبوب کے بغیر قرار ہو۔

اس شعر میں عشق کی آخری منزل کی علامت بتائی کہ حقیقی عاشق وہی ہے جو محبوب میں محو ہو اس کے سوا اس کا کوئی

مشغلہ نہ ہو جیسے سیدنا اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال تھا کہ حضور اکرم ﷺ کی محبت وعشق میں اتنا گم کہ بتیس دانت بھی خود شہید کر دیئے یہ روایت اہل علم کے نزدیک غیر مستند سہی لیکن تقاضائے عشق پر عند العشاق صحیح معلوم ہوتی ہے تفصیل کے لئے دیکھئے فقیر کی تصنیف ''ذکر اُویس''

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ عشق کے موضوع کو صرف لسانی طور پر نہیں بیان فرما رہے بلکہ اس سے خود اتنے سرشار ہیں کہ آپ کے بعد جملہ عاشقانِ رسول ﷺ آپ کے ہی مقلد نظر آتے ہیں بلکہ عالم دنیا میں عشق رسول ﷺ کی دھوم ہے تو آپ کی تقلید میں شہر شہر اور قریہ قریہ آپ نے شمع عشق مصطفی ﷺ کی وہ جوت جگائی ہے کہ دلوں کی آبادیاں صاف وشفاف آئینے کی طرح چمک اُٹھی ہیں اور ہندو پاک و بنگلہ دیش، انگلینڈ وہالینڈ اور امریکہ وافریقہ کی فضاؤں میں صبح وشام آپ کا یہ نغمہ ہزاروں بار گونجتا ہے۔

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام　　　شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

سچا عشق

اس شعر میں امام احمد رضا قدس سرہ نے سچے عشق کی علامت بتائی ہے کہ سچا عاشق وہ ہے کہ محبوب پر دل و جان سے فدا ہو بلکہ محبوب کی ہر شے پر جان دینے کو تیار ہو مثلاً حضرت خالد کا واقعہ شہادت کے لئے کافی ہے۔ حاکم نے مستدرک میں روایت کی کہ غزوۂ یرموک میں حضرت خالد کی ٹوپی گم ہوگئی حضرت خالد گھوڑے سے اتر کر اپنی ٹوپی تلاش کرنے لگے مسلمان فوجیوں نے حضرت خالد سے کہا کہ تیر برس رہے ہیں تلواریں چل رہی ہیں موت وحیات کا سوال ہے اور آپ گھوڑے سے اتر کر ٹوپی کی تلاش میں ہیں۔

حضرت خالد ٹوپی کی تلاش کے بعد فوجیوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ یہ میں نے ٹوپی کے لئے حرکت نہیں کی بلکہ ان گیسوئے پاک کی خاطر ایسا کیا ہے اس لئے کہ ٹوپی میں گیسوئے پاک تھے اگر ٹوپی نہ ملتی تو وہ بال کفار کے ہاتھ لگ جاتے اور ہم ان کی برکات سے محروم رہتے۔

دوسرے خالد عاشق رسول ﷺ

حضرت خالد سعدان کی صاحبزادی بی بی عبدۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ

ما كان خالد يأوى إلى فراش إلا وهو يذكر من شوقه إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم وإلى أصحابه من المهاجرين والأنصار يسميهم ويقول هم أصلي وفصلي واليهم يحن قلبي طال شوقي

إليهم فعجل رب قبضي إليک حتي يغلبه النوم (شفاءشریف جلد۲صفحہ ۱۸)

میرے والد حضرت خالد نہ لیٹتے مگروہ شوقِ محبت سے حضورﷺ آپ کے اصحاب مہاجرین وانصار میں سے ایک ایک کا نام لے کرذکرکرتے رہتے اورفرماتے وہ اصول دین میں میری اصل ہیں اورفرع مجتہدین میں میری فرع ہیں یاوہ میرا حسب ونسب ہیں میرا دل انہی کا مشتاق ہے ان کی ملاقات ودیدار کا شوق لمبا ہو چکا اے اللہ اب مجھے جلد دنیا سے اُٹھا لے بس یہی کہتے کہتے ان کونیند آجاتی۔

فائدہ

عشقِ رسول ایک ایسا قیمتی جوہر ہے جسے نصیب ہوااس کا کیا کہنا۔امام زرقانی سے سنیئے۔

حضرت امام زرقانی قدس سرہ نے فرمایا کہ

قال صاحب المدارج أى مدارج السالكين اسم لشرح ابن القيم على كتاب منازل السائرين لشيخ الإسلام عبد الله بن محمد بن على الانصارى المتوفى ۴۸۱ھ زرقانى هى المنزلة (المرتبة العلية) التى يتنافس فيها المتنافسون وإليها يشخص العاملون وإلى علمها شمر السابقون وعليها تفانى المحبون وبروح نسيمها بروح العابدون فهى قوت القلوب وغذاء الأرواح وقوة العيون، وهى الحيادة التى من حرمها فهو من جملة الأموات، والنور الذى من فقده فى بحار الظلمات، والشفاء الذى من عدمه حلت بقلبه جميع الأسقام، واللذة التى من لم يظفر بها فعيشه كله هموم وآلام، وهى روح الإيمان والأعمال والمقامات والأحوال التى متى (تلك خالية عنه زرقانى) منها فهى كالجسد الذى لا روح فيه، تحمل أثقال السائرين إلى بلد لم يكونوا إلا بشق الأنفس بالغيه وتوصلهم إلى منازل لم يكونوا بدونها أبدًا وأصليها، وتبوؤهم من مقاعد الصدق إلى مقامات لم يكونوا لولا هى داخليها (وفيه تلميح المعنى ان المتقين فى جنات ونهر فى مقعد صدق والتقوى بالايمان لاتكون الا مع محبة الرسول زرقانى) وهى مطايا القوم التى سراهم فى ظهورها دائمًا إلى الحبيب وطريقهم الأقوم الذى يبلغهم إلى منازلهم الأولى (التى كانوا بها فى صلب آدم وهى الجنة) من قريب (بدون عذاب قبل دخولها للمحبة) تالله لقد ذهب أهلها (المحبة) بشرف الدنيا والآخرة، إذ لهم من معية محبوبهم (المشار لها بقوله انت مع من احببت) اوفر نصيب الخ. (زرقانی علی المواہب جلد۶ صفحہ ۲۸۱،۲۸۰)

اے مدارجِ السالکین ہم ابن قیم مدارج السالکین میں کہا ہے کہ ایسا بلند مرتبہ کہ اسے حاصل کرنے میں سبقت کرتے ہیں سبقت حاصل کرنے اور اس کے حاصل کرنے میں عاملین مجتہدین اپنی نظریں اُٹھاتے ہیں اور اس کی معرفت کے لئے سابقین کوشش کرتے ہیں اور اسی حب مصطفیٰ کے عالی رتبہ کے حاصل کرنے میں عشاقان سید عالم ایک دوسرے سے غلبہ چاہتے ہیں اور اسی حب نبوی کی نسیم کی راحت سے عابد لوگ راحت پاتے ہیں تو یہ حب سید عالم دلوں کی خوراک و طعام ہے اور روحوں کی غذا ہے اور آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اور یہ حب محبوب خدا وہ حیات ہے جو اس سے محروم ہے وہ مردوں میں شمار ہے اور یہ وہ نور ہے کہ جس کے پاس یہ مفقود ہے تو وہ تاریکیوں (ظلمات) کے سمندروں میں غرق ہے اور یہ وہ شفاء ہے جس کے پاس یہ معدوم ہے تو اس کے دل میں تمام امراض طویلہ داخل ہو گئیں اور یہ وہ لذت ہے جو اس سے محروم رہا تو اس کا سب عیش غموں اور دردوں والا ہوا اور یہ حب حبیب خدا ایمان اعمال (صالحہ) مقامات (علیہ) حالات (رفیعہ) کی وہ روح ہے جب یہ چاروں اس حب نبی سے خالی ہوں تو یہ چاروں چیزیں اس حبثہ کی طرح ہیں کہ جس میں روح نہ ہو یہ حب سرکارِ مدینہ بلد محبوب حقیقی کی طرف سیر کرنے والوں کے بوجھ اُٹھاتی ہے جس تک وہ بغیر مشقت نفسوں کے نہ پہنچ سکتے اور یہ حب نبی ان کو ایسے منازل عالیہ و مقاماتِ رفیعہ تک پہنچا دیتی ہے کہ اس حب رسول کے بغیر وہ کبھی ان منازل تک نہ پہنچ سکتے اور یہ حب محبوبِ خدا ان کو ملیک مقتدر کے حریم قدس میں مجالس صدق کے ایسے مقامات میں بٹھاتی ہے کہ وہ واصلین حضرت الوہیت اس حب حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بغیر کبھی اس میں داخل نہ ہو سکتے اور یہ حب مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام قوم واصلین الی اللہ کی وہ سواری ہے کہ ان کو اپنے ظہور اور نورانیت میں رات کے اول اور درمیانے اور آخری حصہ میں ہمیشہ محبوبِ حقیقی کے میدانِ قرب میں سیر کراتی ہے اور یہ وہ مضبوط راستہ ہے کہ ان کو پہلی منزل یعنی بہشت میں عنقریب بغیر دخول عذاب کے پہنچا دے گا۔ اللہ کی قسم محبین و عاشقان سید عالم دارین کا شرف لے گئے اس لئے ان کو حب حبیب خدا کی وجہ سے معیت محبوب سے وافر حصہ ملا (اگر چہ بظاہر دور ہیں باطن ہر وقت پیش حضور ہیں)

جان لو ایمان کی ہے جان حب مصطفیٰ　　اور بغیر ذکر نبی مردود ہے ذکر خدا

لم یخلق الرحمن آدم والذی　　من نسلہ الا لحب محمد

نبی کی محبت بڑی چیز ہے　　خدا دے یہ دولت بڑی چیز ہے

شرابِ عشقِ احمد کی عجب پر کیف مستی ہے　　کہ جاں دے کر اگر اک بوند مل جائے تو سستی ہے

وہ ہے بھینی بھینی وہاں مہک کہ بسا ہے عرش سے فرش تک

وہ ہے پیاری پیاری وہاں چمک کہ وہاں کی شب بھی نہار ہے

حل لغات

بھینی بھینی، ہلکی اور پُرلطف خوشبو۔ مہک، خوشبو۔ بسا از بسنا رہنا، آباد ہونا۔ نہار، روز، دن۔

شرح

بھینی بھینی خوشبو کا کیا کہنا ک اس سے عرش سے فرش تک تمام عالم آباد ہے اور یہ پیاری پیاری نوری چمک کیا خوب ہے کہ جہاں کی شب بھی دن کی طرح روشن تر ہے۔

اس شعر میں عشقِ رسول اللہ ﷺ کا حال بتایا کہ کُل کائنات اس سے سرشار ہے اور جو محروم ہے وہ مردار ہے اس دعویٰ میں امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ تنہا نہیں آپ کے ساتھ اکابر ائمہ ہیں چنانچہ حضرت امام غزالی قدس سرہ نے لکھا کہ

ومن عرق وجهه خلق العرش والكرسي واللوح والقلم والشمس والحجاب والكواكب وماكان في السماء. (وقائق الاخبار)

حضور اکرم ﷺ کے چہرۂ اقدس کے پسینہ سے عرش، کرسی، لوح وقلم، سورج، حجاب اور کواکب پیدا کئے گئے۔

فائدہ

مخالفین کے لئے یک نہ شد دو شد بلکہ مرگ شد کہ وہ ظاہری پسینہ سے گلاب کی تخلیق کا انکار کرتے رہا۔ امام الثقلین حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے چہرۂ نورانی (عالم بطون) سے کُل کائنات کے اعلیٰ ترین اجزاء کا پیدا ہونا ثابت کر دیا۔

فائدہ

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شخصیت عالم اسلام میں محتاجِ تعارف نہیں بلکہ وہابی بھی انہیں مانتا ہے۔ ''وقائق الاخبار'' امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصنیف ہے اور امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ معمولی شخصیت نہیں۔

شب معراج حضرت موسیٰ علیہ السلام سے گفتگو کے لئے حضور اکرم ﷺ نے عالم ارواح سے امام غزالی کی روح کو بلایا۔ (روح البیان وشمائم امدادیہ)

بلکہ سیدنا ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ شب معراج حضور اکرم ﷺ نے امام غزالی کو سامنے

لاکرحضرت موسیٰ وحضرت عیسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ کیا تمہاری امت میں بھی ایسا عالم دین ہے۔امام غزالی کے متعلق مزید تفصیل فقیر کی تصنیف ''علی الامام محمد بن الغزالی'' کامطالعہ کریں۔

کوئی اور پھول کہاں کھلے نہ جگہ ہے جوشش حسن ہے
نہ بہار اور پہ رخ کرے کہ جھپک پلک کی تو خار ہے

حل لغات

کھلے،کھلنا(بکسرا لکاف العجمی) کلی کا پھولنا،خوش ہوناوغیرہ۔جھپک،حیاء،پلکوں کا بند ہونا۔

شرح

کوئی دوسرا پھول (حسین) کہاں کھلے (اپنے حسن کا مظاہرہ کرے) جب کہ حبیب خداﷺ کے حسن کے جلوؤں کے آگے کسی دوسرے کے حسن کے جوشش کی جگہ ہی نہیں اور بہار بھی کسی دوسری طرف رخ کرسکتی ہے جب کہ حسن حبیب کبریایﷺ کی جھلک دیکھ لی ہےتو اب تو اس کا یہ حال ہے کہ حسن محبوبﷺ کی طرف ایسے تسلسل سے دیکھ رہی ہے کہ اگر لحہ بھر پلکیں بند کرے تو اسے فراق کا خار چبتا ہے۔

حضوراکرمﷺ نے حسن غیر منتہی کے متعلق شیخ سعدی قدس سرہ نے فرمایا

نہ حنش غایتے داورنہ سعدی راسخن پایاں　　بمیر دتشنہ مستسقی دوریاھمچناں باقی
دفتر تمام گشت بپایاں رسید عمر　　ماھمچناں دراول وصف تو ماندہ ایم

علامہ عبدالرؤف منادی لکھتے ہیں حضوراکرمﷺ کے کمالات عالیہ اور شمائل جمالیہ کابیان حدتحریرو بیان سے وراء ہے۔

باحسن ما یثنی علیہ یحاب　　فکل غلو فی حقہ تقصیر
اگرخموش رہوں میں تو تو ہی سب کچھ ہے　　جو کچھ کہا تو تیرا حسن ہوگیا محدود

غرضیکہ کمالاتو معجزات علوم و معارف میں آپﷺ کا کوئی ثانی و مثیل نہیں ۔اسی طرح جمالِ ظاہری اور حسن صوری میں بھی آپ کا کوئی ہم مثل نہیں آپ کا حسن حقیقی لاکھوں پردوں میں مخفی و پوشیدہ ہونے کے باوجود نہ ضبط تحریر میں لایا جاسکتا ہےاور نہ زبان سے بیان کیا جاسکتا ہےاور نہ ہر کسی کی آنکھ سے دیکھا جاسکتا ہے۔

یہ سمن یہ سوسن ویاسمن یہ بنفشہ سنبل ونسترن

گل وسرووالالہ بھرا چمن وہ ہی ایک جلوہ ہزار ہے

حل لغات

سمن ،چنبیلی ۔سوسن ،ایک آسمانی رنگ اور پانچ پنکھڑیوں والا پھول ۔یاسمن ،چنبیلی اور ایک قسم خوشبو دار پھول ۔ بنفشہ،ایک مشہور بوٹی ۔سنبل ،ایک خوشبودار گھاس (چھڑ کائی)نسترن ،ایک قسم کا خوشبودار سفید پھول ۔گل (گلاب) کا پھول ،عام پھول ۔سرو،ایک سیدھے مخروطی خوشنما درخت ۔لالہ،ایک قسم سرخ رنگ کا پھول ۔

شرح

سمن ہو یا سوسن یاسمن ہو یا بنفشہ، سنبل ہو یا نسترن ،گلاب ہو یا سہی سرو یالالہ یہ تمام کائنات کا باغ جو مختلف رنگوں اور پھلوں پھولوں سے بھرا ہوا ہے یہ ایک ہی ذات کے جلوے ہیں۔

ان جملہ روایات کو ایک ہی شعر میں سمو دیا گیا ہے جن میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کا نور ہیں اور جملہ کائنات حضور اکرم ﷺ کے نور سے ہے روایات اسی شرح میں متعدد مقامات میں کہی جا چکی ہیں یہاں وہی ایک جلوہ ہزار ہے کی تفصیل عرض کر دوں تا کہ واضح ہو کہ واقعی ہر گل میں ہر شجر میں محمد کا نور ہے ﷺ

اس موضوع میں حدیث سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت ہی موزوں ہے اسے مع شرح از قلم استاذ محترم غزالی دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ پڑھیئے ۔

حضرت امام عبدالرزاق صاحب مصنف نے اپنی سند کے ساتھ سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت جابر فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ مجھے خبر دیں کہ وہ پہلی چیز کون سی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے پیدا فرمایا ؟حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے جابر بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا پھر یہ نور اللہ تعالیٰ کی مشیت کے موافق جہاں اس نے چاہا سیر کرتا رہا۔اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم تھا نہ جنت تھی نہ دوزخ تھا نہ فرشتہ تھا نہ آسمان وزمین نہ سورج نہ چاند تارے نہ انسان جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ مخلوقات کو پیدا کرے تو اس نور کو چار حصوں میں تقسیم کر دیا پہلے حصہ سے قلم بنایا دوسرے سے لوح تیسرے سے عرش چوتھے کو چار حصوں میں تقسیم کیا تو پہلے حصے سے عرش اُٹھانے والے فرشتے بنائے اور دوسرے سے کرسی اور تیسرے حصہ سے باقی فرشتے پھر چوتھے حصے کو چار حصوں میں تقسیم کیا تو پہلے سے آسمان بنائے اور دوسرے سے زمین اور تیسرے سے جنت اور دوزخ پھر چوتھے حصے کو چار حصوں میں

تقسیم کیا تو پہلے سے مومنین کی آنکھوں کا نور بنایا اور دوسرے سے ان کے دلوں کا نور پیدا کیا جو معرفت الٰہی ہے اور تیسرے سے ان کا نورانس پیدا کیا اور وہ توحید ہے جس کا خلاصہ ہے ”لاالٰـــہ الا الـلّٰـــہ مـحـمـد رسـول الـلّٰـہ“الـ

(مواہب لدنیہ جلد اول صفحہ ۹، سیرت حلبیہ صفحہ ۳۰، زرقانی جلد اول صفحہ ۴۶)

یہ حدیث مصنف عبدالرزاق سے جلیل القدر محدثین جیسے امام قسطلانی شارح بخاری وامام زرقانی اورامام ابن حجر مکی اور علامہ فاسی اور علامہ دیاربکری نے اپنی تصانیف جلیلہ افضل القریٰ مواہب لدنیہ مطالع مسرات خمیس اور زرقانی علی المواہب میں نقل فرما کر اس پر اعتماد کیا اور اس سے مسائل کا استنباط کیا۔

امام عبدالرزاق صاحب مصنف جو اس حدیث کے مخرج ہیں امام احمد بن حنبل جیسے اکابر ائمہ دین کے استاد ہیں تہذیب التہذیب میں ان کے متعلق لکھا ہے

احمد بن صالح المصری قلت لا احمد بن حنبل رایت احدا احسن حدیث من عبدالرزاق قال لا. (تہذیب التہذیب جلد ۶ صفحہ ۳۴)

امام احمد بن صالح مصری کہتے ہیں میں نے امام احمد بن حنبل سے پوچھا کیا آپ نے حدیث میں کوئی شخص عبدالرزاق سے بہتر دیکھا؟ انہوں نے فرمایا نہیں امام عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حدیقہ ندیہ میں اس حدیث کی تصحیح فرماتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں

تدخلق محل شئی من نورہ ﷺ کما وردبه الحدیث الصحیح

اس حدیث کو امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے بھی دلائل النبوۃ میں تقریباً اسی طرح روایت فرمایا ہے مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات میں علامہ فاسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

قدقال الاشعری انه تعالیٰ نور لیس کالانوار والروح النبویه القدسیته لمعته من نورہ والملئکته شورتلک الانوار وقال ﷺ اول ماخلق اللہ نوری خلق کل شئی و غیرہ ممانی معناہ

یعنی عقائد اہل سنت کے امام سیدنا ابوالحسن اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسا نور ہے کہ کسی نور کی مثل نہیں اور حضور اکرم ﷺ کی روح مقدسہ اسی نور کی چمک ہے اور فرشتے انہی انوار سے جھڑے ہوئے پھول ہیں اور رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور پیدا فرمایا اور میرے ہی نور سے ہر چیز پیدا فرمائی۔ اس حدیث کے علاوہ اور بھی حدیثیں اس مضمون میں وارد ہیں۔

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مدارجِ النبوۃ میں فرمایا

در حدیث صحیح وارد شد که اول ما خلق الله نوری۔ (مدارج النبوۃ)

پھر حدیث جابر کا مضمون بیان فرمایا کثیر التعداد جلیل القدر ائمہ کا اس حدی کو قبول کرنا اس کی تصحیح فرمانا اس پر اعتماد کر کے اس سے مسائل کا استنباط کرنا اس کے صحیح ہونے کی روشن دلیل ہے خصوصاً سیدنا عبدالغنی نابلسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حدیقہ ندیہ کے مبحث ثانی" نوع ستین من آفات الالسان فی مسئلہ ذم اطعام" اس حدیث کو زیادہ واضح کر دیتا ہے۔ان مختصر جملوں سے ان حضرات کو مطمئن کرنا مقصود ہے جو اس حدیث کی صحت میں متردد رہتے ہیں۔

اس حدیث میں نور کی اضافت بیانیہ ہے اور نور سے مراد ذات ہے (زرقانی جلد اول صفحہ ۴۶)

حدیث کے معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے نور پاک یعنی ذاتِ مقدسہ کو اپنے نور یعنی اپنی ذات مقدسہ سے پیدا فرمایا اس کے یہ معنی نہیں کہ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ کی ذات حضور اکرم ﷺ کی ذات کا مادہ ہے یا نعوذ باللہ حضور کا نور اللہ کے کوئی حصہ یا ٹکڑا ہے "تعالیٰ اللّٰہ عن ذالک علوا کبیرا" اگر کسی ناواقف شخص کا یہ اعتقاد ہے تو اسے توبہ کرنا فرض ہے اس لئے کہ ایسا ایک عقیدہ خالص کفر و شرک ہے اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ رکھے بلکہ اس حدیث کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی ذاتی تجلی فرمائی جو حسن الوہیت کا ظہور اول تھی بغیر اس کے کہ ذاتِ خداوندی نورِ محمدی کا مادہ یا حصہ اور جزو قرار پائے یہ کیفیت متشابہات میں سے ہے جس کا سمجھنا ہمارے لئے ایسا ہی ہے جیسے قرآن وحدیث کے دیگر متشابہات کا سمجھنا البتہ نکتے اور لطیفے کے طور پر اتنا کہا جا سکتا ہے کہ جس طرح شیشہ آفتاب کے نور سے روشن ہو جاتا ہے لیکن آفتاب کی ذات یا اس کی نورانیت اور روشنی میں کوئی کمی نہیں واقع ہوتی اور ہمارا یہ کہنا بھی صحیح ہوتا ہے کہ شیشے کا نور آفتاب کے نور سے ہے اسی طرح حضور اکرم ﷺ کا نور اللہ تعالیٰ کی ذات سے پیدا ہوا اور آئینہ محمدی کو نورِ خداوندی سے قرار دینا صحیح ہوا لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاک یا اس کی کسی صفت میں کوئی نقصان اور کمی واقع نہیں ہوتی شیشہ سورج سے روشن ہوا اور اس ایک شیشے سے تمام شیشے منور ہو گے نہ پہلے شیشے نے آفتاب کے نور کو کم کیا نہ دوسرے شیشوں نے پہلے شیشے کے نور سے کچھ کمی کی۔حقیقت یہ ہے کہ فیضان وجود اللہ تعالیٰ کی ذات سے حضور اکرم ﷺ کو پہنچا اور حضور اکرم ﷺ کی ذات سے تمام ممکنات کو وجود کا فیض حاصل ہوا۔

اس کے بعد اس شبہ کو بھی دور کرتے جائیے کہ جب ساری مخلوق حضور اکرم ﷺ کے نور سے موجود ہوئی تو ناپاک خبیث اور قبیح اشیاء کی برائی اور قباحت معاذ اللہ حضور اکرم ﷺ کی طرف منسوب ہوگی جو حضور اکرم ﷺ کی شدید توہین

ہے اس کا جواب یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ آفتاب موجود ہیں اور کُل کائنات حضور ﷺ کے آفتابِ وجود سے فیضانِ وجود حاصل کررہی ہے۔ جس طرح اس ظاہری آفتاب کی شعاعیں تمام کرۂ ارضی میں جمادات و نباتات اور کل معدنیات جملہ موالید اور جواہر اجسام کے حقائق لطیفہ اور خواص و اوصاف مختلفہ کا احاطہ کررہی ہیں اور کسی کی اچھی بُری خاصیت کا اثر شعاعوں پر نہیں پڑتا نہ کسی چیز کے اوصاف و اثرات سورج کے لئے قباحت یا نقصان کا موجب ہوسکتے ہیں دیکھئے زہریلی چیزوں کا زہر اور مہلک اشیاء کی یہ تاثیرات معدنیات اور نباتات وغیرہ کے ایوان طعوم و روائح کھٹا میٹھا مزا، اچھی بُری بو سب کچھ سورج کی شعاعوں سے برآمد ہوتی ہے لیکن ان میں سے کسی چیز کی کوئی صفت سورج کے لئے عار کا موجب نہیں کیونکہ یہ تمام حقائق آفتاب اور اس کی شعاعوں میں انتہائی لطافت کے ساتھ پائے جاتے ہیں اور اس لطافت کے مرتبے میں کوئی اثر بُرا نہیں کہا جاسکتا البتہ جب وہ لطیف اثرات اور حقائق سورج اور اس کی شعاعوں سے نکل کر اس عالم اجسام میں پہنچتے ہیں اور رفتہ رفتہ ظہور پذیر ہوتے ہیں تو ان میں بعض ایسے اوصاف و خواص پائے جاتے ہیں جن کی بناء پر انہیں قبیح ناپاک اور بُرا کہا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ان بُرائیوں کا کوئی اثر سورج یا اس کی شعاعوں پر نہیں پڑ سکتا اسی طرح عالم اجسام میں کثیف اور نجس چیزوں کا کوئی اثر حضور اکرم ﷺ کی ذاتِ پاک پر نہیں پڑ سکتا۔

اس کے بعد یہ بات بھی سمجھنے کے قابل ہے کہ سورج کی شعاعیں ناپاک گندی چیزوں پر پڑنے سے ناپاک نہیں ہوسکتیں تو انوارِ محمدی ﷺ شعاعیں عالم موجودات کی بُرائیوں اور نجاستوں سے معاذ اللہ کیوں کر متاثر ہوسکتی ہیں نیز یہ کہ حضور اکرم ﷺ کے نور میں حقائق اشیاء پائی جاتی ہیں اور حقیقت کسی چیز کی نجس اور ناپاک نہیں ہوتی نجاستیں مٹی میں دب کر مٹی ہوجانے کے بعد پاک ہوجاتی ہے نجاستوں کا جو کھاد کھیتوں میں ڈالا جاتا ہے اس کے نجس اجزاء پودوں کی غذا بن کر غلہ اناج، پھول اور پھل سبزیوں اور ترکاریوں کی صورت میں ہمارے سامنے آجاتے ہیں اور وہی اجزاء غلیظہ غلہ اور پھل بن کر ہماری غذا بن جاتے ہیں جنہیں پاک سمجھ کر ہم کھاتے ہیں اور کسی قسم کا تردد دل میں نہیں لاتے۔ ثابت ہوا کہ ناپاکی کے اثرات وصور و تعینات پر آتے ہیں جو محض امور اعتباریہ ہیں حقیقتیں ناپاک نہیں ہوا کرتی اس لئے کُل مخلوق کا نورِ محمدی ﷺ سے موجود ہونا کسی اعتراض کا موجب نہیں۔

تقسیم نور

حدیث جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں جو بار بار تقسیم نور کا ذکر کیا ہے اس کے یہ معنی نہیں کہ معاذ اللہ نورِ محمدی تقسیم ہوا بلکہ اللہ تعالیٰ نے جب نورِ محمدی کو پیدا فرمایا تو اس میں شعاع در شعاع بڑھتا گیا اور وہی مزید شعاعیں تقسیم ہوتی رہیں

اس مضمون کی طرف علامہ زرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی ارشاد فرمایا دیکھئے زرقانی علی المواہب جلد اول صفحہ ۴۶ رہا یہ شبہ کہ نورِ محمدی سے روحِ محمدی مراد ہے لہٰذا حضور اکرم ﷺ کا نور ہونا ثابت نہ ہوا اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث شریف میں ''نور نبیک من نوارہ'' ہے جس طرح ''نوراً'' میں اضافت بیانیہ ہے اور لفظ نور سے اللہ تعالیٰ مراد ہے اسی طرح ''نور نبیک'' اضافت بیانیہ ہے اور لفظ نور سے ذاتِ پاک حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ مراد ہے لہٰذا ذاتِ محمدی ﷺ کو لفظ نور سے تعبیر فرمایا گیا ہے اس مقام پر یہ کہنا کہ صرف روح پاک نور ہے جسم اقدس نور نہیں بے خبر پر مبنی ہے۔ جسم اقدس کی لطافت اور نورانیت پر ہم انشاء اللہ آئندہ گفتگو کریں گے۔ سر دست اتنا عرض کر دینا کافی سمجھتے ہیں کہ حدیث جابر میں تمام اشیاء سے پہلے جس نورِ محمدی ﷺ کی خلقت کا بیان ہے وہ حضور اکرم ﷺ کی ذاتِ پاک کا نور ہے اور وہ اس لطیف حقیقت کو بھی شامل ہے جسے وہ حضور اکرم ﷺ کے نورانی اور پاکیزہ اجزائے جسمیہ کا جوہر لطیف کہا جا سکتا ہے اس لئے کہ وہ نور پاک آدم علیہ السلام کی پشت مبارک میں بطور امانت رکھا گیا ہے۔

علامہ زرقانی فرماتے ہیں حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو نورِ محمد ﷺ کو ان کی پشت مبارک میں رکھ دیا اور نور پاک ایسا شدید چمک والا تھا کہ باوجود پشت آدم میں ہونے کے پیشانی آدم علیہ السلام سے چمکتا تھا اور آدم علیہ السلام کے باقی انوار پر وہ غالب ہو جاتا تھا۔ (زرقانی علی المواہب جلد اول صفحہ ۴۹، مواہب لدنیہ جلد اول صفحہ ۱۰)

یہ حقیقت آفتاب سے زیادہ روشن ہے کہ پشت آدم علیہ السلام میں ان کی تمام اولاد کے وہ لطیف اجزائے جسمیہ تھے جو انسانی پیدائش کے بعد اس کی ریڑھ کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں اور وہی اس کے اجزائے اصلیہ کہلائے جاتے ہیں نہ صرف آدم علیہ السلام بلکہ ہر باپ کے صلب میں اس کی اولاد کے لئے ایسے ہی لطیف اجزائے بدنیہ موجود ہوتے ہیں جو اس سے منتقل ہو کر اس کی نسل کہلاتی ہے اور اولاد کے ان ہی اجزائے جسمیہ کا آباء کے اصلاب میں پایا جانا باپ بیٹے کے درمیان ولدیت اور ابنیت کے رشتہ کا سنگ بنیاد اور سبب اصلی ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی پشت میں قیامت تک پیدا ہونے والی اولاد کے اجزائے اصلیہ رکھ دیئے یہ اجزاء روح کے اجزا نہیں نہ روح کا کل ہیں کیونکہ ایک بدن میں ایک ہی روح سما سکتی ہے ایک سے زیادہ ایک بدن میں روح کا پایا جانا بداہتاً باطل ہے لہٰذا آدم علیہ السلام کی پشت میں حضور اکرم ﷺ کی روح مبارک نہیں رکھی تھی بلکہ جسم اقدس کے جوہر لطیف کی نورانی شعاعیں رکھی گئی تھیں جو نورِ محمد کی شعاعیں تھیں۔

ارواحِ بنی آدم کا ان کے آباء میں اصلاب میں نہ رکھا جانا صحیحین کی اس حدیث سے ثابت ہے کہ استقرا ءحمل سے چار مہینے بعد اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو چار باتیں لکھنے کے لئے بھیجتا ہے اور چار باتیں لکھ دیتا ہے اس کا عمل، عمر، رزق اور دوزخی یا جنتی ہونا اور پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۱۳)

معلوم ہوا کہ اولاد کی روحیں باپ کے صلب میں نہیں رکھی جاتیں بلکہ شکم مادر میں پھونکی جاتی ہیں۔

ایک شبہ کا ازالہ

شاید کوئی شخص اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جائے کہ عالم ارواح میں اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی پشت مبارک سے ان کی قیامت تک پیدا ہونے والی تمام اولاد کو باہر نکال کر ان سے اپنی ربوبیت کا عہد لیا تھا معلوم ہوا کہ تمام بنی آدم کی ارواح آدم علیہ السلام کی پشت میں تھیں اس کا جواب یہ ہے کہ پشت آدم علیہ السلام سے ان کی اولاد کی ارواح نہیں نکالی گئی تھیں بلکہ وہ اس کے اشخاص مثالیہ تھے جو مثالی صورتوں میں ان کی پشت مبارک سے بہ قدرت ایزدی ظاہر کئے گئے تھے کیونکہ ہم ابھی حدیث صحیحین سے ثابت کر چکے ہیں کہ ماں کے پیٹ میں نفخ روح کیا جاتا ہے اس تفصیل سے واضح ہو گیا کہ نورِ محمدی اپنی عزت و کرامت کے مقام میں جلوہ گر رہا اور پشت آدم علیہ السلام میں اجزائے جسمانیہ کے جوہر لطیف کے انوار رکھے گئے جو اصلابِ طاہرہ اور ارحامِ طیبہ میں منتقل ہوتے رہے۔

تطبیق

بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ نورِ محمدی ﷺ آدم علیہ السلام کی پشت مبارک میں رکھا گیا اور بعض روایات میں وارد ہے کہ نورِ محمدی ﷺ پیشانی آدم علیہ السلام میں جلوہ گر تھا جیسا رازی کی تفسیر کبیر میں ہے۔ دونوں میں تطبیق یہ ہے کہ جب نور مبارک پشت آدم ہی میں تھا لیکن اپنے کمالِ نورانیت اور شدتِ چمک کی وجہ سے پیشانی آدم علیہ السلام میں چمکتا تھا۔

الحمدللہ ہمارے اس بیان سے اچھی طرح واضح ہو گیا کہ حضور اکرم ﷺ کا بدن مبارک بھی نور تھا صاحب روح المعانی حضور اکرم ﷺ کے اول خلق ہونے کے بارے ارقام فرماتے ہیں چونکہ حضور اکرم ﷺ وصولِ فیض میں واسطہ عظمیٰ ہیں اس لئے حضور اکرم ﷺ کا نور اول مخلوقات ہے چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے سب سے پہلی وہ چیز جو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی وہ تیرے نبی کا نور ہے اے جابر۔ (تفسیر روح المعانی پارہ ۱۷ صفحہ ۹۶)

یہ صبا سنک وہ کلی چٹک یہ زبان چہک لب جو جھلک

یہ مہک جھلک یہ چمک دمک سب اسی کے دم کی بہار ہے

حل لغات

صبا، روا، ہوا، پچھلی رات کی ہوا۔ سنک، خبط، سودا، جنون۔ کلی، بن کھلا پھول، غنچہ۔ چٹک، ٹوٹنے کی آواز، پھرتی، چمک دمک۔ چہک، چہچہانا۔ جھلک، لبالب، لبریز۔ مہک، خوشبو۔ چمک، روشنی، جلوہ۔ چمک دمک، جھلک، رونق، زینت۔

شرح

عالم کائنات میں جو کچھ ہو رہا ہے یہ سب حضور اکرم ﷺ کا صدقہ ہے مثلاً صبا کا صبح کے وقت نازنخرے سے چلنا اور پھولوں کی کلیوں کے غنچوں کی بہار اور یہ ساری چمک دمک چہل پہل اور خوشبو دار پھولوں کی جھلک اور دریاؤں کا لبالب لبریز ہو کر بہنا سارا صدقہ ہے صاحب لولاک حبیب پاک ﷺ کا۔ یہ احادیث لولاک کا خلاصہ ہے۔

وہی جلوہ شہر بشہر ہے وہی اصل عالم ودہر ہے

وہی جلوہ شہر بشہر ہے وہی اصل عالم ودہر ہے

حل لغات

لہر، پانی کی ہوا سے جنبش، امنگ، شوق، ولولہ، خیال، خبط، پاگل پن، بڑک۔ پاٹ، چوڑان۔ دھار، لکیر، تلی، فوارہ، باڑھ، پانی کا تیز بہاؤ۔

شرح

وہی حبیب کبریا شہ ہر دوسرا ﷺ ہی ہر شہر کے لئے صراط مستقیم ہیں بلکہ آپ ہر عالم اور ہر زمانہ کی اصل ہیں بحر بھی آپ کے ہیں تو دریا کی لہریں بھی۔ آپ دریاؤں کا چوڑان بھی خود ہیں تو چشموں کے فوارے۔ اس شعر میں مسئلہ وحدۃ الوجود کو خوب نبھایا ہے۔

وہ نہ تھا تو باغ میں کچھ نہ تھا وہ نہ ہوں تو باغ ہو سب فنا

وہ ہے جان جان سے ہے بقا وہی بن ہے بن سے ہی بار ہے

شرح

حضور سرورِ عالم ﷺ نہ تھے تو باغ وجود یعنی عالم میں کچھ بھی نہ تھا اگر آپ نہ ہوں تو تمام باغ اجڑ جائے کائنات

مٹ کررہ جائے۔آپ ہی جان کی بھی جان ہیں اور سب کو معلوم ہے کہ جان سے ہر شے کو بقاء ہے یوں سمجھ لیجئے کہ آپ جملہ کائنات کی جڑ ہیں اور جڑ سے درخت ہرا بھرا رہ سکتا ہے اور اس پر پھل پھول بھی لگ سکتے ہیں۔اسی لئے ماننا پڑے گا کہ آپ ہی ہر دنیوی دینی اخروی کی ہر نعمت کا سبب ہوں آپ نہ ہوں تو کائنات نہ ہو آپ کسی شے کا ذریعہ و وسیلہ نہ ہو تو کوئی نعمت باقی نہ رہے نہ کسی کو کچھ ملے۔

اس شعر میں حدیث لولاک کے اشارہ کے علاوہ حیاۃ النبی کے عقیدہ کو بھی نقلی اور عقلی دلیل سے سمجھایا ہے نقلی دلیل تو وہی ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی حیات حقیقی کے ساتھ موصوف ہیں اسی لئے جملہ عالم کو فیض پہونچتا ہے اس لئے کہ آپ جملہ عالم کے اصل ہیں اور اصل کے بغیر درخت کو پھل پھول نہیں لگ سکتا۔یہ باغ عالم ہرا بھرا ہے تو ثابت ہوا کہ آپ حیات بھی ہیں اور فیض بھی پہونچا رہے ہیں فقیر نے اس موضوع کو مفصل علاوہ دیگر رسائل کے ''شرح حدائق کی غزل'' ''انبیاء کو اجل آنی ہے فقط آنی'' کے تحت تفصیل سے لکھا ہے بلکہ اہل سنت کے نزدیک نہ صرف امام الانبیا ﷺ زندہ ہیں بلکہ جملہ انبیاء علیہم السلام بحیاتِ حقیقی حسی زندہ ہیں۔چند ملے جلے دلائل ملاحظہ ہوں

ہمارا عقیدہ ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام بالخصوص حضور رحمۃ للعالمین حیاتِ حقیقی جسمانی کے ساتھ زندہ ہیں اپنی نورانی قبر میں اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا رزق کھاتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں، گونا گوں لذتیں حاصل کرتے ہیں، سنتے ہیں، دیکھتے ہیں، جانتے ہیں، جس طرح چاہتے ہیں تصرفات فرماتے ہیں، حج کرتے ہیں، اپنی امتوں کے اعمال کا مشاہدہ کرتے ہیں، اس عالم میں بھی ان کے ظہور کے مشاہدہ ہوتا ہے۔آنکھ والوں نے ان کے جمالِ جہاں آراء کی بارہا زیارت کی اور ان کے انوار سے مستفیض ہوئے۔

حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں معراج کی رات بیت المقدس کی طرف جاتے ہوئے

مررت بقبر موسیٰ فاذا ھو قائم یصلی فی قبرہ

میں موسیٰ علیہ السلام کی قبر سے گزرا (میں نے دیکھا) کہ وہ اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں۔

فائدہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام سینکڑوں سال حضور سے پہلے ہو گزرے ہیں لیکن اپنی قبر میں کھڑے نماز ادا کرتے دیکھے گئے جب کلیم اللہ کی حیات بعد الممات کا یہ کمال ہے تو پھر حبیب اللہ ﷺ کی حیات کا کیا کمال ہو گا۔(ﷺ)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

وَ سْـئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً یُّعْبَدُوْنَ○

(پارہ ۲۵،سورۃ الزخرف،آیت ۴۵)

اوران سے پوچھو جو ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے کیا ہم نے رحمٰن کے سوا کچھاور خدا اٹھہرائے جن کو پوجا ہو۔

فائدہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کواز آدم تا عیسیٰ علیہم السلام تمام نبیوں سے پوچھنے کا حکم دیا اور پوچھا اسی سے جاتا ہے جو زندہ بھی ہواور جواب بھی دے سکے۔معلوم ہوا کہ تمام انبیاء زندہ ہیں وہ اپنی قبروں میں پابندنہیں عالم کی سیر کر سکتے ہیں جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اوراہلِ بصیرت نے بار ہا مشاہدہ فرمایااور فرمارہے ہیں۔چنداحادیث مبارکہ حاضر ہیں۔

علامہ محمد بن یعقوب شیرازی نے سفر السعادت میں ایک حدیث نقل کی کہ حضوراکرم ﷺ حج کو جاتے ہوئے جب وادیٔ عسفان میں پہنچے تو فرمایا اے ابوبکر جانتے ہو یہ وادی کون سی ہے عرض کی یہ وادیٔ عسفان ہے۔آپ نے فرمایا اس وادی سے حضرت ہوداورحضرت صالح علیہما السلام گزرے وہ دونوں سُرخ اونٹوں پر سوار تھے جن کی نکلیں کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی تھیں ان دونوں نے اون کی چادریں اوڑھ رکھی تھیں اوروہ لبیک لبیک کہتے ہوئے حج کے لئے جارہے تھے۔(سفر السعادت جلد ۱صفحہ ۲۴۶)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہم حضوراکرم ﷺ کی معیت میں مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان وادیٔ ازرق سے گزررہے تھے کہ حضوراکرم ﷺ نے فرمایامیں موسیٰ علیہ السلام کودیکھ رہاہوں کہ وہ کان میں انگلی رکھے اتر رہے ہیں اوروہ لبیک کہتے جارہے ہیں پھر جب ہم جحفہ کے قریب پہنچے تو آپ نے فرمایا کہ میں یونس علیہ السلام کودیکھ رہاہوں جو اپنی سرخ اونٹنی پر سوار ہیں اوروہ پشم کا جبہ زیب تن کئے ہوئے ہیں اوران کی اونٹنی کی مہار کھجور کے پتوں کی ہے اور لبیک کہتے ہوئے اس وادی سے گزررہے ہیں۔(کشف الغمہ جلد ۱صفحہ ۲۱۶)

فائدہ

جب حضرت صالح ، داؤد، یونس اورموسیٰ علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور حج کرتے ہیں جہاں چاہتے ہیں جاتے ہیں تو امام الانبیاء حبیب کبریا تو بطریقِ اولیٰ زندہ ہیں۔علماء فرماتے ہیں

انہ حی فی قبرہ ﷺ ویصلی فیہ باذان واقامۃ

حضور اکرم ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں اذان اور اقامت سے نماز پڑھتے ہیں۔

حافظ ابو نعیم نے دلائل النبوۃ میں روایت کی ہے کہ حضرت سعید ابن میسّب سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ جنگ حرہ کے زمانہ میں میں نے اپنے آپ کو اس حال میں دیکھا کہ مسجد نبوی میں میرے سوا اُس وقت کوئی نہ تھا ان ایام میں کسی نماز کا وقت نہ آتا تھا مگر قبر انور سے اذان کی آواز سنتا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ اذان اور تکبیر کی آواز سنتا تھا۔ یہ روایت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ حقیقی جسمانی پر واضح طور پر دلالت کرتی ہے جس میں کسی قسم کی تاویل نہیں ہوسکتی ہے۔

حضرت احمد رفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حج کیا اور بعد ازاں حضور اکرم ﷺ کے روضۂ انور پر حاضری دی اور عرض کی یارسول اللہ پہلے میرا جسم میرے وطن میں اور میری روح آپ کے پاس ہوتی تھی اب میرا جسم اور روح دونوں آپ کے پاس ہے آپ اپنے ہاتھ مبارک کو نکالئے تاکہ میں ان پر بوسہ دوں۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنی قبر انور سے اپنا ہاتھ باہر نکالا تو حضرت احمد رفاعی نے بوسہ دیا۔ (جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۱۱۴)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضور اکرم ﷺ کے روضہ پر حاضر ہوئے اور سلام عرض کیا السلام علیکم یا سید المرسلین تو روضہ مبارک سے ان کے سلام کا جواب ملا وعلیکم السلام یا امام المسلمین اے مسلمانوں کے پیشوا تم پر سلام ہو۔ (انیس الارواح صفحہ ۵۵)

خواجہ معین الدین چشتی فرماتے ہیں کہ میں اپنے پیر و مرشد خواجہ عثمان ہارونی کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کے روضۂ اقدس پر حاضر تھا۔ حضرت خواجہ نے فقیر کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ اب تم حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں ہو سلام عرض کرو میں نے سلام عرض کیا تو روضۂ انور سے آواز آئی اے قطب مشائخ بحر و بر وعلیکم السلام۔ جونہی یہ آواز حضرت خواجہ نے فرمایا بس اب تمہارا کام پورا ہوگیا۔ (انیس الارواح صفحہ ۱۴)

فائدہ

روضۂ اقدس سے ہاتھ مبارک کا نکلنا اور سلام کا جواب آنا اس بات پر روشن دلیل ہے کہ حضور اکرم ﷺ حیاتِ حقیقیہ جسمانیہ و دنیاویہ سے زندہ ہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ   میری چشم عالم سے چھپ جانے والے

حضرت سعید بن میسّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

ليس من يوم الا وتعرض على النبی ﷺ اعمال امته عدوة وعشية فيعرفهم بسيما هم واعمالهم. (جواہر البحار جلد۳ صفحہ ۲۰، مظہری جلد ۵ صفحہ ۵۵)

نبی کریم ﷺ پر روزانہ صبح وشام آپ کی امت کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں آپ ان کو ان کی علامات اور ان کے عملوں سے پہچان لیتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے

انه تعرض اعمال امته عليه ويستغفر الله لهم (ﷺ)۔ (جواہر البحار جلد۲ صفحہ ۲۰)

آپ پر آپ کی امت کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں اور آپ اُن (گنہگاروں) کے لئے خدا سے مغفرت طلب کرتے ہیں۔

فائدہ

حضور اکرم ﷺ پر امت کے اعمال پیش ہونا ان گنہگاروں کے گناہوں کی بخشش کے لئے خدا سے دعا کرنا اور ہر امتی کو پہچاننا اس بات کی روشن دلیل ہے کہ آپ قبر انور میں زندہ ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

ان لله ملائكة سياحين فی الارض يبلغونی من امتی السلام. (مشکوۃ صفحہ ۸۶)

خدا تعالیٰ کے بہت سے فرشتے زمین پر سیاحت کرتے ہیں اور میری امت کا سلام مجھے پہنچاتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

من صلی عند قبری سمعته ومن صلی علی نائبا ابلغته

جس شخص نے میرے پاس آکر مجھ پر درود پڑھا میں اُسے سنتا ہوں اور جس نے مجھ پر درد سے درود پڑھا تو وہ مجھے پہنچا دیا جاتا ہے۔

فائدہ

حضور اکرم ﷺ پر درود وسلام کا پیش کیا جانا اس دعویٰ کی روشن دلیل ہے کہ آپ اپنی قبر منور میں زندہ ہیں ورنہ درود وسلام پیش کرنا بے فائدہ ثابت ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ کی پیش کردہ حدیث پر بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر قبر انور پر درود پڑھا جائے تو حضور اکرم ﷺ

سنتے ہیں اور اگر دور سے پڑھا جائے تو حضور اکرم ﷺ نہیں سنتے بلکہ فرشتے حضور اکرم ﷺ کو پہنچاتے ہیں یہ ان کی غلط فہمی ہے جسے انور کشمیری نے فیض الباری میں لکھا۔

انتباہ

ہمارے نزدیک ہر شخص کا درود و سلام حضور اکرم ﷺ سنتے ہیں۔ درود و سلام پڑھنے والا خواہ قبرانور کے پاس حاضر ہو یا کہیں دور ہو، قریب اور دور کا فرق رسول اللہ ﷺ کے لئے نہیں بلکہ درود و سلام پڑھنے والے کے لئے ہے۔ اس کی تحقیق دوسرے مقام پر عرض کر دی گئی ہے ان دلائل سے ثابت ہوا کہ انبیاء علیہم السلام مزارات میں زندہ ہیں۔

یہ ادب کہ بلبل بے نوا کبھی کھل کے کر نہ سکے نوا
نہ صبا کو تیز روش روانہ چھلکتی نہروں کی دھار ہے

شرح

ساری خدائی آپ کے ادب کے لئے سر جھکائے ہوئے ہیں یہاں تک کہ بلبل بے نوا بھی کھل کر چہچہا نہیں سکتی اور نہ ہی صبا تیز رفتاری کا دم بھر سکتی ہے اور دریاؤں اور نہروں کی دھار کا بھی یہی حال ہے کہ ادب سے سر تسلیم خم ہیں۔

یہ ادب جھکالو سرولا کہ میں نام لوں گل وباغ کا
گل تر محمد مصطفیٰ ﷺ چمن ان کا پاک دیا ر ہے

شرح

اس شعر میں خود کو اور جملہ عاشقان مصطفیٰ ﷺ کو ادب سکھاتے ہیں کہ اے دل ادب سے سر جھکا لے اس لئے کہ میں گل و باغ یعنی خدا کے لاڈلے اور پیارے رسول ﷺ کا نام نامی اسم گرامی زبان پہ لانے والا ہوں۔ وہ کون سا گل تر یعنی حضور اکرم ﷺ جن کا دیارِ عرب بالخصوص مدینہ پاک خداوند قدوس جملہ مخلوقِ علوی، سفلی سب کا چمن ہے کہ سب یہاں آکر چین پاتے ہیں۔

وہی آنکھ ان کا جو منہ تکے وہی لب کہ محو ہوں نعت کے
وہی سر جو ان کے لئے جھکے وہی دل جو ان پہ نثار ہے

شرح

حقیقی آنکھ وہی جو حبیب خدا ﷺ کا چہرۂ اقدس تکے یا کم از کم اس کی آرزو و تمنا میں ہو اور اصل میں لب وہی

مقدس ہیں جو آپ کی نعت (مدح وثنا) بیان کرنے میں محو ہو۔ سر بھی وہی اعلیٰ وبالا ہے جو آپ کے نام نامی سنتے ہی جھک جائے اور دل بھی وہی اصلی دل ہے جو آپ پر قربان ہے۔

یہ کسی کا حسن جلوہ گر کہ تپاں ہیں خوبوں کے دل جگر
نہیں چاک حبیب گل وسحر کہ قمر بھی سینہ فگار ہے

شرح

لوگو دیکھو تو سہی کہ یہ کس ذات کا حسن جلوہ گر ہے کہ تمام محبوب اور حسین وجمیل مخلوق اس کے حسن پہ دل اور جگر چاک کئے ہوئے ہیں بلکہ جس گل وسحر کو اپنے حسن وجمال پر ناز ہے وہ بھی آپ کے عشق میں گریبان چاک کئے ہوئے ہیں اور گل وسحر کیا شے ہیں خود چاند کو دیکھ لو کہ اس کا سینہ بھی نبی کریم ﷺ کے عشق میں زخمی ہو گیا ہے۔

وہی نذرِ شہ میں زرنکو جو ہو ان کے عشق میں زرورُو
گل خلد اس سے ہو رنگ جو یہ خزاں وہ تازہ بہار ہے

شرح

حبیب خدا ﷺ کے حضور میں وہی سونا نذرانہ پیش کرنے کے لائق ہے اور درحقیقت بہتر سونا بھی یہی ہے جو آپ کے عشق میں زرورو ہے۔ ہجر وفراق سے چہرہ زرد پڑ گیا ہے اے لوگو (تم کیا سمجھے) یہ محبوب تو اتنا حسین وجمیل ہے کہ جنتی گل بھی آپ کے حسن وجمال کی بھیک مانگتے ہیں یوں سمجھ لو کہ جنتی گل ہوں یا کوئی اور یہ نمبر خزاں کے ہیں اور ہمارے محبوب ﷺ کا حسن تازہ بہار ہے کہ اس میں نت نئی آب وتاب اور رونق ہے۔

جسے تیری صفِ نعال سے ملے دو نوالے نوال سے
وہ بنا کہ اس کے اُگال سے بھری سلطنت کا ادھار ہے

حل لغات

نعال، جوتے۔ نوالے، نوالہ کی جمع لقمہ، گراس۔ نوال (عربی) بخشش، کرم۔ اگال، یہاں تھوک مراد ہے۔ ادھار، قرض۔

شرح

اے حبیب کریم ﷺ آپ کے مقدس جوتوں میں سے (زندگی بھر میں جو جوتے اقدس استعمال فرمائے انہی میں سے کسی ایک

پر) آپ کے جود و عطا اور بخشش سے صرف دو نوالے ہم غریبوں کو نصیب ہو جائیں تو ہماری قسمت کا کیا کہنا جب کہ آپ کے لعابِ دہن سے جو ذرات گرتے ہیں بادشاہوں کی سلطنتیں ان سے ادھار کھاتہ کھلوا کر سلطنتیں اور حکومتیں چلا رہے ہیں۔

وہ اُٹھیں چمک کے تجلیاں کہ مٹادیں سب کی تعلیاں
دل وجاں کو بخشیں تسلیاں ترانور بارِ دو حار ہے

حل لغات

تعلیاں، تعلّی کی جمع کہ دراصل تعلو بروزن تفعل بقاعدہ حرفیہ تعلّی ہوا، بمعنی بلندی پھر فارسی اردو میں یا مخدوفہ کو واپس کر کے ساکن کر کے پڑھتے ہیں۔ بارد، ٹھنڈا۔ حار، گرم۔

شرح

حبیب خدا ﷺ آپ کے انوار کی تجلیاں اگر اُٹھیں تو تمام بلند مراتب والوں کی بلندیوں کو مٹا کر رکھ دیں یعنی ان سب کی بلندیاں آپ کے قدموں پر رکھ دیں اور آپ کے نورِ مبارک کا یہ حال ہے کہ جو بھی آپ کی غلامی اختیار کرے تو وہ ان کو تسلیاں بخشتا ہے آپ کا نورِ مبارک بارد بھی ہے کہ غلاموں کو کملی میں چھپا لیتا ہے اور دشمنوں کے لئے حار ہے کہ ان کی سرکشی کو ملیا میٹ کر دیتا ہے۔

رُسل وملک پہ درود ہو وہی جانے اُن کے شمار کو
مگر ایک ایسا دکھا تو دو جو شفیعِ روزِ شمار ہے

شرح

اللہ تعالیٰ کے تمام پیغمبروں علیہم السلام اور فرشتوں پر لاکھوں درود وسلام۔ ان کی گنتی اور شمار کو اللہ تعالیٰ ہی جانے یا اس کا رسول ﷺ لیکن میرا سوال ہے کہ ان گنت پیغمبروں (علیہم السلام) اور ملائکہ میں صرف ایک ایسا دکھا دو کہ قیامت کے دن شفاعت کر سکے (یہاں شفاعت کبریٰ مراد ہے) پھر شفاعت مطلق یعنی ہر طرح کی ایسی شفاعت کہ دوسروں کو حاصل نہ ہوگی مثلاً قیامت کے دن سرورِ کونین مشرکوں، دہریوں، منافقوں اور کافروں کے بچوں کی شفاعت فرمائیں گے آپ کی شفاعت ان کے حق میں قبول کی جائے گی اور ان کو عذاب نہیں دیا جائے گا نیز حضور اکرم ﷺ کی امت کے بعض لوگ وہ

ہوں گے کہ حضور ان کی شفاعت فرمائیں گے تو جنت میں ان کے درجات میں ترقی ہوگی۔

نہ حجاب چرخ ومسیح پر نہ کلیم وطور نہاں مگر
جو گیا ہے عرش سے بھی اُدھر وہ عرب کا ناقہ سوار ہے

شرح

مانا کہ حضرت مسیح وعیسیٰ علیہم السلام آسمان پر تشریف فرما ہیں اُن کے لئے تجلیات کے آگے کوئی حجاب نہ سہی۔ ایسے ہی کلیم موسیٰ علیہ السلام کا بڑا مرتبہ ہے کہ کوہِ طور پر بہت سی تجلیوں سے نوازے گئے لیکن عرش سے وراء جو ذات تشریف لے گئی اس کا کیا کہنا اور وہ ذات محبوبِ خدا ﷺ ناقہ سوار ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چالیس دن اس طرح گزارے کہ رات کو نوافل پڑھے اور دن کو روزہ رکھا بعد ازاں وضو کیا پاکیزہ لباس پہنا اور کوہِ طور پر پہنچے اللہ تعالیٰ نے ایک بادل کا ٹکڑا نازل فرمایا جس نے کوہِ طور کو لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ کر دیا پھر پہاڑ کے چاروں طرف سے اکیس اکیس میل تک تمام جانوروں حتیٰ کہ فرشتوں کو دور کر دیا گیا۔ اس کے بعد اللہ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا اندریں حالات حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلامِ ربانی کے لطف نے اس کے دیدار کا آرزومند بنا دیا۔

پس پردہ سن کے تیری صدا میرا شوقِ دید جو بڑھ گیا　　　مجھے اضطراب کمال تھا یہی وجد تھا یہی حال تھا

اس لئے عرض کی ''رب ارنی'' الٰہی مجھے اپنے دیدار کا شرف عطا کر۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''لن ترانی'' تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گا۔

نہ تری آنکھ دیکھے اور نہ چشم انبیاء دیکھے　　　مجھے دیکھے تو اے موسیٰ نگاہِ مصطفیٰ دیکھے

لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو معراج کی رات اپنے دیدار اور کلام الٰہی سے مشرف فرمایا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

ان محمداً ﷺ رای ربه مرتین مرة ببصره ومرة بفواده. (خصائص کبریٰ جلد ا صفحہ ۱۶۱)

یعنی بلاشبہ حضرت محمد ﷺ نے اپنے رب کو دو بار دیکھا ایک بار سر کی آنکھ سے ایک بار دل کی آنکھ سے۔

وہ تری تجلی کو دل نشین کہ جھلک رہے ہیں فلک زمین
ترے صدقے میرے مہ مبین مری را کیوں ابھی تار ہے

حل لغات

تار،اندھیرا

شرح

اے حبیب کریم ﷺ آپ کی تجلی دلنشین کا تو یہ حال ہے کہ اسی سے نور لے کر زمین و آسمان روشن ہیں۔اے میرے مہ مبین (ﷺ) میری قسمت میں کیا لکھا ہے کہ تا حال میری رات تاریک ہے۔

میری ظلمتیں ہیں ستم مگر ترا مہ نہ مہر کہ مہر گر
اگر ایک چھینٹ پڑے ادھر شب داج ابھی تو نہار ہے

حل لغات

چھینٹ،بوند۔داج،اندھیرا۔

شرح

مجھے تسلیم ہے کہ یہ میری ظلمتیں میرے قصور کا نتیجہ ہے لیکن آپ (اے حبیب خدا ﷺ) ایسے رحیم و کریم ہیں کہ آپ کا کرم نہ صرف مہ و مہر ہے بلکہ وہ تو صرف ہم غریبوں کو ایک چھینٹا مل جائے تو اندھیری رات ابھی بلا تاخیر سورج کی طرح روشن ہو جائے۔

گنہ رضا کا حساب کیا وہ اگرچہ لاکھوں سے ہیں سوا
مگر اے عفو تیرے عفو کا تو حساب ہے نہ شمار ہے

حل لغات

عفو بفتح العین وبضم الفاء صیغہ صفت ہیچوں رسول معاف کرنے والے۔عفو،مصدر معاف کرنا،معافی،خطا بخشا۔

شرح

رضا کے جرائم کا کوئی حساب نہیں مانا کہ لاکھوں اربوں کھربوں درجے بلکہ اس سے بڑھ کر سہی لیکن معاف کرنے والے حبیب کریم ﷺ اس کے عفو کا بھی تو نہ کوئی حساب اور نہ شمار۔

فائدہ

حضور اکرم ﷺ کا اسم گرامی عفو بھی ہے اور اگر یہ التجاء بارگاہِ حق میں ہے تو پھر کسی کو اشکال نہیں ہاں بعض امتی کو اپنے نبی کریم ﷺ کے لئے شک ہے تو وہ ہمیشہ شک میں رہے گا لیکن حقیقت یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ نہ صرف صفت عفو سے موصوف ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کو اپنی جملہ صفات سے موصوف فرمایا ہے اس کی تحقیق میں فقیر نے اسی شرح حدائق بخشش میں تفصیل سے لکھ دیا ہے۔

تیرے دین پاک کی وہ ضیاء کہ چمک اُٹھی راہ اصطفا
جونہ مانے آپ سقر گیا کہیں نور ہے کہیں نار ہے

شرح

اے حبیب کریم ﷺ آپ کے دین کی وہ روشنی ہے کہ جس کے تمام برگزیدہ راستے چمک اُٹھے ہیں جو بد بخت نہیں مانتا وہ خود بخود جہنم میں گیا اور آپ کا وصف تو جمال بھی ہے اور جلال بھی، ماننے والوں کے لئے نور ہے اور نہ ماننے والوں کے لئے نار۔

کوئی جان بسکے مہک رہی کسی دل میں اس سے کھٹک رہی
نہیں اس کے جلوے میں یکرہی کہیں پھول ہے کہیں خار ہے

حل لغات

بس حاصل مصدر از بسنا آباد ہونا، رہنا (خوشبو سے لگ کر خوشبودار بن جانا) کھٹک، خلش، چبھن۔ یکرہی، ایک راہ پہ ہونا۔

شرح

جو جان (روح) حضور سرورِ عالم ﷺ سے بہرہ ور ہو کر دنیا بھر میں مہک رہی ہے لیکن کسی (حاسدوں) کے دل میں چبھن جلن سی رہتی ہے آپ کے جلوؤں میں بھی یکرہی نہ جو دامن میں آ جاتا ہے وہ پھول ہے جس کے ہاتھ سے دامن چھوٹ گیا وہ خار ہے (بیکار مستحق نار ہے)

وہ جسے وہابیہ نے دیا ہے لقب شہید و ذبیح کا
وہ شہید لیلیٰ نجد تھا وہ ذبیح تیغ خیار ہے

شرح

وہ (اسماعیل دہلوی) جسے وہابی دیوبندی شہید وذبیح کا لقب دیتے ہیں وہ شہید اس لئے نہیں بلکہ لیلائے نجد کے عشق میں مارا گیا اور اس کے قتل کرنے والے بھی مسلمان سنی عاشقانِ رسول ہیں یہ انہیں محبوبوں کی تلوار کا ذبح کردہ ہے۔

تاریخ جہادِ اسماعیل قتیل دھلوی

اس شعر میں وہابیوں، دیوبندیوں اور ان کی تمام ذیلی جماعتوں کے ایک دھوکہ اور فریب کا پردہ چاک فرمایا ہے آج تک یہ ڈھنڈورا پیٹا جارہا ہے کہ مولوی اسماعیل دہلوی سکھوں کے مقابلہ میں مارا گیا اسی لئے وہ شہید ہے اور ذبیح اس لئے ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ہم نام ہے اور ذبیح قتیل پر عطف ہے تو عطف تفسیری ہے۔ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے فرمایا کہ یہ دھوکہ ہے وہ تو رضا الٰہی کی خاطر نہیں لڑا تھا بلکہ وہ لیلائے نجد کا شہید تھا کہ جس طرح محمد بن عبدالوہاب نجدی انگریزوں کے اشاروں پر ترکوں کے خلاف ہوگیا تھا اس نے اپنے پَر پھیلائے تو اسماعیل اور اس کے مرشد سید احمد بریلوی کو لپیٹ میں لے لیا اس معنی پر اسماعیل دہلوی اسلام کی خاطر نہیں بلکہ اپنی لیلائے نجد کے عشق میں مارا گیا کہ اس کے مشورہ پر انگریزوں سے مل کر مسلمانوں سے لڑائی کی ٹھانی نام تو لیا سکھوں کا اور مقابلہ ہوگیا پٹھانوں سے اور پٹھانوں نے اس کا ستیاناس کرکے فی النار والسقر کیا اور وہ پٹھان چونکہ پکے اور سچے سنی مسلمان تھے اسی لئے انہیں اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے خیار سے موصوف فرمایا ہے۔

لیلائے نجد

اس سے مراد محمد بن عبدالوہاب نجدی ہے اس کے متعلق بہت کچھ لکھا جاچکا ہے۔ صرف ایک تحریر ملاحظہ ہو

دیوبند مولوی حسین احمد (مدنی) لکھتے ہیں کہ صاحبو محمد بن عبدالوہاب نجدی ابتداً تیرہویں صدی نجد عرب سے ظاہر ہوا اور چونکہ خیالاتِ باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس لئے اس نے اہل سنت و جماعت سے قتل وقتال کیا، ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا، ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا گیا، ان کے قتل کرنے کو باعث ثواب، رحمت شمار کرتا رہا، اہل حرمین (مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ) کو خصوصاً اور اہلِ حجاز کو عموماً اس نے تکلیف شاقہ پہنچائیں، سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخ اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کئے، بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکلیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظّمہ چھوڑنا پڑا اور ہزاروں (مسلمان) آدمی اس کے اور اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہوگئے الحاصل وہ ایک ظالم باغی خونخوار فاسق شخص تھا۔

محمد بن عبدالوہاب کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہل عالم وتمام مسلمانانِ دیار مشرک وکافر ہیں اور ان سے قتل وقتال کرنا اور

ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال و جائز بلکہ واجب ہے چنانچہ نواب صدیق حسن خان (اہل حدیث) نے خود اس کے ترجمہ میں ان باتوں کی تصریح کی ہے۔

زیارتِ رسولِ مقبول ﷺ و حضوری آستانہ شریفہ و ملاحظہ روضۂ مطہرہ کو یہ طائف (محمد بن عبدالوہاب) بدعت حرام وغیرہ لکھتا ہے۔

پیشن گوئی

بخاری شریف میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ملک شام اور یمن کے لئے دعا برکت فرمائی تو کچھ لوگوں نے عرض کیا کہ حضور نجد کے لئے بھی دعا فرمائیے تو حضور نے نجد کے لئے دعا کرنے کے بجائے یہ فرمایا کہ

هناک الزلازل والفتن وبها يطلع قرن الشيطان

وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہیں شیطان کا گروہ نکلے گا۔

فائدہ

یہ پیشن گوئی سو فیصد محمد بن عبدالوہاب نجدی پر صادق آئی مزید تحقیق اور مخالفین کے استدلات کی تردید فقیر کی شرح مثنوی امام احمد رضا کا مطالعہ فرمائیے۔

نوٹ

یاد رہے کہ یہ حسین احمد دیوبندی فرقہ کے نزدیک اونچے مقام کا ولی اللہ تھا۔

یکم ستمبر خدام الدین لاہور ۱۹٦۷ء

شیخ اسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی مرحوم جامع تھے جب حدیث شریف کا سبق پڑھاتے تھے تو بڑے بڑے عالم فاضل سبق میں شرکت کو اپنے لئے باعث سعادت خیال کرتے تھے۔ حضرت مولانا عبداللہ صاحب فاروقی مرحوم فرماتے تھے کہ میں جب حج کے لئے گیا تو حضرت شیخ الاسلام مدینہ منورہ میں پہلے ہی موجود تھے میں جب مدینہ منورہ گیا تو مجھے لینے کے لئے شہر سے باہر تشریف لائے۔ میں نے عرض کی کہ حضرت کیسے تشریف لائے فرمانے لگے تمہیں کیوں بتلاؤں کہ کس لئے آیا ہوں۔ تھوڑی دیر بعد فرمانے لگے پان دان گم کر آئے ہو نہ۔ میں نے جب عرض کی کہ حضرت ملے گا بھی تو فرمایا ہاں ہاں مل جائے گا وہ ماضی کا اور یہ حال کا کشف ہے۔

ذبیح خیار

فرقہ دیوبندیہ اور غیر مقلدین دونوں بڑے زور شور سے اسماعیل دہلوی اور اس کے مرشد سید احمد بریلوی کو شہید بتاتے ہیں اور دعویٰ ہے کہ انہیں سکھوں نے قتل کیا یہ غلط ہے اس لئے سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ دونوں انگریز کے مظالم سے آنکھ چرا کر بجائے ان سے جہاد کرنے کے دہلی (ہندوستان) کو چھوڑ کر اتنا اور پر کٹھن سفر کر کے سرحد میں کون سا جہاد کرنے گئے اور جن لڑنے والوں کو ساتھ لے گئے اور خود ان کا خرچہ کہاں سے آیا خود بھی جا گیر دار نہ تھے اور ساتھ جانے والے بھی کنگال اور مفلس لوگ تھے بظاہر ان کا کوئی سر پرست بھی نہ تھا۔ سونا بھی نہیں بناتے تھے اسے وہ سوچے جس کے سر میں دماغ ہے۔

ان کی تاریخ کا غور سے مطالعہ کرنے کے بعد سچا اور پکا مسلمان اس نتیجہ تک پہونچتا ہے کہ ان کی سر پرستی انگریز نے کی اور انگریز نے ہی انہیں تیار کر کے روانہ کیا اور تمام خرچہ سرکار انگریز کا تھا یہاں تک راستہ طے کرنے کے دوران انگریز آفیسر دعوتیں بھی کرتے رہے۔

اصل صورت یہ تھی کہ انگریز نے سکھوں کو زیر کرنے کے لئے اسکیم بنائی کہ وہاں کے لوگ سکھوں کے مظالم سے تنگ ہیں خود ٹکر لے تو ممکن ہے وہاں کے مسلمان بجائے اس کے سکھوں کا ساتھ دیں اس نے چالاکی سے جہاد کا نام دے کر اسماعیل دہلوی اور اس کے مرشد سید احمد بریلوی کو سکھوں کے مقابلہ میں بھیجا اور تمام خرچا اپنے ذمہ لیا اور ان کے مرتے دم تک ان کی سر پرستی کرتا رہا بعد کو بھی جو جماعت ان کے نام منسوب تھی اس کی سر پرستی انگریز نے کی۔

شروع میں سنی مسلمانوں نے اس جہاد میں نہ صرف حصہ لیا بلکہ سر دھڑ کی بازی لگا دی۔ بیچارے سرحدی مسلمانوں نے اسلام کے نام پر سید صاحب کا پورا پورا ساتھ دیا جنگ اکوڑہ میں کُل نو سو افراد تھے ان میں سے ایک سو چھتیس ہندوستانی تھے قریباً اسی قندھاری باقی اہل سرحد تھے۔ (سید احمد شہید صفحہ ۳۳۵ از غلام رسول مہر)

کیا اس حوالہ کے بعد سرحدی مسلمانوں کی حمایت اسلامی میں کوئی شک ہو سکتا ہے انہوں نے اسلام کے نام پر اپنی اکثریت سید صاحب کے حضور پیش کر دی۔

مزید سنیئے یہی غلام رسول مہر لکھتا ہے دو مہینوں میں اسی ہزار سرحدی عوام جہاد کے لئے فراہم ہو گئے سردارانِ پشاور کا لشکر اس سے الگ تھا اس کی تعداد اسی ہزار بتائی جاتی ہے۔

سرحدی مسلمان علیحدہ کیوں ہوئے

یہ سرحدی مسلمان سید صاحب کے ہم عقیدہ و ہم مشرب نہ تھے اور نہ ہی سید صاحب کے مخصوص عقائد سے باخبر تھے وہ سید ساحب کو اپنی طرح کا سنی حنفی مسلمان ہی سمجھتے تھے یہی وجہ تھی کہ شروع میں انہوں نے سید صاحب کی پُرزور حمایت کی اور جان و مال کی قربانی سے کوئی دریغ نہ کیا لیکن سید صاحب اور آپ کے رفقاء نے سرحدی مسلمانوں کی فداکاری اور جانثاری سے یہ غلط اندازہ لگایا کہ شاید وہ ہمارے ہم عقیدہ و ہم خیال ہو چکے ہیں جونہی سید صاحب اور آپ کے رفقاء کی مخصوص اعتقادی سرگرمیاں شروع ہوئیں تو سرحدی مسلمان ایک ایک کر کے الگ ہونے لگے چونہ سید صاحب بعض دوسرے مجاہدین سے قدرے مصلحت پسند تھے اس لئے فی الوقت اعتقادی نزاع نہیں اُٹھانا چاہتے تھے مگر شاہ آسمعیل اور ان کی جماعت نے مصلحت وقت کو پس پشت ڈالتے ہوئے مخصوص عقائد کو سکھوں سے جہاد پر اولیت دے دی اور آگے چل کر جہاد کا رُخ بھی سکھوں سے مسلمانوں کی طرف ہو گیا نتیجتاً جانبین سے بے شمار جانیں ضائع ہوئیں سید صاحب نے جو حکومت قائم کی (اور بقول ان کے وہ اسلامی حکومت تھی) اس کی مخالفت کی سب سے بڑی اور اہم وجہ یہی اعتقادی اختلاف تھا حضرت مولانا شیخ عبدالغفور اخوندسواتی درانی سرداروں کے پیر طریقت تھے شروع میں آپ بھی سید صاحب کے ہم نوا تھے لیکن مجاہدین کی وہابیانہ سرگرمیوں سے متنفر ہوئے اور وہابی مجاہدین کے خلاف تضلیل کا فتویٰ دیا آپ کے ہمنوا علماء میں حضرت مولانا میاں نصیر احمد المعروف قصہ خوانی ملا، حضرت مولانا حافظ دراز پشاوری شارح بخاری اور ملا عظیم اخوندزادہ وغیرہ سرفہرست تھے ان علماء کرام کے فتویٰ کے علاوہ ہندوستان سے بھی ایک فتویٰ آیا تھا جو سلطان محمد خان رئیس پشاور کے پاس موجود تھا (سرحد میں برگزیدہ مشائخ وعلماء مشہور تھے اور ہندوستان سے جو فتویٰ آیا تھا وہ بھی سنی علماء کی طرف سے تھا) جس کے بارے میں جناب مہر لکھتے ہیں

اس ملاقات میں سلطان محمد خان نے ایک فتویٰ یا محضر خریطے سے نکال کر سید صاحب کی خدمت میں پیش کیا اس پر بہت سی مہریں ثبت تھیں محضر میں خوانین سمہ سے خطاب تھا۔ مضمون یہ تھا کہ سید احمد چند عالموں کو اپنے ساتھ ملا کر تھوڑی سی جمیعۃ کے ہمراہ افغانستان گئے ہیں وہ بظاہر جہاد فی سبیل اللہ کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن یہ ان کا فریب ہے وہ ہمارے اور تمہارے مذہب کے خلاف ہیں ایک نیا دین انہوں نے نکالا ہے کسی ولی یا بزرگ کو نہیں مانتے سب کو بُرا کہتے ہیں انگریزوں نے انہیں تمہارے ملک کا حال معلوم کرنے کی غرض سے جاسوس بنا کر بھیجا ہے ان کی باتوں میں نہ آنا عجب نہیں تمہارا ملک چھنوا دیں جس طرح بھی ہو سکے انہیں تباہ کرو اگر اسی باب میں غفلت اور سستی برتو گے تو پچھتاؤ گے اور ندامت کے سوا کچھ نہ پاؤ گے۔[1] (سید احمد شہید صفحہ ۶۵۹ از غلام رسول مہر)

[1] یہ غلام رسول مہر سید احمد کے معتقدین میں سے تھا ۱۲ اُویسی غفرلہ

سید احمد و مولوی اسماعیل دہلوی کے ایک اور خوش اعتقاد کا حوالہ ملاحظہ ہو شیخ اکرم نے لکھا کہ بعض مخلص قدیم الخیال ہستیوں کو بھی سید صاحب کے بعض ساتھیوں کے طور طریقے بلکہ عقائد بھی کھٹکتے تھے نتیجہ یہ ہوا کہ سردارانِ پشاور اور علماء کا مجاہدین کے خلاف ایک متحدہ محاذ قائم ہو گیا مجاہدین کے خارج از اسلام اور واجب القتل ہونے کے فتوے دیئے گئے۔(موجِ کوثر صفحہ ۳۴)

فائدہ

شیخ اکرم کی اس عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ مجاہدین کے واجب القتل ہونے کے فتوے اعتقادی اختلاف کی بنیاد پر تھے آخر مخلص اور قدیم الخیال ہستیوں کو مجاہدین کے عقائد کیوں کھٹکے۔ کچھ تو تھا ورنہ واجب القتل ہونے کا فتویٰ بڑی اہمیت کا حامل ہے اور اسے آخری حربے کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے اور پھر اکثر سرحدی علماء نے سید صاحب کی مخالفت کی اور اس کی وجہ اختلافی عقائد ہی بتائی۔

دوسری طرف مجاہدین کو بھی سرحدی علماءِ اسلام کے عقائد اور طور و طریقے پسند نہ تھے جناب مہر لکھتے ہیں

تمام معاملات کی باگ ڈور ملاؤں کے ہاتھ میں تھی اور ملاؤں کی اعتقادی اور عملی حالت بہت گری ہوئی تھی۔(سید احمد شہید صفحہ ۴۵۸)

فائدہ

یعنی سرحدی علماءِ اسلام کی اعتقادی اور عملی دونوں حالتیں درست نہ تھی اعتقادی عدم درستگی سے شاید یہ مراد ہو کہ وہ فقہ حنفی پر عمل میں بڑے سخت تھے اور عملی حالت کی پستی کی وجہ سمجھ میں نہیں آتی کیونکہ مشاہدہ یہ ہے کہ ہندو پاک کے موجودہ علماء سے سرحدی علماء کی عملی حالت آج بھی اچھی ہے اور پہلے بھی اچھی ہوگی۔

میرے خیال میں سرحدی علماءِ اسلام میں ایک عیب تھا اور وہ اتنا عظیم تھا کہ تمام نیکیوں اور اچھائیوں کو ملیا میٹ کر گیا وہ عیب سید صاحب کو امیر المومنین تسلیم نہ کرنا تھا اگر وہ ہندوستان میں تحریک وہابیت کے قائد سید صاحب کی امارت کو تسلیم کر لیتے تو تمام اچھائیاں ان میں آ جاتیں لیکن ان حق گو علماءِ اسلام نے اپنا فرضِ منصبی ادا کیا اس لئے آج بھی وہ تحریک وہابیت سے متاثرین کے نزدیک نہایت مغضوب و مقہور ہیں سرحدی علماءِ کرام میں مجاہدین کی مخالفت میں مرکزی کردار حضرت شیخ عبدالغفور اخوند سواتی نے ادا کیا۔ مولوی محمد علی قصوری لکھتے ہیں

اخوند صاحب سوات کے بہت بڑے پیر اور ملا تھے حضرت سید احمد بریلوی کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو گئے

تھے لیکن بعد میں جب ان کے خلاف وہابیت کا الزام لگایا گیا تو یہ نہ صرف ان سے علیحدہ ہو گئے بلکہ عام روایت کے مطابق ان کی مخالفت میں سکھوں اور پٹھانوں سے مل گئے۔ (مشاہدات کابل و یاغستان صفحہ ۷۶)

یعنی اخوند صاحب نے وہابیت کی مخالفت میں سکھوں اور پٹھانوں سے اتحاد کرلیا تھا حالانکہ ابتدا میں وہ سید صاحب سے وابستہ تھے۔ مولوی محمد علی قصوری کے بیان کی تائید جناب مہر کی اس عبارت سے بھی ہوتی ہے۔

اخوند عبدالغفور جو بعد میں اخوند صاحب سوات کے لقب سے مشہور ہوا اس زمانے میں بیکی (نزد ہنڈ) کے قریب دریائے سندھ کے کنارے ایک غار میں رہتا تھا۔ یہاں اس نے بارہ برس چلہ کشی میں گزار دیئے تھے ملا صاحب کوٹھا سے اس کا گہرا تعلق تھا سید صاحب کے پاس بھی آتا جاتا تھا۔

فائدہ

اس سے واضح ہوا کہ ابتدا میں شیخ اخوند سواتی سید صاحب کے ہم نوا تھے جب قصہ وہابیت کا چھپڑا سربستہ راز کھلا تو اخوند صاحب نہ صرف الگ ہوئے بلکہ پُرزور مخالفت کی۔ آپ کی مخالفت کی وجہ سے مریدین، علماء، خواتین اور عوام بھی کھل کر سامنے آ گئے۔ ایک مسلمان حاکم خادی خان سے سید صاحب نے جو پہلا جہاد کیا اس کی کڑی بھی اخوند صاحب سے ملتی ہے۔ (علامہ عبدالحکیم شرف قادری، تذکرہ اکابر اہل سنت صفحہ ۲۴۸)

لکھتے ہیں خادی خان شہید حضرت مولانا اخوند عبدالغفور قدس سرہ کے مخلص مرید تھے اس کے علاوہ جناب غلام رسول مہر کو بھی یہ اعتراف ہے کہ زہد و ریاضت کی وجہ سے خادی خان کو بھی اخوند عبدالغفور کے ساتھ عقیدت تھی۔ اخوند سوات اس زمانے میں بیکی میں مقیم تھا اور خادی خان کے ساتھ اس کے تعلقات بہت گہرے تھے۔ (سید احمد شہید صفحہ ۴۸۶)

اس لئے جب شیخ طریقت سید صاحب اور مجاہدین کے خلاف ان کی وہابیانہ سرگرمیوں کی وجہ سے مخالفت کر رہے تھے تو مریدین صادق بھی اس معرکہ کارزار میں اتر آئے اور وہابیت کے خلاف تلواروں اور نیزوں سے جنگ شروع ہوگئی چنانچہ خادی خان نے وہابی مجاہدین سے جنگ کی اور اس معرکے میں کام آیا اسی طرح سلطان محمد خان کی جب مجاہدین سے جنگ ہوئی تو اس نے بھی اس وہابیانہ اعتقادی اختلاف کو دوٹوک لفظوں میں یوں بیان کیا جہاد کی باتیں ابلہ فریبی کا کرشمہ ہیں تم لوگوں کا عقیدہ بُرا اور نیت فاسد ہے بظاہر فقیر بنے بیٹھے ہو، دل میں امارت کی ہوس ہے، ہم نے خدا کے نام پر کمر باندھ لی ہے کہ تمہیں قتل کریں تاکہ زمین تمہارے وجود سے پاک ہو جائے۔ (سید احمد شہید صفحہ ۶۱۴)

فائدہ

اس عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سرحدی مسلمان سید صاحب اور وہابی مجاہدین کی مخالفت ان کی اعتقادی جدت اور مسلمانوں کو مشرک و کافر کہنے کی وجہ سے کرتے تھے سید صاحب کی سرحدی مسلمانوں سے اعتقادی جنگ تھی سرحد کے علماء اور عوام سید صاحب اور مجاہدین کی وہابیانہ سرگرمیوں سے شدید متنفر تھے اور آگے چل کر اسی آگ نے مجاہدین کو خاکستر بنادیا۔ غلام رسول مہر لکھتے ہیں

بے خبر اور سادہ لوح پٹھانوں کے اسلام کی باگ ڈور ملاؤں کے ہاتھ میں تھی انہوں نے خفیہ خفیہ سید صاحب کے خلاف پروپیگنڈہ شروع کردیا اور پٹھانوں کو اسلام کے نام پر اسلام کے خلاف مشتعل کرنے لگے۔ (سید احمد شہید، غلام رسول مہر، صفحہ ٦٦٩)

فائدہ

مہر صاحب نے اس حقیقت کو تسلیم کرلیا کہ سرحدی ملاؤں نے سید صاحب پر اسلام دشمنی کا الزام عائد کیا اور سادہ لوح مسلمانوں کو سید صاحب کا مخالف بنادیا لیکن سوال یہ ہے کہ آخر حضرت اخوند سواتی ایسے زاہد و عبادت گزار شخص نے سید صاحب کی مخالفت کیوں کی، کیا وہ اسلام کی سربلندی نہیں چاہتے تھے، کیا انہوں نے ابتدا اسلام کے نام پر سید صاحب کی حمایت نہیں کی۔ سید صاحب اور مجاہدین میں وہابی عقائد کو دیکھ کر ہی اخوند صاحب اور دوسرے علماء مخالف ہوئے اب اگر مہر صاحب کی مندرجہ بالا عبارت کی اس طرح تقلیب کردی جائے تو سارے وہابی چراغ پا ہو جائیں گے کہ سید صاحب نے مسلمانوں کو اسلام کے نام پر اسلام کے خلاف مشتعل کیا انہیں کافر و مشرک قرار دیا اور جانبین سے ہزاروں مسلمانوں کے خون کی ندیاں بہادیں۔

تو اتنا غوغاں سگاں ہوگا کہ آواز گدا صدا بصحرا ہو کر رہ جائے گی

انتباہ

فقیر اس طویل بحث کو لپیٹ کر آخر میں ایک ایسا باوثوق حوالہ عرض کردے جسے نہ صرف وہابی دیوبندی قبول کریں بلکہ جدید طبقہ بھی سر تسلیم خم کردے۔

سرسید احمد علی گڑھی نے مقالات (سرسید جلد ۱۴ صفحہ ۱۳۹ مقالہ نمبر ۹) میں لکھا کہ ہندوستان کے گوشہ شمال و مغرب کی سرحد جو پہاڑی قومیں رہتی ہیں وہ سنی المذہب حنفی قومیں ہیں چونکہ پہاڑی قومیں ان کے عقائد کی مخالف تھیں اس لئے وہ

وہابی ان پہاڑیوں کو ہرگز اس بات پر راضی نہ کر سکے کہ وہ ان کے مسائل کو بھی اچھا سمجھتے البتہ چونکہ وہ سکھوں کے جور وستم سے نہایت تنگ تھے اس سبب سے وہابیوں کے منصوبے میں شریک ہوگئے کہ سکھوں پر حملہ کیا جائے لیکن چونکہ یہ قوم مذہبی مخالفت میں نہایت سخت ہے اس سبب سے اس قوم نے اخیر میں وہابیوں سے دغا کر کے سکھوں سے اتفاق کرلیا اور مولوی اسماعیل صاحب وسید احمد صاحب کو شہید کر دیا۔

نوٹ

اس مختصر سے بیان سے اہل انصاف ہی سمجھ سکیں گے کہ اسماعیل اور اس کا مرشد شہید ہیں یا ذبیح خیار۔ اب یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ وہ خیار (پسندیدہ وبرگزیدہ) لوگ کون تھے۔

فہرست خیار یعنی قاتلین و معاونین قتل

اگر چہ اجمالی طور پر معلوم ہوگیا کہ اسمعیل قتیل کے قاتلین سنی پٹھان غیور مسلمان ہیں لیکن انہیں برگزیدہ شخصیات کا علم بھی ضروری ہے ان میں چند بزرگوں کے اسماءِ گرامی ملاحظہ ہوں۔

(۱) حضرت مولانا شیخ عبدالغفور اخوند سواتی درانی سرداروں کے پیر طریقت۔

(۲) میاں نصیر احمد المعروف قصہ خوانی ملا۔

(۳) حضرت حافظ دراز پشاوری شارح بخاری۔

(۴) ملا عظیم اخوندزادہ وغیرہ (رحمہم اللہ)

ان میں سب کے سب سنی المسلک حنفی المذہب تھے۔ اسی لئے انہوں نے ازراہِ غیرت مولوی اسماعیل کو مع اس کے مرشد سید احمد بریلوی کے قتل کرایا تا کہ نہ رہے سر نہ رہے درد کیونکہ یہ سکھوں کے مقابلہ کے بہانے اہل سنت حنفی لوگوں کو قتل کرانا شروع کر دیا تھا اسی لئے امام اہل سنت کا فرمان ہے

وہ شہید لیلیٰ نجد تھا وہ ذبیح تیغ خیار ہے
یہ ہے دین کی تقویت اس کے گھر یہ ہے مستقیم صراط شر
جو شقی کے دل میں ہے گاؤ خر تو زبان پہ چوڑھا چمار ہے

شرح

یہ شعر اسماعیل دہلوی کی حرام موت مرنے کی دلیل ہے فرمایا کہ ایسا شخص شہادتِ حق سے کیوں سرخرور ہے جب

کہ اس نے تقویۃ الایمان نامی کتاب لکھی اور اس کے اندر جو گستاخیاں ہیں انہی کا نام دین کی تقویت ہے تو پھر حیف ہے ایسے ایمان پر ایسے ہی اس کی دوسری تصنیف ہے صراط مستقیم بظاہر تو اس کا نام اچھا ہے لیکن اس کی بعض عبارات پڑھو تو یقین ہو گا کہ یہ صراط مستقیم (سیدھا راستہ) ہے لیکن شرک کا یعنی کتاب شر (گمراہی) کی طرف لے جاتی ہے۔ دوسرے مصرعہ میں بطریق لفظ شر غیر مرتب کے طور پر حوالے دیئے ہیں وہ یہ کہ صراط مستقیم میں مولوی اسماعیل نے لکھا کہ نماز میں (معاذاللہ) حضور اکرم ﷺ کا خیال وتصور گاؤخر سے بدتر ہے اور تقویۃ الایمان کا ایک حوالہ یہ ہے کہ (معاذاللہ) حضور ﷺ کی شان چوڑھا چمار سے ذلیل تر ہے۔ اب شعر کا خلاصہ ملاحظہ ہو کہ اسماعیل دہلوی کو امام ماننے والو بتاؤ کیا اسی کا نام دین کی تقویت ہے پھر یہ کہ صراط مستقیم اس کی تصنیف میں شر یہ جس بد بخت کے دل میں گاؤخر ہے اور زبان پر چوڑھا چمار ہے۔

وہ حبیب پیارا تو عمر بھر کرے فیض وجود ہی سربسر

ارے تجھ کو کھائے تپ سقر تیرے دل میں کس سے بخار ہے

شرح

وہ حبیب پیارے آنکھوں کے تارے ﷺ جو تمام زندگی جود وسخا کا فیض تھے لیکن بد بخت وہابی دیوبندی آپ کے اس جود وسخا کی عطا کو شرک سے تعبیر کرتا ہے اسے مخاطب ہو کر امام اہل سنت رحمۃ اللہ فرماتے ہیں اے بد بخت تجھے جہنم کا تپ کھائے تیرے دل میں آپ کی عداوت وبغض میں کس وجہ سے بخار ہے۔

شعر کے مصرعۂ ثانی میں اعدائے رسول ﷺ کو کوسا ہے ایسے ہر عاشق صادق کا کام ہے آپ کے برادر خورد حضرت علامہ مولانا حسن رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی کا نقشہ کھینچا اور فرمایا

نجد یا سخت ہی گندی ہے طبیعت تیری	کفر کیا شرک کا فضلہ ہے نجاست تیری
خاک منہ میں تیرے کہتا ہے کسے خاک کا ڈھیر	مٹ گیا دین ملی خاک میں عزت تیری

وہ رضاؔ کے نیزہ کی مار ہے کہ عدو کے سینہ میں غار ہے

کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

حل لغات

نیزہ، بھال، نوک، بھالا، برچھا، سرکنڈا، قلم کا۔

شرح

وہ احمد رضا امام اہل سنت کے نیزہ کی مار ہے دیکھ لو کہ دشمن دین پر وار کرنے کے لئے ساتھ رکھتا ہے جسے دیکھ کر دشمن میں خار کی طرح کھٹکتا ہے جب یہ حملہ آور ہوتا ہے پھر کسی کو اس سے نجات پانے کا چارہ نہیں رہتا بے بس ہو کر گر پڑتا ہے لیکن احمد رضا کا نیزہ اتنا زبردست تیز ہے کہ ہر وار پر جسم کو کاٹتا ہوا پار نکل جاتا ہے یہ صرف ایک ہی وار سے دشمن کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے۔ یہ نیزہ کند نہیں کہ بار بار وار کرے تو دشمن کے جسم کو ٹکڑے ٹکڑے کرتا رہے بلکہ ایک ہی وار سے دشمن کا کام تمام کر دیتا ہے۔

نیزہ کی مار

اس شعر کے مطابق حال ہی میں سلام رضا میں کسی نے کیا خوب جوڑ ملایا ہے کہ

شیخ نجدی کا سر کاٹ کر رکھ دیا ۔۔۔ خنجر اعلیٰ حضرت پہ لاکھوں سلام

شیخ دیوبند کا سر کاٹ کر رکھ دیا ۔۔۔ خنجر اعلیٰ حضرت پہ لاکھوں سلام

یاد رہے اس خنجر سے قلمی مراد ہے کہ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے بھرپور دلائل دشمنانِ دین کے لئے خار ہیں حالانکہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ پیدائش سے پہلے اور پیدائش کے بعد آپ کے قلم ہاتھ میں لینے سے پہلے ہزاروں تصانیف اعدائے دین کے لئے لکھی جا چکی تھیں اور بڑی نامور اور قد آور شخصیات نے علمی جواہر بکھیرے اور مخالفین کی تردید میں بیشمار مضبوط دلائل قائم فرمائے صرف تقویۃ الایمان کی نامزد تصانیف یا اس کی جزوی عقائد و مسائل کی تردید میں ڈیڑھ سو سے زائد تصانیف معرضِ وجود میں آ چکی تھیں جنہیں تفصیل کے ساتھ علامہ اشرف علی گلشن آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جامع الشاہدی ہر مجلدات میں بیان فرمائیں۔ فقیر نے تلخیص کر کے التحقیق الجلیل فی تحریک اسماعیل القتیل میں عرض کر دی ہیں لیکن اب ان بزرگوں کے اسماءِ گرامی کو سوائے چند پڑھے لکھے حضرات کے کوئی نہیں جانتا اور امام احمد رضا کا نام دنیا میں گونج رہا ہے یہاں تک کہ اپنے تو اپنے بیگانوں کے بچے کی زبان پر ہے احمد رضا احمد رضا۔

وار وار سے پار

اس جملہ میں امام احمد رضا قدس سرہ نے اپنے دلائل کی مضبوطی و قوت کا اظہار فرمایا ہے کہ ہمارے دلائل کا یہ حال نہیں کہ تمام مل کر دعویٰ کو ثابت کریں بلکہ ہر ایک دلیل مستقل طور پر دعویٰ ثابت کرنے کے لئے کافی ہے کہ اس ایک دلیل

ایسی مضبوط ہے کہ مخالف کو اپنے موقف سے ہٹنے کے بغیر چارہ نہیں اس دعویٰ کی دلیل آپ کی ہر تصنیف ہے پڑھنے کے بعد قاری خود محسوس کرتا ہے کہ اتنے بڑے انبار لگانے کی ضرورت کیا تھی جواب کے لئے ایک ہی دلیل کافی تھی جیسا کہ انور کشمیری نے کہا تھا دیکھئے فقیر کی تصنیف ''امام احمد رضا اور علم الحدیث'' یہاں فقیر نمونہ کے طور پر ایک عام مسئلہ کو مثال کے طور پر پیش کرتا ہے وہ ضاد کو ظاء کے مخرج میں پڑھنے کی تحقیق آپ نے اس پر ''الجامہ الصاد عن سنن الضاد'' تحریر فرمائی اس رسالہ مبارکہ جس میں نفیس بیان سے واضح کیا کہ ضاد کو قصداً ظا پڑھنا حرامِ قطعی ہے ایسے لوگوں کی نماز باطل ہوتی ہے دال پڑھنے میں یہ تفصیل حق و مرضی ہے مشابہت سے بچنے کی سبیل جلی ہے ضاد کے مخرج کی واضح اُس کے ادا کا روشن طریق اس کے تلفظ میں غلطی سے بچنے کی تدبیر جن باتوں کی رعایت درکار ہے ان کی تنویر، اُس مسئلے میں دارالافتائے ندوہ کے اغلاط، اہل زمانہ کی تفریط و افراط اُس خوبی و اجمال سے ہر بات بیان میں آئی۔ اس رسالہ سے مختلف نمونے عرض کروں مثلاً دلیل سوم میں لکھا کہ قطع نظر اس کے کہ دل مشابہ دال میں فرق بدیہی دعویٰ میں یہ تھا اور سند میں وہ اور قطع نظر اس سے کہ عبارت خلاصہ میں دال مہملہ ہے تو مستدل کی صریح خلاف کہ اس میں والین پڑھنے پر صحت نماز کا حکم صاف اور اگر معجمہ ہے تو مہملہ کا ذکر مہمل رہا سند کو دعویٰ سے علاقہ نہ ہوا۔ ہمیں عبارت قاضی خاں سے بحث کرنی ہے جس سے فتویٰ ندوہ نے استنادہ کیا۔ امام نے اس عبارت میں دال وذال کے صرف اسماء لکھے ہیں انہیں صفت مہملہ و معجمہ سے مقید نہ فرمایا اور نقول خصوصاً مطابع میں تغیر نقاط کوئی نئی بات نہیں مگر علامہ محقق ابراہیم حلبی نے غنیۃ شرح منیہ اور علامہ محقق مولانا علی قاری مکی نے منح نکریہ شرح مقدمہ جزریہ میں یہی عبارت قاضی خاں بتصریح اہمال و اعجام نقل فرمائی جس میں صراحۃً مذکور کو امام قاضی خاں ضالین کی جگہ والین بدال مہملہ پڑھنے پر نماز صحیح بتاتے ہیں اور ذالین بذال معجمہ پر فاسد۔ اول نے فرمایا اس کے بعد پوری عبارت نقل فرمائی اور اس وار سے مخالف کی جان نکال لی اور اُلٹا مخالف پر بڑا بوجھ بھی ڈالا کہ ان دونوں اکابر کی نقل پر تمہارے صریح و عکس مراد ہے ندوے کی دارالافتاء اپنا مبلغ علم دکھائے ورنہ تحقیق بالغ و تنقیح بازغ کے لئے بحمد اللہ تعالیٰ فقیر کا رسالہ نعم الزاد ہے اس طرح آپ کی ہر تصنیف کی ہر دلیل کا حال ہے۔

نعت

ذرے جھڑ کر تری پیزاروں کے
تاج سر بنتے ہیں سیاروں کے

حل لغات

ذرے، ذرہ کی جمع وہ چھوٹے ریزے جو آفتاب کی شعاع کے ساتھ زمین پر یا روزن میں دکھائی دیتے ہیں۔ ذرہ بھر، بہت تھوڑا، ذرہ سا۔ جھڑ کر از جھڑنا (مصدر) گرنا، فائدہ ہونا، کوڑا کرکٹ صاف ہونا، جھاڑو دیا جانا، منتر پڑھ کر پھونکا جانا یہاں پہلا معنی مراد ہے۔ پیزاروں، پیزار کی جمع، جوتی۔ سیاروں، سیارہ کی جمع ہے گردش کرنے والا، تیز چلنے والا، ستارے مراد ہیں۔

شرح

اے حبیب خدا ﷺ آپ کے جوتے اقدس سے جو ذرتے گرتے ہیں وہ سیاروں کے سر کے تاج کے بنتے ہیں کیوں نہ ہو جب کہ ان ذرات کو حبیب کریم ﷺ کے جوتے مبارک سے منسوب ہو کر ارفع واعلیٰ ہو گئے۔ اب ان کی یہ شان ہے کہ سیاروں کے سروں کے تاج ہیں۔ حضرت مولانا حسن رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

جو سر پر رکھنے کو مل جائے نعل پاک حضور ۔۔۔ تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

جوتے اقدس کے منسوب ذرات کی شان کتنی بلند ہے یہ اللہ تعالیٰ ہی جانے جبکہ وہ بے نیاز محبوبِ کریم ﷺ کے غلاموں کے گھوڑوں کے قدموں کی گرد وغبار کی قسم یاد فرمایا ہے

فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ۝ (پارہ ۳۰، سورۃ العدیت، آیت ۴) ۔۔۔ پھر اس وقت غبار اڑاتے ہیں۔

انتباہ

کتنی دور کی نسبت سے پیار ہو گیا کہ یہ غبار اس گھوڑے کے پاؤں کو مس کر کے اڑی ہے جسے محبوب کریم ﷺ کے صحابی (غلام) سے نسبت ہے۔ غور فرمائیے کہ ایک دور کی نسبت سے اتنا ہے کہ قرآن مجید میں اس کی قسم یاد فرمائی جا رہی ہے تو پھر غبار کی شان کتنی اونچی ہوگی جو بلا واسطہ قدمِ محبوب کو چوم کر گری ہے پھر وہ کیوں نہ سیاروں کی سرتاج ہو بلکہ ان سیاروں کی خوش بختی ہے کہ انہیں یہ دولت نصیب ہوئی۔

فاروقی استدلال

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کا یہ استدلال بعینہٖ وہی استدلال جو سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جس کی تصدیق خود حضور اکرم ﷺ نے فرمائی۔

قاعدہ

کسی مکان کی شرافت (بزرگی) ذاتی نہیں ہوتی مکین کی وجہ سے ہوتی ہے مکہ معظّمہ ہو یا کوئی اور مکان اس کی اگر شرافت ہو تو مکین کی وجہ سے اور مزید مشرف ہو جانا۔

قدم النبی ﷺ کی شرافت

نبی پاک، شہ لولاک ﷺ کے قدم مبارک جہاں پہنچے جیسے مکہ معظّمہ و مدینہ طیبہ وغیرہما اس مکان و جگہ کی حرمت و عظمت کی محافظت کی جائے۔

فائدہ

اسی لئے نبی پاک ﷺ نے مدینہ طیبہ کا نام طابہ رکھا کہ وہ آپ کی وجہ سے طیب و اطیب ہوا اور اس میں آپ اقامت پذیر ہوئے۔ اس میں اہل مکہ کی تعریض ہے کہ وہ اپنی جہالت سے کہتے ہیں کہ (معاذ اللہ) وہ یہاں سے اسے نکال دیتے ہیں جو اس میں مزید شرافت رکھتا ہو اور اسے ایذا دیتے ہیں

اے کعبہ راز یمن قلوم تو صد شرف — ولے مردہ راز مقدم پاك تو صد صفا

بطحا زنور طلعت تویافته فروغ — یثرب ز خاك تو بارونق ونوا

اے محبوبِ مدینہ (ﷺ) آپ کی تشریف آوری سے کعبہ کو صدہا شرافتیں نصیب ہوئیں اور مردے کو آپ کی آمد پاک سے ہزار صفائی (زندگی) ملی آپ کی طلعت نورانی سے بطحا کو فروغ ملا۔ یثرب (مدینہ کا پہلا نام) کو آپ کی خاکِ پا سے رونق و عزت ملی۔

ہم سے چوروں پہ جو فرمائیں کرم
خلعت زر بنیں پشتاروں کے

حل لغات

سے بمعنی جیسے۔ خلعت، لباس جو انعام میں بادشاہ وغیرہ دیں۔ پشتاروں (فارسی، مذکر) پیٹھ کا بوجھ، ڈھیر، بوجھا۔

شرح

ہمارے جیسے چوروں مجرم پہ جب کرم فرمائیں تو ساری خلعتوں کے ڈھیر لگ جائیں اس سے ظاہری انعامات

مراد ہیں تو بھی عطاؤں کی کمی نہ تھی کہ جو بھی نظرِ عنایت سے نوازا گیا مالا مال ہو گیا اگر باطنی انعامات مراد ہوں تب بھی واضح تر ہے کہ پہلے زمانہ جاہلیت میں کیا تھا پھر جن پر نگاہ کرم سے نوازا گیا تو کیا سے کیا ہو گئے۔

باطنی انعامات

بے شمار بندگانِ خدا کو ایک نگاہ سے ایسا نوازا کہ جس پر عالم اسلام اس انعام پر آج تک خود دین اسلام فخر و ناز ہے۔صرف ایک مثال پر اکتفا کرتا ہوں سیدنا ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اسلام دشمنی کس سے مخفی ہے اور اسلام دشمنی سے بڑھ کر اور کوئی جرم کیا ہو گا لیکن ان پر نگاہ پڑ گئی تو کیا سے کیا ہو گئے ایک واقعہ ملاحظہ ہو

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ابن عباس کی بعثت کے ابتدائی زمانہ میں ایک دن ابو جہل نے فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کسی بات پر تھپڑ مار دیا بی بی اُس وقت کمسن تھیں روتی روتی حضور اکرم ﷺ کے پاس گئیں اور ابو جہل کی شکایت کی آپ نے فرمایا بیٹی جاؤ اور ابوسفیان کو ابو جہل کی اس حرکت سے آگاہ کر وہ فوراً ابوسفیان کے پاس تشریف لے گئیں اور سارا واقعہ سنایا۔ابوسفیان نے بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی انگلی پکڑی اور سیدھے وہاں پہنچے جہاں ابو جہل بیٹھا تھا انہوں نے فاطمہ کو کہا بیٹی جس طرح اس نے تمہیں تھپڑ مارا اسی طرح تم اس کے منہ پر تھپڑ مارو۔ اگر کچھ کہے گا تو میں نمٹ لوں گا چنانچہ بی بی نے ابو جہل کو تھپڑ مارا اور واپس جا کر حضور اکرم ﷺ کو ماجرا سنایا آپ نے اُس وقت دونوں ہاتھ اُٹھائے اور دعا کی

اللھم لا تنساھا لابی سفیان کہ ابی سفیان کے اس نیک سلوک کو نہ بھولنا۔(سیرۃ نبوی)

اس دعا مبارک کا نتیجہ یہ تھا کہ چند سال بعد ابوسفیان نعمت اسلام سے بہرہ ور ہوئے۔

دنیوی بادشاہوں میں حضرت تبع سے بڑھ کر اور کون ہو گا اور اس کی نیاز مندی کس سے مخفی ہے فقیر نے ان کے حالات تفسیر فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان اور محبوب مدینہ میں تفصیل سے لکھے ہیں۔ یہاں بھی تفصیل سے ہٹ کر صرف عشقِ رسول ﷺ کی حد تک عرض کرتا ہوں یاد رہے کہ سابق ادوار میں تبع اس بادشاہ کو کہا جاتا جس کے تابع بکثرت لوگ ہوں اس طرح سے تبع کوئی خاص بادشاہ کا نام تھا جس خوش تبع کا ذکر کرنا چاہتا ہوں اور جس کا قرآن میں ذکر ہے وہ یہی تیسرا ہے اس کا نام سعد حمیری تھا۔

عاشق رسول تبع حمیری کا تعارف

یہ مردِ مومن اور بڑا نیک بخت (صالح) تھا۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لایا تھا لیکن جب اہلِ کتاب سے

حضوراکرم ﷺ کی نعت اور آپ کے اوصاف مبارکہ سنے تو آپ پر ایمان لایا۔

کعبہ معظمہ کا پہلا غلاف

حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے الاوائل میں لکھا کہ کعبہ معظّمہ کا پہلا غلاف سب سے پہلے اسعد الحمیر ی نے ڈالا اور تبع اکبر یہی ہے یہ اسلام سے نوسو سال پہلے تھا۔اس نے یمنی کپڑے کا غلاف ڈالا تھا الجرۃ بروزن عنبہ ہے یمن میں ایک قسم کا کپڑا ہوتا ہے (بردیمانی اسی سے ہے) بعض نے کہا اس نے ''الوصائل'' کپڑے کا غلاف پہنایا۔

الوصائل بھی چادروں کی قسم ہے جس میں سرخ سبز دھاریاں ہوتی ہیں یہ چادریں یمن میں تیار ہوتی ہیں،بعض نے کہا کعبہ معظّمہ کے گرد کے گرد مکمل چادر (غلاف) چڑھائی وہ تبع تھا اور کپڑا بردِیمانی کی ایک قسم ہے جسے وہ العصب کہتے تھے اور اس نے کعبہ کا ایک دروازہ تیار کر کے اسے تالا لگادیا۔ذیل کے اشعار اسی کے ہیں

وکسونا البیت الذی حرم اللہ ملا معصبا و مبرودا

وراقمنا بہ من الشھر عشرا وجعلنا لبابہ اقلیدا

وخرجنا منہ نوئم سھیلا قدرفعنا لواء نا مقصودا

ہم نے اس گھر کو جو اللہ تعالیٰ کا حرم ہے مضبوط اور دھاری دار چادر پہنائی۔

ہم نے اس میں مہینے کے دس دن ٹھہر کر اس کا دروازہ تیار کر کے اسے بند کردیا۔

ہم اس سے نکلے اور آسانی کا ارادہ کرتے ہیں اور ہم نے اپنا جھنڈا مضبوط کر کے بلند کیا۔

فائدہ

یہ تبع بالاتفاق مومن تھا لیکن اس کی قوم کافر تھی اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قوم کی مذمت کی ہے نہ کہ تبع کی ہاں اس کی نبوت میں اختلاف ہے۔

بعض کہتے ہیں تبع آگ کو پوجتا تھا پھر مسلمان ہوگیا اور اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی تو قوم نے اس کی تکذیب کی اور اس کی قوم حمیر تھی وہ دوگروہ تھے

(۱) کاہن (۲) اہلِ کتاب

اس نے دونوں کو حکم دیا کہ اللہ تعالیٰ کی ہاں قربانی دو دونوں اپنی قربانی آگ کے قریب لائے اہل کتاب کی قربانی قبول ہوگئی اس پر وہ مسلمان ہوگیا۔

فائدہ

المبداءلابن اسحاق اور قصص الانبیاء میں ہے کہ تبع حسان الحمیری وہی پہلا بادشاہ جس نے غنیمت کی بنیاد ڈالی۔

تبع کو تخریب کعبه کی نیت پر سزا

مروی ہے کہ یمن سے کعبہ معظّمہ کو ڈھانے کا ارادہ کیا تو ایک گندی بیماری میں مبتلا ہوگیا کہ جس سے اس کے سر سے پیپ اور گندا پانی بہتا جس کی بدبو سے کوئی بھی اُس کے قریب نہ آ سکتا تھا اور کعبہ تخریب کا ارادہ یوں ہوا تھا کہ یمن سے مکہ معظّمہ پہنچ کر اہل مکہ کو مطیع بنانا چاہا لیکن کسی نے بھی اس کی پرواہ تک نہ کی۔ تبع نے وزیر سے کہا یہ کیسے لوگ ہیں جو میری پرواہ نہیں کرتے حالانکہ تمام لوگ میرے تابع ہو چکے ہیں۔وزیر نے کہا ان کے ہاں ایک گھر ہے جسے وہ خانہ کعبہ کہتے ہی اس پر انہیں ناز ہے تبع نے دل میں خیال کیا کہ اسی گھر (خانہ کعبہ) کو تباہ کردوں اور ان کے مکیں مردوں کو قتل کردو اور ان کی عورتوں کو قیدی بنالوابھی وہ اسی خیال میں تھا کہ اسے اللہ تعالیٰ نے دردِ سر میں مبتلا کردیا اور ایسا بے طاقت ہوگیا کہ اُٹھ نہ سکتا تھا بلکہ اس کی آنکھوں،کانوں اور ناک سے بدبودار پانی جاری ہوا اور ایسا گند اور بدبودار پانی تھا کہ کوئی بھی اس کے قریب نہ جا سکتا۔اطباء ڈاکٹر اس کے علاج سے عاجز آ گئے اور کہا کہ یہ کوئی آسمانی بیماری ہے اس کا علاج ہمارے بس سے باہر ہے ایک دانش مند حکیم نے اسے تنہائی میں کہا بادشاہ سلامت اگر آپ مجھے اپنا راز بتادیں تو میں اس کا علاج سوچ سکتا ہوں۔بادشاہ نے کہا کہ مجھے اس شہر کے ویران کرنے کا ارادہ ہوا تھا۔ دانشمند نے کہا حضور اسی ارادۂ بد سے توبہ کیجئے کیونکہ اس گھر کا ایک مالک ہے جو بہت بڑی قدرت والا ہے اس کی وہ خود حفاظت کرتا ہے جو بھی اس کے ویران کرنے کا پروگرام بناتا ہے وہ خود تباہ وبرباد ہوجاتا ہے۔ تبع نے توبہ کی اور کعبہ اور اہالیانِ کعبہ کی تعظیم وتکریم کی ٹھانی اور مسلمان ہوگیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دین قبول کرلیا اس کے بعد کعبہ معظّمہ کو غلاف چڑھایا اور اپنی قوم کو بھی حکم فرمایا کہ اس کی تعظیم بجالاؤ اور یہاں کے رہنے والوں کے ساتھ احسان ومروت سے پیش آؤ۔

تبع مدینه طیبه میں

اس کے بعد یہی تبع یثرب (مدینہ طیبہ) پہنچا جہاں اب مدینہ مصطفیٰ ﷺ ہے لیکن اس وقت نہ شہر تھا نہ کوئی آبادی۔

مدینه طیبه کا تعارف

یثرب کا ایک چشمہ تھا وہاں لشکر سمیت پہنچا اس کے ساتھ تقریباً دو ہزار اہل علم تھے جنہوں نے سابقہ کتب آسمانی میں پڑھا تھا کہ یثرب حبیب خدا، نبی آخر الزمان ﷺ کی ہجرت گاہ اور وحی (قرآن) ہے ان میں چار سو علماء جو تمام

دانشوروں سے عالم وفاضل تر تھے آپس میں بیعت (معاہدہ) کیاہ یہاں سے ہم واپس نہیں جائیں گے خواہ کچھ ہو جائے اس امید پر کہ رسول اللہ ﷺ کا دیدار ہوگا ورنہ ہماری اولاد تو زیارت سے مشرف ہوگی اور ان کی زیارت ہمارے لئے موجب صد برکات اور روحانی مسرت نصیب ہوگی۔ تبع کو خبر ملی تو اسے بھی یہی تمنا پیدا ہوگئی ایک سال تک مدینہ میں قیام کیا پھر بوقت روانگی حکم دیا کہ ان چار سو علماء کرام کو علیحدہ علیحدہ مکان تعمیر کر دیا جائے اور علیحدہ علیحدہ مکان کے عطیہ کے ساتھ ایک ایک کنیز آزاد کر کے ہر ایک کا نکاح کر دیا اور وصیت کی کہ اگر تم حضور اکرم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہو اور میں زندہ رہوں تو مجھے مطلع کرنا ورنہ میرا خط پہنچا دینا یا اولاد کو وصیت کرنا تا کہ وہ میرا خط پہنچا دیں۔

تبع کا سنہری خط بارگاۂ حبیب خدا ﷺ

اس کے بعد تبع نے سنہری خط لکھ کر ان چار سو علماء کے سب سے بڑے عالم کے سپرد کر دیا اور کہا اولاد در اولاد وصیت کرتے رہنا۔

خط کا مضمون

اے پیغمبر آخرالزمان ، اے برگزیدہ خداوندجهاں ، اے بروز شمار شفیع بندگان من كه بتعم تبوايمان آوردم بآن خداوند كه تو بنده وپيغمبر اوئی گواه باشی كه برملت توام وبرملت پدر تو ابراهيم خليل الله اگر ترا بينم تا مرا فراموش نكنی وروز قيامت مرا شفيع باشی

اے نبی آخرالزمان، اے برگزیدہ خداوند جہاں، اے روزِ قیامت شفیع بندگان میں تبع ہوں آپ پر ایمان لایا ہوں اس خدا تعالیٰ پر کہ آپ ان کے پیارے بندے اور پیغمبر ہیں آپ گواہ ہوں کہ آپ کی ملت پر ہوں اور آپ کے دادا ابراہیم علیہ السلام کی ملت پر ہوں اگر مجھے آپ کی زیارت ہوگی تو زہے نصیب ورنہ قیامت میں مجھ غریب کو بھول نہ جانا اور وہاں میری شفاعت فرمانا۔

بارگاۂ حبیب خدا ﷺ میں تبع کا خط

تبع نے خط لکھ کر اس پر مہر لگائی اور مہر کا مضمون یہ تھا

لله الامر من قبل ومن بعد يومئذ يفرح المومنون بنصرا لله الى محمد بن عبدالله خاتم النبيين ورسول رب العالمين صلى الله عليه وسلم من تبع امانة الله فى يد من وقع الى ان يوصل الى صاحبه

اللہ کے لئے حکم ہیں کل اور آج اس دن کہ اہل ایمان اللہ کی مدد پر خوش ہوں گے یہ خط حضرت محمد بن عبداللہ خاتم النبیین اور رسول رب العالمین ﷺ کی خدمت میں بھیجا رہا ہے تبع کی طرف سے یہ اللہ تعالیٰ کی امانت ہے اس بندۂ خدا کے ہاتھ میں جو یہ خط مکتوب الیہ تک پہنچا دے۔

انصارِ مدینہ کا تعارف

منقول ہے کہ مدینہ رسول کے انصار انہی چار سو علماء کی اولاد سے تھے جنہیں تبع نے وصیت کی تھی اور بیماری سے شفاء پائی تھی وہ خط حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں تھا اور حضور اکرم ﷺ مکہ معظّمہ سے مدینہ طیبہ تشریف لائے تو انہی ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھر اسی تبع کا تیار کردہ تھا آپ کے تشریف لانے پر تبع کا خط پیش کیا گیا آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا تبع کو خط پڑھ کر سنایئے آپ نے تبع کا نام سن کر اسے دعا دی۔

فائدہ

جس نے خط پیش کی اس کا نام ابویعلی تھا آپ نے ابویعلی کو خوب نوازا اور تعظیم وتکریم کی۔

تبع کے بیٹے کا قتل

بعض نے کہا کہ تبع آتش پرست مجوس کے مذہب کا پیروکار تھا بڑا لشکر لے کر مشرق کی طرف سے آتے ہوئے مدینہ پاک سے گزرا اور اپنا لڑکا وہاں چھوڑ کر آگے چلا گیا اہل مدینہ نے اس کے لڑکے کو مکروفریب سے قتل کردیا۔ تبع واپس لوٹا تو بیٹے کے بدلے میں مدینہ پاک کو ویران کرنے اور اہلِ مدینہ کو قتل بلکہ انہیں تباہ وبرباد کرنے کا پروگرام بنایا انصار جو مدینہ میں رہتے تھے جمع ہوکر اس کے مقابلہ کے لئے تل گئے۔ دن کو ان سے لڑتے اور رات تبع کو لشکر سمیت مہمانی کرتے تبع کو ان کی یہ ادا پسند آ گئی کہا یہ لوگ عجیب ہیں کہ میرے ساتھ جنگ بھی کرتے ہیں مہمان نوازی بھی اور بہت بڑے سخی اور کریم ہیں اور بہادر بھی۔

مدینے کے ایلچی

اس وقت مدینہ طیبہ میں بنوقریظہ کے دو عالم تھے ایک کا نام کعب دوسرے کا نام اسد۔ ہر دونوں چچیرے بھائی تھے دونوں مل کر تبع کے ہاں پہنچے اور کہا کہ یہ مدینہ نبی آخرالزمان ﷺ کی ہجرت گاہ ہے ہم اپنی کتابوں میں ان کی نعتیں پڑھتے ہیں اور ہم اسی امید پر یہاں جی رہے ہیں کہ ان کے فیوض وبرکات نصیب ہوں تمہیں ہم نصیحت کرتے آئے ہیں کہ تجھے اس شہر پر فتح نصیب نہ ہوگی بلکہ تمہیں بلاوعقوبت میں مبتلا ہونا پڑے گا ہماری نصیحت قبول کرلے تیرا اسی میں بھلا

ہے اپنی نیت جنگ سے باز آ جا ان کا وعظ و نصیحت تبع کے دل پر اثر کر گیا اور جنگ کا ارادہ بدل لیا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ تبع ان کی باتیں قبول کر رہا ہے تو اپنے دین کی دعوت پیش کر دی جسے تبع نے قبول کر لیا اور ان کی حد سے زیادہ تعظیم و تکریم کی اس کے بعد تبع یمن کو روانہ ہو گیا اور وہی دو عالم بھی اس کے ساتھ یمن کو گئے ان کے ساتھ اور بھی بنو قریظہ کے کافی لوگ یمن پہنچے۔

ھذیل کا مشورہ

تبع کے پاس ہذیل قبیلہ کے لوگ آئے اور کہا ہم آپ کو ایک ایسے گھر کا مشورہ دیتے ہیں کہ جس میں موتی اور زبرجد کے خزانے مدفون ہیں اگر انہیں اُٹھانا ہے تو صرف تمہارے لئے آسان ہے تبع نے پوچھا کہ گھر کہاں ہے انہوں نے کہا وہ مکہ معظّمہ میں ہے اس سے ان کا یہ ارادہ تھا کہ تبع کعبہ پر حملہ کرے گا تو تباہ و برباد ہو گا اور وہ یہی چاہتے تھے کہ تبع تباہ و برباد ہو۔ تبع نے احبار (علماء) یہود سے مشور کیا کہ ہذیل مجھے ایسے مشورہ دے رہے ہیں احبار نے کہا خبردار ایسا بدارادہ ہرگز نہ کرنا ورنہ تباہ و برباد ہو جاؤ گے کیونکہ جس گھر کا وہ مشورہ دے رہے ہیں وہ اس زمین پر ایک عظیم الشان گھر ہے وہ اللہ تعالیٰ کا گھر (بیت اللہ) ہے جنہوں نے مشورہ دیا ہے وہ آپ کی تباہی و بربادی چاہتے ہیں خبردار جب بیت اللہ پہنچو اس کی تعظیم و تکریم کرنا تاکہ تمہیں زیادہ سے زیادہ سعادت نصیب ہو۔ تبع نے یہ بات سن کر ہذیل کو بلا کر سزا دی اور خود کعبہ معظّمہ کو روانہ ہو گیا۔

تبع کعبہ معظمہ کی چوکھٹ پر

تبع جب کعبہ معظّمہ پہنچا تو طواف کیا اس وقت کعبہ معظّمہ کا دروازہ بند تھا۔ تبع نے کعبہ معظّمہ کا دروازہ کھول کر اس پر تالا لگا دیا اور اس پر غلاف چڑھا دیا اور چھ روز وہاں مقیم رہے ہر روز منیٰ (قربان گاہ) میں ایک ہزار اونٹ ذبح کرتے اس کے بعد یمن کو روانہ ہوئے۔

تبع نے دعوتِ اسلام دی

تبع جب یمن میں پہنچے تو آپ نے قوم کو اسلام کی دعوت دی کیونکہ آپ کی قوم حمیر کاہن اور بت پرست تھی لیکن آپ نے انہیں اپنے دین یعنی حکم تورات پر عمل کرنے کا حکم نافذ فرمایا قوم نے ضد کی اور نہ مانے یہاں تک کہ فیصلہ آگ پر رکھا گیا ان کے ہاں ایک آگ پہاڑ کے دامن میں تھی اور اتنی اونچی تھی کہ پہاڑ سے اوپر جلتی نظر آتی تھی۔ اس کا دستور تھا کہ جب دو مخالف پیش ہوتے تو باطل (اور غلط مدعی) کو جلا کر راکھ کر دیتی اور حق والوں کو چھوڑ دیتی۔ تبع کی قوم نے بتوں کو

سر پر اُٹھایا اور پہاڑ کے دامن میں پہنچ گئے اور وہ دو عالم جو تبع کے ساتھ مدینہ طیبہ سے آئے تھے وہ تورات اُٹھا کر پہاڑ کے دامن میں پہنچے اور آگ کے راستے پر تورات کھول کر پڑھنے بیٹھ گئے حسب دستور آگ اُٹھی اور آ کر تمام قوم حمیر کو بتوں سمیت جلا دیا اور وہ دو عالم جو مدینہ سے آئے تھے تورات پڑھتے رہے انہیں آگ نے کچھ نہ کہا صرف معمولی سا پسینہ آیا اور آگ ان سے دور رہو کر گزر گئی اور پھر اپنے مخرج میں چلی گئی۔ پھر بقایا حمیر نے ان دونوں یہودیوں کا دین قبول کر لیا اس وقت سے یمن میں یہودیت داخل ہوئی۔

تبع یمن کی لڑکیوں کے مزارات

مورخین لکھتے ہیں کہ حمیریوں نے دورِ اسلام میں اپنے علاقہ میں کنواں کھودا تو اس میں دو عورتیں صحیح و سالم ملیں یعنی قبروں میں ان کے جسم صحیح و سالم تھے اور ان کے سرہانے چاندی کی دو تختیاں تھیں جس میں سونے کے ساتھ لکھا ہوا تھا۔ ایک حبا ہے دوسری تمیں یا ایک کا نام حبا تھا دوسری کا نام تماضرا تھا یہ دونوں تبع کی لڑکیاں ہیں نام میں اگر چہ اختلاف ہے لیکن حقیقت کے بیان میں اختلاف نہیں اس کے بعد لکھا ہوا تھا

تشھدان لاالٰہ الا اللہ ولا تشرکا ن بہ شیئا وعلیٰ ذلک مات الصالحین قبلھا

وہ دونوں بچیاں گواہی دیتی تھیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتی تھیں اور اسی عقیدہ پر ہم سے پہلے تمام نیک لوگ فوت ہوئے۔

میرے عیسیٰ تیرے صدقے جاؤں
طور بے طور ہیں بیماروں کے

حل لغات

طور (بفتح الطاء) ء، رنگ ڈھنگ، چال چلن اور طور بے طور، حالت دگرگوں ہونا، لچھن، بگڑنا۔

شرح

اے میرے عیسیٰ (محبوب مدنی) صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر قربان جاؤں بے ڈھنگے لچھن ہیں ہم بیماروں کے یعنی غلط سلط کرنا ہر آن ہر لحظہ احکامِ شرعیہ کی خلاف ورزی کرنا وغیرہ وغیرہ فلہٰذا بیماروں کی غلطی پر ان کے علاج سے ہاتھ نہ اُٹھالیں آپ کا

کام بیماروں کا اچھا کرنا تو آپ اپنے کرم کو دیکھنا بیماروں کا چال چلن اور بے ڈھنگی اور لچھن نہ دیکھنا۔اس شعر میں امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے آقا کریم کو اپنی کریمی پر عمل کرنے پر غلامانہ حجت فرمائی ہے وہ یہی کہ

بد سہی چور سہی مجرم نا کارہ سہی ہے وہ کیسا ہی سہی ہے تو کریما تیرا

اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اس ایک شعر میں ہزاروں مسائل اور معجزات کو سمیت لیا حضور اکرم ﷺ سیرۃ طیبہ کا حلم وحوصلہ اور لطف وکرم اور ہر کس وناکس پر شفقت ورحم کے ابواب کو اس شعر میں سمویا ہے

دشمن اورعزیز بیگانہ کی کوئی تمیز نہ تھی ابر رحمت دشت وچمن پر یکساں برستا تھا

مجرموں چشم تبسم رکھو

پھول بن جاتے ہیں انگاروں کے

حل لغات

چشم ،آنکھ،آس،امید یہی معنی مراد ہے۔

شرح

اے مجرم قیامت میں مغموم ہونے کے بجائے تبسم (خوشی وراحت) کی امید رکھو اس لئے کہ جونہی آقائے کونین، مولائے ثقلین ﷺ تشریف لائیں گے ان کی تشریف آوری سے انگارے بھی پھول بن جائیں گے دکھ درد راحت میں بدل جائیں گے۔

شفاعت کا منظر

شفاعت کے اشعار کی شرح میں فقیر نے جی بھر کر احادیث شفاعت جمع کی ہیں لیکن پھر بھی جی نہیں بھرا۔اہل ذوق اسی شرح حدائق میں احادیث شفاعت متعدد مقامات پر مطالعہ فرمائیں گے۔

تیرے ابرو کے تصدق پیارے

بند کرے ہیں گرفتار کے

جان ودل تیرے قدم پر قدارے

کیا نصیبے ہیں ترے یاروں کے

حل لغات

وارے،قربان کردیئے۔نصیبے،نصیبہ کی جمع حصہ،قسمت،تقدیر۔

شرح

اے حبیب کریم ﷺ آپ کے قدم مبارک پر ہماری جان و دل صدقے اور قربان آپ کے صحابہ بالخصوص خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی کیسی اعلیٰ قسمت ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے بعد انہی کا مرتبہ اور عزت وعظمت ہے۔

صدق و عدل و کرم و ہمت میں
چار سو شہرے ہیں ان چاروں کے

حل لغات

شہرے،شہرہ کی جمع،شہرت،دھوم۔ان چار یاروں،سیدنا ابوبکر وسیدنا عمر وسیدنا عثمان وسیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

شرح

صداقت اور عدالت اور جود وسخاوت،ہمت وجرأت وشجاعت میں ہر طرف دھوم اور شہرت ہے۔

اس شعر میں خلفائے اربعہ کے مشہور اوصاف کا ذکر فرمایا ہے صاحب روح البیان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان بزرگوں میں اوصاف البقرہ کی آیت اول میں بیان فرمایا ہے۔آیت میں چار چیزوں کا بیان ہے

(۱)تقویٰ (۲)ایمان بالغیب (۳)اقامت صلوٰۃ (۴)انفاق

اور یہی چار اوصاف خلفائے راشدین کے ہیں۔آیت میں مومنین کی فضیلت تقویٰ سے بیان فرمائی اور یہ صفت صدیق اکبر کی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں فرمایا

فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَ اتَّقٰی o وَ صَدَّقَ بِالْحُسْنٰی o (پارہ۳۰،سورۃ الیل،آیت ۵،۶)

تو وہ جس نے دیا اور پرہیز گاری کی اور سب سے اچھی کو سچ مانا۔

اور ایمان بالغیب حضرت عمر کی صفت ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُکَ اللّٰهُ وَ مَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ (پارہ۱۰،سورۃ الانفال،آیت ۶۴)

اے غیب کی خبریں بتانے والے نبی اللہ تمہیں کافی ہے اور یہ جتنے مسلمان تمہارے پیرو ہوئے۔

اور اقامت صلوٰۃ حضرت عثمان کی صفت ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّ قَآئِمًا . (پارہ۲۳،سورۃالزمر،آیت ۹)

کیا وہ جسے فرمانبرداری میں رات کی گھڑیاں گزریں سجود اور قیام میں۔

اور انفاق حضرت علی کی صفت ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اَلَّذِيْنَ يُنفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَ النَّهَارِ . (پارہ۳،سورۃالبقرہ،آیت ۲۷۴)

وہ جو اپنے مال خیرات کرتے ہیں رات میں اور دن میں چھپے اور ظاہر۔

ان اوصاف کے متعلق خلفاءِ اربعہ میں انکار نہیں۔امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے شہرت کی بات کی ہے اور شہرت ان چاروں کو انہی چاروں صفات میں ہے۔

صداقت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اس لئے تو آپ کا لقب بھی صدیق ہے ان اوصاف کے علاوہ ان حضرات میں دوسرے اوصاف کی کمی نہیں تھی۔

فقیر مختصراً ہر خلیفہ راشد کے چند فضائل وکمالات عرض کرتا ہے۔

مسند احمد اور ترمذی میں رسالت مآب ﷺ کا یہ ارشاد مندرج ہے میری امت کے افراد میں سب سے زیادہ مہربان اور رحم دل ابو بکر صدیق ہیں۔

عدالت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اسی لئے آپ کا لقب تھا کہ عدالت میں آپ ضرب المثل تھے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ لوگ میرے حضور پیش کئے جارہے ہیں اور دیکھا ان پر قمیص ہے بعض کو سینہ پر بعض کو اس سے کم اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایسا قمیص تھا کہ وہ اسے کھینچ رہے تھے لوگوں نے عرض کی آپ نے اس کی کیا تاویل کی ہے فرمایا دین۔(رواہ البخاری)

فاروق اعظم اور خدمت خلق

گرمی سخت تھی حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صرف آنکھ کھلی ہیں باقی تمام جسم چھپا رکھا تھا ایک گلی میں

داخل ہوئے تھوڑا فاصلہ کرنے کے بعد کھجوروں کے ایک جھنڈ کے پاس آ کر رک گئے۔ قریب گھاس پھونس کا ایک چھپر پڑا ہوا ہے اس کے نیچے چند اونٹ بندھے ہوئے ہیں۔ حضرت فاروقِ اعظم ان اونٹوں کے پاس آئے محبت سے اونٹوں کی پشت پر ہاتھ پھیرنے لگے قریب ہی ایک برتن رکھا ہوا ہے جس میں تیل ہے انہوں نے وہ تیل اونٹوں پر ملنا شروع کر دیا اور نہایت انہماک سے اونٹوں کو تیل ملتے رہے۔ ایک شخص ذرا دیر سے باہر نکلا اور اس چھپر میں چلا آیا دیکھا امیر المومنین اونٹوں کی خدمت کر رہے ہیں پوچھا امیر المومنین آپ اس وقت میں اونٹوں کو تیل مل رہے ہیں آپ نے فرمایا ہاں یہ صدقے کے اونٹ ہیں ان کی نگرانی کرنا ہمارا فرض ہے تیل کی مالش اس لئے کر رہا ہوں کہ یہ فربہ ہی رہیں اور معمول میں فرق نہ آئے۔ اس شخص نے کہا اے امیر المومنین یہ کام کسی غلام کو سونپ دیتے فاروقِ اعظم نے فرمایا جو شخص مسلمانوں کا والی ہے وہ مسلمانوں کا غلام ہے۔

سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کے کرم جود و سخا کے بے شمار واقعات ہیں انہیں سے چند یہاں عرض کر دوں۔ یاد رہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑے گہرے مراسم تھے۔ ظاہر ہے کہ گہرے اور مضبوط دوستانہ تعلقات و مراسم میں طبیعت و مزاج کی یگانگی موافقت ضروری ہے لہٰذا جس طرح اسلام سے قبل حضرت ابو بکر صدیق پیکر جود و سخا اور نوعِ انسانی کی ہمدردی سے معمور شخصیت تھے اسی کا عکس کامل حضرتِ عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔ اسلام لانے کے بعد جس طرح صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا سارا اثاثہ اور مال و منال دین حق کی سربلندی اور غلبے کے لئے لگایا اور ان غلاموں کو جو دولت ایمان سے مشرف ہونے کے باعث اپنے آقاؤں کے ہاتھوں ظلم کی چکی میں پس رہے تھے اپنی جیب خاص سے خرید کر آزاد کیا اور غزوۂ تبوک کے موقع پر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا پورا اثاث البیت سمیٹ سمٹا کر نبی کریم ﷺ کے قدموں میں لا ڈالا۔ کم و بیش یہی کیفیت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھی رہی ہے اور انہوں نے نہایت ہی نا مساعد حالات میں اپنے سرمائے سے دین کی خدمت کی ہے جس کی چند مثالیں میں آگے بیان کرونگا اس وقت جو بات میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہر صدیق کی سیرت میں صدیقیت کبریٰ کا عکس ضرور نظر آئیگا چنانچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت میں با کمال و تمام یہ عکس موجود ہے اور اسی وصف کے باعث ان کا دوسرا معزز لقب ''غنی'' بھی ہے۔

بیررومہ

ہجرت کے بعد جب مدینہ میں مسلمانوں کو پانی کی قلت ہوئی اور مسلمانوں کی عورتیں بیر رومہ سے جو ایک یہودی کی ملکیت اور مدینہ سے تقریباً دو میل کے فاصلے پر تھا پانی بھرنے جاتی تھیں تو یہودی ان پر فقرے کستے تھے اور اس طرح مسلمانوں کی عزت مجروح ہوتی تھی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی جیب خاص سے میٹھے پانی کے اس کنوئیں کے مالک یہودی کو منہ مانگی بھاری قیمت ادا کر کے بیر رومہ خرید ا اور اسے مسلمانوں کے استفادے کے لئے وقف کر دیا۔ نبی کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ

الناس کالمعادن — لوگ معدنیات کے مانند ہوتے ہیں۔

سونے کی دھات جب ناصاف اور کچی حالت میں ہو تب بھی تو وہ سونا ہی ہے یہ اور بات ہے کہ اس کے ساتھ مٹی، چونا اور دوسری چیزیں بھی شامل ہوتی ہیں۔ اس کچی دھات کو کٹھالی میں ڈالئے تو خالص سونا فراہم ہو جائیگا اس کی ماہیت میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔ یہی بات ہے جو اس حدیث مبارکہ میں بیان ہوئی ہے کہ

خیارکم فی الجاھلیۃ خیارکم فی الاسلام

تم میں سے جو دورِ جاہلیت میں بہترین لوگ تھے وہی اسلام میں بھی بہترین لوگ ہیں۔

سونا جب تپ تپا کر کٹھالی سے برآمد ہوتا ہے تو وہ زرِ خالص ہو جاتا ہے یہی معاملہ صدیقین کا ہوتا ہے ان میں جو اوصاف ایمان سے قبل موجود ہوتے ہیں وہ ایمان کی بھٹی میں سے گزر کر مزید نکھر جاتے ہیں اور پختہ ہو جاتے ہیں اسی اعتبار سے صدیق اکبر اور عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی سیرتوں کے دونوں ادوار میں فیاضی اور سخاوت اپنے عروج پر نظر آتی ہے۔

غلاموں کو آزاد کرانا

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بالکل آغاز ہی میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعوت پر ایمان لائے تھے خود فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے دست مبارک پر بیعت ایمان کرنے کے بعد میری زندگی میں کوئی جمعہ ایسا نہیں گزرا جس میں میں نے کسی نہ کسی غلام کو آزاد نہ کر سکا تو اگلے جمعہ کو میں نے دو غلام آزاد کئے۔

حرم نبوی کی توسیع

مسجد نبوی کی توسیع کے لئے نبی کریم ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا کہ کون ہے جو فلاں مویشی خانے کو مول لے اور ہماری مسجد کے لئے وقف کر دے تاکہ اللہ اس کو بخش دے تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیس یا پچیس ہزار میں

یہ قطعہ زمین خرید کر مسجد نبوی کے لئے وقف کر دیا۔

جیش عشرۃ

غزوۂ تبوک کے موقع پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جذبۂ انفاق فی سبیل اللہ دیکھئے یہ وہ موقع تھا کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو اس مقامِ بلند ترین اور انتہا تک پہنچے کہ کل اثاث البیت لا کر حضور اکرم ﷺ کے قدموں میں ڈال دیا گھر میں جھاڑو تک نہ چھوڑی اور جب حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کچھ فکر عیال بھی چاہیے تو اس رفیق غار اور عشق ومحبت کے راز دار نے کہا کہ

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس   صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

یہی وہ موقع تھا کہ جب فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں یہ خیال گزرا تھا کہ وہ اس مرتبہ انفاق میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بازی لے جائیں گے چونکہ حسن اتفاق سے اس وقت خود حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بقول ان کے پاس کافی مال تھا انہوں نے اپنے تمام اثاثے کے دو مساوی حصے کئے ایک حصہ اہل وعیال کے لئے چھوڑا اور دوسرا حصہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا لیکن جب جنابِ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ایثار ان کے سامنے آیا کہ گھر میں جھاڑو پھیر کر سب کچھ خدمت اقدس میں لا ڈالا تو وہ بے اختیار پکار اُٹھے کہ صدیق اکبر سے آگے بڑھنا کسی کے بس کی بات نہیں ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایثار

غزوۂ تبوک کی تیاری ہو رہی ہے سینکڑوں میل دور کا سفر درپیش ہے، سخت ترین گرمی کا موسم ہے، جہاد کے لئے نفیر عام ہے، وقت کی ایک عظیم ترین طاقت قیصر روم سے مسلح تصادم کا مرحلہ سامنے ہے، مسجد نبوی میں نبی کریم ﷺ منبر پر تشریف فرما ہیں اور لوگوں کو بار بار ترغیب وتشویق دلا رہے ہیں کہ اس غزوہ کے لئے زیادہ سے زیادہ انفاق کرو۔ اسلحہ اور سامانِ رسد ونقل وحمل مہیا کر دیا اس کی فراہمی کے لئے نقد سرمایہ دو۔ اس موقع پر حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوتے ہیں اور بارگاہِ رسالت میں عرض کرتے ہیں کہ حضور سو اونٹ مع ساز وسامان اور رسد میری طرف سے حاضر ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کو علم ہے کہ کتنی عظیم مہم درپیش ہے اور کتنا ساز وسامان درکار ہے لہٰذا حضور اکرم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو انفاق کی مزید ترغیب دیتے ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر کھڑے ہوتے ہیں اور عرض کرتے ہیں حضور میں سو مزید اونٹ مع ساز وسامان پیش کرتا ہوں حضور لوگوں کو مزید ترغیب دیتے ہیں حضرت عثمان

تیسری بار پھر کھڑے ہوتے ہیں اور عرض کرتے ہیں ساز و سامان سمیت میں سو اونٹ مزید فی سبیل اللہ نذر کرتا ہوں یعنی تین سو اونٹ مع ساز و سامان اس مردِ غنی کی جانب سے اس غزوہ کے لئے پیش کئے جاتے ہیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ اس موقع پر حضور منبر سے اترے اور دو مرتبہ فرمایا کہ اس کے بعد عثمان کو کوئی بھی عمل (آخرت) میں نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اس واقعہ کے متعلق پوری حدیث یہ ہے

شهدت النبی ﷺ وهو یحث علی تجهیز جیش العسرة فقام عثمان فقال یارسول الله علی مائة بعیر باحلاسها واقتابها فی سبیل الله ثم حض علی الجیش فقام عثمان فقال یارسول الله علی ثلاثمائة بعیر باحلاسها واقتا بها فی سبیل الله فانا رایت النبی ﷺ ینزل عن المنبر وهو یقول ماعلی عثمان مافعل بعدهذه ماعلی عثمان ما عمل بعد هذه

مزید ایثار حضور اکرم ﷺ کی خوشنودی

اسی جیش عسرۃ کے لئے حضور اکرم ﷺ نقد سرمائے کے انفاق کی بھی ترغیب دلاتے ہیں تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مستقر پر جاتے ہیں اور اپنے گماشتوں کو ہدایت کرتے ہیں کہ جس قدر بھی نقد سرمایہ جمع ہو سکے فوراً پیش کرو۔ چنانچہ ایک ہزار دینار (اشرفیاں) ایک تھیلی میں بھر کر نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے ہیں حضور منبر پر تشریف فرما ہیں عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم ﷺ کی گود میں اشرفیاں الٹ دیتے ہیں بعض روایات میں آتا ہے کہ جوشِ مسرت سے چہرہ انور کی رنگت سرخ ہو جاتی ہے کہ جیسے رخسار مبارک پر سرخ انار نچوڑ دیئے گئے ہوں یعنی حضور اکرم ﷺ کا چہرۂ مبارک گلنار تھا آپ جوشِ مسرت کے ساتھ اپنی گود میں ہاتھ ڈال کر ان اشرفیوں کو الٹ پلٹ رہے تھے۔ اس موقع پر بھی حضور ﷺ دو مرتبہ فرماتے ہیں کہ آج کے دن کے بعد عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو (آخرت میں) کوئی عمل ضرر نہیں پہنچا سکتا۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں

جاء عثمان الی النبی ﷺ بالف دینار فی کمه حین جهز جیش العسرة فنشرها فی حجره فرایته ﷺ یقلبها فی حجره ویقول ما ضر عثمان ما عمل بعد الیوم مرتین

اس کا دور دور بھی امکان نہیں تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے مومن صادق سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی کوئی معصیت صادر ہو گی۔ حضور اکرم ﷺ کا یہ ارشاد دراصل حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس بلند مقام و مرتبہ کے اظہار کے لئے تھا جو انہوں نے انفاق فی سبیل کی بدولت حاصل کیا تھا۔

فیاضی کی مزید مثالیں

اسی غزوۂ تبوک کے سلسلہ میں ازالۃ الخفاء میں شاہ ولی اللہ دہلوی نے سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت نقل کی ہے کہ تبوک کے سفر میں جتنی بھوک پیاس اور سواری کی تکلیف در پیش آئی اتنی کسی دوسرے غزوے میں نہیں آئی۔ دورانِ سفر ایک مرتبہ سامان خورد و نوش ختم ہوگیا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے مناسب سامان اونٹوں پر حضور کی خدمت میں روانہ کیا۔ اونٹوں کی تعداد اتنی کثیر تھی کہ ان کی وجہ سے دور سے تاریکی نظر آرہی تھی جس کو دیکھ کر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا لوگو تمہارے واسطے بہتری آ گئی ہے اونٹ بٹھائے گئے اور جو کچھ ان پر لدا تھا اتارا گیا۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھا کر فرمایا میں عثمان سے راضی ہوں اے اللہ تو بھی عثمان بھی راضی ہو جا۔ یہ فقرہ حضور اکرم ﷺ نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا پھر صحابہ سے کہا کہ تم بھی عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں دعا کرو۔

اسی ازالۃ الخفاء میں شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک روایت نقل کی ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ چار دن رسول اللہ ﷺ کے گھر والوں پر بے آب و دانہ گزر گئے۔ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے پوچھا اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہیں سے کچھ آیا میں نے کہا کہ خدا آپ کے ہاتھ سے نہ دلوائے تو مجھے کہاں سے مل سکتا ہے۔ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے وضو کیا اور اللہ کی تسبیح کرتے ہوئے باہر تشریف لے گئے کبھی یہاں نماز پڑھتے کبھی وہاں اور اللہ سے دعا فرماتے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ تیسرے پہر حضرت عثمان آتے انہوں نے پوچھا کہ اے ماں رسول اللہ ﷺ کہاں ہیں؟ میں نے کہا بیٹے (محمد ﷺ) کے گھر والوں نے چار دن سے کچھ نہیں کھایا نبی کریم ﷺ اس پریشانی میں باہر تشریف لے گئے ہیں۔ یہ سن کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو پڑے فوراً واپس گئے اور آٹا، گیہوں، خرمے اونٹوں پر لدوائے اور کھال اتری ہوئی بکری اور ایک تھیلی میں تین سو درہم لے کر آئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ حضرت عثمان نے مجھے قسم دلائی کہ جب کبھی ضرورت پیش آئے مجھے خبر کیجئے گا کچھ دیر بعد حضور اکرم ﷺ تشریف لائے اور پوچھا میرے بعد تم کو کچھ ملا میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ آپ اپنے اللہ سے دعا کرنے گئے تھے اور اللہ آپ کی دعا رد نہیں کرتا۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد میں نے تمام واقعہ بیان کر دیا آپ یہ سن کر پھر مسجد میں چلے گئے اور میں نے سنا کہ حضور اکرم ﷺ ہاتھ اُٹھا کر دعا فرما رہے تھے کہ اے اللہ میں عثمان سے راضی ہوگیا تو بھی اس سے راضی ہو جا۔ اے اللہ میں عثمان رضی اللہ

تعالیٰ عنہ سے راضی ہوگیا تو بھی اس سے راضی ہوجا۔ اے اللہ میں عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راضی ہوگیا تو بھی اس سے راضی ہوجا۔

صدقے میں حضرت عثمان کا مرتبہ بے حد بلند تھا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے صدقے کا ایک عجیب ماجرا بیان کیا ہے جو دورِ صدیقی میں پیش آیا تھا یہ واقعہ بھی شاہ صاحب نے اپنی کتاب ازالۃ الخفاء میں درج کیا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ایک سال قحط پڑا، سامان خورد ونوش کے ذخیرے ختم ہوگئے، لوگوں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فریاد کی تو انہوں نے فرمایا کہ ان شاء اللہ کل تمہاری تکلیف دور ہوجائے گی۔ دوسرے روز علی الصبح حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر پہنچے اور ان کو پیش کش کی کہ وہ یہ غلہ ان کے ہاتھ فروخت کردیں تاکہ بازار میں بیچا جا سکے اور لوگوں کی پریشانیاں دور ہوں۔ حضرت عثمان نے کہا میں نے یہ غلہ شام سے منگایا ہے تم میری خرید پر کیا نفع دو گے؟ تاجروں نے دس سے بارہ کی پیش کش کی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا مجھے اس سے زیادہ ملتے ہیں۔ تاجروں نے کہا ہم کے چودہ دیں گے آپ نے کہا مجھ کو اس سے بھی زیادہ ملتے ہیں۔ لوگوں نے پوچھا کہ ہم سے زیادہ دینے والا کون ہے؟ مدینہ میں تجارت کرنے والے تو ہم ہی لوگ ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ مجھے تو ہر درم کے بدلے میں دس ملتے ہیں کیا تم اس سے زیادہ دے سکتے ہو ان لوگوں نے کہا نہیں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے تاجرو میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں یہ تمام غلہ مدینہ کے محتاجوں پر صدقہ کرتا ہوں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مزید بیان کرتے ہیں کہ اسی رات میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا ایک نور کی چھڑی آپ کے دست مبارک میں ہے اور جوتے کے تسمے بھی نور کے ہیں اور آپ ﷺ بعجلت کہیں تشریف لے جانے کا ارادہ فرمارہے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ حضور اکرم ﷺ آپ پر میرے ماں باپ قربان میں آپ کا بے حد مشتاق ہوں مجھ پر بھی کچھ توجہ فرمائیے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میں عجلت میں ہوں اس وجہ سے کہ عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ کی راہ میں ہزار اونٹ غلہ صدقہ کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کا صدقہ قبول کرلیا ہے اس کے عوض جنت میں ان کی شادی کی ہے میں اسی میں شرکت کے لئے جارہا ہوں۔

فائدہ

سیدنا علی المرتضیٰ کی جوانمردی اور شجاعت کو امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے اگلے شعر میں بیان فرمایا

ہے اسی لئے فقیر ان کی اتباع میں سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شجاعت اور بہادری کا واقعہ اگلے شعر میں عرض کریگا (ان شاءاللہ) یہاں صرف شیعہ کے ایک غلط استدلال کا رد عرض کرتا ہوں۔ حدیث شریف میں ہے

قال النبی ﷺ لعلی انت منی وانا منک (رواہ البخاری) وفی حدیث ابی رافع فقال جبریل علیہ السلام وانا منکی یارسول اللہ (عینی صفحہ ۲۱۴)

اب یہ من الصالیہ ہے معنی ہے کہ انت متصل بی اور یہ اتصال من جہتہ النبوۃ نہیں بلکہ من جہتہ العلم والقرب والنسب ہے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد حضور اکرم ﷺ کے عینی بھائی تھے۔ (کذا قال العینی شرح البخاری جلد ۱۶ صفحہ ۲۱۴)

قال النبی ﷺ انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ. (اخرجہ الترمذی)

تو مجھ سے ایسے ہے جیسے ہارون موسیٰ علیہ السلام کے لئے۔

جواب

یہاں بھی من اتصالیہ ہے اب معنی یوں ہوا کہ " انت متصل بی ونازل منی منزلۃ ھارون موسی" اور حدیث میں تشبہ ہے لیکن وجہ تشبیہ مبہم ہے اس ابہام کو خود نبی کریم ﷺ نے بیان فرمایا ہے وہ یہ کہ "الا انہ لا نبی بعدی" اس سے ثابت ہوا کہ یہ اتصال من جہتہ النبوۃ نہ ہوا باقی رہا احتمال خلافت کا جیسے شیعہ کہتے ہیں تو وجہ تشبیہ ہے "بمنزلۃ ھارون من موسیٰ" یعنی جیسے ہارون علیہ السلام کی خلافت موسیٰ علیہ السلام سے تھی ایسے ہی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت ہوگی لیکن دیکھنا یہ ہے کہ ہارون علیہ السلام کی خلافت موسیٰ علیہ السلام سے بعد وصال کے یا زمانہ حیات اور ہارون علیہ السلام کی خلافت بعداز وصال ثابت نہیں ہوسکتی کیونکہ ہارون علیہ السلام کا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلے وصال ہوا۔

کما قال شیخ الاسلام بدر العینی قدس سرہ لان ھارون قبل موسیٰ علیھما السلام (عینی شرح بخاری جلد ۱۶ صفحہ ۲۱۴)

لامحالہ ماننا پڑیگا کہ کہ یہ خلافت زمانہ حیات میں ہے ورنہ وجہ تشبیہ میں مناسبت نہیں رہتی اور وہ یہی کہ جب حضور ﷺ غزوۂ تبوک کے لئے تشریف لے جارہے تھے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اہل وعیال میں رہنے کی اجازت فرمائی جبکہ انہوں نے عرض کیا "اتخلقنی مع الذمی" آپ نے ان کی تسلی کے لئے یہ کلمات فرمائے۔ اس سے

خلافت بلافصل کا ثبوت نہ ہوا بلکہ مطلق خلافت ثابت ہوئی۔ هذا وهو الحق

اب مطلب یہ ہوا کہ جیسے موسیٰ علیہ السلام باہر تشریف لے جاتے تو گھریلو کاروبار کے لئے حضرت ہارون علیہ السلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنا نائب بنا جاتے ایسے ہی آپ کو گھر کے لئے خلیفہ بنائے جا رہا ہوں وہ اس وجہ سے غزوۂ تبوک دور کا سفر تھا اور گھریلو ضروریات حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا کسی کا حق نہ تھا اس لئے کہ آپ حضور اکرم ﷺ کے داماد بھی تھے اور عمزاد بھی۔ یہی وجہ ہے کہ اس وقت نماز کی امامت بھی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بجائے ایک نابینا صحابی حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر فرمایا۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ خلافت بلافصل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حق ہے کہ وصال سے پہلے اپنے بجائے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حضرت ابوبکر کو امام بنایا اگر حضرت خلیفہ بلافصل ہوتے تو آج غزوۂ تبوک میں انہیں نماز کا امام بناتے لیکن نہیں بنایا تا کہ معلوم ہو کہ یہاں بمنزلہ ہارون سے مراد گھریلو ضروریات پورا کرنے کے لئے نائب۔

بہر تسلیم علی میداں میں
سر جھکے رہتے ہیں تلواروں کے

شرح

جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میدان میں ہوتے تو ان کے ارد گرد تلواروں کے سر تسلیم کے طور پر خم ہوتے یعنی آپ کی شجاعت کے آگے کوئی بھی دم نہیں مار سکتا تھا۔

کیسے آقاؤں کا بندہ ہوں رضاؔ
بول بالے میری سرکاروں کے

حل لغات

بول بالے، کامیاب۔

شرح

اے احمد رضا (امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) تم بڑے عظمت والے آقاؤں کے غلام ہو ان سرکاروں کے تو بڑے چرچے ہیں پھر دنیا و آخرت میں غم کا ہے کا۔

نعت

لحد میں عشق رُخِ شہ کا داغ لے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

حل لغات

لحد، مؤنث وہ بغلی کھوہ جو قبر کے ایک پہلو میں بنائی جاتی ہے یہاں مطلق قبر مراد ہے۔ داغ، دھبہ، نشان، عیب، زخم، رنج، صدمہ یہاں نشان مراد ہے۔

شرح

ہم قبر میں حضور اکرم ﷺ کے چہرۂ اقدس کا عشق لے کر جا رہے ہیں سنا تھا کہ قبر میں تاریکی ہوگی اس تاریکی کو مٹانے کے لئے یہی عشق کا چراغ لے کر جا رہے ہیں۔

قبر کی ہولناکی

سب کو معلوم ہے کہ قبر کتنا خوفناک مقام ہے حدیث شریف میں ہے

قبر المومن روضه من رياض الجنة او حفرة من حفرالنيران

قبر بہشت کے باغیچوں میں ایک باغیچہ ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔

لیکن یہ بھی اہل سنت میں مسلم ہے کہ اعمالِ صالحہ خواہ کردہ یا ایصال ثواب کے طور پر نصیب ہوں تو قبر کا عذاب نعمت رب الارباب سے تبدیل ہو جاتا ہے اگر چہ معتزلہ اس کے منکر ہیں اور اب بھی بعض اسے دل سے نہیں مانتے لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ واقعی دنیا کے مکینوں کی نیکیوں سے عذاب القبر نہ صرف ٹل جاتا ہے بلکہ بہشت کی نعمتوں کی نوازا جاتا ہے چند نمونے ملاحظہ ہوں

دوسروں کے اعمال سے فائدہ

محدث ابن عساکر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ ابو نواس کو اس کے مرنے کے بعد خواب میں دیکھ کر قبر کا حال پوچھا تو فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے بخش دیا ہے اور بڑی نعمتوں سے نوازا ہے۔ اس شخص نے کہا تم تو دنیا میں بڑے گڑبڑ آدمی تھے تمہاری بخشش کیسے ہوئی جواب دیا کہ ایک نیک آدمی نے قبرستان میں آکر دو رکعت نماز پڑھی اس میں دو ہزار مرتبہ "سورۂ

اخلاص" پڑھ کر اس کا ثواب تمام قبرستان والے اموات کو بخشا میں بھی ان خوش قسمت لوگوں کی فہرست میں آ گیا۔(شرح الصدور صفحہ ۲۸۶)

فائدہ

اس بزرگ نے تو صرف دو ہزار "سورۂ اخلاص" پڑھی تو تمام قبرستان والے بخشے گئے اور الحمد للہ ہم ہزاروں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں مل جل کر سورۂ اخلاص وغیرہ سے ایک میت کی بخشش کا بارگاہ الٰہی سے سوال کرتے ہیں تو ہمیں بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہوتی ہے کہ ہمارے مردہ کو بھی بخش دیا جاتا ہوگا لیکن وہابی دیوبندی اپنے مردوں کو بخشوانا چاہتے ہی نہیں ورنہ وہ خود تو محروم ہیں دوسرے لوگوں کو محروم کرنے میں اتنی رکاوٹیں کھڑی نہ کریں۔

مردے کا بُرا حال

فقیہ ابو اللیث سمر قندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بزرگ نے قبرستان میں خواب میں دیکھا کہ تمام اہلِ قبور قبروں سے نکل کر حلقہ باندھ کر بیٹھ گئے۔ ان میں ایک نوجوان میلے کپڑے پہنے ہوئے مغموم بیٹھا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد خوانچے آئے اور سب لے کر چلے گئے اور وہ نوجوان خالی ہاتھ اُٹھ کھڑا ہوا۔ اس بزرگ نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا کہ ان کے عزیزوں نے ان کے لئے تحائف (خیراتیں اور ثواب وغیرہ) بھیجے لیکن میں ایک مصیبت کا مارا ہوں میری ماں مجھے حج کے لئے لے آئی میں یہاں فوت ہو گیا وہ کہیں نکاح کر چکی ہے وہ عیش و عشرت میں ہے لیکن اس نے مجھے بھلا دیا کبھی کوئی خیرات اور ثواب وغیرہ نہیں بھیجتی۔ بزرگ نے اس کی ماں کا پتہ پوچھا اور وہاں پہنچ کر اس سے اپنے بیٹے کا پوچھا تو رو پڑی بزرگ نے اس کا حال سنایا بہت پریشان ہوئی اور اعتراف کیا کہ واقعی مجھ سے بھول ہو گئی اب آپ میری طرف سے ہزار درہم اس کے لئے ایصالِ ثواب کریں۔ بزرگ فرماتے ہیں میں دوسری جمعرات اسی گورستان میں سو رہا تھا تو اسی نوجوان کو دیکھا سفید کپڑے پہنے ہوئے اور نہایت خوش و خرم اور میرے پاس آ کر خوب دعائیں دیں۔(تنبیہ الغافلین ملخصاً)

اپنے اعمالِ صالحہ کا فائدہ

سب سے بڑھ کر انسان کا بڑا عمل اسلامی علم ہے اس کے فوائد بے شمار ہیں چند نمونے ملاحظہ ہوں

درمختار میں ہے کسی نے امام اسمٰعیل بن ابی رجاء سے امام محمد رحمہما اللہ کو ان کے موت کے بعد انہیں خواب میں دیکھ کر حال پوچھا فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ نے بخش دیا (اگر میں تجھ پر عذاب کرنا چاہتا تو تجھے علم عنایت نہ فرماتا)

انتباہ

یہ طوالت فقیر نے اس لئے کی ہے تا کہ عشق رسول ﷺ کی شمع قبر میں لے جانے والے قبر کی قدر و منزلت معلوم ہو کہ نمازی کو نماز کی وجہ سے روزے دار کو روزے کی وجہ سے حاجی کو حج کی وجہ سے قبر سے تاریکی دور ہو کر روشنی ہی روشنی نصیب ہوگی اور جملہ امورِ عشقِ رسول ﷺ کے مقابلہ میں بمنزلہ کنیز کے ہیں تو جس کے غلاموں اور کنیزوں سے قبر منور اور روشن ہو جاتی ہے تو ان کے آقا حضرت عشق سے کیوں نہ منور و روشن ہو گی بلکہ ایسی روشن کہ جملہ اہل قبور کی روشنیاں عاشق رسول ﷺ کی روشنی پر فدا ہونگی اسی لئے احمد رضا قدس سرہ حق بجانب ہیں جو فرما رہے ہیں

اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کر چلے

ترے غلاموں کا نقش قدم ہے راہ خدا

وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

حل لغات

سراغ، کھوج، تلاش۔

شرح

اے حبیب خدا ﷺ آپ کے غلاموں کا نقش قدم ہی راہ خدا ہے وہ کیا بہکے گا (گمراہ) ہوگا جو ایسا سراغ لے کر چلے یعنی اللہ کا راستہ بندگانِ خدا کی پیروی میں ہی ہے ان کی اتباع ہی اللہ تعالیٰ تک پہنچاتی ہے اور وہ انسان کبھی گمراہ نہیں ہو سکتا جو ان کا پیروکار اور حب دار ہو۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ا (پارہ ۸، سورۃ الانعام، آیت ۱۵۳)

اور یہ کہ یہ ہے میرا سیدھا راستہ تو اس پر چلو۔

دوسرے مقام پر اپنے راستہ کی یوں نشاندہی فرمائی کہ مومنوں سے کہا کہ مجھ سے میرا رستہ مانگو

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ o صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ا (پارہ ۱، سورۃ الفاتحہ، آیت ۵،۶)

ہم کو سیدھا راستہ چلا راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا۔

اس آیت کی تفسیر میں مفسرین نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا راستہ وہی ہے جس پر منعم علیہم ہیں کیونکہ صراط مستقیم مبدل منہ اور صراط الذین بدل الکل من الکل ہے ہے اور بدل الکل مبدل منہ کا عین ہوتا ہے اسی لئے منعم علیہم کا راستہ ہی حق تعالیٰ

ہے اور منعم علیہم کی تفسیر خود اللہ تعالیٰ نے آپ بتائی

فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَ الشُّھَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیْنَ ا

(پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ٦٩)

تو اُسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء، صدیق اور شہید اور نیک لوگ۔

اور فرمایا

وَ مَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَہُ الْھُدٰی وَ یَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَ نُصْلِہٖ جَھَنَّمَ ا

وَ سَآءَتْ مَصِیْرًا ٥ (پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۱۱۵)

اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق کا راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اُسے اُس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بُری جگہ پلٹنے کی۔

فائدہ

اس سے ثابت ہوا کہ طریق حق تعالیٰ اللہ والوں کا طریقہ ہے اور وہی حق ہے۔

حدیث شریف میں وارد ہوا کہ جماعت پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے ایک اور حدیث میں ہے کہ سوادِ اعظم یعنی بڑی جماعت کی اتباع کرو جو جماعت مسلمین سے جدا ہوا وہ دوزخی ہے اس سے واضح ہے کہ حق مذہب اہل سنت و جماعت ہے کہ اولیاء کرام اسی جماعت میں ہیں۔ ان حضرات کا جن لوگوں کو دامن نصیب ہوا وہ دونوں جہانوں میں کامیاب و کامران رہے۔ قطب (ولی کامل) کو اسی لئے قطب کہا جاتا ہے کہ قطب کا معنی ہے چکی کا کیل تو جیسے چکی کے دونوں پُڑا سی کیل سے وابستہ ہیں ایسے ہی دونوں جہانوں میں اللہ والوں سے بھلائی نصیب ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ جو دانہ کیل کے قرب میں آجاتا ہے وہ پسنے سے محفوظ ہو جاتا ہے ایسے ہی جسے کسی ولی کامل کا دامن نصیب ہو گیا وہ دونوں جہانوں میں دکھ تکلیف سے محفوظ ہو گیا۔

مجرب عمل

حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روحانی رابطہ مضبوط ہو تو آپ اب بھی ہر مرید کو مشکل کے وقت کام آتے ہیں۔

فتوح الغیب بر حاشیہ بہجۃ الاسرار صفحہ ۲۲۵، ۳۲ مطبوعہ مصر میں فرماتے ہیں

مریدی لا تخف واش فانی عزوم قاتل عند القتالی

یعنی میرے مرید کسی دشمن سے نہ ڈر کہ بیشک میں مستقل عزم والا سخت گیر اور لڑائی کے وقت قتل کرنے والا ہوں۔

مریدی تمسک بی وکن بی واثقاً فاحمیک فی الدنیا ویوم القیمة

یعنی اے میرے مرید میرا دامن مضبوطی سے پکڑ لے اور مجھ پر پورا اعتماد رکھ میں تیری دنیا میں بھی حمایت کرونگا اور قیامت کے دن بھی۔

بہجۃ الاسرار صفحہ ۹۹

ولو انکشفت عورۃ مریدی بالمشرق وانا بالمغرب سترتھا

اگر میرا مرید مشرق میں کہیں بے پردہ ہو جائے اور میں مغرب میں ہوں اس کی پردہ پوشی کرتا ہوں۔

فقیر اُویسی غفرلہ کا تجربہ

فقیر کو زندگی میں بارہا مشکلات نے گھیر ڈالا لیکن الحمدللہ فقیر ہر موقعہ پر پیرانِ پیر محی الدین الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غیبی مدد سے کامیابی سے ہمکنار رہا۔

زکریا ملتانی کا ادب

شیخ الاسلام حضرت فریدالدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ایک دفعہ ایک نوجوان جو کہ بڑا فاسق و گنہگار تھا وہ ملتان شریف میں فوت ہوا۔ بعد فوت کسی نے اسے خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ تیرے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا اس نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا ہے اس سے پوچھا بخشش کا کیا سبب بنا؟ اس نے بتایا کہ ایک دن حضرت خواجہ بہاوالحق زکریا ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جارہے تھے تو میں نے ہزاروں پیروں، فقیروں اور مشائخ اور سادات اور اساتذہ و دیگر محترم شخصیات کو چوما۔ ان شاءاللہ ان کے صدقے ہماری بھی نجات ہو جائے گی۔

جناں بنے گی محبان چار یار کی قبر
جواپنے سینہ میں یہ چار باغ لے کے چلے

حل لغات

جنان، بہشت۔

شرح

محبان چار یاروں کی قبر بہشت بن جائے گی یعنی اس کی قبر جنت ہی ہے جو اپنے سینے پر چار باغ لے کر مرا یعنی خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عاشق و محبّ کی قبر ریاض الجنۃ بن جائے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عام محبوبوں کی محبت وعشق کے لئے فرمایا ہے

اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ o (پارہ ۲۵،سورۃالزخرف،آیت ٦٧)

گہرے دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر پرہیز گار۔

فائدہ

آیت میں دوستوں کو دشمنی کی خبر دی گئی کہ قیامت میں گہرے دوست بھی دشمن بن جائیں گے ہاں اولیاء کرام کی دوستی اور محبت کام آئے گی۔

حدیث شریف میں ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

ان اللہ تعالیٰ یقول یوم القیامۃ این المتحابون بجلالی الیوم اظلھم فی ظلی یوم لا ظل الا ظلی.

(رواہ مسلم)

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا میری عظمت واطاعت کے لئے آپس میں محبت کرنے والے کہاں ہیں میں آج ان کو اپنے سایہ میں جگہ دوں گا جبکہ سوائے میرے سایہ کے اور کوئی سایہ نہیں۔

فائدہ

منظر قیامت جسے معلوم ہے وہ سمجھے گا کہ ایسے آڑے وقت میں کسی کی دوستی ومحبت کام آئے گی یعنی محبوبانِ خدا کی اوران سے بڑھ کر صحابہ واہل بیت اوران سب سے بڑھ کر خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

عن أنس بن مالک قال جاء رجل إلی رسول اللہ ﷺ فقال یا رسول اللہ متی الساعۃ قال وما أعددت للساعۃ قال حب اللہ ورسولہ قال فإنک مع من أحببت قال أنس فما فرحنا بعد الإسلام فرحا أشد من قول النبی ﷺ فإنک مع من أحببت قال أنس فأنا أحب اللہ ورسولہ وأبا بکر وعمر فأرجو أن أکون معھم وإن لم أعمل بأعمالھم

انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ قیامت کب ہے؟ آپ نے فرمایا تو نے قیامت کے لئے کیا تیار کیا ہے؟ وہ بولا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی محبت۔

آپ نے فرمایا تو تو اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھے۔انس نے کہا کہ میں اسلام کے بعد کسی چیز خوش نہیں ہوا جتنا اس حدیث کے سننے سے خوش ہوا میں نے کہا میں تو محبت رکھتا ہوں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے اور ابوبکر وعمر سے تو مجھے امید ہے کہ قیامت میں میں ان کے ساتھ ہوں گا گو میں نے ان جیسے عمل نہیں کئے۔

فائدہ

شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی محبت اور قیامت میں ان کی رفاقت سے سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی کتنے خوش ہورہے ہیں تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ محبت و دوستی کتنا بلند قدر اور رفیع مرتبہ ہے۔

انتباہ

حضرت قدس سرہ نے صرف خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اسمائے گرامی تو اعدائے صحابہ واہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دل جلانے کے لئے ظاہر فرمائے ہیں ورنہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہر ولی کی محبت و پیار قبر وحشر اور پلصراط و دیگر مشکلات کے وقت میں کام آتی ہے۔سیدنا مفتی اعظم مرشدی الشاہ محمد مصطفیٰ رضا خان بریلوی قدس سرہ نے شرح الاستمداد صفحہ ۸ میں لکھا ہے کہ

جمیع الائمة المجتهدین یشفعون فی اتباعهم و ملاحظونهم فی شدائدهم فی الدنیا والبرزخ ویوم القیمة حتی یجاوروا الصراط

تمام ائمہ مجتہدین اپنے مریدوں کی شفاعت کرتے ہیں اور دنیا وقبر وحشر ہر جگہ سختیوں کے وقت ان کی نگہداشت فرماتے ہیں جب تک پلصراط سے پار نہ ہوجائیں کہ اب سختیوں کا وقت جاتا اور ''لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُونَ'' زمانہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آگیا نہ انہیں کوئی خوف نہ کچھ غم۔

نیز فرماتے ہیں

واذاکان مشائخ الصوفیه یلاحظون اتباعهم ومریدیهم فی جمیع الاحوال والشدائد فی الدنیا والآخرة فکیف بائمة المذاهب

جب اولیاء ہر ہول وسختی کے وقت اپنے پیروں اور مریدوں کا دنیا وآخرت میں خیال رکھتے ہیں تو آئمہ مذہب کا کیا کہنا (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

نیز لواقح الانوار المقدسہ میں ہے

كل من كان متعلعا بنبى اورسول او ولى فلايدان يحضره وياخذ بيده فى الشدائد

جوکوئی کسی نبی یارسول یاولی کامل کامتوسل ہوگاضرور ہے کہ وہ نبی وولی اس کی مشکلوں کے وقت تشریف لائیں گےاوراس کی دستگیری فرمائیں گے۔

سندیں یہاں کثیر وموفو راوران میں سے بہت حیاۃ الموات وانوارالانتباہ وفتاویٰ افریقہ میں مذکورمگرکس کے لئے جواہل ہدایت ہو

مَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَه نُوْرًا فَمَا لَه مِنْ نُّوْرٍ ۝ (پارہ ۱۸،سورۃ النور،آیت ۴۰)

اور جسے اللہ نور نہ دے اس کے لئے کہیں نور نہیں۔

حضرت امام شعرانی میزان الکبریٰ میں فرماتے ہیں

ان ائمة والصوفية كلهم يشفعون فى مقلديهم ويلاحفظون احدهم عند طلوع روحه وعند سوال منكر ونكير له وعند النشر والحشر والحساب والميزان والصراط ولا يغفلون عنهم فى موقف من المواقف

بیشک سب پیشوااولیاءوعلماءاپنے اپنے پیروؤں کی شفاعت کرتے ہیں اور جب ان کے پیروں کی روح نکلتی ہے جب منکر نکیراس سے سوال کرتے ہیں جب اس کا حشر ہوتا ہے جب اس کا نامۂ اعمال کھلتا ہے جب اس کا حساب لیا جاتا ہے جب اس کے عمل تلتے ہیں جب وہ صراط پر چلتا ہے ہروقت ہرحال میں اس کی نگہبانی کرتے ہیں اصلاً کسی جگہ اس سے غافل نہیں ہوتے۔

گئے زیارت در کی صد آہ واپس آئے
نظر کے اشک پچھے دل کا داغ لے کے چلے

حل لغات

پچھے،پچھنا،پونچھنا کامخفف،صاف کرنا،جھاڑنا۔

شرح

رسول اللہ ﷺ کے درِاقدس کی زیارت کے لئے حاضری ہوئی لیکن سخت افسوس صدحسرت کہ واپس آ گئے جدائی سے جوآنسو بہے وہ توپونچھ لئے گئے لیکن دل پر جو چوٹ لگی وہ تو ساتھ ہی لے کر جارہے ہیں۔

صادق عشق کی نشانی

امام احمد رضا قدس سرہ نے سچے عشق کی علامت بتائی کہ ہم مدینہ طیبہ حاضر ہوتے لیکن افسوس کہ اس کی جدائی قسمت میں لکھی تھی اب اس کے ہجر وفراق سے آنسو بہہ نکلے یہی سچے عشق کی نشانی ہے جیسے حضرت امام بوصیری قدس سرہ نے اپنے اشعار میں بیان فرمایا ہے

فَمَا لِعَیْنَیکَ اِنْ قُلْتَ اکْفُفَاھَمَتَا　　　　وَ مَا لِقَلْبِکَ اِنْ قُلْتَ اسْتَفِقْ یَھِمٖ

تیری دونوں آنکھوں کو کیا ہوا ہے تو ان سے کہتا ہے ٹھہر جاؤ تو وہ بہنے لگتی ہیں اور تیرے دل کو کیا ہوا کہ تو اسے کہتا ہے پُرسکون ہو جا تو وہ اور غم زدہ ہو جاتا ہے۔

یعنی اگر تیرا گریہ معشوق کے فراق سے نہیں تو تیری آنکھ سے بے اختیار آنسو جاری ہیں اور تیرا دل کیوں غمناک واندوہ گیں ہے۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ عاشقِ زار کی علامت یہی ہے کہ وہ اپنے محبوب کی یاد میں آنسو بہائے اور دل کے اندوہ وغم سے نڈھال ہو۔

مدینہ جانِ جناں و جہاں ہے وہ سن لیں
جنہیں جنون جناں سوئے زاغ لے کے چلے

حل لغات

زاغ، کوا، کاگ، ایک راگ کا نام۔

شرح

مدینہ پاک تو بہشت بلکہ جملہ جہاں کی جان ہے یہی ہمارا عقیدہ ہے وہ منحوس لوگ اچھی طرح سن لیں جنہیں ہے تو بہشت کا جنون لیکن وہ جنون بجائے مدینہ پاک کی طرف لے جانے کے کوے کے عشق کی طرف لے چلا۔ عشق مدینہ پر فقیر نے گذشتہ مجلدات (شرح حدائق بخشش) میں بہت کچھ لکھا ہے اور اس پر مستقل تصنیف محبوب مدینہ بھی فقیر کی خوب ہے۔ یہاں زاغ کے بارے میں کچھ عرض کرنا ہے۔

کوا حلال

مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندیوں کے قطب عالم کہلواتے ہیں اس سے سوال ہوا کہ کوا کھانے والے کو کچھ ثواب

ہوگایا نہ ثواب ہوگا نہ عذاب؟

الجواب

ثواب ہوگا۔فقط رشید احمد (فتاویٰ رشیدیہ جلد۲صفحہ ۱۳۰)

ترے سحاب سخن سے نہ نم کہ نم سے بھی کم
بلیغ بہر بلاغت بلاغ لے کے چلے

حل لغات

سحاب، بادل، بدلی، گھٹا۔نم، تری، گیلا پن، تر، گیلا۔بلیغ، موقع کے مطابق بات کرنے والا، کامل، پورا۔

بلاغت، خوش کلامی۔

شرح

عالم دنیا میں جتنے بھی مبلغ ہیں وہ اپنی بلاغت کی بلاغ کے لئے اے حبیب خداﷺ آپ کے سخن کے بادل سے انہوں نے معمولی سے تری بلکہ اس سے بھی کم حاصل کی ہے۔

قاعدہ

یہ اسی قاعدہ کے مطابق ہے کہ جسے جو ملا آپﷺ سے ملا لیکن افسوس ہے اس برادری پر کہ وہ اس عقیدہ کو شرک سمجھتے ہیں صرف سمجھتے نہیں بلکہ اس پر درجنوں قرآنی آیات پڑھ کر سناتے ہیں مثلاً اللہ تعالیٰ نے فرمایا

لَه مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یَقْدِرُ(پارہ ۲۵،سورۃ الشوریٰ،آیت ۱۲)

اسی کے لئے ہیں آسمانوں اورزمین کی کنجیاں روزی وسیع کرتا ہے جس کے لئے اور تنگ فرماتا ہے۔

وَ مَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ یَّاْتِیَ بِاٰیَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ (پارہ۱۳،سورۃ الرعد،آیت ۳۸)

اور کسی رسول کا کام نہیں کہ کوئی نشانی لے آئے مگر اللہ کے حکم سے۔

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۚ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ بِیَدِكَ الْخَیْرُ ؕ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (پارہ۳،سورۃ آل عمران،آیت ۲۶)

یوں عرض کر اے اللہ ملک کے مالک تو جسے چاہے سلطنت دے اور جسے چاہے سلطنت چھین لے اور جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے ساری بھلائی تیرے ہی ہاتھ ہے بے شک تو سب کچھ کرسکتا ہے۔

فائدہ

اس آیت میں صاف ہے کہ ہر شے کا مالک اللہ تعالیٰ ہے اور تم نبی کریم ﷺ کے لئے ثابت کر رہے ہو اور حدیث قدسی میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال رسول اللہ ﷺ اننی انا اللہ لا الٰہ الا انا مالک الملک وملک الملوک وقلوب الملوک فی یدی (کتاب القضاء، مشکوٰۃ صفحہ ۲۲۳)

حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا بیشک میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں مالک الملک ہوں اور بادشاہوں کا بادشاہ ہوں اور قلوب میرے ہاتھ میں ہیں وغیرہ وغیرہ۔

فائدہ

آیات و حدیث قدسی سے ثابت ہوا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی ذاتی قبضۂ قدرت میں ایک تنکا تک نہیں ہے۔

جواباتِ اُویسی

اجمالی و الزامی جواب

تمام آیات اور حدیث قدسی سب حق ہیں ان میں ذرا سا بھی شک لانے والا مسلمان نہیں ان سب کا مطلب یہ ہے کہ ملک حقیقی ذاتی عالم کے ذرہ ذرہ پر صرف اللہ عزوجل کی ہے اس میں کوئی دوسرا شریک نہیں لیکن اسے یہ اختیار ہے کہ اپنی مرضی سے جسے چاہے عالم کے کُل یا جزء کا مالک و مختار بنا دے اور اگر آیت کا یہ مطلب نہ لیا جائے تو لازم آئیگا کہ ہم اور آپ اور خود یہ وہابی دیوبندی اپنی جائیداد کا مالک ہے نہ اپنے گھر کا نہ اپنے نقد کا نہ اپنے جنس کا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے

لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ (پارہ ۲۴، سورۂ الزمر، آیت ۴۴)

اسی کے لئے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی

اب اگر وہابی سے کہا جائے کہ تمہارا مکان تمہاری مِلک نہیں تم بہت دن اس میں رہے اب اسے خالی کر دو کوئی غریب فٹ پاتھ پر رہنے والا اس میں رہے گا جس کے پاس مکان نہیں وہ بھی اللہ کا بندہ ہے اللہ کی مِلک میں اس کا حق تمہارے برابر ہے۔ان شاءاللہ اتنا کہنے سے دماغ ٹھکانے لگ جائیگا۔

جواب ۲

اللہ تعالیٰ نے جس طرح محض اپنے فضل وکرم سے تمہیں مکان جائیداد، نقد وجنس عطا فرمائے ، بادشاہوں کو مِلک عطا فرمایا اسی طرح محض اپنے فضل سے اپنے محبوب بندوں کو عالم میں ہر قسم کے تصرف کی قدرت عطا فرمائی اور یہ قرآن مقدس کی متعدد آیات سے ثابت ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کے لئے فرمایا

اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً ا (پارہ ا،سورۂ البقرہ، آیت ۳۰)

میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔

حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے فرمایا

یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ .(پارہ ۲۳،سورۂ ص، آیت ۲۶)

اے داؤد بیشک ہم نے تجھے زمین میں نائب کیا۔

خلیفہ کے معنی جلالین شریف میں ہے

یخلفنی فی تنفیذ اوامی — میرے تمام احکام کے نافذ کرنے والا میرا وہ نائب ہوگا۔

یادر ہے کہ احکام جمع ہے جو استغراق کا اضافت کی وجہ سے فائدہ دیتی ہے مراد یہ ہے کہ تمام احکام کے نافذ کرنے میں میرا نائب ہوگا خواہ وہ احکام دینی ہوں یا دنیوی۔ مطلب یہ ہوا کہ میرا جو حکم بھی ہوگا وہ میرے نائب کے توسط سے نافذ ہوگا۔

جواب ۲

خود سائل نے جو آیت نقل کی وہ یہ ہے اے اللہ تو ملک کا مالک ہے جسے چاہے ملک عطا فرمائے اس سے ظاہر ہے کہ اللہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اپنا ملک عطا فرماتا ہے اور جسے ملک عطا فرماتا ہے وہ ملک کا مالک وحاکم بادشاہ ہو جاتا ہے اللہ عزوجل ظاہری ملک کا بھی مالک ہے اور باطنی ملک کا بھی مالک ہے وہ اپنے کرم سے کسی کو صرف ظاہری ملک عطا فرماتا ہے کسی کو صرف باطنی۔ جس طرح کسی کا ظاہری ملک کا بادشاہ ہونا اللہ تعالیٰ کے مالک الملک ہونے کے منافی نہیں اسی طرح باطنی ملک کا مالک ومختار کسی کا ہونا اللہ تعالیٰ کے مالک الملک ہونے کے منافی نہیں وہ وہی ہے کہ اللہ کا مالک ہونا حقیقی ذاتی قدیم ہے اور بندوں میں سے کسی کا مالک ہونا اس کی عطا سے ہے جو حادث ہے ممکن ہے مثلاً سلیمان علیہ السلام کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَ لِسُلَیْمٰنَ الرِّیْحَ غُدُوُّھَا شَھْرٌ وَّ رَوَاحُھَا شَھْرٌ ا (پارہ ۲۲،سورۃ سبا، آیت ۱۲)

اور سلیمان کے بس میں ہوا کردی اس کی صبح کی منزل ایک مہینہ کی راہ اور شام کی منزل ایک مہینے کی راہ۔

وَ لِسُلَیْمٰنَ الرِّیْحَ عَاصِفَۃً تَجْرِیْ بِاَمْرِہٖ. (پارہ ۱۷،سورۃ الانبیاء، آیت ۸۱)

اور سلیمان کے لئے تیز ہوا مسخر کردی کہ اس کے حکم سے چلتی۔

دوسری آیت میں " بِاَمْرِہٖ " فرمایا کہ ہوا سلیمان کے حکم سے چلتی ہے وہابیت کی جڑ کاٹ رہا ہے۔

تفسیر معالم التنزیل میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آیۂ کریمہ "ردوھا علی" کی تفسیر میں منقول ہے کہ یہ خطاب ان فرشتوں سے ہے جو سورج چلانے پر موکل ہیں۔ قصہ یہ ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام گھوڑوں کو ملاحظہ فرما رہے تھے کہ اس میں نمازِ عصر قضا ہوگئی سورج ڈوبنے کے بعد احساس ہوا تو ان فرشتوں کو حکم دیا جو سورج چلانے پر مامور ہیں۔ سورج کو لوٹا دٔا یسے ہی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

اَنِّیْۤ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَھَیْـَٔۃِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْہِ فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰہِ ا وَ اُبْرِئُ الْاَکْمَہَ وَ الْاَبْرَصَ وَ اُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰہِ ا (پارہ ۳،سورۃ آل عمران، آیت ۴۹)

میں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی مورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے اور میں شفاء دیتا ہوں مادرزاد اندھے اور سپید داغ والے کو اور میں مُردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے۔

اور باذن اللہ قدرت کے منافی نہیں۔ ہماری زندگی اور زندگی کے سارے آثار اللہ کے اذن سے ہیں پھر ہم کہتے ہیں ہم چلنے پر قدرت رکھتے ہیں، بولنے پر قدرت رکھتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ جس طرح ہماری ظاہری قوتیں اللہ تعالیٰ کے اذن سے ہمیں حاصل ہیں اسی طرح اللہ کے محبوب بندوں کی باطنی قوت بھی اللہ کے اذن سے انہیں حاصل ہے جیسے ہم اللہ کے اذن سے حاصل شدہ قوتوں پر یہ کہتے ہیں کہ ہم بولنے پر، لکھنے پر قادر ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ کے اذن سے محبوبانِ بارگاہ کو جو باطنی قوتیں حاصل ہوتی ہیں اس کی بناء پر عالم میں تصرف کرنے پر قادر ہیں۔

تفصیلی جوابات برائے آیات

وَ مَا کَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ یَّاْتِیَ بِاٰیَۃٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ ا (پارہ ۱۳،سورۃ الرعد، آیت ۳۸)

اور کسی رسول کا کام نہیں کہ کوئی نشانی لے آئے مگر اللہ کے حکم سے۔

اس آیت میں مخالفین کو " اِلَّا بِـاِذْنِ الـلّٰـہِ " نظر نہیں آیا اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اللہ کے اذن اور حکم کے

بعد نبی کو اختیار ہوتا ہے کہ جو چاہے نشانی دکھائے اگر ہمارا یہ عقیدہ ہوتا کہ محبوبانِ بارگاہ بغیر اللہ کی عطا کے اور اس کی دی ہوئی قدرت کے از خود عالم میں تصرف کی قدرت رکھتے ہیں تو ضرور یہ آیت ہمارے عقیدے کے معارض ہوتی ۔علمائے اہل سنت نے جہاں بھی یہ بحث کی ہے کہ انبیاء عظام ،اولیائے کرام کو تصرف کی قدرت ہے وہاں یہ تصریح کردی ہے کہ یہ قدرت اللہ تعالیٰ کی عطاء اور دین سے ہے اس لئے " اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہ "کی صراحت کے باوجود اسے محبوبانِ بارگاہ کی باطنی قوتوں کو قدرت کے خلاف سمجھنا فریب دینا ہے۔

گھر کی گواھی

مولانا قاسم نانوتوی نے تحذیر الناس میں لکھا ہے یہی وجہ ہوئی کہ معجزۂ خاص جو ہر نبی کی مثل پروانۂ تقرری بطورِ سند نبوت ملتا ہے اور بنظر ضرورت ہر وقت قبضہ میں رہتا ہے مثل عنایات خاصہ گہہ و بیگاہ کا قبضہ نہیں ہوتا۔ (صفحہ ۷)

یہی مولوی قاسم صاحب اپنے قصیدے میں لکھتے ہیں

کرم کرائے کرم احمدی کہ تیرے سوا نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار

لطیفہ

ہم تو حضور اکرم ﷺ کی ذات کو مالک و مختار کہتے ہیں اور مولوی قاسم تو حضور اکرم ﷺ کے کرم کو مالک و مختار مان رہا ہے اور اس سے استمداد بھی جو دیوبندیوں کے نزدیک ڈبل شرک ہوا۔

احادیث مبارکہ

مسند امام احمد، بخاری، مسلم، نسائی، دارمی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

بینا انا نائم اذ جئی بمفاتیح خزائن الارض حتی وضعت فی یدی

میں رات کو سو رہا تھا کہ زمین کے تمام خزانوں کی کُل کنجیاں میرے پاس لائی گئیں اور میرے ہاتھ میں رکھی گئیں۔

مسند امام احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

وانی قد اعطیت مفاتیح خزائن الارض او مفاتیح الارض

مجھے زمین کے تمام خزانوں کی کنجیاں دی گئیں۔

مسند احمد میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے

اوتیت مفاتیح الارض

نیز مسند امام احمد میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

اوتیت بمقالید الدنیا　　　میرے پاس دنیا کی تمام کنجیاں لائی گئیں۔

کسی کو کنجی دینے کا کیا مطلب ہوتا ہے اس کو ہر شخص جانتا ہے کہ اسے خزانوں کا مالک بنادیا جاتا ہے۔ اسی مواہب میں ہے

هو صلى الله تعالىٰ عليه وسلم خليفة الله الاعظم جعل خزائن كرم ومواعد نعمة طوع يديه وارادته اعظمى من يشاء.

جوہر منظّم علامہ ابن حجر مکی .... حضور اکرم ﷺ کے سب سے بڑے نائب ہیں اللہ نے اپنے کرم کے تمام خزانے اور اپنی نعمتوں کے تمام خوان حضور اکرم ﷺ کے قبضہ میں اور ارادے میں دے دیئے ہیں جسے چاہیں عطا فرمائیں۔

اس باب میں حدیثیں اتنی ہیں کہ سب کا ذکر کرنا مشکل ہے جو اس کا تھوڑا سا جلوہ دیکھنا چاہے وہ مجددِ اعظم، اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا رسالۂ مبارکہ ''الامن والعلی'' کا مطالعہ کرے۔ اعلیٰ حضرت کے فیض سے فقیر کا رسالہ ''مفاتیح اللہ بید حبیب اللہ'' بھی خوب ہے۔

فائدہ

اہل سنت کا عقیدہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت خواہ دنیوی ہو یا دینی، جسمانی ہو یا روحانی، ظاہری ہو یا باطنی حضور ﷺ کے واسطے سے مخلوق کو ملتی ہے۔ فرماتے ہیں

انما انا قاسم والله يعطى　　　میں بانٹنے والا ہوں اور اللہ دیتا ہے۔

قاعدہ ہے کہ فعل یا شبہ فعل کا متعلق جب محذوف ہوتا ہے تو عموم کا فائدہ دیتا ہے یعنی جب یہ مذکور نہیں کہ اللہ کیا دیتا ہے اور حضور کیا بانٹتے ہیں تو مطلب یہ ہوگا کہ ہر وہ نعمت جو اللہ تعالیٰ کسی بندے کو دیتا ہے تو وہ حضور اکرم ﷺ کے ہاتھوں سے دلاتا ہے۔ اسی حدیث کی شرح میں علامہ احمد خطیب قسطلانی نے ''المواہب اللدنیۃ'' میں فرمایا جسے محمد بن عبدالباقی زرقانی نے اپنی شرح میں برقرار رکھا۔

هو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خزاینۃ السرو المواضع نفوذ الامر فلا ینفذ امرا الاعنہ ولا ینقل خیرالا عنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انا بابی من کان ملکا وسید ا وادم بین الماء والطین واقف اذا رام امرا لایکون خلافہ ولیس لذلک الامر فی الکون صارف

حضوراکرم ﷺ راز کے خزانے ہیں اوراللہ کے حکم نافذ کرنے کے مرکز کوئی حکم بغیران کے واسطے نافذ نہیں ہوتا اور کوئی چیز بغیران کے واسطے منتقل نہیں ہوتا۔سنو میرے باپ اس ذات پر قربان جو اس وقت بھی شہنشاہ اور سردار تھے کہ آدم علیہ السلام کا خمیر بھی ابھی نہیں بنا تھا جب وہ کسی چیز کا ارادہ فرمالیں اس کا خلاف نہیں ہوسکتا اور مخلوق میں کوئی اسے پھیرنے والا نہیں۔

اسی کا ترجمہ مجددِ اعظم ،اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اپنے الفاظ میں یوں کیا ہے

وہ زباں جس کو سب کُن کی کنجی کہیں　　　اُس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

لطیفہ

یہ لوگ نانوتوی صاحب کو قاسم العلوم والخیرات کہتے ہیں اگر ان کی مراد خیرات سے زکوٰۃ وفطرہ ہو کہ سیٹھوں سے زکوٰۃ فطرہ وصول کرکے مدرسین اور طلباء میں بانٹتے ہیں تو یہ بھی ایک سوال ہے کہ مدرسین کو جو تنخواہ ملتی ہے اور طلباء کو جو کھانا ملتا ہے یہ رزق ہے یا نہیں اور خیرات کا اگر حقیقی معنی لیا جائے جو عربی زبان میں ہے تو کیا رزق اس خیر میں نہیں داخل؟ پھر قرآنِ مجید میں ہی فرمایا گیا

قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰہِ ا (پارہ ۲۹،سورۃ الملک،آیت ۲۶)

تم فرماؤ یہ علم تو اللہ کے پاس ہے۔

پھر نانوتوی صاحب قاسم العلوم کیسے ہوئے کیا دیوبندی مذہب میں ان کے پیشواؤں کے لئے وہ سب باتیں ہیں جو انبیاءو اولیاء کے لئے ماننا شرک ہے؟

حضور طیبہ سے بھی کوئی کام بڑھ کر ہے
کہ جھوٹے حیلہ و مکر وفراغ لے کے چلے

حل لغات

حضور،مصدر حاصل ہونا،حاضری۔فراغ،مذکر،فرصت،مہلت،نجات،آرام،سکھ،خوشحالی،بہتات،اطمینان۔

شرح

مدینہ طیبہ کی حاضری سے بڑھ کر بھی کوئی اور کام ہے لیکن منکرین جھوٹے حیلے اور مکر و فریب کی بہتات لے کر چلے۔عشاق کا تو عقیدہ ہے کہ

اُن کے طفیل حج بھی خدا نے کرا دیئے　　　اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے

لیکن نجدیوں وہابیوں کا عقیدہ اس کے برعکس ہے یہ لوگ مدینۃ الرسول کی زیارت مرقد اطہر پر جانے کو شرک کہتے ہیں اور گنبد خضریٰ کو بڑا بت کہتے ہیں اور افسوس کرتے ہیں کہ اگر میرا ہاتھ پہنچتا تو اس کو گرائے بغیر نہ چھوڑتا

ظالم محبوب کا حق تھا یہی　　　عشق کے بدلے عداوت کیجئے

وھابی فسادی

وہابی یعنی محمد بن عبد الوہاب اور اس کے معتقدین و متبعین نہ صرف ہمارے نزدیک فسادی ہیں بلکہ اس گروہ کے منصف مزاج لوگ بھی یہی کہتے ہیں چنانچہ وہابیہ کے امام نواب صدیق الحسن خان صاحب الحظ فی ذکر الصحاح السنۃ میں لکھ گئے ہیں

نبتت فی هذا الزمان فتنة ذات سمعة ورياء الی ان قال فكيف يسمعون انفسهم بالموحدين وغيرهم بالمشركين وهم اشد الناس تعصبا وغلو ا فی المدين ان هذا الا فتنة فی الا رض و فساد كبير

خلاصہ ترجمہ

نواب صاحب اس فرقہ کو بارہویں صدی کی پیدائش قرار دیتے ہیں اور اس کو روئے زمین کا سب سے تنگ نظر اور متعصب فرقہ گردانتے ہیں گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے۔صحابہ کرام اور ائمہ عظام کی شان میں گستاخیاں کرکے ان کے دماغ ماؤف اور اذہان مفلوج ہو جاتے ہیں ان کی بصیرت سلب ہو جاتی ہے اور یہ لوگ دین کے اسرار و رموز سمجھنے کی صلاحیت سے عاری اور خالی ہو جاتے ہیں یہ تو ان کے نارواروییہ اور نامناسب وطیرہ اور متعصّبانہ طرزِ عمل کے پیش نظر چند تلخ حقائق نوکِ قلم سے سطح قرطاس پر مترشح ہو گئے۔

انتباہ

اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے جھوٹے حیلہ و مکر سے اس لئے تعبیر فرمایا ہے کہ اب بظاہر تو یہی کہتے ہیں کہ حج فرض ہے

مدینہ پاک جانا حج کے ارکان میں داخل نہیں پھر مدینہ جانا ہے تو مسجد نبوی کی زیارت وغیرہ کی نیت کرو مزار کی نیت نہ ہو دراصل مکروفریب سے کام نہ لیں تو کام نہیں چلتا ورنہ اصلی غرض تو ان کی یہی ہے کہ گنبد خضریٰ ہو یا تو دوسرے مزارات ان کے اصنام (بت) ہیں اور بت خانے ان کو جب بھی کچھ موقعہ ملتا ہے تو وہ مزارات ڈھانے کو جہادِ عظیم سمجھتے ہیں خود روضۂ رسول ﷺ سے بغض وعداوت کا ملاحظہ ہو۔

۱۲۰۴ھ میں مدینہ منورہ پر چڑھائی کی اور ایسا تاراج کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے حجرۂ مبارک کو توڑ کر خزائن بے شمار لے گئے کہا جاتا ہے کہ ساٹھ اونٹوں پر لاد کر لے گئے چنانچہ عبداللہ بن مسعود نے جب کہ وہ محمد علی پاشا خدیو مصر کے سامنے گرفتار کرکے لایا گیا تو اس کے پاس ایک صندوق ملا جس میں تین سو لؤ لؤے آبدار کلاں اور کئی دانے زمرد کلاں نکلے اور اقرار کیا کہ یہ صندوق بھی حجرۂ نبویہ میں سے اس کے والد مسعود نے نکالا تھا پس مسعود نے فقط اسی غارت پر اکتفا نہ کی بلکہ قبلہ مولد نبی کریم ﷺ کے ساتھ ابو بکر صدیق اور علی بن ابو طالب اور خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے قبے بھی گرادیئے اس خیال سے کہ یہ اصنام ہیں اور روضۂ رسول کریم ﷺ کے گنبد خضریٰ پر چڑھ کر گرانے لگے تو عجیب قدرت ظاہر ہوئی کہ سارے وہابی سرنگوں گر کر مرے اور اسی اثناء میں آگ کا ایک شعلہ ایسا نکلا جس میں بہت سے جلائے۔

(حاشیہ سیف چشتیائی صفحہ ۱۰۲)

ابھی چند سال پہلے کی بات ہے کہ نجدیوں نے روضۂ خضراء کے گرانے کا خیال کیا لیکن جب تمام ممالک اسلامیہ کی طرف سے لعن طعن کی بوچھاڑ ہوئی تو پینترا بدلا کئی اعذار لنگ ظاہر کئے یقین مانئے کہ یہ موقع کی تاڑ میں رہتے ہیں کہ کہیں وہ وقت میسر آئے تاکہ گنبد خضریٰ کو گرائیں لیکن یہ بدبخت اسی بدارادہ میں مرتے رہیں گے اور ان شاء اللہ گنبد خضریٰ تاقیامت آباد وشادر ہے گا۔

ایک عجیب انکشاف

عبدالقادر نامی (دیوبندی) نے داتا دربار لاہور کے زائرین کے کپڑوں اور آستانہ کے درو دیوار پر مٹی کا تیل چھڑک کر تیلی جلائی تھی کہ کسی کو حرکت کا پتہ لگ گیا اور وہ پکڑا گیا اگر ایک سیکنڈ کا موقع اسے مل جاتا تو یہ بدنصیب تمام مسلمانوں کو زندہ جلادیتا۔ ملخصا (کوہستان وغیرہ مجریہ ۲۶ دسمبر ۱۹۶۱ء)

تمہارے وصف جمال و کمال میں جبریل
محال ہے کہ مجال و مساغ لے کے چلے

حل لغات

مجال، طاقت، بس، قابو۔ مساغ بفتح میم اور آخر میں غین، معجمہ پانی کی روانی کی جگہ اور بمعنی جواز (غیاث)

شرح

اے حبیب خدا سرورِ انبیا ﷺ آپ کے جمال و کمال کو بیان کرنے میں محال ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کہ وہ جواز لے کر اور اپنی طاقت لے کر میدان میں اتریں بلکہ وہ مجبور ہو کر کہہ اُٹھیں گے

اے برتر از قیاس و گمان و وہم

عجز جبریل علیہ السلام

سیدنا جبریل علیہ السلام کے اسم گرامی لینے میں ایک خصوصیت کی طرف اشارہ ہے ورنہ صرف جبریل علیہ السلام کیا ساری خدائی حضور اکرم ﷺ کے اوصاف بیان کرنے سے عاجز ہے جیسا کہ اسی شرح حدائق بخشش میں فقیر نے متعدد مقامات پہ حوالہ جات سے شرح کو مزین کیا ہے اور مستقل تصنیف "لایمکن الثناء" میں تفصیل عرض کی ہے۔

رفیق جبریل حضرت حسان

تخصیص جبریل کی وجہ یہ ہے کہ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق شاعر رسول ﷺ ہونے کی حیثیت کو سب جانتے ہیں ایک دفعہ حضور اکرم ﷺ کو قریشیوں کی ہجو گراں گزری تو آپ نے جماعت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا

مایمنع الذین نصروا رسول اللہ ﷺ ان ینصرو بالسنتھم

جن لوگوں نے اللہ کے رسول کی مدد ہتھیاروں سے کی ہے ان کو کیا چیز روکتی ہے کہ رسول اللہ کی مدد زبانوں سے نہ کریں؟

حضرت حسان نے یہ سن کر اپنی لمبی زبان نکال کر کہا یہ وہ زبان ہے جس کا صنعا اور بصریٰ کے درمیان کوئی زبان مقابلہ نہیں کر سکتی۔ سرکار نے فرمایا تم کیسے اہل قریش کی ہجو کرو گے جبکہ میں بھی ان ہی کا ایک فرد ہوں اس پر حضرت حسان نے فرمایا میں آپ کو اس طرح بے لاگ نکال لوں گا جس طرح گندھے ہوئے آٹے سے بال نکال لیا جائے۔

انت لہ.........وجبریل معک

جاؤ تم اس کے اہل ہو روح القدس تمہارے ساتھ ہیں۔

اور ظاہر ہے جس مداح نبی کی خود سرورِ کائنات ﷺ ہمت افزائی فرمائیں اور بلبل سدرہ روح الامین تائید

فرمائیں اس سے امامت شعری کا حق کون چھین سکتا ہے؟ تاریخی مطالعہ سے یہ امر واضح ہو کر سامنے آجاتا ہے کہ جب بھی کسی زبان درازی کے مقابلہ میں زبان آوری کی ضرورت محسوس کی گئی تو حضرت حسان بن ثابت کو اسلام اور بانی اسلام کے ترجمان کی حیثیت سے بلایا گیا اور حضرت حسان نے مسکت جواب دیا۔ حضرت حسان سرورِ کائنات ﷺ کے ایسے عاشق اور فریفتہ تھے کہ جب تک بقید حیات رہے دشمنوں کی ہر ہجو کا رد اور ان کے پھیلائے ہوئے فتنوں کا سدباب کرتے رہے۔

فائدہ

حضرت حسان امام المرسلین ﷺ کی نعت گوئی ایمانی جذبہ اور محبت کے ساتھ تحریر فرماتے تھے ان کے جن اشعار میں حضور اکرم ﷺ کی مدح ہے وہ بڑے پُر کیف ہیں اور اپنے اندر جہانِ عشق و محبت سمیٹتے ہوئے ہیں ان میں لفظی نقطہ آفرینی بھی ہے اور معنوی خلوص بھی مثلاً

فان ابی و والدہ عرضی لعرض محمد منک و قاء

یعنی میرے باپ ان کے والد اور میری عزت محمد کی عزت پر قربان ہے۔

دشمنانِ دین تمہارے لئے یہ ڈھال ہے اور جب حسن و جمال رسول پر نظر ڈالتے ہیں تو آپ کے نوک قلم کو بوسہ دیتے ہوئے یہ شہرہ آفاق اشعار عاشقانِ رسول کے دل پر ثبت ہو جاتے ہیں۔

ایک نادر واقعہ

جب عطارد بن حاجب بن زرارہ کا وفد شعری اور تقریری مقابلہ کے لئے اپنے شاعر اور خطیب کے ساتھ شہنشاہ مدینہ ﷺ سے مخاطب ہوا کہ آپ اپنے شاعر اور خطیب کو بلائیے تا کہ ہمارے شاعر اور خطیب سے مقابلہ کرے۔ آپ نے اس مبازرت طلبی کو قبول فرمایا۔ جب اسی وفد کے صدر عطارد نے خطبہ میں حضور اکرم ﷺ کی قیادت و سیادت سے انکار کیا تو حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تقریر کا جواب تقریر سے دیا۔ تقریری مقابلہ کے بعد شعری جو مقابلہ ہوا اور مخالف گروہ کی طرف سے زبرقان بن بدالتمیمی نے قصیدہ سنایا جس کا مطلع یہ تھا

نحن الکرام فلاحی یعادلنا

اُس وقت حضرت حسان موجود نہ تھے انہیں طلب فرمایا گیا حاضر ہو کر پوچھا زبرقان نے کون سے اشعار پڑھے زبرقان نے اپنا قصیدہ سنایا حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ برجستہ شروع ہو گئے

ان الذوائب من فهر واخوتهم　　　قدجنیوا سنته للناس تتبع

یا در ہے کہ زبرقان کے قصیدے کے تھوڑے اشعار تھے اور سیدنا حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے برجستگی کے ساتھ ۲۲ اشعار کہے جو سلامت وندات اور ادبی کے اعتبار سے نہایت ہی شاندار تھے جس کا اعتراف صدر عطارد نے خود کیا۔

سیدنا حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شاعری قادر الکلامی، زورِ بیان، جوش اور حرارت اور آب و تاب کا اعتراف تمام اہل سنت کو ہے کہ آپ کی نعت کو اپنے کلام پر استشہاداً پیش کرتے ہیں۔ ایک جگہ حضور اکرم ﷺ کی نعت میں کہا

فامسی سراجاً منیرا وھادیا　　　یلوح کمالاح الصیقل المھند

آپ سراج منیر او ہادی بن کر تشریف لائے آپ کا نورانی چہرہ صیقل شدہ ہندی کی طرح چمکتا ہے۔

سیدنا حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خوش بختی کہ حضور اکرم ﷺ نے ان کی اس نعت پر بارہا انعامات سے نوازا اور اس سے بڑھ کر یہ کہ مسجد نبوی میں ان کے لئے منبر رکھوایا جس پر انہیں بٹھا کر شعر سنا کرتے اور فرماتے

اللھم ایدہ بروح القدس　　　اے اللہ ان کی روح القدس جبریل سے مدد فرما۔

نکتہ

اس وقت جبریل علیہ السلام کو ساتھ ملانے میں اشارہ ہے کہ حسان قادر الکلام سہی لیکن جبریل علیہ السلام اس سے بھی بڑھ کر ہیں لیکن اس کے باوجود پھر بھی وہ آپ کی تعریف و مدح وثناء کی ادائیگی سے عاجز ہیں وہ اس لئے کہ حضور اکرم ﷺ نے خود فرمایا

یا ابا بکر لم یعرفنی حقیقۃً غیر ربی. (مطالع المسرات)

اے ابوبکر حقیقتاً مجھے میرے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

حضرت مولانا محمد یار بہاولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا خوب فرمایا

حقیقت محمد دی پا کوئی نہیں سکدا　　　اتھاں چپ دی جا ہے کوئی نہیں سکدا

تعارف حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت حسان بن ثابت کی کنیت ابوالولید اور بہ قول بعض ابوالحسام تھی۔ آپ خزرج الطرفین تھے آپ کے دادا المنذر نے اوس وخزرج کے مناقشے میں فیصل کا کردار ادا کیا تھا۔ حضرت حسان کی ولادت ۶۳ ۵ ء میں بمقام مدینہ منورہ بایں لحاظ آپ ﷺ سے آٹھ برس تقریباً کبیر السّن تھے۔ حضرت حسان اپنے ہمعصروں میں سب سے زیادہ مقبول وممتاز

حضری (شہری) شاعر تھے۔آپ عرب شاعروں کی روایت کے مطابق غسانی بادشاہوں کے درباری شاعر بھی رہے اورعمرو کی مدح میں قصیدہ پڑھنے پر صلے کے مستحق بھی ہوئے تا آنکہ ہجرت نبی کریمﷺ کے بعد انصار کے ساتھ یہ عمر ساٹھ برس اسلام قبول کرلیا تھااس وقت بھی عیسائی بادشاہوں کے قاصد تحائف لے کرآتے رہتے تھے قبولِ اسلام کے بعد آپ کی عزت وتکریم کو حیاتِ نو ملی اورآپ تاعمر سرخروئی کے ساتھ رہے آپ کی وفات ایک سو بیس سال کی عمر میں ہوئی۔

گلہ نہیں ہے مرید رشید شیطان سے
کہ اُس کے وسعت علمی کا لاغ لے کے چلے

حل لغات

گلہ،شکوہ،شکایت،الاہنا۔مرید رشید،مولوی رشید احمد گنگوہی کی طرف اشارہ ہے۔لاغ بغین،ہزل وظرافت وخوش طبعی (غیاث)

شرح

شیطان کے مرید مولوی رشید احمد گنگوہی سے کوئی گلہ شکوہ نہیں جبکہ وہ شیطان کی وسعت علمی کا خودکو دانائی کا پیکر سمجھ رکھا ہے یہ شعر قطعہ بند ہے اس کی علت اگلے شعر میں ہے وہ یہ کہ اس نے وسعت علمی کا تاج شیطان کے سر پر اس لئے رکھ دیا کہ وہ اس کا بڑا ہے اور ہرایک اپنے بڑے کی بڑائی بیان کرتا ہے الحمدللہ ہمارے بڑے امام الانبیا علیہ السلامﷺ ہیں اسی لئے ہم تو بعداز خدا وسعت علمی کا عقیدہ صرف اور صرف رسول اللہﷺ کے لئے مانتے ہیں۔

شیطان کی وسعت علمی کا حوالہ

مولوی رشید احمد گنگوہی نے براہین قاطعہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی اپنے مرید کے نام کر کے شائع کی اس میں لکھا کہ الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان اور ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلافِ نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی کون سی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کرکے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔(براہین قاطعہ صفحہ۵۱)

اصل واقعہ

مولانا عبدالسمیع رامپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خلیفہ حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے میلا دشریف کے

متعلق انوارِ ساطعہ کتاب لکھی اس میں سلام وقیام ومیلادِ مقدس پر بہترین دلائل قائم فرمائے ۔مولوی رشید احمد گنگوہی و مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے اس کا رد لکھا ان مولویوں نے حضور اکرم ﷺ کی وسعت علمی اور حاضر ہونے کو شرک کہا تو حضرت مولانا رامپوری نے ان کے شرک کے فتویٰ کو یوں توڑا کہ ابلیس و ملک الموت کے لئے ماننا شرک نہیں تو حضور ﷺ کے لئے کیسے شرک ہوگیا۔اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے فرمایا

علم غیب ابلیس کو مانیں   شاہ کو کھو جل جاتے یہ ہیں

(الاستمداد صفحہ ۹۰)

مولانا رامپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جواب میں مذکورہ بالا عبارتِ کفریہ لکھی اسی عبارت کی وجہ سے بھی عرب وعجم کے علماء نے گنگوہی و انبیٹھوی و دیگر دیوبند کو کافر ومرتد اور خارج از اسلام کا فتویٰ صادر فرمایا۔تفصیل دیکھئے حسام الحرمین اور الصوارم الہندیہ وغیرہ۔

اعجوبہ

مذکورہ کفریہ عبارات اتنی روشن ہیں کہ ہر اردو دان بلا سوچے کہہ سکتا ہے کہ دیوبندیوں کے قطب عالم گنگوہی و مولوی رشید احمد نے حضور اکرم ﷺ کا علم شیطان اور ملک الموت سے کم مانا ہے لیکن ہے کہ اس عبارت کو کفریہ ماننے کے بجائے اسے اسلامی نظریہ ثابت کی کوشش کی گئی اور کی جارہی ہے اور اب بھی دیوبندی اس کی تاویل میں ہزاروں جتن حیلے بناتے ہیں۔

مولوی منظور نعمانی سنبھلی نے اس عبارت کے جواب کے لئے سیف یمانی میں صفحہ ۷ تا ۱۴ میں بڑا زور لگایا لیکن جو جواب لکھتا ہے وہ عبارت کے کفر بڑھاتا ہے اسے یوں سمجھئے گندگی کی چھپی ہوئی ہوا سے چھیڑا جائے تو بدبو زیادہ پھیلتی ہے اس کے جوابات مخالفین دیتے ہیں الٹا ان کے کفر میں اضافہ ہوتا ہے مثلاً نعمانی نے فیصلہ کن مناظرہ نامی کتاب میں ایک جواب لکھا کہ ابلیس کو بُری چیزوں کا علم ہے حضور (ﷺ) کو وہ علم کیسے ہوگا۔

جواب اُویسی غفرلہ

شریعت کا قاعدہ ہے کہ علم ایک کمال ہے ہاں بُرے علم کا استعمال بُرا ہے ورنہ اس کا جاننا بُرا نہیں مثلاً ساحرین فرعون کو سحر کا علم تھا انہوں نے جب موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ عصا دیکھا تو انہیں سحر اور معجزہ کا فرق معلوم ہوا اس پر وہ ایمان لائے گویا علم سحر ان کے لئے نجات کا سبب بنا اور فرعون سحر کا عالم نہ تھا اسی لئے سحر و معجزہ میں فرق نہ کر سکا حقیقت یہ ہے کہ

اگر نعمانی کی بات مان لی جائے تو توحید سے بھی ہاتھ دھونا پڑیگا اس لئے یہ متفق علیہ مسئلہ ہے کہ

ان کل ما کان وصف حق العباد فالباری تعالیٰ منزہ عنھم ومحال علیہ تعالیٰ. (جلد۲صفحہ۶۰)

جو چیز بندوں کے لئے صف نقص قرار پائے گی وہ لازماً اللہ تعالیٰ کے لئے بھی نقص ہوگی بلکہ ذاتِ باری تعالیٰ کے لئے محال ماننا ہوگا لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کو ہر شے کا علم ہے۔

بھلا کون نہیں جانتا کہ اللہ کو بُری چیزوں کا علم ہے اگر بُری چیزوں کا علم نقص ہے اور کمال نہیں تو بتایئے اللہ کو بُری چیزوں کا علم ہے یا نہیں اگر کہو کہ نہیں تو کیا یہ اللہ تعالیٰ کے لئے نقص ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ ہر نقص سے پاک ہے۔ ہم سب یقیناً مانتے ہیں کہ یہ علوم اللہ تعالیٰ کے لئے کمال ہیں جب اللہ تعالیٰ کے لئے کمال ہیں تو حضور اکرم ﷺ کے لئے بھی کمال ہیں کیونکہ نبوت الوہیت کا مظہر اتم ہے۔

اسے تفصیل سے فقیر نے اپنی تصانیف ''غایۃ المامول فی علم الرسول'' اور ''ردسیف یمانی'' میں لکھا ہے۔

سیدنا مفتی اعظم ہند مرشدی علامہ مصطفیٰ رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہ نے لکھا ہے گنگوہی صاحب فرماتے ہیں کہ شیطان کو علم غیب نص سے ثابت ہے اوروں میں بھلا اس کے برابر تو ثابت کرو اور زیادہ ہونا تو بڑی بات ہے۔(کشف ضلال دیوبند صفحہ ۹۱)

خلاصہ یہ کہ گنگوہی وانبیٹھوی نے براہین قاطعہ میں شیطان اور ملک الموت کا علم حضور اکرم ﷺ سے زائد مانا اس پر ان کے معتقدین مثلاً منظور نعمانی سنبھلی سیف یمانی اور فیصلہ کن مناظرہ میں متعدد دلائل سے ثابت کیا کہ کبھی غیر نبی نبی سے علم میں بڑھ جاتا ہے مثلاً خضر علیہ السلام غیر نبی تھے (بقول نعمانی) موسیٰ علیہ السلام نبی سے بڑھ گئے وغیرہ وغیرہ۔ ایسے ہی حضور اکرم ﷺ کا حدیث تلقیح میں فرمانا

انتم اعلم بامور دنیا کم

ان سب کے تحقیقی جوابات فقیر نے ردسیف یمانی اور غایۃ المامول فی علم الرسول میں لکھ دیئے ہیں۔ یہاں علمائے احناف وغیرہ کا فیصلہ ناظرین پڑھ لیں کہ جو شخص غیر نبی کو نبی پر علمی وغیر علمی کی فوقیت دے اس کے لئے شرعی حکم کیا ہے۔

اسلاف میں ایک فتویٰ امام اہل سنت علامہ شہاب الدین خفاجی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے جس کے متعلق مولوی عبدالحئی لکھنوی لکھتے ہیں

قاضی القضاۃ شہاب الخفاجی المصری الحنفی بدر السماء فی العلی و النشر و النظم وطرف الاماثل. (بتاریخ احناف عربی صفحہ ۱۶۳)

انہوں نے فرمایا

فان من قال فلاں اعلم منه ﷺ فقد عابه ونقصه الی قوله و الحکم فیه حکم الشاتم غیر فرق بینهما الخ. (نسیم الریاض جلد ۴ صفحہ ۳۳۵ مطبوعہ مصر)

جس نے کہا کہ فلاں حضور اکرم ﷺ سے زیادہ علم والا ہے اس نے حضور اکرم ﷺ کا عیب بیان کیا اور آپ کی تنقیص کی اس کا حکم یہی ہے جو شاتم رسول کا ہے ان دونوں میں کوئی فرق نہیں۔

لطیفہ

مولوی نعمانی نے لکھا کہ شیطان اور ملک الموت کا یہ وسعت (یعنی اللہ تعالیٰ کے علم دینے سے ان کا علم ہونا) نص سے ثابت ہوئی۔ (سیف یمانی صفحہ ۱۰)

دیوبندی پارٹی کے علماء کو چیلنج ہے کہ وہ نصوصِ قطعیہ پیش کرو جن سے ثابت ہو جائے کہ شیطان اور ملک الموت کو اتنے بڑے علوم حاصل ہوئے۔

غلط بیانی اور نعمانی کی بے ایمانی

لکھا کہ جو (نصوص) مولوی عبدالسمیع نے ان دونوں (شیطان و ملک الموت) کے علم کی وسعت ثابت کرنے کے لئے پیش کئے۔ (سیف یمانی صفحہ ۱۰)

یہ بھی ایک فریب اور دھوکہ دہی ہے ورنہ انوارِ ساطعہ علیحدہ بھی چھپی ہوئی ملتی ہے۔ (مطبوعہ مجتبائی دہلی)

دیوبند انڈیا کی چھپی ہوئی براہین قاطعہ کے ساتھ بھی چھپی ہے اس میں ملاحظہ ہو کہ حضرت مولانا عبدالسمیع مرحوم نے کون سی نصوصِ قطعیہ فرمائی ہے۔

مولانا مرحوم نے اتنا تحریر فرمایا ہے کہ شامی میں لکھا ہے کہ شیطان تمام بنی آدم کے ساتھ ہے اگر نعمانی معہ انبیٹھوی اینڈ دیوبند کمپنی کے نزدیک اسی کا نام نصوصِ قطعیہ ہے تو پھر ان کی بدحواسی پر تعجب نہیں کرنا چاہیے کیونکہ ان کا بدمذہب بھی بدحواسی کا دوسرا نام ہے۔

ہر ایک اپنے بڑے کی بڑائی کرتا ہے

ہر ایک مغبچہ مغ کا ایاغ لے کے چلے

حل لغات

مغبچہ، کپڑوں وغیرہ کی چھوٹی سی گٹھڑی۔ مغ، آگ کی پوجا کرنے والا، آتش پرست۔ ایاغ (بالفتح) پیالہ شراب خوری یہ ترکی لفظ ہے۔ (غیاث)

شرح

ہر ایک اپنے بڑے کی بڑائی کرتا ہے ہر ایک گٹھڑی آتش پرست کے پیانہ کی گٹھڑی لے کر چلا۔

پچھلے شعر میں رشید احمد گنگوہی کے اس حوالہ سے کہ اس نے شیطان کو علمی وسعت کا راگ لایا۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اس کے اس شیطان عقیدہ کی علت بتائی کہ قاعدہ ہے کہ ہر ایک اپنے بڑے کی بڑائی بیان کرتا ہے اور کسی کے سامان خانہ میں وہی ملے گا جو اس کی اپنی چاہت کی چیزیں ہونگی۔

مولوی رشید احمد گنگوہی کی گٹھڑی میں وہی ملا جو اس کی چاہت تھی یعنی ابلیس کے گن گانا جیسا کہ اس کی تصانیف سے ظاہر ہے ان میں ایک یہی کہ شیطان کی وسعت علی پر کتناز ور لگایا جا رہا ہے۔ غور فرمایئے کہ ان وہابیوں دیوبندیوں کو شیطان سے کتنی خوش اعتقادی ہے کہ شیطان کے علم کے ثبوت میں نہ صرف نص بلکہ نصوص اور نہ صرف نصوص بلکہ نصوصِ قطعیہ کہا جا رہا ہے اور حضور اکرم ﷺ کے لئے لکھا جا رہا ہے کہ کہ ان کے لئے کوئی ایک نص بھی نہیں بلکہ جو بھی اس کے برابر حضور اکرم ﷺ کا علم مانے وہ مشرک ہے وغیرہ وغیرہ۔

فقیر کی فضلائے دیوبند سے اپیل ہے کہ مرشد گنگوہی وانبیٹھوی کے قول کے مطابق وہ نصوص قطعیہ لکھ کر بھیجئے جن میں ابلیس کے لئے علم غیب کی تصریح ہے جبکہ قہار قطب العالم لکھ رہا ہے کہ فخر عالم ﷺ کے لئے کون سی نص ہے تمہارا مرشد گنگوہی اب نہیں ہے ورنہ فقیر اسے حضور اکرم ﷺ کے علم غیب کی نصوص لکھ کر بھیجتا۔ اب تم چاہو تو تمہیں فقیر لکھ کر بھیج دے لیکن برائے کرام تم ابلیس کے لئے نصوصِ قطعیہ ضرور بھیجنا تا کہ فقیر کے علم میں اضافہ ہو۔

عذر لنگ

اب اگر دیوبندیوں کو گنگوہی کی مذکورہ عبارت دکھائی جائے تو کہتے ہیں توبہ توبہ ہمارا تو عقیدہ نہیں بلکہ ہمارا اور ہمارے اکابر کا عقیدہ ہے۔ چنانچہ نعمانی لکھتا ہے کہ ہمارا اور ہمارے اکابر کا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جس قدر علومِ کمالیہ عطا فرمائے اتنے ملائکہ مقربین اور انبیاء ومرسلین کی پاک جماعت میں بھی کسی کو نہیں ہے۔ (سیف

یمانی صفحہ ۸)

تبصرہ اُویسی غفرلہ

اپنے عیوب چھپانے کے لئے اسی طرح لکھ کر دینے سے جان نہیں چھوٹے گی جبکہ تمہارے مرشد نے براہین قاطعہ میں صاف لکھ دیا کہ ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر ہے چہ جائیکہ زیادہ۔ (براہین قاطعیہ مطبوعہ دیوبند انڈیا)

شیطان کو بڑھاتے ہیں		حضور اکرم ﷺ اور اولیاء کو گھٹاتے ہیں
انوارِ العلوم میں لکھا ہے کہ شیطان رمضان میں باوجودیکہ جکڑا ہوتا ہے لیکن اپنے تصرف سے گمراہی پھیلا رہا ہے۔ (انوار العلوم صفحہ ۹ ظفر تھانوی)		اگر حضور اکرم ﷺ اور غوثِ اعظم اور دیگر اولیاء کرام کے لئے یہی عقیدہ ظاہر کیا جائے تو شرک کا فتویٰ حرکت میں آجاتا ہے۔
ہر قبر میں شیطان آکر ہر میت کو بہکاتا ہے۔		حضور اکرم ﷺ کے لئے ہر قبر میں زیارت کا عقیدہ ظاہر کیا جائے تو شرک

دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں ابو یزید سے پوچھا گیا طے زمین کی نسبت آپ نے فرمایا یہ کوئی چیز کوئی کمال کی نہیں دیکھو ابلیس مشرق سے لے کر مغرب تک ایک لحظہ میں قطعہ کر دیا جاتا ہے۔ (حفظ الایمان صفحہ ۹)

یہاں تھانوی صاحب نے مشرق سے مغرب تک ایک لحظہ میں آنے جانے کی قوت مانی یہی پروار حضور ﷺ اور اولیاء کرام کے لئے دیوبندیوں سے کوئی منوا دے تو میں مانوں۔

مگر خدا پہ جو دھبہ دروغ کا تھوپا
یہ کس لعین کی غلامی کا داغ لے کے چلے

حل لغات

دھبہ، داغ، نشان، عیب۔ دروغ، جھوٹ، بہتان۔ تھوپا، ماضی از تھوپنا، لیپنا، ذمہ ڈالنا، سر منڈھنا۔

شرح

لیکن ان بدبختوں نے خدا تعالیٰ پر جھوٹ کا بہتان ذمہ لگایا یہ بد بخت نا معلوم کس لعین کا غلامی کا نشان لے کر چلے

ہیں۔

امام احمد رضا قدس سرہ نے الاستمداد میں اس مسئلہ کو دیوبندیوں کے مرشدانِ کرام کے لئے یوں واضح فرمایا ہے

جو اللہ کو جھوٹا مانے صالح اس کو گناتے یہ ہیں

سیدنا و مرشدنا مفتی اعظم علامہ مصطفیٰ رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہ اس کی شرح میں لکھتے ہیں

دیکھا کہ امکانِ کذب کی ضلالت کہاں تک کھینچ کر لے گئی

وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا ؕ اُولٰٓئِكَ یُعْرَضُوْنَ عَلٰی رَبِّهِمْ وَ یَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰۤؤُلَآءِ الَّذِیْنَ كَذَبُوْا عَلٰی رَبِّهِمْ ۚ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ (پارہ ۱۲، سورۂ ہود، آیت ۱۸)

اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے وہ اپنے رب کے حضور پیش کئے جائیں گے اور گواہ کہیں گے یہ ہیں جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ بولا تھا ارے ظالموں پر خدا کی لعنت۔

یہ اصل فتویٰ گنگوہی کا مہری دستخطی ان کے فتاوی کے معروف خط کا لکھا ہوا موجود ہے اس کے عکس لئے گئے ایک فوٹو مدینہ طیبہ میں ہے کئی ہندوستان میں ہیں۔ اول بار ربیع الآخر ۱۳۰۸ میں خاص میرٹھ میں اُس وقت انہیں کی قلمرو میں تھا چھپ کر شائع ہوا اس پر مواخذات ہوا کہ اس کے بعد پندرہ برس گنگوہی صاحب بقید حیات رہے۔ ۱۳۲۳ میں مرے کبھی نہ کہا کہ یہ فتویٰ میرا نہیں اب ان کے مرنے کے بعد اذناب منکر ہیں اور ان کے فتاوی میں ایک فتویٰ بھی داخل کرلیا ہے کہ جو وقوعِ کذب مانے کافر ہے مگر اس سے کیا فائدہ۔ یہ گنگوہی صاحب کی ہی تکفیر تو ہوئی تم نے خود نہ کی ان کے منہ سے کرائی کہ اتم و ابلغ ہو لطف یہ کہ وہ فتویٰ ۱۳۰۷ کا ہے اور یہ ۱۳۰۸ کا تو وہ اگر تھا بھی اس سے منسوخ ہو گیا مسلمانوں للہ انصاف اولاً اتنا عظیم اخبث گندا کفر کہ آج تک کسی ہندو مجوسی آریہ یہودی نے بھی نہ بکا ہوگا کہ اس کا معبود جھوٹا کذاب ہے۔ گنگوہی صاحب کی نسبت شائع ہوا اس کے رد ہوں اس پر گنگوہی صاحب کی تکفیریں ہوں اور گنگوہی صاحب ۱۵ برس جبین اور اصلاً انکار نہ کریں کوئی عاقل اسے قبول کرسکتا ہے اگر اس میں ایک حرف کا بھی ان کی اصل تحریر سے فرق ہوتا جس سے ان پر اتنا موٹا کفر آتا چیخ پڑتے اشتہار پر اشتہار شائع کرتے کہ یہ مجھ پر افتراء ہے میرے اصل فتویٰ میں یہ تھا اس کو یوں بنالیا ہے کہ نہ کہ سارا فتویٰ اتنے خبیث کفر کا کہ کسی پادری یا آریہ سے بھی اس کی نظیر نہ ملے گنگوہی صاحب کے نام سے شائع ہوا اس پر ردہوں تکفیریں ہوں اور گنگوہی صاحب پندرہ برس چپ رہیں اور اسی خاموشی کو لئے ہوئے شہر خموشاں چل بسیں جب تک وہ بقید حیات رہے اہالی و موالی بھی خاموش درخواب خرگوش جب وہ بقید ممات ہوں تو اب یہ

شگوفہ کھلے کہ فتویٰ ان کا نہیں اس سے تو یہی آسان تھا کہ کہہ دیتے گنگوہی صاحب تھے ہی نہیں لوگوں نے اینابِ اغوال کی طرح ناحق کا ایک ہیولیٰ بنا رکھا ہے یوں نہ صرف اس کفر بلکہ تمام کفروں ضلالتوں کا ایک ساتھ فیصلہ ہو جاتا۔ ثانیاً ذرا انصاف درکار

نہاں کی مانند آن آرزلے کزو سازند محفلھا

گنگوہی صاحب نے براہین میں لکھا امکانِ کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا بلکہ قدماً میں اختلاف ہوا ہے کہ خلف وعید آیا جائز ہے یا نہیں پس اس پر طعن کرنا پہلے مشائخ پر طعن کرنا ہے امکانِ کذب خلف وعید کی فرع ہے پھر اپنے رسالہ تقدلیس صفحہ ۷۸ میں کہا جواز وقوعی میں بحث ہی صفحہ ۷۹ گفتگو جواز وقوعی میں ہے نہ جواز امکانی میں صفحہ ۲۴ جواز وقوعی کا بعض اثبات کرتے ہیں اور خود ہی جواز وقوعی کے معنی بتائے صفحہ ۱۹ امراد جواز سے دو معنی ایک جواز وقوعی میں اختلاف ہے ایک گروہ جائز الوقوع مانتا ہے جس کے وقوع میں کوئی استحالہ نہیں اس پر طعن پہلے مشائخ پر طعن ہے اب اسی تقدلیس کا صفحہ ۲۱ دیکھئے کہ کذب جنس ہے اور خلف وعید ایک نوع اس کی ہے اور یہ میزان منطق دان بھی جانتا ہے کہ ثبوت نوع سے ثبوت جنس لازم و واجب ہے بس یہ فرمانا کہ جواز خلف وعید کے معتقد جواز کذب کے معتقد نہیں طرفہ فقرہ ہے کیا پہلے علمائے متکلمین کو کوئی ایسا گمان کرسکتا ہے کہ نوع کے وجود کے قائل ہو کر جنس کے عدم کے قائل ہوں پس ضروری ہے کہ وہ لوگ جوازِ کذب کے قائل ہونگے اور یہ وہی مضمون ہے کہ ابتداً براہین قاطعہ میں ہے کہ خلف وعید میں علمائے متقدمین کا اختلاف ہوا ہے اور امکانِ خلف کی امکان کذب فرع ہے یعنی جنس ہے اور خلف وعید نوع اس کی دیکھئے۔ کیسی صاف تصریح ہے کہ ان قدما کا مذہب یہ ہے کہ کذبِ الٰہی کے وقوع میں کچھ استحالہ نہیں اس پر طعن پہلے مشائخ پر طعن ہے یہ سب تمہاری مشہور چھپی ہوئی کتابوں میں ہے اسی کو اس فتوائے گنگوہی میں یوں کہا اس کو کافر یا بدعتی ضال کہنا نہ چاہیے کیونکہ وقوعِ خلف وعید کو جماعت کثیرہ علمائے سلف کی قبول کرتی ہے اور واضح ہے کہ خلف وعید خاص ہے اور کذب عام ہے اور وجودِ نوع کا جنس کو مستلزم ہے لہٰذا وقوعِ کذب کے معنی درست ہو گئے دیکھئے وہی مضمون وہی دلیل ہے جواب تک تم اپنی چھپی ہوئی کتابوں میں لکھ رہے ہو فرق صرف یہ ہے کہ یہاں وقوعِ کذب الٰہی پر کوئی استحالہ نہ مانا وہاں نفس وقوع مانا دونوں کفر یقینی قطعی اجماعی ہونے میں یکساں ہیں پھر یہ فرق بھی فقط لفظوں میں ہے حقیقتاً اتنا فرق بھی نہیں خلف وعید بمعنی عفو ہے ولہٰذا مجوزین اسے اللہ عزوجل کا کرم وفضل بتاتے ہیں تقدلیس میں خود اس کی تصریح ہے صفحہ ۲۳ شرط نہ ہو تب بھی خداوند کریم خلف پر قادر ہے مثلاً توبہ نہ کرے تب بھی عفو مقدور ہے ایضاً قائلانِ جواز کی طرف سے نقل کیا ہے کہ

وقوعِ خلف جائز ہے اس لئے کہ مغفرت عاصی کرامت ہے اور وہ حسن ہے دیکھو عفو و مغفرت کا نام خلف رکھا اور عفو و مغفرت یقیناً واقع ہے اور وہ اسی فتویٰ کی طرح یہاں بھی صاف کہہ چکا کہ کذب جنس ہے اور خلف نوع اور یہ کہ ثبوت جنس سے ثبوت نوع لازم و واجب ہے تو کیسا بے پردہ کہا کہ ان قدما کا مذہب یہی ہے کہ کذبِ الٰہی واقع ہے وقوعِ کذب کے معنی درست ہو گئے اس پر طعن پہلے مشائخ پر طعن ہے اس فتویٰ نے اور کیا زہر گھول دیا جس پر ہائے وائے مچاؤ تمہاری چھپی ہوئی کتابیں ڈنکے کی چوٹ وہی کہہ رہی ہیں جو اس فتویٰ میں ہے۔ ثالثاً دیوبندی رسالہ اسکات المعتدی صفحہ ۳۱ تاویل سے اس شخص کا مذہب جو جواز الخلف فی الوعید کا قائل ہے نہیں بدل سکتا فتویٰ اس کے باب میں مقصود ہے کہ وہ وقوع کذب کا قائل ہو کر کافر ہوا یا نہیں علیٰ ہذا القیاس صاحب لسایرہ جو اکابر اشاعرہ کا مسئلہ نقل کیا ہے وہ لوگ بھی وقوعِ کذب کے قائل ہوئے یا نہیں ان کی نسبت کیا حکم ہے دیکھئے صاف بتا رہا ہے کہ اکابر اشاعرہ اور وہ قدما وقوعِ کذبِ الٰہی کے قائل ہیں پھر

نمودار چیزیں چھپانے سے حاصل

سبحان اللہ فتویٰ کا وہی گنگوہی معروف خط وہی دستخط وہی مہر وہی طرزِ عبارت اور پندرہ سال تک گنگوہی سکوت اور ان کے جیتے جی سب بھی ساکت و مبہوت اس سب پر خاک ڈالی جائے تو تمہاری کتابیں بے پردہ و بے حجاب ہیں وہی مضمون وہی دلیل پھر انکارِ آفتاب سے کیا حاصل۔

کفر نوشتہ نتواند سترو

كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ؕ وَ لَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ (پارہ ۲۹، سورۃ القلم، آیت ۳۳)

مار ایسی ہوتی ہے اور بے شک آخرت کی مار سب سے بڑی کیا اچھا تھا اگر وہ جانتے۔

عقیدۂ اسلاف صالحین کا بھی یہی ہے کہ سیدنا مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھا چند حوالہ جات از تصانیف اسلاف ملاحظہ ہوں۔

تنویر الابصار

علامہ محمد بن عبداللہ تمرتاشی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

ولا یوصف اللہ تعالیٰ بالقدرۃ علی الظلم السفۃ والکذب لان المحال لا یدخل تحت القدرۃ وعند المعتزلۃ یقدر ولا یفعل. (تنویر الابصار)

بے عقلی اور کذب پر قادر ہونے سے موصوف ہونا درست نہیں ہے کیونکہ محال قدرت کے نیچے داخل نہیں ہوتا اور معتزلہ کے نزدیک قادر ہے اور کرتا نہیں۔

فتاویٰ عالمگیری

اذا وصف اللہ تعالیٰ بما لا یلیق بہ.......او نسبہ الی الجھل او لاعجزا و النقص ویکفر

اگر کسی نے اللہ تعالیٰ کے لئے ایسا وصف بیان کیا جو اس کی شان کے لائق نہیں یا اللہ تعالیٰ کو یا عاجزی یا نقص کی طرف منسوب کیا تو وہ کافر ہوگا۔(فتاویٰ عالمگیری جلد۲صفحہ۲۵۸)

شرح فقہ اکبر

علامہ محمد بن علی قاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

انہ لا یوصف اللہ تعالیٰ بالقدرۃ علی الظلم لان المحال لا یدخل تحت القدرۃ وعند المعتزلۃ انہ یقدر ولا یفعل. (شرح فقہ اکبر)

اللہ تعالیٰ کا ظلم پر قادر ہونا نہ سمجھنا چاہیے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر محال ہے اور یہ کہ محال قدرت کے تحت نہیں ہے لیکن معتزلہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ قادر ہے اور کرتا نہیں۔(شرح فقہ اکبر)

مکتوبات شریف

امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

او تعالیٰ از جمیع نقائص و سمات حدوث منزہ ومبرا است۔

(مکتوبات شریف فارسی صفحہ۳۱۴مکتوبات نمبر۲۶۶جلد اول)

وہ بلند ذات تمام نقائص سمتوں اور حدوث سے منزہ اور پاک ہے۔

عقیدہ دیوبند

خدا تعالیٰ کا جھوٹا ہونا ممکن ہے۔(یکروزی مصنفہ اسماعیل دہلوی مطبوعہ فاروقی صفحہ۱۴۵)

جھوٹ بولنے پر خدا قادر ہے۔(فتاویٰ رشیدیہ جلد ۱صفحہ۱۰مطبوعہ دہلی)

جھوٹ مقدور الٰہی۔(خلاصہ کلام تھانوی،بوادر النوادر جلد ۱صفحہ۳۱۰)

جھوٹ قدرتِ الٰہی میں داخل ہے۔(فتاویٰ رشیدیہ جلد ۱صفحہ۱۹)

جھوٹ خدا کی صفات میں داخل ہے۔ (الجہد المقل ازمحمود الحسن دیوبندی جلد ۲ صفحہ ۴۰)

جھوٹی بات کہہ دینا خدا کے لئے ممکن ہے۔ (الجہد المقل جلد ۱ صفحہ ۴۴)

افعالِ قبیحہ (بدفعلی وغیرہ) خدا کے لئے ممکن ہے۔ (الجہد المقل جلد ۱ صفحہ ۸۳)

خدا سے چوری، شراب خوری بھی ہوسکتی ہے۔ (تذکرۃ الخلیل مصنفہ عاشق الٰہی میرٹھی)

فائدہ

دیوبندیوں کا عقیدہ مبنی بر ضلالت و مقاہت قرآن مجید کے خلاف ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَ مَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا o (پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۱۲۲)

اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی۔

وَ مَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا o (پارہ ۵، سورۃ النساء آیت ۸۷)

اور اللہ سے زیادہ کسی کی بات سچی۔

تفسیر کبیر میں امام المفسرین علامہ فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ الباری فرماتے ہیں

ان المومن لا یجوز ان یظن باللہ الکذب بل یخرج بذالک عن الایمان۔

(تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۱۷۹ مطبوعہ مصر)

کسی مسلمان کو یہ جائز نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا گمان کرے بلکہ ایسا گمان ایمان سے خارج کر دیتا ہے۔

من صفات کلمۃ اللہ صدقاً والدلیل علیہ الکذب نقص والنقص علی اللہ محال۔

(تفسیر کبیر جلد ۴ صفحہ ۱۳۸)

سچ بولنا اللہ تعالیٰ کی صفت میں سے ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ جھوٹ بولنا اللہ تعالیٰ کی ذات پر نقص ہے اور اللہ تعالیٰ میں نقص ہونا محال ہے۔

تفسیر بیضاوی

عمدۃ المفسرین امام عبدالرحمٰن بیضاوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

لا یتطرق الکذب الی خبرہ بوجہ لانہ نقص وھو علی اللہ تعالیٰ فحال۔ (تفسیر بیضاوی صفحہ ۱۵۰)

جھوٹ اللہ تعالیٰ کی خبر میں کسی طرح بھی راہ نہیں پاسکتا کیونکہ وہ نقص ہے اور نقص اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔

تفسیر خازن

زبدۃ المفسرین علامہ علی بن محمد خازن علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

لا احدا صدق من اللہ فانہ لا یخلف المیعاد و لا یجوز علیہ الکذب .

(تفسیر خازن جلد ا صفحہ ۴۲۱ مطبوعہ مصر)

مراد یہ ہے کہ اللہ سے سچا کوئی نہیں وہ خلافِ وعدہ نہیں کرتا اور اس کا جھوٹ بولنا ممکن نہیں۔

تفسیر سراج المنیر

علامہ خطیب محمد بن شربینی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

قولہ تعالیٰ فلن یخلف اللہ عھدہ فیہ دلیل ان الخلف فی خبر اللہ محال.

(تفسیر سراج المنیر جلد ا صفحہ ۷۳)

اللہ تعالیٰ کا فرمان اس میں دلیل ہے کہ خلف وعید اللہ تعالیٰ کی خبر میں محال ہے۔

وقوعِ کذب کے معنی درست اور قدوس
ہیئے کی پھوٹے عجب سبز باغ لے کے چلے

حل لغات

وقوع، واقع ہونا۔ کذب، جھوٹ۔ قدوس، اللہ تعالیٰ کی صفت، منزہ ومقدس۔

شرح

وہابی دیوبندی مذہب میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے کذب نہ صرف ممکن ہے بلکہ واقع ہو چکا۔

لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

ایک فتویٰ قلمی کی فوٹو علامہ غلام مہر علی صاحب مدظلہ نے اپنی تصنیف دیوبندی مذہب میں شامل کیا تھا جس میں گنگوہی نے لکھا کہ کذب واقع ہو گیا وہ فوٹو مولانا موصوف کی تصنیف مذکور میں دیکھی جا سکتی ہے۔

امام احمد رضا قدس سرہ نے فرمایا

بالفعل ان کا خدا عیبی ہے   پھر امکان تو گاتے یہ ہیں

مفتی اعظم نے فرمایا

اقول اولاً یہ سخت عیب خدا کو لگایا، ثانیاً صاف کہا کہ خدا کاذب تو ہو سکتا تھا مصلحت کے لئے صدق لیا تو صدقِ الٰہی اختیاری ہوا اور ہر اختیاری مخلوق ہے اور ہر مخلوق حادث تو صدقِ الٰہی حادث ومخلوق ہو۔ یہ کفر ہی ثالثاً وہ تو صفت کمال اسی کو مانتا ہے جس کی ضد ممکن ہو اور آلودگی سے بچنے کے لئے اس سے احتراز ہو تو تمام صفاتِ الٰہیہ حادث ومخلوق ہوئیں یہ اس سے بڑھ کر کفر ہے اس کا مفصل بیان ''سبحٰن السبوح'' میں دیکھیں۔

امام احمد رضا قدس سرہ نے فرمایا

سوئے اونگھے بہکے بھولے کیا کیا گت بنواتے یہ ہیں
غفلت ظلم تھکن محتاجی کون سا نقص براتے یہ ہیں
کام کو اس پر مشکل مانیں خلق سے اس کو ہراتے یہ ہیں
کھائے بھی پھر کیوں نہیں اس کو موہن بھوگ چڑھاتے یہ ہیں
اُف کے امکان کی خواری بھیک تک اس کو منگاتے یہ ہیں
جوڑاور جورو ماں باپ اس کے بچے اس کو جتاتے یہ ہیں
اس کا شریک اور حواری ہیں یارو سب کی کھیپ بھراتے یہ ہیں
ذلت و عجز وخوف کا کیا غم موت تک اس کو چکھاتے یہ ہیں

مفتی اعظم نے فرمایا اقول قرآن عظیم سے ان کی آیتیں سنیئے۔

لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ ؕ (پارہ۳،سورۃ البقرہ،آیت ۲۵۵)

اسے نہ اونگھ آئے نہ نیند۔

لَا یَضِلُّ رَبِّیْ وَ لَا یَنْسَی ۝ (پارہ۱۶،سورۃ طٰہٰ،آیت۵۲)

میرا رب نہ بہکے نہ بھولے۔

وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ (پارہ۱،سورۃ البقرہ آیت۷۴)

اور اللہ تمہارے کوتکوں سے بے خبر نہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ. (پارہ ۵،سورۂ النساء،آیت ۴۰)

اللہ ایک ذرہ بھر ظلم نہیں فرماتا۔

وَّ مَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ہ (پارہ ۲۶،سورۂ ق،آیت ۳۸)

اور تکان ہمارے پاس نہ آئی۔

فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ہ (پارہ ۴،سورۂ آل عمران،آیت ۹۷)

اللہ سارے جہان سے بے پرواہ ہے۔

وَّ مَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ (پارہ ۱۳،سورۂ ابراہیم،آیت ۲۰)

اور یہ اللہ پر کچھ دشوار نہیں۔

وَ مَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ہ (پارہ ۲۷،سورۂ الواقعۃ،آیت ۶۰)

اور ہم اس سے ہارے نہیں۔

وَ هُوَ يُطْعِمُ وَ لَا يُطْعَمُ ا (پارہ ۷،سورۂ الانعام،آیت ۱۴)

اور وہ کھلاتا ہے اور کھانے سے پاک ہے۔

لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا (پارہ ۱۶،سورۂ طٰہٰ،آیت ۱۳۲)

ہم تجھ سے روزی نہیں مانگتے۔

وَ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ہ (پارہ ۳۰،سورۂ الاخلاص،آیت ۴)

اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی۔

لَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ا (پارہ ۷،سورۂ الانعام،آیت ۱۰۱)

حالانکہ اس کی عورت نہیں۔

لَمْ يَلِدْ ا (پارہ ۳۰،سورۂ الاخلاص،آیت ۳)

نہ اس کی کوئی اولاد۔

وَ لَمْ يُوْلَدْ . (پارہ ۳۰،سورۂ الاخلاص،آیت ۳)

اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔

لَا شَرِیْکَ لَه (پارہ ۸،سورۃالانعام،آیت ۱۶۳)

اس کا کوئی شریک نہیں۔

وَ لَمْ یَکُنْ لَّه وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ. (پارہ ۱۵،سورۂ بنی اسرائیل،آیت ۱۱۱)

اور کمزوری سے کوئی اس کا حمایتی نہیں۔

لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِی الْاَرْضِ وَ لَنْ نُّعْجِزَه هَرَبًا○ (پارہ ۲۹،سورۂ الجن،آیت ۱۲)

ہرگز زمین میں اللہ کے قابو سے نہ نکل سکیں گے اور نہ بھاگ کر اس کے قبضہ سے باہر ہوں۔

وَ لَا یَخَافُ عُقْبٰهَا○ (پارہ ۳۰،سورۂ الشّمس،آیت ۱۵)

اور اس کے پیچھا کرنے کا اسے خوف نہیں۔

وَ تَوَکَّلْ عَلَی الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ . (پارہ ۱۹،سورۂ الفرقان،آیت ۵۸)

اور بھروسہ کرو اس زندہ پر جو کبھی نہ مرے گا۔

امام احمد رضا قدس سرہ نے فرمایا

جتنے عیب بشر کر سکتا اپنے خدا کو لگاتے یہ ہیں
اچھلے کودے کلائیں کھائے سب کھیل اس کو کھلاتے یہ ہیں
مرد بھی عورت بھی خنثے بھی کیا کیا سوانگ رچاتے یہ ہیں
اپنے خدا کو محفل محفل کوڑی ناچ نچاتے یہ ہیں
چاروں سمت اک آن میں منہ ہو ناچ اس کا یہ دکھاتے یہ ہیں
جومکھے برہما اور کانہا کے آگے سیس نواتے یہ ہیں
دیو کے آگے گھنٹی بجا کر بم اس سے بلواتے یہ ہیں
لنگ جلہری کی ڈنڈو تین پوجا پاٹ کراتے یہ ہیں
کتنی اشنان اور بیساکھی ڈبکی اس کو کھلاتے یہ ہیں
زانی مزنی اُچکا ڈاکو سارے جھولے جھلاتے یہ ہیں
کون سی خواری باقی چھوڑی سب اس سے کرواتے یہ ہیں

مفتی اعظم نے فرمایا کہ ان افعال پر انسانی وحیوانی قدرتیں محتاجِ بیان نہیں دبکنا پھولنا بلے میں دیکھو، سمٹنا، پھیلنا سانپ میں۔ مرد وعورت اپنے اپنے مخصوص اعضاء سے مخصوص کام کرتے ہیں وہ ان میں جس کا کام نہ کر سکے قدرت میں اُس سے گھٹے تو ضرور ہے کہ وہ عورت کے لئے مرد اور مرد کے لئے عورت ہو سکے اور جب دونوں وصف ہیں تو خنثیٰ مشکل ہوا۔ چار فاحشہ اگر ایک محفل میں رقص کرتی ہوں ہر ایک ایک طرف تو جوان فرض کیجئے اس میں اگر ان کا معبود ایک ہی طرف کو منہ کر کے ناچ سکے تو تین فاحشہ سے قدرت میں گھٹے ناچار واجب کہ ایک آن میں چاروں طرف منہ ہو ہندو برہما کو چومکھا مانتے اور کنھیا کو نچکیا جانتے۔ تقویت الایمانی معبود وہابیہ نے دونوں وصف لئے یہاں تک ڈیڑھ سو قول خود امام الطائفہ وہابیت کے تھے آگے مریدوں کی طراریاں ہیں مریدین دو بھانت ہوگئے غیر مقلدین جن میں اب تازہ سر برآوردہ امرتسر کا ایک ایڈیٹر اخبار ہے وہ علمی مادہ اتنا ہی رکھتا ہے جتنا آج کل ایک اردو ایڈیٹری کو درکار ہے معہذا دوسری قسم کے بالائے طاق خود اسی کے ہم مشرب غیر مقلد اس کی گمراہی و بد دینی کے معتقد اور کتاب چابک لیث نے ثابت کر دیا کہ وہ در پردہ نام اسلام آریہ کا ایک غلام اور رہا ہم جنگ زرگری کام ہاں قابل ذکر دیوبندی حضرات ہیں جو حنفی بلکہ چشتی نقشبندی تک بن کر مسلمانوں کو بہکاتے ہیں۔ پھر غیر مقلدوں کا ردو ہابنہ کو شامل نہیں کہ یہ کہنے کو ان سے جدا ہیں اور وہابنہ پر ردِ غیر مقلدوں پر رد ہے کہ وہ ان پر جی سے فدا ہیں خود امرتسری کو اپنے اور ان کے ملۃ واحدہ ہونے کا اقرار ہے اور ان کے حامی سنت ناصر ملت ہونے کا اظہار ہے لہٰذا ان کی خبر گیری اصل کار ہے۔ وباللہ التوفیق

ابتدأ قول اذناب دیوبند مثل مدرس اول مدرسہ دیوبند محمود حسن صاحب وغیرہ کو ذکر کیا ہے اگر چہ وہ بھی در پردہ ساختہ پرداختہ ان کے اصول ہی کا ہے پھر ان کے اقانیم ثلاثہ عالی جناب رشید احمد گنگوہی صاحب و جناب قاسم نانوتوی صاحب وخلف الکل جناب اشرف علی تھانوی صاحب کی باری ہے اور نگاہ انصاف سے دیکھنے والے کے لئے مژدۂ توفیق باری ہے۔

وھو المعین وبہ استعین

بیس اضافہ دیوبندیاں

کھکل عیبی پوچ خدا کو

پوجتے اور پجواتے یہ ہیں

شرح

آدمی کا شراب پینا یہی ہے کہ باہر سے اپنے جوف میں منہ کی راہ سے شراب داخل کرے اور ان کا عقیدہ ہے کہ خدا بھی ایسی شراب خواری کرسکتا ہے کہ بندہ جو کچھ کرے خدا اپنے لئے کرسکتا ہے اب ان کا خدا جوف دار کھکل نہ ہوا تو شراب کاہے میں داخل کریگا منہ کا چھید نہ ہوتو شراب کاہے سے پیئے گا تف ہے ایسے جھوٹ معبود اور اس کے عابدین مردود پر۔ اب معلوم نہیں کہ وہ تند شراب ان کے خدا کی طاقت بڑھا کر پیٹ ہی میں پڑی گن لایا کرے گی یا اس کا فضلہ منہ کی راہ قے ہوجایگا یا کوئی اور سوراخ بھی ہے جس سے باہر آئیگا دیوبندی صاحبوں سے اس کا فتویٰ مطلوب ہے۔

لاکھوں کروڑوں خدا کے پجاری

پھر توحید مناتے یہ ہیں

شرح

یہ تصریح اگر چہ چھاپی ان بزرگوار خلیفۂ اعظم گنگوہی صاحب نے مگر اس کے قائل سارے کے سارے دیوبندی اور سب وہابی ہیں یہی ان کے امام الطائفہ اسمٰعیل کی دلیل ذلیل کا حکم ہے کہ خدا اس پر قادر نہ ہوتو آدمی سے قدرت میں گھٹ رہے۔

دم ہے محمود حسن صاحب، خلیل احمد صاحب، تھانوی صاحب وغیرہم کسی دیوبندی یا وہابی مقلد یا غیر مقلدین کہ اسمٰعیل دلیل بنانے اس پر سے یہ بھاری کفر اُٹھانے کو اس کا جواب لا سکے اپنے کروڑوں خداؤں میں سے ایک بھی گھٹا سکے۔

كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ؕ وَ لَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ (پارہ۲۹،سورۃالقلم،آیت۳۳)

مار ایسی ہوتی ہے اور بے شک آخرت کی مار سب سے بڑی کیا اچھا تھا اگر وہ جانتے۔

اضافہ حضور مفتی اعظم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

ضروری الملاحظہ

مسلمانوں واحد قہار عز جلالہ کے غضب سے اسی کی پناہ پھر اس کے حبیب اکرم ﷺ کی پناہ جب وہ کسی سے اس

کا دین لیتا ہے عقل و حیاء پہلے چھین لیتا ہے۔ دیوبندیوں، وہابیوں پر یہ قاہر ومدت سے بار بار شائع ہو رہا ہے مگر سب خواب عام میں ہیں وہ تو فرما ہی دیا تھا کہ فلاں فلاں وغیرہم کسی دیوبندی یا وہابی مقلد یا غیر مقلدین بیدموں میں دم کہاں اور دم نہیں تو جواب کیسا۔

کچھ ایسا سوئے ہیں سونے والے کہ حشر تک جاگنا قسم ہے   سوتا کبھی جاتے بھی مردہ کیا کروٹ لے

مگر شیر پنجاب لامذہبی مسٹر ای ایچ ثناء اللہ امرتسری پھر پھری آئی پرچہ اہلحدیث ۱۶ مئی میں فتاویٰ مبارکہ ''العطایا النبویۃ فی الفتاویٰ الرضویۃ'' کے رسالہ باب العقائد والکلام کا مضمون ہدایت مشحون (جس میں عام وہابیہ کی ۱۴ ضلالتیں، خباثتیں اور ان کے ساتھ دیوبندیہ کی ۱۸۲ اور ان کے ساتھ غیر مقلدوں کی پوری ۱۰۰ مع سند و حوالہ مذکور ہیں جن میں یہ قاہر ردبھی ہے) نقل کر کے اپنا اور اپنے غیبی بھائیوں کا دکھڑا رویا جواب ناممکن تھا مگر قسموں کی ڈھال بنائی کہ ہم خدا کو اور اس کے فرشتوں کو گواہ کر کے کہتے ہیں کہ یہ ہم پر دیوبندیوں اور وہابیوں پر سراسر بہتان ہے جھوٹ ہے افتراء ہے۔ سبحان اللہ اس رسالہ مبارکہ میں سو دلیلوں سے یہی تو ثابت فرمایا تھا کہ تم خدا کو جانتے ہی نہیں جو خدا ہے اسے تم مانتے ہی نہیں اور جسے مانتے ہو اللہ عزوجل اس سے برتر و متعالی ہے پھر خدا جانے کس خدا کو گواہ کر کے یہ صریح جھوٹا حلف بک رہے ہو۔ اللہ عزوجل پہلے ہی فرما چکا ہے

وَ یُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِیْ قَلْبِهٖ ۙ وَ هُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ۝ (پارہ ۲، سورۃ البقرہ، آیت ۲۰۴)

اور اپنے دل کی بات پر اللہ کو گواہ لائے اور وہ سب سے بڑا جھگڑالو ہے۔

اِتَّخَذُوْۤا اَیْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ۝ (پارہ ۲۸، سورۃ المجادلۃ، آیت ۱۶)

انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنالیا ہے تو اللہ کی راہ سے روکا تو ان کے لئے خواری کا عذاب ہے۔

بات صاف تھی حوالے موجود تھے اللہ بھلا کرے حامی سنت، ماحی بدعت حاجی منشی محمد لعل خان صاحب سلمہ کا انہوں نے مبارک رسالہ ''یک گز وسہ فاختہ ہمناک'' ملقب بلقب ایڈیٹر ای ایچ اور اس کے حلفی پیچ پیچ در پیچ اس کے رد میں شائع فرمایا اور آنکھوں سے معذور ایڈیٹر کو آفتاب مشعلوں سے دکھایا سو کے سو قاہر رد وہابیہ و دیوبندیہ کی عبارات بحوالہ نقل فرما کر ثابت کر دیئے اور ان کے سوامسٹر کے اسی پرچے سے ان کے پندرہ کفر اور گنوا دیئے اور بتا دیا کہ تمہیں اللہ عزوجل کے اسمائے حسنیٰ پر ہرگز ایمان نہیں اور ساتھ ہی وہ جو مسٹر مدت سے تعریف اہل سنت میں جھولتے اور ہر ایک پر منہ آکر پھولتے تھے اس کا خاتمہ کر دیا۔ اسلام کی تعریف ان سے پوچھی کہ اسلام کے مدعی ہو پہلے یہ بتاؤ اسلام کسے کہتے

ہیں اس کی ایسی تعریف دکھاؤ جس پر ویسے اعتراض نہ ہو سکیں جو تم تعریف اہل سنت پر بگھارتے ہو اور ساتھ ہی لکھ دیا کہ ہم کہے دیتے ہیں نہ دکھا سکو گے پھر کس منہ سے مسلمانی کے مدعی ہو۔ نیز ثابت کر دیا کہ تمہارے انہیں اعتراضوں سے اللہ و رسول جل وعلا وﷺ نے اسلام و ایمان کی جو تعریفیں فرمائیں سب غلط ٹھہرتی ہیں نیز اسی پر ایک قاہر سوال کیا کہ دیکھو اللہ و رسول جل وعلا وﷺ نے رسولوں کو ماننا رکن ایمان بتایا اور تمہارا ایمان تقویت الایمان میں کہتا ہے اللہ کے سوا کسی کو نہ مان اور دن کو ماننا محض خبط ہے اب فرمایئے اللہ و رسول نے محض خبط کو رکن ایمان بتایا یا آسمٰعیل دہلوی رکن ایمان کو محض خبط کہہ کر کافر ہوا اور جب وہ کافر تو اس کے متبع اس کے معتقد تم اور دیوبندی سب کافر ہوئے یا نہیں۔

بینوا توجروا بینوا توجروا بینوا توجروا

غرض وہ مختصر مبارک رسالہ قابل دید ہے کلکتہ زکریا اسٹریٹ نمبر ۲۲ حاجی صاحب موصوف سے مل سکتا ہے مسٹر کا پرچہ ۱۵ شعبان کا تھا اور یہ مبارک جواب ۲۷ شعبان کو مسٹر کی منچلی نچلی طبیعت نے بہزار مصیبت دو مہینے تو جھیلے چھپ رہی سوچتی ہوگی کہ نہ راہ رفتن نہ روئے ماندن جواب دے تو کیا دے۔ روشن آفتاب کو کمرانے کی بڑی آڑ جھوٹا حلف تھا اس یک گزو سہ فاختہ نے اس کی ڈال بھی چھلنی کر دی نہ دے تو ڈھٹائی بے حیائی کا دھرم بھرشٹ ہوتا ہے آخر تیسرے مہینے یہی سوجھی کہ کچھ نہ کچھ یک دو رسول کو ماننا تو محض خبط ٹھہر ہی چکا ہے اور اللہ بھی خیال ہی خیال ہے جو چوریاں کرے شرابیں پیئے ایسے کا کیا خوف تو جو کچھ ہے

اِنْ هِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا نَمُوْتُ وَ نَحْیَا وَ مَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِیْنَ ○ (پارہ ۱۸، سورۃ المومنون، آیت ۳۷)

وہ تو نہیں مگر ہماری دنیا کی زندگی کہ ہم مرتے جیتے ہیں اور ہمیں اُٹھنا نہیں۔

تو دنیا میں سکوت کی روسیاہی کیوں لیں لہٰذا ۴ ذی القعدہ کو اس مبارک رسالے پر ریز کی حیا ہوتی تو اب کوئی جواب دیا جاتا کچھ اپنی اور اپنے سارے طائفہ کی گمراہی بنائی جاتی مگر ناممکن واقع کیونکر ہو جائے اور جھوٹے حلف کی ڈھال پہلے پاس پاش ہو چکی ہے لہٰذا اب اپنا اور دیوبندیوں سب کا کافر دہریہ ہونا صاف کھلے لفظوں میں قبول فرمایا اور جنہوں نے رسالہ مبارکہ یک گزو سہ فاختہ یا وہ ارشادِ جلیل باب العقائد والکلام نہ دیکھا ہو ان پر دن دھاڑے اندھیری ڈالنے کو یہ چال چلی کہ ہم تو ایسا ماننے والوں کو کافر دہریہ کہہ رہے ہیں بھلا ہم ایسا مانتے حالانکہ ہر دیکھنے والا دیکھ رہا ہے کہ یقیناً تم ہی ایسا مانتے ہو اور یقیناً تمہیں وہ ہو جسے خود کافر دہریہ کہہ رہے ہو یہ حال بھی تھانوی صاحب سے سیکھی انہوں نے سالہا سال قاہر ضربوں سے صدمے جھیل کر بسط البنان میں یہی ڈھرا پکڑا کہ کھلے لفظوں میں اپنا کافر ہونا قبول کیا

بلکہ جتنے حکم علمائے کرام حرمین شریفین نے ان پر لگائے تھے اس پر بھی اضافہ کیا جس کا بیان ان کے اقوال میں آتا ہے پھر بھی انہوں نے اپنی پگڑی بنانے کی دم توڑنے کی کچھ حرکت نہ سوجھی تو جس پر ۱۲۲ قاہر ضربیں واقعات السنان اور ۲۹۲ سرشکن رد اخال السنان میں ہوئے۔ مسٹر ای ایچ بیچارے کچھ نہ بول سکے صرف اپنے کفر و دہریت کے اقرار و اعلان پر قناعت کی اس مضمون میں اہلحدیث کے تقریباً سات کالم سیاہ کئے۔ ڈھائی کالم میں تو رسالہ مبارکہ کا کلام نقل کیا ہے باقی سارا رونا لٹریچر کا رویا ہے کہ طرزِ تحریر خراب ہے اور اس رونے میں بھی اپنے معدومِ ایمان کو پھر رو بیٹھے۔ (کشف ضلال دیوبند صفحہ ۸۰ تا ۸۴)

سب خبریں قرآن کی جھوٹی

پرنی روا ٹھہراتے یہ ہیں

اب تو الوہیت بھی سدھاری

ڈھول سے کھال گنواتے یہ ہیں

شرح

گنگوہی صاحب نے جس طرح براہین قاطعہ انبیٹھی کے نام سے تصنیف کی جس کا پردہ خود ان کے محرر نے کھول دیا فتاویٰ گنگوہی حصہ دوم صفحہ ۱۲ از محمد یحیٰ حضرت کی کتاب براہین قاطعہ میں یہ بحث مدلل ہے پھر مرثیہ گنگوہی کے آخر میں اسے صراحۃً تالیفاتِ گنگوہی میں گنایوں ہی تنزیہ الرحمٰن کے رد کرنے کو یہ رسالہ تقدیس القدیر ایک اور شخص کے نام سے شائع کیا یہ شدید کفر اس میں ہے۔

اولاً صاف تصریح کہ یہ کلام اللہ کہ ہم پڑھتے ہیں اس کا جملہ جملہ جھوٹا ہوسکتا ہے مسلمان جانتے ہیں کہ اس کے کسی جملے کو بھی ایسا سمجھنا قطعی کفر ہے۔

واقول ثانیاً جھوٹ وہی بات ہوسکتی ہے جو فی نفسہٖ جھوٹ ہو سچی بات کبھی جھوٹ نہیں ہوسکتی تو فقط جواز نہیں بلکہ قرآن کا جملہ جملہ فی الحقیقۃ جھوٹ ہوا۔

واقول ثالثاً جواز ہی دیکھئے تو اس کے جملوں میں "ھو اللہ" بھی ہے یعنی وہ اللہ ہے اس کا کذب بھی ممکن ہوا یعنی جائز ہے کہ وہ اللہ نہ ہو اور جس کا اللہ نہ ہونا جائز اس کا اللہ نہ ہونا واجب کہ اللہ کا اللہ نہ ہونا ہرگز جائز نہیں ہوسکتا تو ثابت

ہوا کہ گنگوہی صاحب کے نزدیک اللہ اللہ نہیں اور قرآن کریم معاذ اللہ بالفعل جھوٹا ہے اور کفر کی سر پر سینگ ہوتے ہیں

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ

یہ ہیں گنگوہی دھرم۔

رب کا غضب ہو وحی سے پہلے
کس کو ضال بتاتے یہ ہیں

بلکہ کہا ایمان سے خالی
لعنت ہو کیا گاتے یہ ہیں

جن آیتوں کا دھوکا دے کر گنگوہی صاحب نے محمد رسول اللہ ﷺ کو یہ شدید گالیاں دیں ان کے معانی کی تحقیق شفاء شریف امام قاضی عیاض و مواہب شریفہ امام احمد قسطلانی و مدارج شیخ محقق و تفاسیر علمائے معتمدین میں دیکھئے یہاں اتنا کافی کہ ایمان سے مراد احکامِ تفصیلیہ ہیں کہ ان کا علم وحی سے ہوا اور نہ محال ہے کہ کوئی نبی قبل از وحی مومن نہ ہو وہ پیش از وحی بھی نہ صرف ایمان بلکہ اس اعلیٰ درجۂ ولایت کبریٰ پر ہوتا ہے کہ نہایت مدارجِ اولیاء ہے اور ضال زبانِ عرب میں کمالِ محبّ محبت میں سر گزشتہ کو کہتے ہیں خود ابنائے یعقوب علیہ السلام نے اپنے والد کریم نبی اللہ کی نسبت دو بار یہ لفظ بمعنی شدتِ محبت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام استعمال کیا۔

اِنَّ اَبَانَا لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنِ o (پارہ ۱۲، سورۂ یوسف آیت ۸)

بیشک ہمارے باپ صراحۃً ان کی محبت میں ڈوبے ہوئے ہیں۔

تَاللّٰہِ اِنَّکَ لَفِیْ ضَلٰلِکَ الْقَدِیْمِ (پارہ ۱۳، سورۂ یوسف، آیت ۹۵)

خدا کی قسم آپ اپنی اسی پرانی خودرفتگی میں ہیں۔

زنانِ مصر نے کہ اُس وقت تک ہدایت و ضلالت جانتی ہی نہ تھی بوجہ عشق حضرت یوسف یہی لفظ حضرت زلیخا کو کہا

قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ا اِنَّا لَنَرٰىهَا فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ (پارہ ۱۲، سورۂ یوسف، ۳۰)

ہم تو اسے صریح خودرفتہ پاتے ہیں۔

ان تینوں آیتوں میں ضلال بمعنی شدتِ محبت ہے یوں ہی اس چوتھی میں تو معنی کریمہ یہ ہوئے کہ اللہ عزوجل نے

تمہیں اپنی محبت میں والہ وشیفتہ پایا تو تمہیں اپنے وصال کی طرف راہ دی مگر گمراہ بے ایمان کو سوا گمراہی و بے ایمانی کے کیا سوجھے۔

قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ (پارہ ۱۰، سورۃ التوبہ، آیت ۳۰)

اللہ انہیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں۔

اور ایک ظلم یہ کہ ان دو آیتوں کے ساتھ آیت کریمہ

وَ اِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ○ (پارہ ۱۲، سورۃ یوسف، آیت ۳)

اگر چہ بیشک اس سے پہلے تمہیں خبر نہ تھی۔

بھی شمار کردی اور اسے معاذ اللہ ایمان سے نبی کریم ﷺ کی غفلت قرار دیا حالانکہ وہاں ذکر قصہ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے کہ وحی سے پہلے۔

ہمارا دور

جیسے سیدنا مرشدنا مفتی اعظم ہند قدس سرہ نے اپنے دور کے بدفہموں کو دلائل قاہرہ سے جوابات لکھے یہ ان کا مرتبہ ہے ہمارے دور میں تو ان کے زمانے سے بھی کئی گنا زیادہ بدفہم ہیں یہ بھی امام احمد رضا قدس سرہ کی انہی عبارت کو لکھ کر عوام کو بہکاتے ہیں کہ لو دیکھو یہ ہے امام احمد رضا بریلوی جو اللہ تعالیٰ کی شان میں ایسی گستاخیاں لکھتا ہے چنانچہ ایک بدفہم کا حال دیکھئے مولانا حسن علی رضوی اپنی تصنیف قہر خداوندی بر دھماکہ دیوبندی میں اس بدفہم کی عبارت نقل کر کے صفحہ ۲۹۹، ۳۰۰ میں جواب لکھتے ہیں ہم ان کی کتاب سے دھماکہ اور قہر خداوندی کی ساری عبارت پیش کر رہے ہیں۔

نقل کفر کفر نباشد

مصنف دھماکہ نے اپنے کتابچہ کے سرورق کے آخری صفحہ پر العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ ۷۴۵ کی ایک عبارت ابتدائی الفاظ کاٹ کے یوں نقل کی ہے

اس کا علم اس کے اختیار میں ہے چاہے تو جاہل رہے ایسے کو جس کا بہکنا، بھولنا، سونا، اونگھنا، غافل رہنا، ظالم ہونا، حسی ہو کر مر جانا سب کچھ ممکن ہے۔ کھانا، پینا، پیشاب کرنا، پاخانہ کرنا، ناچنا تھرکنا، نٹ کی طرح کھلنا، عورتوں سے جماع کرنا، لواطت جیسی خبیث بے حیائی کا مرتکب ہونا حتی کہ مخنث کی طرح خوف مفعول بنا کوئی خباثت کوئی فضیحت اس کی شان کے خلاف نہیں وہ کھانے کا منہ، بھرنے کا پیٹ اور مردی اور زنی کی علامتیں (آلہ تناسل اور شرمگاہ) بالفعل رکھتا ہے

صمد نہیں جو غدار کھکل ہے، سبوح وقدوس نہیں خنثیٰ مشکل ہے یا کم سے کم اپنے آپ کو ایسا بنا سکتا ہے اور یہی نہیں اپنے آپ کو جلا بھی سکتا ہے ڈبو بھی سکتا ہے زہر کھا کر گلا گھونٹ کر بندوں مار کر خودکشی بھی کر سکتا ہے، اس کے ماں باپ جورو بیٹا سب ممکن ہے بلکہ ماں باپ سے پیدا ہوتا ہے ربڑ کی طرح پھیلتا اور سکڑتا ہے، برہما کی چوکھ ہے۔

اس عبارت کو مصنف دھماکہ نے اس انداز سے پیش کیا ہے کہ گویا یہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کا عقیدہ ہے۔

سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتاویٰ رضویہ میں اس عبارت کی ابتداء یوں فرمائی ہے

وہابیہ کس کس کو خدا مانتے ہیں ایسے کو جس کا علم حاصل کئے سے حاصل ہوتا ہے اس کا علم اس کے اختیار میں ہے چاہے تو جاہل رہے۔

مصنف دھماکہ پہلی عبارت چٹ کر گئے اور ایسی ترتیب سے اس عبارت کو نقل کیا کہ پڑھنے والا یہ سمجھے کہ یہ عقیدہ اہل سنت کا ہے حالانکہ اعلیٰ حضرت نے یہ صفات وہابیہ کے خدا کے بیان فرمائے ہیں اور اس میں وہابیہ کی کتابوں کے حوالے نقل فرمائے ہیں جن کو مصنف دھماکہ نے دھوکہ کے خلاف سمجھتے ہوئے چھوڑ دیا اور حتیٰ کہ ابتدائی الفاظ کاٹ دیئے۔ بہر حال اعلیٰ حضرت نے جو عقیدے گنائے وہ وہابیہ کے خدا ہیں یعنی وہابیہ ایسے خدا کو مانتے ہیں اور یہ سب کچھ اپنی طرف سے نہیں بلکہ مولوی محمد اسماعیل دہلوی کی ایک کتاب یک روزی صفحہ ۱۴۵ سے لیا ہے مولوی اسمٰعیل دہلوی نے امکانِ کذبِ باری تعالیٰ پر دو دلیلیں قائم کی ہیں ایک فرقہ معتزلہ سے سیکھ کر یہ دلیل دی جھوٹ نہ بولنے کو اللہ کے کمالات سے گنتے ہیں اس سے اس کی مدح کرتے ہیں اور صفت کمال یہی ہے کہ کذب پر قدرت ہوتے ہوئے بلحاظ مصلحت اس کی آلائش سے بچنے کے لئے چھوڑے۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ اکثر آدمی جھوٹ بولتے ہیں خدا نہ بول سکے تو آدمی کی قدرت خدا کی قدرت سے بڑھ جائے۔ (یک روزی صفحہ ۱۴۵)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے مذکورہ نقائص اس مردود عقیدہ اور ملعون مغالطہ کی بناء پر ارقام فرمائے اور ان کے بیان سے ایسے بدعقائد کی مذمت اور رد وابطال مقصود ہے نہ کچھ اور ظاہر ہے کہ انسان یا حیوان مذکورہ بالا افعال قبیحہ پر قادر ہے تو اس کا معبود بھی یہ سب باتیں کر سکے تو خدا اور نہ قدرت انسان وحیوان سے گھٹ جائے۔ بتایئے امام اہل سنت نے اپنی طرف سے معاذ اللہ خدا تعالیٰ پر کیا بہتان باندھا اور وہابیہ پر کون سی آن قیامت ڈھائی جو شرافت انسانی کے نام پر باحیاء انسانوں سے دردمندانہ اپیل کی نوبت آئی۔ اس بات کا تو اس بحث کی پہلی سطر میں مصنف دھماکہ نے خود اعتراف کیا ہے

لکھتا ہے ''بریلوی مذہب کے بانی مولانا احمد رضا نے شاہ اسمعیل شہید کے ذمہ خدا کا یہ تصور لگایا ہے جب یہ تسلیم ہے تو پھر'' یک روزی صفحہ ۱۴۵ دیکھ لیجئے ۔اسماعیل دہلوی کے عقیدہ کا یہی مفہوم ہے یا نہیں باقی رہی مزے لے لے کر بات بڑھانے کی بات تو اس کا مرتکب تو خود مصنف دھما کہ بھی ہوا ہے ۔العطایا النبویۃ فی الفتاویٰ الرضویہ کی بریکٹ بند محالہ بالا عبارت کی پانچویں سطر میں (آلہ تناسل اور شرمگاہ) ایجادِ بندہ ہے یا نہیں ہے ۔مصنف دھما کہ کے اپنے ہی الفاظ میں افسوس کہ انہوں (مصنف دھما کہ) نے اس باب میں ذاتِ کبریا جل وعلا کا بھی لحاظ نہ کیا وہ کچھ کہہ گئے ہیں جن کے ذکر سے زبان لرزتی اور قلم رکتا ہے ۔

جہاں میں کوئی بھی کافر سا کافر ایسا ہے
کہ اپنے رب پہ سفاہت کا داغ لے کے چلے

حل لغات

سفاہت ،کم عقلی

شرح

بتاؤ جہاں میں ان جیسا کوئی ایسا کافر ہے جو اپنے رب تعالیٰ پر بیوقوفی ،کم عقلی کا داغ لے کر چلے ہیں ان کی مذمت میں امام احمد رضا قدس سرہ نے الاستمداد میں فرمایا

کذبِ الٰہی منکر کہہ کر دین ویقین سب ڈھاتے یہ ہیں
کذب کا کیا غم ہاں کوئی کاذب سمجھے اسے ڈراتے یہ ہیں
ان کو بھلا بہلا کے ہو جھوٹا اس کا پاس دلاتے یہ ہیں

اس کی شرح میں سیدنا مفتی اعظم قدس سرہ نے لکھا کہ اسمعیل دہلوی کی یکروزی صفحہ ۱۴۵ ہم نہیں مانتے کہ اللہ کا جھوٹ بولنا محال ہو۔ براہین قاطعہ گنگوہی طبع دوم صفحہ ۲ امکانِ کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہ نکالا قدما میں اختلاف ہے ۔مسلمانو! جب اللہ ہی کا جھوٹا ہونا ممکن ہوا پھر اس کی کون سی بات کا اعتبار رہا دین وایمان سب ہاتھ سے گیا ۔

فائدہ

حضور مفتی اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اہل اسلام دلیل لائے تھے کہ اللہ عزوجل نے ''وَ لٰـکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ فرمایا کہ اللہ کے رسول ہیں اور تمام انبیاء کے پچھلے اگر کوئی حضور کے مثل اور ہو تو حضور خاتم النبیین

نہ ہوں اور اللہ کی بات معاذ اللہ جھوٹ ہو۔ امام وہابیہ نے اس کا ایک جواب تو یہ دیا کہ خدا کا جھوٹ کیا محال۔ ایک جواب یہ دیتا ہے کہ یکروزی صفحہ ۱۴۴ ممکن ہے کہ یہ آیت لوگوں کو بھلا دی جائے تو اب اگر حضور اکرم ﷺ کی مثل دوسرا ہوسکا تو بندوں کا کسی آیت کو جھوٹا کہنا لازم نہ آئے گا۔

اقول

دیکھو صاف کہا کہ آیت اگر چہ واقع میں جھوٹی پڑے مگر کوئی جھوٹی کہہ تو نہیں سکے گا کہ بندوں کو پہلے ہی بھلا دی ہے جب یاد ہی نہیں تو کس کی تکذیب کریں۔ غرض سارا ڈر بندوں کا ہے جب ان پر اندھیری ڈال دی پھر پیٹ بھر کر جھوٹ ہو کیا پرواہ ہے مسلمانوں یہ کیسا گندا کفر ہے۔

انتباہ

مسلمانوں! اس نے کیسا صاف لکھا کہ عیب کی آلائش خدا میں ہوسکتی ہے مگر اس سے بچنے کے لئے مصلحتاً احتراز کرتا ہے عیب کی گنجائش ہونا ہی اس سبوح قدوس کے لئے سخت بھاری عیب ہے تو بالفعل اپنے بندہ کو عیبی مان رہا ہے۔

فائدہ

حضور مفتی اعظم قدس سرہ نے فرمایا کہ امام الوہابیہ یکروزی صفحہ ۱۴۵ میں معاذ اللہ مولیٰ عز وجل کے امکانِ کذب پر دو دلیلیں دیں ایک معتزلی گمراہوں سے سیکھ کر یہ کہ جھوٹ نہ بولنے کو اللہ کے کمالات سے گنتے ہیں اس سے اس کی مدح کرتے ہیں اور صفت کمال یہی ہے کہ کذب پر قدرت ہوتے ہوئے بلحاظ مصلحت اس کی آلائش سے بچنے کے لئے چھوڑے سلب عیب کذب و انصاف بہ کمال صدق سے ایسے ہے شخص کی مدح کریں گے نہ اس کی جس میں وہ عیب آسکتا ہے نہ ہو۔

اقول

اس خباثت کا مفصل رد سبحن السبوح تنزیھم میں ہے۔ یہاں ان نمبرون میں اس دلیل ذلیل پر تیئیس نقص ہیں کہ دیکھو قرآنِ عظیم نے ان ان باتوں کی نفی سے اللہ تعالیٰ کی حمد کی تو تیری تقریر سے تیرے نزدیک یہ سب باتیں اللہ عز وجل کے لئے معاذ اللہ ممکن ہوئیں۔ دیکھ ان میں کیا کیا خباثتیں ہیں مرنا تک ہے تو تو نے خدائی بھی کھوئی کہ جس کی موت ممکن ہو خدا نہیں ہوسکتا ہر امر کے مقابل اُس کی آیت۔

فائدہ

امام الوہابیہ کی دوسری دلیل یہ تھی کہ اکثر لوگ جھوٹ بولتے ہیں خدا نہ بول سکے تو آدمی کی قدرت خدا کی قدرت سے بڑھ جائے یہ اٹھارہ نقص اس ملعون مغالطہ پر ہیں ظاہر ہے کہ انسان یا حیوان اس افعال پر قادر ہے تو اس کا معبود بھی یہ سب باتیں کر سکے گا ورنہ قدرتِ انسانی بلکہ حیوانی سے گھٹ رہے گا۔ اسی قاعدہ پر امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے وہابیہ دیوبندیہ پر چند اشعار لکھے۔

پڑی ہے اندھے کو عادت کہ شوربے ہی سے کھائے
بٹیر ہاتھ نہ آئے تو زاغ لے کے چلے

حل لغات

بٹیر، ایک چھوٹا سا مشہور پرندہ۔ زاغ، کوا

شرح

اندھے کو عادت پڑ گئی ہے کہ کھانا شوربے سے کھائے بیچارے کو بٹیر تو ہاتھ نہ آئے تو کوا لے کر چلا۔

مولوی رشید احمد گنگوہی

فضلائے دیوبند کا قطب عالم ہے بیچارا عمر میں اندھا ہو گیا تھا اور بدقسمتی سے بڑھاپے میں دانت بھی گر گئے اب سوائے نرم غذا کے کام نہ بنتا تھا۔ اسی لئے اسے دونوں غذائیں نرم لازمی تھیں (۱) میٹھی (۲) نمکین

(۱) میٹھی غذا میں حلوہ کو اختیار کیا۔

(۲) نمکین غذاؤں میں بٹیر سے بڑھ کر اور کوئی غذا نہ تھے لیکن وہ اندھے کو کیا ملتا آنکھوں والے بھی اس کے حصول میں بڑے جتن اور حیلے کرتے ہیں تو سہولت سے کوا ہی مل سکتا تھا کہ یہ نمکین بھی ہے اور بٹیر کا بدل بھی اسی لئے مولوی رشید احمد گنگوہی کو کوا حلال اور کارِ ثواب لکھنا پڑا۔ (فتاوٰی رشیدیہ جس کا حوالہ پہلے گزرا)

مولوی اشرف علی تھانوی نے کہا کہ ایک صاحب نے حضرت گنگوہی سے عرض کیا تھا کہ حضرت دانت بنوا لیجئے فرمایا کیا ہو گا دانت بنوا کر پھر بوٹیاں چبانی پڑیں گی اب تو دانت نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کو رحم آتا ہے نرم نرم حلوہ کھانے کا ملتا ہے۔ (اضافات الیومیہ جلد ۲ صفحہ ۲۳)

فائدہ

گنگوہی کو حلوے کا کتنا چسکا تھا کہ دانت بنوانے کو تیار نہ ہوا کہیں مریدین سے آنے والے حلوے مانڈے بند نہ

ہو جائیں۔

فائدہ

مولوی عبداللہ درخواستی ہمیشہ تقریر میں کہا کرتا تھا ہم حلوائی نہیں شیدائی ہیں یہ اس کا واضح سفید جھوٹ تھا اس لئے اس جماعت کی شیدائیت سب کو معلوم ہے لیکن حلوائی نہ ہونے کی نفی ان کا قطب عالم گنگوہی فرما رہا ہے اس سے خود اندازہ کرلیں کہ یہ لوگ کہتے کیا ہیں اور کرتے کیا ہیں۔

کوے سے دیوبندیوں کا عشق

فقیر ابھی سن شعور کو پہنچا تو علاقہ پکالاڑاں ضلع رحیم یار خان پاکستان کی ایک بستی کورائی بلوچ سے صدا سنی کہ یہاں کے دیوبندی لوگوں نے کوے کھائے اور فتویٰ دیا کہ کوا حلال ہے اور یہ حرام خور مرغی کی طرح ہے اسی لئے اسے تین روز قید میں رکھنے کے بعد اس کے ساتھ مرغی جیسا سلوک کیا جائے۔ ان کے اس فتویٰ اور عمل سے علاقہ میں کوؤں کے لئے شامت آگئی لیکن یہاں دیہاتی دعائیں دیتے کہ فصل اجاڑنے والے کوؤں سے نجات مل گئی ادھر ان کے پیرو مرشد مولوی عبدالہادی دین پوری کو معلوم ہوا کہ ان کے مریدین مولویوں کے فتویٰ اور عمل سے علاقہ میں دیوبندیت کا منہ کالا کیا جارہا ہے تو دین پور سے بھاگ کر پکالاڑاں پہنچ کر جماعت کو بصد منت وسماجت اس فتویٰ کے اظہار سے روکا۔ مجھے یوں محسوس ہوتا تھا کہ اگر وہ مریدوں کو کوا خوری سے نہ روکتا تو ایک طرف علاقہ سے دیوبندیت کا جنازہ اُٹھتا تو دوسری طرف سے علاقہ کے لوگوں کوؤں کی شرارت سے محفوظ ہوجاتے لیکن قدرت کو جو منظور تھا وہی ہوا۔

عادت سے مجبور

یہ لوگ کوا خوری سے مجبور ہیں ہمارے دور میں ۱۹۷۶ء میں فرقہ دیوبندیہ کے بعض مولویوں نے جشن مناتے ہوئے دور دور سے لوگوں کو بلا کر دعوتیں دیں اور لطف اندوز ہوئے اور اخباراتِ پاکستان میں اسی جشن کی روئیداد شائع ہوئی ملاحظہ ہو" ۶ اگست محمد اکبر نامہ نگار"

جشن کوا خوری

یہاں جمعیت علمائے اسلام سے تعلق رکھنے والے متعدد علمائے کرام نے کوے کے گوشت کو حلال قرار دیا اور اپنے اس فتویٰ پر عمل کرتے ہوئے کوؤں کے گوشت سے اپنے کام و دہن کی تواضع بھی کی۔ یہ علمائے کرام مدرسہ جامعہ حسینیہ حنفیہ میں جمع تھے جن میں جمعیت علمائے اسلام سرگودھا کے صدر حکیم شریف الدین، قاری فتح محمد (کراچی والے)

قاری محمد صدیق (جھنگ والے) اور حافظ محمد ادریس (سلانوالی) شامل تھے۔ ان علماء کا متفقہ فیصلہ تھا کہ کوے کا گوشت حلال ہے انہوں نے اس فتویٰ پر اس طرح عمل کیا کہ کوے کے گوشت کی ایک دعوت میں اس سے لطف اندوز ہوئے۔

(روز نامہ نوائے وقت لاہور، ۷ اگست ۱۹۷۶ء)

اس پر عوام کی طرف سے لعن طعن ہوئی تو بعض مولویوں نے سیاسی پہلو اختیار کرتے ہوئے اخبار مشراق میں برأت کا اظہار کیا تو اس کی تردید میں اسی اخبار مشرق میں تردید شائع ہوئی۔ ملاحظہ ہو

سلانوالی ۱۴ اگست۔ سلانوالی کے تیس سماجی کارکنوں، تاجروں، آڑھتیوں اور دوسرے افراد نے جمعیت علمائے اسلام ہزاروی گروپ سرگودھا کے صدر حکیم شریف الدین کرنالی کے اس بیان کی تردید کی ہے کہ مدرسہ حسینیہ حنفیہ سلانوالی میں کوے کا گوشت نہیں کھایا گیا۔ انہوں نے ایک مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ ہم سب اور ہمارے بڑے اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ مدرسہ حسینیہ حنفیہ سلانوالی میں ایک اجتماع کے دوران کتابوں کے حوالے سے کوے کو حلال قرار دیا گیا پندرہ دن تک اس پر اصرار کیا گیا اور وہاں کوے کے گوشت کی دعوت بھی ہوئی لیکن جب کہ مدرسے کی آمدن بند ہوگئی اور لوگوں نے ان کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دی تو یہ بیان دیا گیا کہ نہ ہی انہوں نے کوے کو حلال کہا اور نہ ہی اسے کھایا گیا۔ (مشرق لاہور ۱۹۷۶۔ ۸۔ ۲۵)

اس تفصیل سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ یہ لوگ واقعی کوا خور اور ان کے بعض خواہ مخواہ کوے کی قسمیں گننے شروع ہو جاتے ہیں حالانکہ ان کے مولوی رشید احمد صاحب نے تذکرۃ الرشید میں صاف لکھا ہے کہ کوا جیسا بھی دیسی یا پردیسی کالا یا سفید اس کی تمام قسمیں حلال طیب ہیں۔ اب فقیر اس کالے کوے کے متعلق کچھ عرض کرتا ہے قبل اس کے کہ اس کی تفصیل عرض کردوں اہل اسلام کو معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ

چوں خدا خواھد کہ پردہ کس درد میلش اندر طعنہ پاکان زند

کچھ یہی حال ان بیچاروں کا ہے کہ انہوں نے جب فتویٰ بازی شروع کی کہ میلا د شریف و عرس شریف و گیارہویں شریف کی شیرینی وغیرہ حرام تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے سزا مقرر فرمائی کہ کسی کو الو کھلایا تو کسی کو بجو تو ان غریبوں کو غلاظت خور کوا۔ کسی نے خوب فرمایا

مٹھائی محفل میلا د یہ کس طرح کھائے کہ اس کمبخت کو چسکا تو کوے کی غذا کا ہے

فقیر نے اس موضوع پر ایک رسالہ لکھا ہے بنام ''ارتفاع النقاب عن وجہ الغراب''

اس کا خلاصہ یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

تمام فقہاء کرام اور محدثین کے نزدیک یہ دیسی کوا (زاغ معروف) حرام ہے۔

قرآن مجید کا ارشاد ہے

وَ يُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ. (پارہ۹،سورۃ الاعراف،آیت ۱۵۷)

اور گندی چیزیں اُن پر حرام کرے گا۔

لہٰذا اس آیت سے ہر خبیث شے کا حرام ہونا ثابت ہے اور یہ کوا خبیث ہے اس لئے کہ اس کو طبیعت سلیمہ خبیث جانتی ہے اور نفرت کرتی ہے ہر بھلا آدمی اگر چہ گاؤں کا رہنے والا کیوں نہ ہو اس سے نفرت کرتا ہے خود حلال کہنے والے بھی اس کی طرف رغبت نہیں کرتے (ورنہ اعلانیہ کھاتے) اور نفرت شرعاً اس کے خبیث ہونے سے ہے جو موجب حرمت ہے۔

اشعۃ للمعات میں ہے

ومراد بخبث آنچه پلید داند طبع سلیم ضد طیب

درمختار میں کوے کو ملحق بالخبائث لکھ کر فرمایا

والخبیث ما تستنخبه الطبائع السلیمه   خبیث وہ ہے جس سے سلیم طبیعتیں نفرت و گھن کریں

اسی لئے کوے کی طرف زمانہ نبی کریم ﷺ سے آج تک کسی نے رغبت نہ کی ہر قرن ہر زمانہ کے مسلمان نفرت ہی کرتے رہے اور کرتے ہیں لہٰذا ثابت ہوا کہ یہ کوا خبیث ہے اور آیت کریمہ ''وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ'' میں داخل ہے۔

علامہ دمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا

لانه حیوان خبیث الفعل خبیث الطعم

یعنی کوا خبیث الفعل و خبیث الطعم حیوان ہے۔ (حیوۃ الحیوان جلد۲ صفحہ ۹۴)

کوا چونکہ موذی ہے اس کی طبیعت میں ایذا رسانی ہے اس لئے نبی کریم ﷺ نے اس کو فاسق فرمایا اور محرم کے لئے بھی اس کے قتل کی اجازت دی حالانکہ محرم کے لئے شکار حرام ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ جس طرح اور موذی جانور ہیں یہ کوا بھی موذی ہے اور اس کا کھانا حرام ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو کوا کھاتا ہے حالانکہ نبی

کریم ﷺ نے محرم کے لئے اس کے قتل کی اجازت اور اس کا نام فاسق رکھا خدا کی قسم وہ طیبات سے نہیں ہے۔(سنن بیہقی جلد ۹ صفحہ ۳۹۷)

تفسیر موضح القرآن صفحہ ۱۰۰ پر مذکور ہے کہ کوا ستھری چیز نہیں بلکہ خبیث و ناجائز ہے۔

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پانچ جانور ہیں کوئی حرج نہیں اس شخص پر جوان کو حرم میں اور احرام کی حالت میں قتل کرلے چوہا، کوا، چیل، بچھو اور کٹکھنا کتا۔(مشکوٰۃ)

ان تمام حدیثوں سے ثابت ہوا کہ یہ کوا موذی ہے اور فاسق جانور ہے اس کا وہی حکم ہے جو سانپ، بچھو، چوہے وغیرہ کا ہے جس طرح چوہا، سانپ، بچھو وغیرہ کھانا حرام ہے اسی طرح کوا کھانا بھی حرام ہے۔ کنز میں ہے

لا الا بقع الذی یا کل الحیب یعنی ابقع جائز نہیں جو مردار کھاتا ہے۔

اس کی شرح فتح المعین میں ہے

هو الذی فیه سواد وبیاض البقع وہ ہے جس میں سیاہی سفیدی ہو

جب صاحب کنز نے ابقع کو حرام فرمایا اور شارح نے ابقع کی تفسیر کرکے تعین کردیا کہ ابقع وہ ہے جس میں سیاہی اور سفیدی ہو تو اب اس دیسی کوے کی حرمت میں کیا شبہ رہ گیا۔

اس عبارت کنز کا فارسی ترجمہ شاہ ولی اللہ صاحب نے کیا ہے (جو دیابنہ کے بھی بزرگوار ہیں) اس میں مذکور ہے

مراد از ابقع زاغ متعارف است رنگ گردن آں بہ نسبت پر و بازو لیش سفید می باشد

یعنی ابقع سے مراد یہ مشہور کوا ہے جس کی گردن کا رنگ بہ نسبت پر و بازو کے سفید ہوتا ہے۔

اسی عبارت کا اردو ترجمہ مولوی محمد احسن دیوبندی نے احسن المسائل میں کیا ہے مگر جو ابلق کے مردار کھاتا ہے حرام ہے اور ابلق سے مراد یہی دیسی کوا ہے کہ اس کی گردن کا رنگ بہ نسبت پروں کے سفید ہوتا ہے اس کا کھانا حرام ہے کوے کی حلت کا قول صرف مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی کا خانہ ساز فتویٰ ہے جو فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۲۹٦ پر مذکور ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے زاغ معروف کی حرمت کا قول کیا ہے اور کوا خور گنگوہی کا تعاقب کرتے ہوئے رسالہ ''دفع زاغ'' میں ہی زبردست اعتراضات وارد کئے جن کا مرتے دم تک گنگوہی سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔ اس کی مزید تفصیل فقیر کے رسالہ ''ارتفاع النقاب عن وجہ الغراب'' میں ہے۔

لطیفہ

کوے نے جس طرح دیوبندی وہابی فرقہ میں ہلچل اور قلعہ دیوبند میں زلزلہ برپا کیا ہے اس پر عربی کا یہ شعر خوب چسپاں ہے

اذا کان الغراب دلیل قوم　　　　سیهد یهم طریق الها لکین

یعنی جس فرقہ کا کوا رہنما ہو وہ انہیں ہلاک ہونے والوں کی راہ رکھائے گا۔ ہدہد کے ساتھ بھی اسی کوے کا مقابلہ ہوا۔ اس کا مختصر واقعہ فقیر آنے والے اشعار میں عرض کریگا۔ ان شاءاللہ عزوجل

خبیث　بہر　خبیثہ　خبیثہ　بہر　خبیث

کہ ساتھ جنس کو بازو کلاغ لے کے چلے

حل لغات

کلاغ، ایک شکاری پرندہ، جنگلی کو، اغیاث میں ہے بضم وفتح زاغ، دشتی۔

شرح

قرآنی فیصلہ ہے کہ خبیث خبیث کو نصیب اور خبیثہ خبیثہ کو ہر جنس اپنی جنس کے ساتھ چلتی ہے باز باز کے ساتھ کوا کوا کے ساتھ۔

کند همجنس باهمجنس پرواز　　　　کبوتر با کبوتر باز بباز

ہر جنس اپنی ہمجنس کی طرف پرواز کرتی ہے کبوتر کبوتر کے ساتھ باز باز کے ساتھ۔

عربی مقولہ کا ترجمہ ہے

الجنس الیٰ الجنس یمیل　　　　جنس جنس کی جانب میلان کرتی ہے۔

قرآن مجید میں ہے

اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ وَ الْخَبِیْثُوْنَ لِلْخَبِیْثٰتِ ۚ (پارہ ۱۸، سورۃ النور، آیت ۲۶)

گندیاں گندوں کے لئے اور گندے گندیوں کے لئے۔

فائدہ

یہ آیت دراصل ہے تو مرد اور عورت کے باہمی رشتہ کے لئے لیکن بقاعدہ اصولِ تفسیر کہ آیات کا مورد اگرچہ خاص ہوتا لیکن حکم عام ہوتا ہے اس قاعدہ پر اب معنی مطلب یہ ہوا خبیث آدمی خبیث باتوں کے درپے ہوتا ہے اور خبیث باتیں

خبیث آدمی کا وطیرہ ہوتی ہیں۔

معجزۂ قرآن مجید

یہ معجزہ ایسا روشن ہے کہ دورِ حاضرہ میں بھی اس کا ظہور واضح ہے مثلاً جب سے دیوبندیوں وہابیوں نے حلال غذاؤں، میلاد شریف، معراج شریف کی شیرینی، گیارہویں شریف اور اعراس اولیاء کرام کے چاول اور بزرگانِ دین کے مزارات کے بکرے اور شب برأت کا حلوہ وغیرہ وغیرہ کو حرام کہا اللہ تعالیٰ نے ان کی قسمت میں وہ غذائیں مقرر فرمادیں جنہیں سن کر نفاست طبع انسان کو قے آنے لگتی ہے۔

حلال اشیاء حرام		حرام اشیاء حلال
شربت و آبِ سبیل امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حرام		ہولی و دیوالی کا کھانا جائز

لطیفہ

دیوبندی فرقہ کو کوے سے ایک اور گہری مناسبت ہے وہ یہ کہ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے علمی کمال کے منکر ہیں تو وہ کو اہدہد کے علمی کمال کا جیسا کہ عارف رومی نے مثنوی شریف میں واقعہ بیان فرمایا۔

ھدھد کے قصہ کا خلاصہ

جانور حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہاں آدابِ شاہی بجالاتے تھے جب ہدہد کی دربار میں حاضر ہونے کی باری آئی تو اس نے کہا اے بادشاہ میں اپنے ادنیٰ ساہنر بیان کرتا ہوں اگر اجازت ہو تو عرض کروں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا بتاؤ وہ کون ساہنر اور بھید ہے۔ ہدہد نے کہا اے آقا جب میں بلندی پر اُڑ رہا ہوتا ہوں تو زمین کی تہہ تک پانی کا سراغ لگالیتا ہوں اور مجھے معلوم ہوجاتا ہے کہ پانی کہاں کہاں ہے کس چیز سے نکل رہا ہے لہٰذا اپنے لشکر کے فائدے کے لئے مجھے آپ اپنے ساتھ رکھیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اے ہدہد تو ہمارے ساتھ رہ تاکہ ہمارے لشکر کے لئے اور ہمارے لئے پانی دریافت کرے اور ہمارے لشکر کو پیاس کی دقت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

کوے نے جب ہدہد کی یہ بات سنی تو وہ حسد کرکے حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہنے لگا اے بادشاہ ہدہد نے جو کچھ کہا ہے وہ غلط اور بے بنیاد ہے اے بادشاہ اگر واقعی ہدہد ایسا ہوتا تو وہ جال میں کیوں پھنستا جب اس کو پانی نظر آسکتا ہے تو جال کیوں نظر نہیں آتا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ سن کر ہدہد سے کہا اے ہدہد تو میرے سامنے شیخیاں کیوں بگھاڑ رہا ہے۔

ہدہد نے کہا اے بادشاہ یہ کوا میرا دشمن ہے اور حسد کی وجہ سے وہ مجھ پر الزام لگا رہا ہے میں نے جو دعویٰ کیا ہے وہ جھوٹا نہیں ہے اگر میرا دعویٰ جھوٹا ہے تو میرا سر اور میری گردن حاضر ہے یہ کوا جو خدا کے حکم کا منکر ہے خواہ ہزاروں عقلیں رکھے مگر پھر بھی کافر ہے۔

اے بادشاہ! یہ حقیقت ہے کہ اگر قضا میری آنکھوں کو بند نہ کرے تو میں ہوا میں جال کو بھی دیکھ لیتا ہوں مگر جب قضا آتی ہے تو اس وقت عقل بھی سو جاتی ہے تو وہ سورج اور چاند کی روشنی کو گھن لگا سکتی ہے اور ہدہد کا عذر معقول ہے کیونکہ قضاءوقدر کے سامنے ہزاروں تدبیریں خاک میں مل جاتی ہیں اور قضاءوقدر کے سامنے بڑے بڑے اولیاء بلکہ خود حضرات انبیاء علیہم السلام بھی سر تسلیم خم کر دیتے ہیں چنانچہ ہدہد نے اپنے اسی دعویٰ پر حضرت آدم علیہ السلام کا واقعہ دلیل کے طور پر پیش کیا۔ واقعہ ہدہد ہم نے صدائے نوی شرح مثنوی معنوی جلد دوم میں تفصیل سے لکھا ہے۔

جو دین کووں کو دے بیٹھے ان کو یکساں ہے
کلاغ لے کے چلے یا اُلاغ لے کے چلے

حل لغات

کلاغ، جنگلی کوا۔ الاغ، بضم اول و در آخر غین معجمہ بمعنی سواری و مرکب کہ آنرا بیگار گویند و بمعنی اسپ۔

شرح

جو لوگ کووں کو دین دے بیٹھے ان کے لئے برابر ہے کہ وہ کوا لے کر چلیں یا کوئی اور جانور حرام وغیرہ۔

رضا کسی سگ طیبہ کے پاؤں بھی چومے
تم اور آہ کہ اتنا دماغ لے کے چلے

حل لغات

آہ، افسوس، ہائے۔

شرح

اے رضا امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کیا تم مدینہ پاک پہنچ کر کسی سگ طیبہ کے قدم بھی چومے تھے تم کہاں اور سگ طیبہ کہاں افسوس ہے تم کتنا اونچا دماغ لے کر چلے تھے کہ سگ طیبہ کے قدم چوموں گا بھلا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ

تمہارے جیسے سگ طیبہ کے قدم چوم سکتا ہے۔

ازالۂ وہم

بعض لوگ اس وہم میں مبتلا ہیں کہ عشاق سگِ طیبہ کو اتنا کیوں بڑھا رہے ہیں لیکن یہ وہ کہتے ہیں جنہیں عشق سے نا آشنائی ہے ورنہ تو اب بھی کہتے ہیں

حق یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

تفصیل تو فقیر شرح حدائق بخشش جلد چہارم میں اور مستقل تصنیف ''نسبت بسگت'' میں عرض کر چکا ہے یہاں صرف ایک واقعہ پر اکتفا کرتا ہے۔ حضرت عارف رومی قدس سرہ نے اپنی مثنوی شریف میں لکھا ہے کہ حضرت مجنوں سگ لیلیٰ کی بے حد تعظیم کرتے تھے کبھی اس کے پاؤں چومتے کبھی اس کا منہ اور اسے خوب کھلاتے پلاتے کسی نے اعتراض کیا کہ قیس جی کتا پلید ہے اور پلیدی کھاتا ہے لیکن آپ ہیں کہ اسے چومتے ہیں اور حد سے بڑھ کر اس کی تعظیم و تکریم کر رہے ہیں۔ حضرت مجنوں نے جواباً فرمایا

گفت مجنوں تو همه نقشی وتن　　　اندر آبنگر تواز چشماں من

کایں طلسم بسته ها مولیٰ است ایں　　　پاسبانِ کوچه لیلیٰ است ایں

اے معترض تو صرف ظاہر بین ہے اور چشم باطن سے محروم میری چشم باطن سے اسے دیکھئے وہ یہ کہ یہ کتا میری محبوبہ لیلیٰ کے کوچے کا پاسبان ہے جس سے میں محروم ہوں اس اعتبار سے تو یہ کتا مجھ سے ہزار ہا درجہ بہتر ہے۔

پائے سگ بوسید مجنوں خلق گفته ایں چه بود　　　گفت ایں سگ گاهے گاهے کوئے لیلیٰ رفته بود

مجنوں نے سگ لیلیٰ کے پاؤں چومے تو مخلوق نے کہا یہ کیا مجنوں نے کہا یہ وہ کتا ہے جو کبھی کبھی لیلیٰ کے کوچہ میں آتا جاتا ہے۔

یہی عشاقِ مدینہ کا حال ہے کہ وہ بھی سگ طیبہ پر رشک کرتے ہیں کہ یہ کتا وہ ہے جو ان گلیوں میں گھومتا پھرتا ہے جہاں ہر وقت ہزاروں ملائکہ سجدہ ریز اور طواف کناں ہیں علاوہ ازیں کتا مخلوق میں رذیل ترین ہے اور محبوبانِ خدا اس کی اذالت کے پیش نظر خود کو محبوب کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ شیخ سعدی قدس سرہ فرماتے ہیں ایک آدمی نے کسی درویش کو دیکھا کہ وہ آسمان کی طرف منہ کر کے کتے کی طرح بول رہا ہے اس نے وجہ دریافت کی تو درویش نے فرمایا کہ عرصۂ دراز سے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کا سوال کر رہا ہوں مگر تا حال سدائے اجابت سے محروم ہوں بالآخر میرے دل میں

خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں عاجزی پسند ہے اور کتے سے بڑھ کر کوئی ایسی مخلوق نہیں جس کی عجز و نیاز کی مثال پیش کی جاسکے اسی لئے میں بآواز سگ التجا کر رہا ہوں شاید اس طریق سے اس کا دریائے رحمت جوش میں آ جائے

چوں دیدم کہ بے چارگی می خرد　　نہادم زسر کبر درائع خود

چوں سگ برورش بانگ کردم بسے　　کہ مسکین تراز نگ کسے

جب میں نے دیکھا کہ میرا آقا عاجزی وبیکسی کا پسند ہے میں نے اپنے سے تکبر اور خود رائی کو دور کر کے کتے کی طرح آواز کرر رہا ہوں اس لئے کہ کتے سے بڑھ کر اور کوئی عاجز نہیں اور ہے بھی یہی حقیقت کہ اللہ تعالیٰ کو یہ ادا بڑی پسند ہے اور اپنے محبوبوں کو بھی اس کتے کے بھیس میں پند و نصیحت کا سامان پہنچتا ہے۔

حکایت شاہ عبدالرحیم محدث دهلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد گرامی شاہ عبدالرحیم ایک دن بازار میں جا رہے تھے ایک تنگ گلی سے گزرنا تھا لیکن ایک کتا کیچڑ آلود بیٹھا پایا آپ نے دل میں سوچا کہ بہتر ہے کہ یہ کتا یہاں سے اُٹھ جائے تاکہ میں گزر جاؤں اور اس کے پلید چھینٹے مجھ پر نہ پڑیں پلید چھینٹے مجھ پر پڑ گئے تو میرے کپڑے خراب ہو جائیں گے۔ کتے نے بزبانِ حال کہا بہتر یہ ہے کہ آپ ایک طرف سے گزر جائیں اور مجھے یہاں بیٹھے رہنے دیں کیونکہ آپ کی چھینٹ میری چھینٹ سے زیادہ پلید اور خطرناک ہے کیونکہ میری چھینٹ کی پلیدی تو ایک چلو پانی سے صاف ہو گی یعنی اس وقت اگر میں آپ کے کہنے سے راستہ صاف کر دوں تو آپ کے دل میں غرور اور تکبر آ جائے گا کہ اتنا بڑا کامل ولی ہو چکا ہوں کہ اب کتے بھی میرے حکم سے چون و چرا نہیں کرتے ممکن ہے کہ نجاست تکبر کی وجہ سے آپ کا دامن خفت کی بہ نسبت زیادہ میلا ہو جائے جو نقص مراتب کا موجب ہے فرماتے ہیں میں کتے کا جواب سن کر خاموش ہو گیا اور خوف زدہ ہو کر ایک طرف سے گزر گیا۔ (انفاس العارفین)

عموماً لوگ کتے کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں مگر صوفیائے کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین خدا تعالیٰ کی ادنیٰ سے ادنیٰ مخلوق کو بھی بُرا نہیں کہتے بلکہ اپنے نفس کو سب سے زیادہ ذلیل و خوار سمجھتے ہیں۔

بلبل شیراز لکھتے ہیں کہ قدوۃ السالکین حضرت جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک زخمی کتے کو دیکھا جو بھوک اور پیاس کی وجہ سے بیتاب ہو رہا تھا آپ نے اپنے زادراہ میں سے نصف اس کے آگے کھانے کو دیا اور رو کر فرمانے لگے کہ کون جانتا ہے کہ ہم دونوں میں سے کون بہتر ہے بظاہر میں تم سے بہتر ہوں لیکن اگر میرا پاؤں صراطِ مستقیم پر قائم رہا تو

خدا تعالیٰ مجھے قیامت کے دن اپنے فضل سے بخش دیگا اگر خدانخواستہ میں راہ راستی سے پھر گیا تو یہ کتا ہزار درجہ مجھ سے بہتر ہوگا کیونکہ کتے باوجود نجس ہونے کے بھی دوزخ میں نہیں جائیں گے۔

راہ ایں است سعدی کہ مردانِ راہ　　بعزت نہ کردند در خود نگاہ

ازیں بوملائک شرف داشتند　　کہ خود را بہ از سگ نہ بنداشتند

یعنی اے سعدی! خدا تعالیٰ کے بندوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ اپنے آپ کو عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے اس واسطے فرشتوں پر فضیلت رکھتے ہیں کیونکہ وہ اپنے آپ کو کتے سے بھی بہتر نہیں جانتے۔

کتے میں اعلیٰ صفات

حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ کتے میں دس صفات ایسی ہیں جو ہر مومن صالح میں ہونی چاہیے۔

(۱) بھوکا رہ کر صبر کے ساتھ وقت گزار دیتا ہے۔

(۲) اس کی کوئی مستقل رہائش گاہ نہیں متوکلین کی طرح جہاں جگہ مل جاتی ہے بیٹھا سوتا ہے۔

(۳) رات کو نہیں سوتا اگر سوتا ہے تو بہت کم۔

(۴) مرنے کے بعد کچھ نہیں چھوڑتا۔

(۵) وفادار ہے جس کا کچھ کھالیتا ہے وہ اُسے ہزار بار دھتکارے اس کا پیچھا نہیں چھوڑتا۔

(۶) بہت تھوڑی جگہ پر راضی ہو جاتا ہے۔

(۷) کوئی اس کی جگہ چھین لے یا قبضہ کرلے تو اسے چھوڑ کر دوسری جگہ جا بیٹھتا ہے۔

(۸) اسے مارنے اور ظلم کرنے کے باوجود بھی اگر پھر اسے بلا کر ٹکڑا کھلایا جائے لوٹ آتا ہے اس سے بغض اور کینہ نہیں رکھتا۔

(۹) کھانا رکھا ہو اور اس سے ملے گا تو وہ اس کا انتظار کرتا ہے صبر کرکے دیکھتا تکتا رہتا ہے۔

(۱۰) جب کسی وجہ سے ایک مکان چھوڑ جائے تو پھر مکان کی طرف منہ کرکے بھی نہیں دیکھتا۔ (روض الریاحین مصنفہ قطب مکہ امام یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حکایت نمبر ۱۴۲)

نوٹ

یہ عام کتوں کے متعلق ہے سگ طیبہ کا کیا کہنا انہیں مدینہ پاک سے منسوب ہونے پر وہ شرف ملائکہ

اصحابِ کہف روزے چند بمردمان بہ نشست مردم شد

اور سگانِ طیبہ کو نا معلوم کیا دولت نصیب ہوتی ہے اسی لئے عشاق سگِ طیبہ سے نسبت کے ادعاء کو بھی بے ادبی سمجھتے ہیں۔مولانا قدسی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے قصیدہ میں لکھا ہے

نسبت بسگت کر دم بس منفعلم زانکہ نسبت بسگت کوئے تو شد بے ادبیست

آپ کے درِاقدس کے کتے سے میں نے اپنی نسبت جوڑ دی میں نے جرأت کی اس لئے کہ آپ کے کتے سے نسبت کا دعویٰ کرنا آپ کے کتے کی بے ادبی ہے۔

☆☆☆☆☆☆